

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جلد حقوق ملکیت بحق ناشر محفوظ ہیں



مکتبہ رحمانیہ

نام کتاب ÷

میزان الاعتدال (جداول)

مؤلفہ ÷

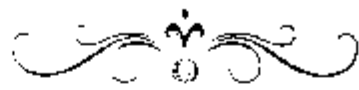
الإمام ابن حجر العسقلانی

ناشر ÷

مکتبہ رحمانیہ

مطبع ÷

خضر جاوید پرنٹرز لاہور



اقراء سنٹر عرفی سسٹریٹ، انڈوانا لاہور

فون: 042-37224228-37355743

ضروری وضاحت

ایک مسلمان جان بوجھ کر قرآن مجید، احادیث رسول ﷺ اور دیگر دینی کتابوں میں غلطی کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتا بھول کر ہونے والی غلطیوں کی تصحیح و اصلاح کے لیے بھی ہمارے ادارہ میں مستقل شعبہ قائم ہے اور کسی بھی کتاب کی طباعت کے دوران غلطی کی تصحیح پر سب سے زیادہ توجہ اور عرق ریزی کی جاتی ہے۔ تاہم چونکہ یہ سب کام انسانوں کے ہاتھوں ہوتا ہے اس لیے پھر بھی غلطی کے رہ جانے کا امکان ہے۔ لہذا قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر ایسی کوئی غلطی نظر آئے تو ادارہ کو مطلع فرمادیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح ہو سکے۔ نیکی کے اس کام میں آپ کا تعاون صدقہ جاریہ ہوگا۔ (ادارہ)

تنبیہ

ہمارے ادارے کا نام بغیر ہماری تحریری اجازت بطور ملے کا پتہ، ڈسٹری بیوٹر، ناشر یا تقسیم کنندگان وغیرہ میں نہ کھنسا جائے۔ بصورت دیگر اس کی منہ تر ذمہ داری کتاب طبع کروانے والے پر ہوگی۔ ادارہ ہذا اس کا جواب دہ نہ ہوگا اور ایسا کرنے والے کے خلاف ادارہ قانونی کارروائی کا حق رکھتا ہے،



انتساب

قدوة علماء المحققين زبدة فضلاء المدققين تبیح المشائخ

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ

کی نذر

روشن دین عفی عنہ

فہرست مضامین

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
"	۱۴- ابان بن عمر - الوابی سا	۳	انتساب
"	۱۵- ابان بن ابی عیاش فیروز	۲۷	عرض ناشر
۵۳	۱۶- ابان بن فیروز، ابو اسماعیل بصری	۲۹	عرض مترجم
۵۵	۱۷- ابان بن محمر	۳۱	امام ذہبی
"	۱۸- ابان بن شہل	۳۳	احمد جرح و تعدیل
۵۶	۱۹- ابان بن ولید بن دشام معیطی	۳۹	مقدمہ (از امام ذہبی)
"	۲۰- ابان بن یزید العطار، ابو یزید بصری،		﴿ حرف الف ﴾
۵۷	۲۱- ابان الرقی	۴۳	("الف" سے شروع ہونے والے نام)
"	۲۲- ابان بن جعفر، ابوسعید	"	۱- ابان بن اسحاق مدنی
"	۲۳- ابراہیم بن احمد حرانی ضریر	"	۲- ابان بن تغلب کوفی
۵۸	۲۴- ابراہیم بن احمد سبذی قاضی	۴۴	۳- ابان بن جبلة کوفی
"	۲۵- ابراہیم بن احمد عجل	"	۴- ابان بن حاتم طوکی
"	۲۶- ابراہیم بن احمد بن مروان	۴۵	۵- ابان بن خالد خثلی
"	۲۷- ابراہیم بن ابان	"	۶- ابان بن سفیان موصلی
"	۲۸- ابراہیم بن اسحاق	"	۷- ابان بن سفیان مقدی
"	۲۹- ابراہیم بن اسحاق	۴۷	۸- ابان بن صمد
"	۳۰- ابراہیم بن اسحاق واسطی	۴۸	۹- ابان بن طارق
۵۹	۳۱- ابراہیم بن اسحاق صینی	"	۱۰- ابان بن عبد اللہ
"	۳۲- ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن عیسیٰ	"	۱۱- ابان بن عبد اللہ، مثنیٰ
"	۳۳- ابراہیم بن اسحاق نسی کوفی	۴۹	۱۲- ابان بن عبد اللہ
"	۳۴- ابراہیم بن اسحاق	"	۱۳- ابان بن عثمان الاحمر

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۸	۶۲- ابراہیم بن جعد	۶۰	۳۵- ابراہیم بن اسماعیل - بن مجمع انصاری مدنی
"	۶۳- ابراہیم بن حیان	"	۳۶- ابراہیم بن اسماعیل بن ابوجیبہ شہلی مدنی ابواسماعیل
"	۶۴- ابراہیم بن حجر	۶۱	۳۷- ابراہیم بن اسماعیل بن بشیر
"	۶۵- ابراہیم بن حجاج	"	۳۸- ابراہیم بن اسماعیل بنی
"	۶۶- ابراہیم بن حرب عسقلانی	"	۳۹- ابراہیم بن اسماعیل بن یحییٰ بن سلمہ بن کبیل
۲۹	۶۷- ابراہیم بن ابی حرقہ	"	۴۰- ابراہیم بن اسماعیل بن یسکری
"	۶۸- ابراہیم بن حسان	"	۴۱- ابراہیم بن اسماعیل
"	۶۹- ابراہیم بن حسن	۶۲	۴۲- ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ
"	۷۰- ابراہیم بن عثمان زہری	"	۴۳- ابراہیم بن اسود
"	۷۱- ابراہیم بن حفص بن جندب	"	۴۴- ابراہیم بن اشعث
"	۷۲- ابراہیم بن حکم بن ابان	"	۴۵- ابراہیم بن عیینہ شیبانی
۷۰	۷۳- ابراہیم بن حکم بن ظہیر کوفی	۶۳	۴۶- ابراہیم بن ایوب برسانی اصمہانی
۷۱	۷۴- ابراہیم بن حماد زہری ضریر	"	۴۷- ابراہیم بن باب بصری قصار
"	۷۵- ابراہیم بن حمید دیلمی	"	۴۸- ابراہیم بن بدیل بن ورقاء خزاعی
"	۷۶- ابراہیم بن ابی حنیفہ	"	۴۹- ابراہیم بن براء بن نصر بن انس بن مالک انصاری
۷۷	۷۷- ابراہیم بن حیان بن حکیم بن علقمہ بن سعد بن معاذ اوسی	۶۴	۵۰- ابراہیم بن براء
۷۲	مدنی	"	۵۱- ابراہیم بن بشر کسائی
"	۷۸- ابراہیم بن حیان بن یحییٰ بن یحییٰ	۶۵	۵۲- ابراہیم بن بشر ازدی
"	۷۹- ابراہیم بن ابی حنیفہ بن اشعث، ابواسماعیل بنی	"	۵۳- ابراہیم بن بشر زامدی
۷۳	۸۰- ابراہیم بن خالد ابو ثور کلیبی	۶۶	۵۴- ابراہیم بن بشر زامسانی الزاہد
"	۸۱- ابراہیم بن حکم بن عراک بن مالک غفاری	"	۵۵- ابراہیم بن بشر بنی
"	۸۲- ابراہیم بن خضر دمشق	"	۵۶- ابراہیم بن بکر شیبانی الاصور
۷۴	۸۳- ابراہیم بن خلف بن منصور غسانی سنہوری	"	۵۷- ابراہیم بن ابوبکر بن متکدر
"	۸۴- ابراہیم بن ابودلیلہ	۶۷	۵۸- ابراہیم بن بشار خوارزمی قاضی
"	۸۵- ابراہیم بن راشد آدمی	"	۵۹- ابراہیم بن ثابت قصار
"	۸۶- ابراہیم بن رجاء	"	۶۰- ابراہیم بن جریر بن ہادوی
"	۸۷- ابراہیم بن رستم	"	۶۱- ابراہیم بن جریر بن عبد اللہ بنی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۸۲	۱۱۴- ابراہیم بن مسیح الطحی	۷۴	۸۸- ابراہیم بن زرقان
"	۱۱۵- ابراہیم بن صرمہ انصاری	۷۵	۸۹- ابراہیم بن زرعہ
"	۱۱۶- ابراہیم بن طہمان	"	۹۰- ابراہیم بن زکریاء ابو اسحاق غلی بصری ضریر المعلم
۸۳	۱۱۷- ابراہیم بن عبد اللہ بن ابی الاسود الکلتانی	۷۶	۹۱- ابراہیم بن زیاد قرشی
"	۱۱۸- ابراہیم بن العباس	"	۹۲- ابراہیم بن زیاد غلی
"	۱۱۹- ابراہیم بن عبد اللہ بن زبیر جمحی	"	۹۳- ابراہیم بن زیاد
۸۴	۱۲۰- ابراہیم بن عبد اللہ بن علاء بن زبیر	"	۹۴- ابراہیم بن زید اسلمی تغلیسی
"	۱۲۱- ابراہیم بن عبد اللہ ہروی	۷۷	۹۵- ابراہیم بن سالم نیشاپوری
"	۱۲۲- ابراہیم بن عبد اللہ بن قریم	"	۹۶- ابراہیم بن سرلج
"	۱۲۳- ابراہیم بن عبد اللہ	"	۹۷- ابراہیم بن سعد بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف
"	۱۲۴- ابراہیم بن عبد اللہ بن خالد	"	ابو اسحاق زہری مدنی
۸۵	۱۲۵- ابراہیم بن عبد اللہ بن الحارث بن حاطب بن حارث بن معمر الحکی	۷۹	۹۸- ابراہیم بن سعید مدنی
۸۶	۱۲۶- ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد بن ایوب بخری	"	۹۹- ابراہیم بن سعید الجوبیری الحافظ ابو اسحاق بغدادی
۸۷	۱۲۷- ابراہیم بن عبد اللہ بن ہمام صنعانی	۸۰	۱۰۰- ابراہیم بن سلیم
"	۱۲۸- ابراہیم بن عبد اللہ بن سمرق	"	۱۰۱- ابراہیم بن سلام
"	۱۲۹- ابراہیم بن عبد اللہ بن حاتم، ابو اسحاق ہروی ثم بغدادی	"	۱۰۲- ابراہیم بن سلام
۸۹	۱۳۰- ابراہیم بن عبد اللہ سعدی نیشاپوری	"	۱۰۳- ابراہیم بن سلیمان الخدء
"	۱۳۱- ابراہیم بن عبد اللہ	"	۱۰۴- ابراہیم بن سلیمان
"	۱۳۲- ابراہیم بن عبد اللہ الصاعدی	۸۱	۱۰۵- ابراہیم بن سلیمان بنی الزیات
"	۱۳۳- ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بن عقیق	"	۱۰۶- ابراہیم بن سلیمان مقدسی
۹۰	۱۳۴- ابراہیم بن عبد الرحمن بن مہدی	"	۱۰۷- ابراہیم بن سلیمان
"	۱۳۵- ابراہیم بن عبد الرحمن الکسکی	"	۱۰۸- ابراہیم بن سوید البصری فی کوفی
"	۱۳۶- ابراہیم بن عبد الرحمن خوارزمی	"	۱۰۹- ابراہیم بن سوید مدنی
۹۱	۱۳۷- ابراہیم بن عبد الرحمن العذری	"	۱۱۰- ابراہیم بن شعیب مدنی
"	۱۳۸- ابراہیم بن عبد الرحمن الحلی	"	۱۱۱- ابراہیم بن شکر العثماني مصری
"	۱۳۹- ابراہیم بن عبد الرحمن بن یزید	"	۱۱۲- ابراہیم بن صالح بن درہم باہلی
"		۸۲	۱۱۳- ابراہیم بن ابی صالح

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۰۰	۱۶۶- ابراہیم بن فضل بن سلیمان	۹۱	۱۳۰- ابراہیم بن عبد السلام مکی
"	۱۶۷- ابراہیم بن فضل اصہبانی الحافظ، ابو نصر البزار	"	۱۳۱- ابراہیم بن عبد السلام الوشاء
"	۱۶۸- ابراہیم بن فضل بن ابی سہید	"	۱۳۲- ابراہیم بن عبد الصمد بن موسیٰ بن محمد ابواسحاق ہاشمی
۱۰۱	۱۶۹- ابراہیم بن نہد بن حکیم بصری	۹۲	العباسی امیر الحاج
"	۱۷۰- ابراہیم بن الفیاض مصری	"	۱۳۳- ابراہیم بن عبد الملک ابو اسماعیل القناد
"	۱۷۱- ابراہیم بن قدامتہ نجفی، مدنی	"	۱۳۴- ابراہیم بن عبد الواحد کمری
"	۱۷۲- ابراہیم بن قعیس	۹۳	۱۳۵- ابراہیم بن عثمان ابو حنیہ العسبی کوفی
"	۱۷۳- ابراہیم بن ابی الیث	۹۴	۱۳۶- ابراہیم بن عثمان ابواسحاق الکاشغری
۱۰۲	۱۷۴- ابراہیم بن مالک انصاری بصری	"	۱۳۷- ابراہیم بن عصمتہ العدل نیشاپوری
"	۱۷۵- ابراہیم بن محمد بن اسماعیل مسمعی بصری	"	۱۳۸- ابراہیم بن عطیہ ثقفی
"	۱۷۶- ابراہیم بن مالک	۹۵	۱۳۹- ابراہیم بن عقیقہ
۱۰۳	۱۷۷- ابراہیم بن بشر بغدادی	"	۱۵۰- ابراہیم بن عقیل بن حبیش قرشی نخوی
"	۱۷۸- ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن حارث تمیمی	"	۱۵۱- ابراہیم بن عکاشہ
"	۱۷۹- ابراہیم بن محمد بن ابان	"	۱۵۲- ابراہیم بن علاء ابو ہارون غنوی
"	۱۸۰- ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن زرارہ بغدادی	۹۶	۱۵۳- ابراہیم بن علاء
"	۱۸۱- ابراہیم بن محمد بن عاصم	"	۱۵۴- ابراہیم بن علی الرافعی
۱۰۴	۱۸۲- ابراہیم بن محمد بن مروان	"	۱۵۵- ابراہیم بن علی الغزالی اوالمعتزلی
"	۱۸۳- ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن ابی عبادہ	"	۱۵۶- ابراہیم بن علی ابو الفتح بن بخت
"	۱۸۴- ابراہیم بن محمد بن صدقہ عامری	۹۷	۱۵۷- ابراہیم بن علی الطائفی
"	۱۸۵- ابراہیم بن محمد بن عبد العزیز زہری مدنی	"	۱۵۸- ابراہیم بن علی الرافعی
۱۰۵	۱۸۶- ابراہیم بن محمد بن ثابت انصاری	"	۱۵۹- ابراہیم بن علی الآمدی ابن الفراء
"	۱۸۷- ابراہیم بن محمد بن عمر عرقہ بن برند سیامی الحافظ، ابواسحاق	"	۱۶۰- ابراہیم بن عمر بن ابان
۱۰۶	۱۸۸- ابراہیم بن ابی یحییٰ	"	۱۶۱- ابراہیم بن عمر بن سفینہ
"	۱۸۹- ابراہیم بن محمد بن یوسف بن سرج ابواسحاق فریابی، قم	۹۸	۱۶۲- ابراہیم بن عمر بن کبر السکسکی
۱۱۰	مقدسی	"	۱۶۳- ابراہیم بن عیسیٰ قطری
"	۱۹۰- ابراہیم بن محمد	۹۹	۱۶۴- ابراہیم بن عیینہ ہمدانی
"	۱۹۱- ابراہیم بن محمد الآمدی الخواص	"	۱۶۵- ابراہیم بن فضل مخزومی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۱۶	۲۱۹- ابراہیم بن مغیرہ	۱۱۰	۱۹۲- ابراہیم بن محمد بن حسن الصہبانی الطیال
"	۲۲۰- ابراہیم بن مقوش زبیدی	۱۱۱	۱۹۳- ابراہیم بن محمد قنفذی
۱۱۷	۲۲۱- ابراہیم بن منذر جزائی	"	۱۹۴- ابراہیم بن محمد مقدسی
"	۲۲۲- ابراہیم بن منکدر	"	۱۹۵- ابراہیم بن محمد عکاش
"	۲۲۳- ابراہیم بن مہاجر بن مسارمدنی	"	۱۹۶- ابراہیم بن محمد عمری کوفی
"	۲۲۴- ابراہیم بن مہاجر بن جابر بکلی کوفی	"	۱۹۷- ابراہیم بن محمد بن یحییٰ العدوی ثم البخاری
۱۱۸	۲۲۵- ابراہیم بن مہدی مصفی	۱۱۲	۱۹۸- ابراہیم بن محمد حصصی
"	۲۲۶- ابراہیم بن مہدی الثعالبی	"	۱۹۹- ابراہیم بن محمد ہاشمی
"	۲۲۷- ابراہیم بن موسیٰ جرجانی، الوزدولی	"	۲۰۰- ابراہیم بن محمد الشافعی
۱۱۹	۲۲۸- ابراہیم بن موسیٰ مروزی	"	۲۰۱- ابراہیم بن محمد بن عاصم
"	۲۲۹- ابراہیم بن موسیٰ بن جلیل اللاندی رحال	۱۱۳	۲۰۲- ابراہیم بن محمد بن میمون
"	۲۳۰- ابراہیم بن ابی میمونہ	"	۲۰۳- ابراہیم بن محمد بن خلف بن قدید مصری
"	۲۳۱- ابراہیم بن میمون مروزی صاحب	"	۲۰۴- ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدراء
"	۲۳۲- ابراہیم بن ناصر الصہبانی	"	۲۰۵- ابراہیم بن محمد بن ابی عاصم
۱۲۰	۲۳۳- ابراہیم بن نافع الکلاب	"	۲۰۶- ابراہیم بن محمد بن ابان
"	۲۳۴- ابراہیم بن نافع الناجی	"	۲۰۷- ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بغدادی بزاز
"	۲۳۵- ابراہیم بن نافع اموی	"	۲۰۸- ابراہیم بن محمد بن علی
"	۲۳۶- ابراہیم بن نجار	۱۱۴	۲۰۹- ابراہیم بن محمد بن عوفی ثکوی نفطویہ
"	۲۳۷- ابراہیم بن نسطاس	"	۲۱۰- ابراہیم بن محمود بن میمون
"	۲۳۸- ابراہیم بن نوح	"	۲۱۱- ابراہیم بن محمود بن خیر مقرر
۱۲۱	۲۳۹- ابراہیم بن ہارون صنعانی	"	۲۱۲- ابراہیم بن محمد الرازی
"	۲۴۰- ابراہیم بن ہانی	۱۱۵	۲۱۳- ابراہیم بن مرزوق
"	۲۴۱- ابراہیم بن ہدیہ، ابو ہدیہ القاری ثم بصری	"	۲۱۴- ابراہیم بن مسعدہ
۱۲۲	۲۴۲- ابراہیم بن ہرستہ شیبانی کوفی	"	۲۱۵- ابراہیم بن مسلم جبری
"	۲۴۳- قاضی بردہ	۱۱۶	۲۱۶- ابراہیم بن المطہر فہری
"	۲۴۴- ابراہیم بن ہشام بن یحییٰ بن یحییٰ غسانی	"	۲۱۷- ابراہیم بن معاویہ الزیادی
۱۲۳	۲۴۵- ابراہیم بن ایشم البغدادی	"	۲۱۸- ابراہیم بن ابو معاویہ ضریر

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۲۹	۲۷۲-انی بن عباس بن کحل بن سعد الساعدی	۱۲۲	۲۴۵-ابراہیم بن یحییٰ عدنی
۱۳۰	۲۷۳-خلج بن عبداللہ ابو حنیہ کندی کوئی	"	۲۴۶-ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن عباد بن ہانی، الشجرى
	(من اسمہ احمد)	۱۲۵	۲۴۷-ابراہیم بن یزید بن قدید
۱۳۱	۲۷۴-وہ راوی جن کا نام احمد ہے	"	۲۴۸-ابراہیم بن یزید بن قدیمہ
"	۲۷۴-احمد بن ابراہیم بن حمیل	"	۲۴۹-ابراہیم بن یزید بن مردانہ
"	۲۷۵-احمد بن ابراہیم بن زوری	"	۲۵۰-ابراہیم بن یزید بن شریک نمکی
"	۲۷۶-احمد بن ابراہیم بن خالد شلا ثانی واسطی	"	۲۵۱-ابراہیم بن یزید نخعی
"	۲۷۷-احمد بن ابراہیم بن مہران بوشخی	۱۲۶	۲۵۲-ابراہیم بن یزید عدنی
"	۲۷۸-احمد بن ابراہیم بن یزید	"	۲۵۳-ابراہیم بن یزید خوزی کی
"	۲۷۹-احمد بن ابراہیم بن ابی سیکہ حلبی	"	۲۵۴-ابراہیم بن یعقوب،
۱۳۲	۲۸۰-احمد بن ابراہیم بن حکم، ابو جابر القرائی معافری۔	"	۲۵۵-ابراہیم بن ابو حنیہ یسج:
"	۲۸۱-احمد بن ابراہیم بن عبداللہ بن کیسان ابو بکر ثقفی اصہبانی	"	۲۵۶-ابراہیم بن یعقوب، ابو اسحاق سعدی جوزجانی
"	۲۸۲-احمد بن ابراہیم بن موسیٰ	۱۲۷	۲۵۷-ابراہیم بن یوسف بن اسحاق بن ابی اسحاق سیمی
"	۲۸۳-احمد بن ابراہیم خراسانی	"	۲۵۸-ابراہیم بن یوسف، ابلی خنی قفیعہ
"	۲۸۴-احمد بن ابراہیم ابو معاذ جرجانی الخمری	"	۲۵۹-ابراہیم بن یوسف حضری الکندی کوئی مصری
۱۳۳	۲۸۵-احمد بن ابراہیم الخمری	"	۲۶۰-ابراہیم بن ابی محذرة
"	۲۸۶-احمد بن ابراہیم حمی	۱۲۸	۲۶۱-ابراہیم الفطس
"	۲۸۷-احمد بن ابراہیم حمیری	"	۲۶۲-ابراہیم قرشی
"	۲۸۸-احمد بن ابراہیم تمار خاوص	"	۲۶۳-ابراہیم الکندی
"	۲۸۹-احمد بن الاحجم مروزی	"	۲۶۴-ابراہیم
۱۳۴	۲۹۰-احمد بن احمد بن احمد بن العندی یحییٰ محدث	"	۲۶۵-ابراہیم
"	۲۹۱-احمد بن احمد بن یزید مؤدب خنی	"	۲۶۶-ابراہیم شرابی
"	۲۹۲-احمد بن ابی احمد جرجانی،	"	۲۶۷-ابراہیم بن حوات
"	۲۹۳-احمد بن الازہر خثا پوری الحافظ	"	۲۶۸-ابرد بن اشرس
۱۳۵	۲۹۴-احمد بن اسحاق	۱۲۹	۲۶۹-ابن یس، ابن ابان
"	۲۹۵-احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن عیسیٰ بن شریط	"	۲۷۰-ابن یس، ابن الاغر
۱۳۶	۲۹۶-احمد بن اسحاق واسطی، ابو جعفر	"	۲۷۱-ابن یس، ابن سفیان مقدی

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
۲۹۷- احمد بن اسعد بن صغیر	۱۳۶	۳۲۳- احمد بن حارث غسانی، بصری	۱۳۳
۲۹۸- احمد بن اسماعیل، ابو حذافہ سمی	"	۳۲۵- احمد بن حارث بن مسکین مصری	"
۲۹۹- احمد بن ابی اوفی	۱۳۷	۳۲۶- احمد بن خالد، ابو سلمہ سرقدی	۱۳۴
۳۰۰- احمد بن ایوب ارجانی	۱۳۸	۳۲۷- احمد بن حجاج بن صلت	"
۳۰۱- احمد بن بابشاذ، ابو الفتح جوہری، مصری	"	۳۲۸- احمد بن حرب نیشاپوری زابد	"
۳۰۲- احمد بن ابوبکر، ابو مصعب زہری	"	۳۲۹- احمد بن حسن بن ابان مصری اہلی	"
۳۰۳- احمد بن بحر عسکری	"	۳۳۰- احمد بن حسن بن قاسم بن سرقة کوفی	۱۳۵
۳۰۴- احمد بن بدیل کوفی قاضی	"	۳۳۱- احمد بن حسن بن عبید اللہ بن محمد، ابو العباس بکری تہمی	
۳۰۵- احمد بن ہدراں بغدادی	۱۳۹	سرقدی	۱۳۶
۳۰۶- احمد بن بشیر، بغدادی	"	۳۳۲- احمد بن حسن بن علی بن طورانی	"
۳۰۷- احمد بن بشیر کوفی	"	۳۳۳- احمد بن حسن ابو حنظل	"
۳۰۸- احمد بن بکر بالسی	۱۴۰	۳۳۴- احمد بن حسن بن عبد الجبار صوفی	"
۳۰۹- احمد بن بکر بن خالد نسبی	"	۳۳۵- احمد بن حسن بن بکی	۱۳۷
۳۱۰- احمد بن بکر بن ابوالعباس نخاس، بغدادی	"	۳۳۶- احمد بن حسن بن علی مقری دہلی	"
۳۱۱- احمد بن بندار ابو بکر ساوی	"	۳۳۷- احمد بن حسن، ابو الحسن طرسوی	"
۳۱۲- احمد بن تیم بن عباد	"	۳۳۸- احمد بن حسن بن اسماعیل بن صبیح، بصری کوفی	"
۳۱۳- احمد بن ثابت بن خطاب رازی فرخویہ	۱۴۱	۳۳۹- احمد بن حسن بن سہل، ابو الفتح حمصی	"
۳۱۴- احمد بن ثابت طریقی الحافظ	"	۳۴۰- احمد بن حسن بن اقبال	"
۳۱۵- احمد بن جریر کشی	"	۳۴۱- احمد بن حسن بن خیرون، ابو فضل	"
۳۱۶- احمد بن جعفر بن عبد اللہ	"	۳۴۲- احمد بن الحسن بن صوفی صغیر	۱۳۸
۳۱۷- احمد بن جعفر نسائی، ابو الفرج	۱۴۲	۳۴۳- احمد بن الحسن بن مؤمل صریقی	"
۳۱۸- احمد بن جعفر بن سعید، ابو حامد اشعری قمی	"	۳۴۴- احمد بن الحسن، ابو الحسن بن سہل الواعظ	"
۳۱۹- احمد بن جعفر بن حمدان، ابو بکر قفصی	"	۳۴۵- احمد بن حسین قاضی، ابو العباس نہاد مدنی	۱۳۹
۳۲۰- احمد بن ابی جعفر بکری، عمری سرقدی	"	۳۴۶- احمد بن الحسن بن علی بن عمر حربی سکری، ابو منصور	"
۳۲۱- احمد بن جعفر بن عبد اللہ بن یونس بن عبید	۱۴۳	۳۴۷- احمد بن حسین بن ابوبکر محمد بن عبد اللہ بن یحییٰ ابو الحسن	"
۳۲۲- احمد بن جہور غسانی	"	۳۴۸- احمد بن حسین ابو زرہ رازی صغیر	"
۳۲۳- احمد بن حاتم - ہمدانی	"	۳۴۹- احمد بن حسین شافعی صوفی	"

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۵۵	۳۷۷- احمد بن ابی روح	۱۵۰	۳۵۰- احمد بن الحسین بن وہبان
۱۵۶	۳۷۸- احمد بن زرارۃ دہلی	"	۳۵۱- احمد بن حسین بوطائی
"	۳۷۹- احمد بن زیاد بن قریطی	"	۳۵۲- احمد بن حفص سعدی
"	۳۸۰- احمد بن زید مصری	"	۳۵۳- احمد بن حکم عبدی
"	۳۸۱- احمد بن زید بن کئی	"	۳۵۴- احمد بن حکم بقاوی ابو خزیمہ
۳۸۲	۳۸۲- احمد بن زید ابوعلی	"	۳۵۵- احمد بن حماد مروزی دھاب
"	۳۸۳- احمد بن زید ان ابوالعباس مقری	۱۵۱	۳۵۶- احمد بن حماد ہمدانی
"	۳۸۴- احمد بن سالم ابوسمرۃ	"	۳۵۷- احمد بن حمدون، ابو حامد عجمی حافظ نیشاپوری
۱۵۸	۳۸۵- احمد بن سالم عسقلانی	"	۳۵۸- احمد بن حمزہ بن محمد
"	۳۸۶- احمد بن سعید ہمدانی	"	۳۵۹- احمد بن حمک نیشاپوری
"	۳۸۷- احمد بن سعید ہمدانی اندلسی	"	۳۶۰- احمد بن حازم معافری
۳۸۸	۳۸۸- احمد بن سعید جمال	"	۳۶۱- احمد بن خالد شیبانی
"	۳۸۹- احمد بن سعید بن فرقہ جدی	۱۵۲	۳۶۲- احمد بن خالد بن یحییٰ قرطبی
"	۳۹۰- احمد بن سعید حمصی	"	۳۶۳- احمد بن خالد بن عبد الملک بن مروح حرانی
"	۳۹۱- احمد بن سعید اصہبانی	"	۳۶۴- احمد بن خالد قرشی
"	۳۹۲- احمد بن سعید عسکری	"	۳۶۵- احمد بن خالد ہاشمی
"	۳۹۳- احمد بن سلمہ کوفی	"	۳۶۶- احمد بن خلیل نوخلی قومی
۱۶۰	۳۹۴- احمد بن سلمہ اصفہانی	۱۵۳	۳۶۷- احمد بن خلیل بغدادی الجور
"	۳۹۵- احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بن یونس	"	۳۶۸- احمد بن خلیل بصری، ابو بکر
"	۳۹۶- احمد بن سلمان ابو بکر عبادانی	"	۳۶۹- احمد بن داؤد بن عبد الغفار، ابو صالح حرانی ثم مصری
"	۳۹۷- احمد بن سلمان قرشی اسدی خفغانی	۱۵۴	۳۷۰- احمد بن داؤد
۱۶۱	۳۹۸- احمد بن سلیمان بن ابی الطیب	"	۳۷۱- احمد بن داؤد بن یزید بن ماہان سجستانی
"	۳۹۹- احمد بن سلیمان بن زبان کندی دمشقی	"	۳۷۲- احمد بن دہشم الاسدی
"	۴۰۰- احمد بن سلیمان حرانی ارسی	"	۳۷۳- احمد بن ابی داؤد قاضی
۱۶۲	۴۰۱- احمد بن ابی سلیمان قواریری	"	۳۷۴- احمد بن راشد ہلالی
"	۴۰۲- احمد بن سہیل واسطی	۱۵۵	۳۷۵- احمد بن رجا بن عبیدہ
"	۴۰۳- احمد بن شعیب بن سعید	"	۳۷۶- احمد بن روح براز

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۷۱	۳۳۱- احمد بن عبد اللہ، ابو علی الکندی خراسانی	۱۶۲	۳۰۴- احمد بن شیبان الرملی،
"	۳۳۲- احمد بن عبد اللہ بن سہار	۱۶۳	۳۰۵- احمد بن صالح، ابو جعفر مصری
"	۳۳۳- احمد بن عبد اللہ شاشی	۱۶۴	۳۰۶- احمد بن صالح کئی السواقی،
۱۷۲	۳۳۴- احمد بن عبد اللہ، کوفی	"	۳۰۷- احمد بن صالح شموئی
"	۳۳۵- احمد بن عبد اللہ الابی	"	۳۰۸- احمد بن صدوق، ابو علی البیع
"	۳۳۶- احمد بن عبد اللہ ثاقبی	"	۳۰۹- احمد بن حلت حماتی
"	۳۳۷- احمد بن عبد اللہ الحافظ ابو نعیم اصبہانی	"	۳۱۰- احمد بن صلیح
۱۷۳	۳۳۸- احمد بن عبد اللہ ابن فلان	۱۶۵	۳۱۱- احمد بن طارق الکری محمدی
"	۳۳۹- احمد بن عبد اللہ بن محمد، ابو الحسن بکری	"	۳۱۲- احمد بن طاہر سمرقندی
"	۳۴۰- احمد بن عبد اللہ نہروانی	"	۳۱۳- احمد بن طاہر بن حرملة بن یحییٰ النخعی مصری
"	۳۴۱- احمد بن عبد اللہ بن سلیمان، ابو العلاء معری لقوی الشاعر	"	۳۱۴- احمد بن طاہر بن عبد الرحمن
"	۳۴۲- احمد بن عبد الجبار عطاردی	"	۳۱۵- احمد بن ابوطیب
۱۷۴	۳۴۳- احمد بن عبد الرحمن بن وہب ابو عبد اللہ مصری	۱۶۶	۳۱۶- احمد بن عاصم غنی، ابو محمد
۱۷۶	۳۴۴- احمد بن عبد الرحمن ہسری، ابو الولید	"	۳۱۷- احمد بن عباس صنعانی
"	۳۴۵- احمد بن عبد الرحمن بیرونی	"	۳۱۸- احمد بن عباس، ابو بکر ہاشمی
۱۷۷	۳۴۶- احمد بن عبد الرحمن کفر توتی	"	۳۱۹- احمد بن عباس بن حمویہ، ابو بکر الخلال
"	۳۴۷- احمد بن عبد الرحمن سقطی	۱۶۷	۳۲۰- احمد بن عبد اللہ بن خالد جوباری
"	۳۴۸- احمد بن عبد الرحمن جرجانی ہاشمی	۱۶۸	۳۲۱- احمد بن عبد اللہ بن حکیم، ابو عبد الرحمن فریانی مروزی
۱۷۸	۳۴۹- احمد بن عبد الرحمن بن جارد الرقی	۱۶۹	۳۲۲- احمد بن عبد اللہ بن میسرہ نہادندی، ثم حراتی، ابو میسرہ
"	۳۵۰- احمد بن عبد الرحمن بن عقال حراتی	"	۳۲۳- احمد بن عبد اللہ بن حسین ضریر
"	۳۵۱- احمد بن عبد الرحیم، ابو جعفر جرجانی	"	۳۲۴- احمد بن عبد اللہ بن عیاض کئی
"	۳۵۲- احمد بن عبد الصمد، ابو ایوب انصاری الرقی	۱۷۰	۳۲۵- احمد بن عبد اللہ بن جلیلین
"	۳۵۳- احمد بن عبد العزیز مؤدب	"	۳۲۶- احمد بن عبد اللہ
۱۷۹	۳۵۴- احمد بن عبد العزیز، ابو حاتم وراق	"	۳۲۷- احمد بن عبد اللہ بن ریحہ بن عجلان
"	۳۵۵- احمد بن عبد القادر	"	۳۲۸- احمد بن عبد اللہ بن یزید ہشیمی مؤدب ابو جعفر
"	۳۵۶- احمد بن عبد الملک القاری الاعلم	۱۷۱	۳۲۹- احمد بن عبد اللہ بن یزید بن قاسم طبرکی
"	۳۵۷- احمد بن عبد المؤمن	"	۳۳۰- احمد بن عبد اللہ، ابو مطر عسقلانی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۸۵	۳۸۵- احمد بن علی بن فرات دمشقی،	۱۷۹	۳۵۸- احمد بن عبید اللہ بن ابی ظبیہ
"	۳۸۶- احمد بن علی بن حسین مدائنی	"	۳۵۹- احمد بن عبید اللہ، ابو العزیز بن کاوش
"	۳۸۷- احمد بن علی بن ہدیران حلوانی مقرر	۱۸۰	۳۶۰- احمد بن عبید اللہ بن عمار المعروف بحمار العزیز
"	۳۸۸- احمد بن علی بن زکریا، ابو بکر طرسینی	"	۳۶۱- احمد بن عبید بن ناصح، ابو عسیدہ شحوی
"	۳۸۹- احمد بن علی بن عون اللہ، ابو جعفر اندلسی مقرر، انصار	"	۳۶۲- احمد بن عبدہ شحوی
"	۳۹۰- احمد بن علی غزنوی، ابو الحسن	"	۳۶۳- احمد بن عتاب مروزی
"	۳۹۱- احمد بن علی بن محمد بن جبیرہ	۱۸۱	۳۶۴- احمد بن عثمان نہروانی، ابو الحسن
۱۸۶	۳۹۲- احمد بن علی بن حمزہ	"	۳۶۵- احمد بن عصام موصلی
"	۳۹۳- احمد بن علی توزی،	"	۳۶۶- احمد بن عسیرہ خیشاپوری
"	۳۹۴- احمد بن علی بن احمد بن صبیح	"	۳۶۷- احمد بن عطاء، جنجلی بصری الزاہد
"	۳۹۵- احمد بن علی بن فطخ	۱۸۲	۳۶۸- احمد بن عطاء، مروزی باری الزاہد، ابو علی
"	۳۹۶- احمد بن عمار دمشقی،	"	۳۶۹- احمد بن علی بن سلمان، ابو بکر مروزی
"	۳۹۷- احمد بن عمران الاشجی	"	۳۷۰- احمد بن علی بن صدقہ
۱۸۷	۳۹۸- احمد بن عمران بن سلیم	"	۳۷۱- احمد بن علی
"	۳۹۹- احمد بن ابی عمران جرجانی	"	۳۷۲- احمد بن علی انصاری
"	۵۰۰- احمد بن عمر قصی	۱۸۳	۳۷۳- احمد بن علی نمیری
"	۵۰۱- احمد بن عمر بن عبید	"	۳۷۴- احمد بن علی بن مہدی رقی
"	۵۰۲- احمد بن عمر بن روتج	"	۳۷۵- احمد بن علی بن حسن بن مقرر خیشاپوری، ابو حامد
۱۸۸	۵۰۳- احمد بن عمر بن سعید، ابو الفتح جہازی	"	۳۷۶- احمد بن علی صبیہ
"	۵۰۴- احمد بن عمر بن علی فطخ، ابو بکر بزار	۱۸۴	۳۷۷- احمد بن علی قیس، ابو الحسن
۱۸۹	۵۰۵- احمد بن عمر بن جوصاء الخافط ابو الحسن	"	۳۷۸- احمد بن علی خنسی
"	۵۰۶- احمد بن عیسیٰ مصری تسری الخافط،	"	۳۷۹- احمد بن علی خیلوی
۱۹۰	۵۰۷- احمد بن عیسیٰ تیسبی الکتاب	"	۳۸۰- احمد بن علی بن ماسی، ابو نعیم ہمدانی
"	۵۰۸- احمد بن عیسیٰ ہاشمی،	"	۳۸۱- احمد بن علی بن یحییٰ الاسدبازی مقرر
۱۹۱	۵۰۹- احمد بن عیسیٰ بن خلف بن زعربہ بغدادی	"	۳۸۲- احمد بن علی طرابلسی
"	۵۱۰- احمد بن عیسیٰ بن ابی موسیٰ،	"	۳۸۳- احمد بن علی اسدبازی،
"	۵۱۱- احمد بن عیسیٰ بن زید	"	۳۸۴- احمد بن علی، ابو نصر بہاری،

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۱۹۹	۵۳۸- احمد بن محمد بن حرب کجی جرجانی	۱۹۱	۵۱۲- احمد بن یحییٰ بن علی بن بابان
۲۰۰	۵۳۹- احمد بن محمد بن حسن، ابوبکر کجی ذہبی	۱۹۲	۵۱۳- احمد بن فرات ابوسعود الرازی،
"	۵۴۰- احمد بن محمد بن حسن بن مقسم مقری	"	۵۱۴- احمد بن الفرغ، ابوبکر جشمی
"	۵۴۱- احمد بن محمد بن ابی نصر سکری	"	۵۱۵- احمد بن الفرغ، ابوجعفیہ حصی المعروف بالحجازی،
"	۵۴۲- احمد بن محمد بن ریح بن وکیع، ابوسعید نسوی الحافظ	"	۵۱۶- احمد بن فضل بن فضل دینوری، ابوبکر مطوعی
۲۰۱	۵۴۳- احمد بن محمد بن حمید، المقری	۱۹۳	۵۱۷- احمد بن قاسم بن ریان لکی
"	۵۴۴- احمد بن محمد بن حسین سقطی	"	۵۱۸- احمد بن ابوقاسم بن سنبلیہ بغدادی
"	۵۴۵- احمد بن محمد بن حسین بن فاذ شاہ،	"	۵۱۹- احمد بن قس اندلسی
"	۵۴۶- احمد بن محمد بن داؤد صنعانی	"	۵۲۰- احمد بن کامل بن شجرۃ قاضی بغدادی الحافظ
۲۰۲	۵۴۷- احمد بن محمد بن سعید بن عقدۃ الحافظ ابوالعباس،	"	۵۲۱- احمد بن کتاتہ، شامی
۳۰۳	۵۴۸- احمد بن محمد بن سعید، ابوالحاق ہروی	۱۹۴	۵۲۲- احمد بن محمد بن احمد بن یحییٰ
"	۵۴۹- احمد بن محمد بن سکین الحافظ	"	۵۲۳- احمد بن محمد بن ابراہیم بن حمدان الشافعی، ابوالحسن مذکر زاہد
"	۵۵۰- احمد بن محمد بن سوادۃ	"	۵۲۴- احمد بن محمد بن ابراہیم بن حازم، ابویحییٰ سرقدی انکراشیمی،
۳۰۵	۵۵۱- احمد بن محمد بن السری بن یحییٰ بن ابی دارم محدث	"	۵۲۵- احمد بن محمد بن ابراہیم، ابوعبد اللہ بن ایزون مقری الانباری
۲۰۶	۵۵۲- احمد بن محمد بن شعیب ہجری، ابوبکر	"	ملکوف حزری
"	۵۵۳- احمد بن محمد بن صاعد	"	۵۲۶- احمد بن محمد بن احمد بن عمر بن میمون، ابوالنضر سلمی الغزالی،
"	۵۵۴- احمد بن محمد بن حلت بن مغلس حمانی	۱۹۵	۵۲۷- احمد بن محمد بن احمد بسطامی قاضی
۲۰۷	۵۵۵- احمد بن محمد بن صالح بن عبد ربہ، ابوالعباس المنصور ری	"	۵۲۸- احمد بن محمد بن احمد، ابوالعباس القاری ہمدانی صوفی
"	۵۵۶- احمد بن محمد بن غالب باہلی	"	۵۲۹- احمد بن محمد بن الازہر بن حریت جستانی
۲۰۸	۵۵۷- احمد بن محمد بن عبید اللہ تمار مقری	۱۹۷	۵۳۰- احمد بن محمد بن احمد، ابومنصور صرغی
"	۵۵۸- احمد بن محمد بن عمر بن یونس بن قاسم خفی، ابوبکر یبانی	"	۵۳۱- احمد بن محمد بن موسیٰ بن صلت بنجر
۲۱۰	۵۵۹- احمد بن محمد بن عبد الحمید ہنطی کوفی	"	۵۳۲- احمد بن محمد بن احمد بن موسیٰ بن ہارون بن صلت ابوازی
"	۵۶۰- احمد بن محمد بن خسی مؤدب	"	۵۳۳- احمد بن محمد بن اسحاق اصہبانی
۲۱۱	۵۶۱- احمد بن محمد ابوالطیب ضرباب	۱۹۸	۵۳۴- احمد بن محمد بن بکر، ابودروق ہزانی
۲۱۲	۵۶۲- احمد بن محمد بن عثمان نہروانی،	"	۵۳۵- احمد بن محمد بن ایوب، ابوجعفر النورانی
"	۵۶۳- احمد بن محمد بن عبد اللہ، ابوالحسن بزی کجی مقری	"	۵۳۶- احمد بن محمد بن جوری عکبری
"	۵۶۴- احمد بن محمد بن عبد الکریم، ابوطیغہ فزاری النوساوی	۱۹۹	۵۳۷- احمد بن محمد الحجاج بن رشد بن سعد، ابوجعفر مصری

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۱۸	۵۹۱- احمد بن محمد بن نیرک	۲۱۲	۵۱۵- احمد بن محمد بن خلیفہ ملکی العباس الامیر ابوالحسن
"	۵۹۲- احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ تلمیذ مشقی	"	۵۶۶- احمد بن محمد ابو حفص سقطی
۲۱۹	۵۹۳- احمد بن محمد بن عبد الواحد الکسانی	"	۵۶۷- احمد بن محمد بن نافع
"	۵۹۴- احمد بن محمد بن ابی دارم الحافظ	۲۱۳	۵۶۸- احمد بن محمد بن ابراہیم ضریر
"	۵۹۵- احمد بن محمد	"	۵۶۹- احمد بن محمد بن صالح قمار
"	۵۹۶- احمد بن محمد بن یزید الوراق	"	۵۷۰- احمد بن محمد بسطامی
۲۲۰	۵۹۷- احمد بن محمد بن سندی، ابو القوارس بن صابونی مصری	"	۵۷۱- احمد بن محمد بن عبد اللہ وقاصی
"	۵۹۸- احمد بن محمد بن ابی الموت سکی	"	۵۷۲- احمد بن محمد بن علی بن حسن بن شقیق مروزی
"	۵۹۹- احمد بن محمد بن احمد بن عبدوس زعفرانی	۲۱۴	۵۷۳- احمد بن محمد بن عمر، ابو بکر منکدری خراسانی
"	۶۰۰- احمد بن محمد	"	۵۷۴- احمد بن محمد بن عمران ابوالحسن بن جندی
"	۶۰۱- احمد بن محمد، ابو عقیقہ انصاری	"	۵۷۵- احمد بن محمد بن عیسیٰ ابن جراح الحافظ مصری، ابو العباس
"	۶۰۲- احمد بن محمد بن یحییٰ بن بکر زہری	"	العباس
"	۶۰۳- احمد بن محمد بن یحییٰ بن عمرو جعفی	۲۱۵	۵۷۶- احمد بن محمد بن عیسیٰ الواعظ
۲۲۱	۶۰۴- احمد بن محمد بن ہارون بن مرزوق، ابو عمرو مذکر	"	۵۷۷- احمد بن محمد بن عیسیٰ سکونی
"	۶۰۵- احمد بن محمد بن یعقوب (بن میدان)، ابو بکر القاری	"	۵۷۸- احمد بن محمد بن فضل قیس الایلی
"	الوراق الکافغزی	۲۱۶	۵۷۹- احمد بن محمد بن فضل سجستانی
"	۶۰۶- احمد بن محمد بن ابراہیم خازی قمار	"	۵۸۰- احمد بن محمد بن قاسم مذکر ابو حامد مرخی
"	۶۰۷- احمد بن محمد بن یوسف بن محمد بن دوست (الخلاف)	"	۵۸۱- احمد بن محمد بن مصعب بن بشر بن فضالہ
"	الحافظ الطامہ، ابو عبد اللہ بغدادی	۲۱۷	۵۸۲- احمد بن محمد بن یاسین، ابو اسحاق بروی الحداد
۲۲۲	۶۰۸- احمد بن محمد خرمی	"	۵۸۳- احمد بن محمد بن فضل جرجانی
۲۲۳	۶۰۹- احمد بن محمد بن احمد	"	۵۸۴- احمد بن محمد بن مالک بن انس بن ابی عامر اصمعی
"	۶۱۰- احمد بن محمد بن سفیان ار جانی	"	۵۸۵- احمد بن ابو صفیہ محمد بن ماہان
"	۶۱۱- احمد بن محمد بن رز اصحابی الواعظ	"	۵۸۶- احمد بن محمد بن مسروق، ابو العباس طوسی
"	۶۱۲- احمد بن محمد ابو عبید اللہ ہری	۲۱۸	۵۸۷- احمد بن محمد بن ہارون ابو جعفر برقی
۲۲۴	۶۱۳- احمد بن محمد انصاری	"	۵۸۸- احمد بن محمد بن محمد، ابو الفتح طوسی الواعظ
"	۶۱۴- احمد بن محمد ابو الحسن قطری	"	۵۸۹- احمد بن محمد بن موسیٰ ابو بکر محمّی
"	۶۱۵- احمد بن محمد بن علی، ابو عبد اللہ آہنوی	"	۵۹۰- احمد بن محمد بن ہارون، ابو بکر رازی الحرلی مقری

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۳۱	۶۲۳- احمد بن نصر الذاریع بغدادی	۲۲۴	۶۱۶- احمد بن محمد الحافظ، ابو حامد بن شرقی
۲۳۲	۶۲۴- احمد بن ابی العباس ہاشم	۲۲۵	۶۱۷- احمد بن محمد بن موسیٰ بن یحییٰ اصہبانی
"	۶۲۵- احمد بن ہاشم خوارزمی	"	۶۱۸- احمد بن مالک تمیمی
"	۶۲۶- احمد بن ہارون، ابو جعفر البغدادی	"	۶۱۹- احمد بن مروان دینوری، مالکی
"	۶۲۷- احمد بن ہارون	"	۶۲۰- احمد بن مصعب مروزی
"	۶۲۸- احمد بن ولید مغربی	"	۶۲۱- احمد بن مظفر بن سوین تمار
۲۳۳	۶۲۹- احمد بن یحییٰ خوارزمی	"	۶۲۲- احمد بن معاویہ بابل
"	۶۵۰- احمد بن یحییٰ کوفی الاحول	"	۶۲۳- احمد بن معدان عہدی
"	۶۵۱- احمد بن ابی یحییٰ انطاکی، ابو بکر بغدادی	۲۲۶	۶۲۴- احمد بن الفضل کوفی حضری
"	۶۵۲- احمد بن یحییٰ بن حجاج اصہبانی، ابو بکر شیبانی	"	۶۲۵- احمد بن ابی مقاتل
"	۶۵۳- احمد بن یحییٰ بن منذر مدنی، ابو عبد اللہ	"	۶۲۶- احمد بن مقاتل دہقان
"	۶۵۴- احمد بن یحییٰ مصبھی	"	۶۲۷- احمد بن مقاتل بن مظلوم السوی
"	۶۵۵- احمد بن یحییٰ	"	۶۲۸- احمد بن مقدام ابو اشعث عجمی
۲۵۶	۶۵۶- احمد بن ابی یحییٰ حضری	۲۲۷	۶۲۹- احمد بن منذر بن جارود
"	۶۵۷- احمد بن یحییٰ دہقی	"	۶۳۰- احمد بن ملک جرجانی
"	۶۵۸- احمد بن یحییٰ انباری	"	۶۳۱- احمد بن منصور ابو بکر رادی
"	۶۵۹- احمد بن یزید بن درتیس ابو الحسن حرانی	"	۶۳۲- احمد بن منصور شیرازی
"	۶۶۰- احمد بن یزید طوائفی مرقی	۲۲۸	۶۳۳- احمد بن منصور ابو سعادت
۲۳۵	۶۶۱- احمد بن یزید بن عبد اللہ نجفی	"	۶۳۴- احمد بن مہران، شیخ ہمدانی
"	۶۶۲- احمد بن یعقوب الخزاز	"	۶۳۵- احمد بن موسیٰ، ابو حسن بن ابی عمران جرجانی الفرضی
"	۶۶۳- احمد بن یعقوب بن نفاطہ، ابو بکر قرشی	۲۲۹	۶۳۶- احمد بن موسیٰ
"	۶۶۴- احمد بن یعقوب بن عبد الجبار اموی مروانی جرجانی	"	۶۳۷- احمد بن موسیٰ نجار
۲۳۶	۶۶۵- احمد بن یعقوب نجفی	"	۶۳۸- احمد بن میثم بن ابی نعیم فضل بن دین کوفی، ابو الحسن
"	۶۶۶- احمد بن یوسف بن یعقوب بن بہلول	۲۳۰	۶۳۹- احمد بن میسرہ
"	۶۶۷- احمد بن سمرقندی	"	۶۴۰- احمد بن ابی نافع، ابو سلمہ موصلی
"	۶۶۸- احمد بن یوسف طنجی	"	۶۴۱- احمد بن یوسف ثعلبی
۲۳۷	۶۶۹- احمد الشاشی	"	۶۴۲- احمد بن نصر بن حماد

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۳۳	۶۹۷- ازہر بن شان	۲۳۷	۶۷۰- احمد بن اخت عبدالرزاق،
۲۳۵	۶۹۸- ازہر بن عبد اللہ حرازی حمصی	"	۶۷۱- الاحنف بن حکیم اصبہانی
"	۶۹۹- ازہر بن عبد اللہ خراسانی	"	۶۷۲- الاحنف بن شعیب
۲۳۶	۷۰۰- ازہر بن قاسم	۲۳۸	۶۷۳- احوص بن جواب
"	۷۰۱- ازہر بن غالب	"	۶۷۴- احوص بن حکیم حمصی
"	۷۰۲- اسامہ بن احمد، ابوسلمہ التمیمی مصری	۲۳۹	۶۷۵- احوص بن مفصل بن غسان، ابوامیہ الغلابی بزاز قاضی
"	۷۰۳- اسامہ بن حفص	"	۶۷۶- اخضر بن جبران
۲۳۷	۷۰۴- اسامہ بن زید بن اسلم	۲۴۰	۶۷۷- افص بن خلیفہ
"	۷۰۵- اسامہ بن زید لیشی، مولا ہم مدنی	"	۶۷۸- اوریس بن ابراہیم
"	۷۰۶- اسامہ بن ہد	"	۶۷۹- اوریس بن جعفر عطار
۲۳۸	۷۰۷- اسامہ بن عطاء	"	۶۸۰- اوریس بن شان صنعانی،
"	۷۰۸- اسامہ بن مالک بن مہم	۲۴۱	۶۸۱- اوریس بن صبح الاودی
"	۷۰۹- اسباط بن عبد الواحد	"	۶۸۲- اوریس بن یزید نجی
"	۷۱۰- اسباط بن محمد قرشی کوفی	"	۶۸۳- اوریس بن ابی رباب شامی
"	۷۱۱- اسباط بن نصر ہمدانی	"	۶۸۴- آدم بن ابی اوفی
۲۳۹	۷۱۲- اسباط ابوسع	"	۶۸۵- آدم بن عیینہ بلالی،
"	۷۱۳- اسحاق بن ابراہیم بن عمران مسعودی	"	۶۸۶- اربدة (یا پھر) اربد التیمی
"	۷۱۴- اسحاق بن ابراہیم بن سعید مدنی الصواف	۲۴۲	۶۸۷- ارطاة بن اشعث
۲۵۰	۷۱۵- اسحاق بن ابراہیم ثقفی کوفی	"	۶۸۸- ارطاة بن المنذر
"	۷۱۶- اسحاق بن ابراہیم	"	۶۸۹- ارقم بن ابی الارقم
"	۷۱۷- اسحاق بن ابراہیم اسرائیلی البصری	۲۴۳	۶۹۰- ارقم بن شریحیل
"	۷۱۸- اسحاق بن ابراہیم بن جونی	"	۶۹۱- ازہر بن ہبطام،
"	۷۱۹- اسحاق بن ابراہیم بطبری	"	۶۹۲- ازہر بن راشد
۲۵۲	۷۲۰- اسحاق بن ابراہیم بطوسی	"	۶۹۳- ازہر بن راشد کاہلی
"	۷۲۱- اسحاق بن ابراہیم، ابوموسیٰ ہروی، ثم بغدادی	"	۶۹۴- ازہر بن راشد بوزنی، شامی
"	۷۲۲- اسحاق بن ابراہیم بن نطاس مدنی	۲۴۴	۶۹۵- ازہر بن سعد سمان
۲۵۳	۷۲۳- اسحاق بن ابراہیم ابوالنضر دمشقی	"	۶۹۶- ازہر بن سلیمان خراسانی الکاتب

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۶۶	۷۴۹- اسحاق بن خالد	۲۵۳	۷۴۴- اسحاق بن ابراہیم
"	۷۵۰- اسحاق بن خالد	"	۷۴۵- اسحاق بن ابراہیم حسینی
"	۷۵۱- اسحاق بن خالد بن یزید بالسی	۲۵۳	۷۴۶- اسحاق بن ابراہیم بن بشیر
۲۶۷	۷۵۲- اسحاق بن خلیفہ		۷۴۷- اسحاق بن ابراہیم بن عمار ابو یعقوب انصاری عبادی
"	۷۵۳- اسحاق بن راشد جندی	"	نیشاپوری
"	۷۵۴- اسحاق بن رافع	"	۷۴۸- اسحاق بن ابراہیم واسطی الموہب
"	۷۵۵- اسحاق بن الریج بھری، ابو حمزہ عطار	۲۵۵	۷۴۹- اسحاق بن ابراہیم بن سین نخعی
"	۷۵۶- اسحاق بن الریج عصری کوفی	"	۷۵۰- اسحاق بن ابراہیم بن ابی بن نافع
۲۶۸	۷۵۷- اسحاق بن رفیع ذماری	"	۷۵۱- اسحاق بن ابراہیم بن علاء زبیدی حمصی بن زہری
"	۷۵۸- اسحاق بن سعد بن کعب بن حجرہ انصاری	۲۵۶	۷۵۲- اسحاق بن ابراہیم دیری
"	۷۵۹- اسحاق بن سالم		۷۵۳- اسحاق بن ابراہیم بن کا بجر امروزی، ابو یعقوب ابن
۳۶۹	۷۶۰- اسحاق بن سعد بن عبادہ	"	ابی اسرائیل
"	۷۶۱- اسحاق بن سعد	۲۵۷	۷۵۴- اسحاق بن ابراہیم بن خالد
"	۷۶۲- اسحاق بن سعید بن ارکون	۲۵۸	۷۵۵- اسحاق بن ادریس الاسواری بھری، ابو یعقوب
"	۷۶۳- اسحاق بن سعید بن جبیر	"	۷۵۶- اسحاق بن ادریس
"	۷۶۴- اسحاق بن شاہر	۲۵۹	۷۵۷- اسحاق بن اسماعیل الرطبی
"	۷۶۵- اسحاق بن صباح اشقی	"	۷۵۸- اسحاق بن اسید
"	۷۶۶- اسحاق بن صدقہ	"	۷۵۹- اسحاق بن بزرگ
۲۷۰	۷۶۷- اسحاق بن ملت	"	۷۶۰- اسحاق بن بشر، ابو حفص البخاری
"	۷۶۸- اسحاق بن ابی طریفہ	۲۶۱	۷۶۱- اسحاق بن بشر بن مقاتل، ابو یعقوب الکافی کوفی
"	۷۶۹- اسحاق بن عبد اللہ بن ابی فروقہ مدنی	۲۶۲	۷۶۲- اسحاق بن بشر رازی
۲۷۱	۷۷۰- اسحاق بن عبد اللہ بن ابوالہجر	"	۷۶۳- اسحاق بن ثعلبہ
"	۷۷۱- اسحاق بن عبد اللہ بن کسان مروزی	۲۶۵	۷۶۴- اسحاق بن حارث کوفی
"	۷۷۲- اسحاق بن عبد اللہ، ابو یعقوب دمشقی	"	۷۶۵- اسحاق بن حارث
۲۷۲	۷۷۳- اسحاق بن عبد الرحمن شامی	۲۶۶	۷۶۶- اسحاق بن حازم
"	۷۷۴- اسحاق بن عبد الواحد قرشی موصلی	"	۷۶۷- اسحاق بن حسن حربی
"	۷۷۵- اسحاق بن عمر	"	۷۶۸- اسحاق بن حمدان نیشاپوری

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۲۸۲	۸۰۲- اسحاق بن یحییٰ بن علقمہ کلبی حمصی	۲۷۲	۷۷۶- اسحاق بن عمر
"	۸۰۳- اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ	۲۷۳	۷۷۷- اسحاق بن خبیر
۲۸۵	۸۰۴- اسحاق بن یحییٰ	"	۷۷۸- اسحاق بن عنبر
"	۸۰۵- اسحاق بن ابی یحییٰ کعمی	"	۷۷۹- اسحاق بن فرات قاضی مصر
۲۸۶	۸۰۶- اسحاق ابو یعقوب مدنی	"	۷۸۰- اسحاق بن کثیر
"	۸۰۷- اسحاق بن ابی یزید	"	۷۸۱- اسحاق بن کعب
"	۸۰۸- اسحاق بن یسار	۲۷۴	۷۸۲- اسحاق بن کعب بن حجرۃ
"	۸۰۹- اسحاق ابو الغصن	"	۷۸۳- اسحاق بن مالک شنی
"	۸۱۰- اسحاق الغزالی	"	۷۸۴- اسحاق بن مالک حنفی
(من اسمہ اسد)		"	۷۸۵- اسحاق بن محمد نخعی الاحمر
۲۸۷	جن راویوں کا نام اسد ہے	۷۸۶- اسحاق بن محمد بن اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی فروة	
"	۸۱۱- اسد بن ابراہیم بن کلیب سلمیٰ حرانی قاضی	۲۷۶	ابو یعقوب الفروزی مدنی
"	۸۱۲- اسد بن خالد	۲۷۷	۷۸۷- اسحاق بن محمد بیرونی
"	۸۱۳- اسد بن عبد اللہ قسری	۲۷۸	۷۸۸- اسحاق بن محمد بن عبید اللہ عزمی
"	۸۱۴- اسد بن عطاء	"	۷۸۹- اسحاق بن محمد
۲۸۸	۸۱۵- اسد بن عمرو، ابو الحسن ربیع	"	۷۹۰- اسحاق بن محمد (بن خالد) باثمی
"	۸۱۶- اسد بن موسیٰ بن ابراہیم بن خلیفہ الولید بن عبد الملک	"	۷۹۱- اسحاق بن محمد بن مروان کوفی قطان
۲۸۹	ابن مروان اموی	"	۷۹۲- اسحاق بن محمد مسیحی مدنی مقبری
"	۸۱۷- اسد بن وداعہ	"	۷۹۳- اسحاق بن حمزہ
(من اسمہ اسد اخیل)		۲۷۹	۷۹۴- اسحاق بن مرۃ
۲۹۰	جن راویوں کا نام اسراکیل تھا	"	۷۹۵- اسحاق بن صالح
"	۸۱۸- اسراکیل بن حاتم مروزی، ابو عبد اللہ	"	۷۹۶- اسحاق بن یحییٰ ملطی
"	۸۱۹- اسراکیل بن روح ساعلی	۲۸۲	۷۹۷- اسحاق بن یحییٰ
"	۸۲۰- اسراکیل بن موسیٰ بصری	"	۷۹۸- اسحاق بن واصل
۲۹۱	۸۲۱- اسراکیل بن یونس بن ابواسحاق سہمی	۲۸۳	۷۹۹- اسحاق بن وزیر
(من اسمہ اسد واسفیع)		"	۸۰۰- اسحاق بن وہب طبرسی
۲۹۳	جن راویوں کا نام اسد اسفیع اور اسلم ہے	۲۸۴	۸۰۱- اسحاق بن یسیر

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۰۴	۸۴۷-اسماعیل بن اسحاق انصاری، کوفی	۲۹۳	۸۴۲-اسعد بن ابی روح، البغدادی
"	۸۴۸-اسماعیل بن ابی اوریس	"	۸۴۳-اسف بن اسلم
"	۸۴۹-اسماعیل بن اسحاق جرجانی	"	۸۴۴-اسلم بن سہل واسطی
"	۸۵۰-اسماعیل بن ابی اسحاق الملقی		(اسماعیل)
"	۸۵۱-اسماعیل بن امیہ	"	جن راویوں کا نام اسماعیل ہے
"	۸۵۲-اسماعیل بن امیہ قرشی	"	۸۴۵-اسماعیل بن ابان غنوی (کوفی) الخياط
۳۰۵	۸۵۳-اسماعیل بن ابی عبد الوہاب یصری	۲۹۴	۸۴۶-اسماعیل بن ابان ازدی کوفی الوراق
"	۸۵۴-اسماعیل بن اوسط بجلي	۲۹۵	۸۴۷-اسماعیل بن عبد الوہاب القاسم صاحب
"	۸۵۵-اسماعیل بن ابی اوہس	"	۸۴۸-اسماعیل بن ابراہیم بن مہاجر بجلي کوفی
۳۰۶	۸۵۶-اسماعیل بن ایاس بن عقیف الکندی	"	۸۴۹-اسماعیل بن ابراہیم بن مجمع
۳۰۷	۸۵۷-اسماعیل بن ابوبکر	۲۹۶	۸۵۰-اسماعیل بن ابراہیم، ابویحییٰ حمی کوفی
"	۸۵۸-اسماعیل بن بشیر بن سلیمان کوفی	"	۸۵۱-اسماعیل بن ابراہیم انصاری
"	۸۵۹-اسماعیل بن بشیر مدنی	"	۸۵۲-اسماعیل بن ابراہیم مطرقی
۳۰۸	۸۶۰-اسماعیل بن بہرام الوشاء	"	۸۵۳-اسماعیل بن ابراہیم
"	۸۶۱-اسماعیل بن ثابت بن مجمع	۲۹۷	۸۵۴-اسماعیل بن ابراہیم، تجازی
"	۸۶۲-اسماعیل بن جساس	"	۸۵۵-اسماعیل بن ابراہیم کراہیسی
"	۸۶۳-اسماعیل بن حامد القوسی	"	۸۵۶-اسماعیل بن ابراہیم قرشی
"	۸۶۴-اسماعیل بن حکم	"	۸۵۷-اسماعیل بن ابراہیم بن شبیب طاکھی
"	۸۶۵-اسماعیل بن حفص اللابی	۲۹۸	۸۵۸-اسماعیل بن ابراہیم بن ہود واسطی ضریر
۳۰۹	۸۶۶-اسماعیل بن حماد بن ابی سلیمان کوفی	"	۸۵۹-اسماعیل بن ابراہیم انصاری
"	۸۶۷-اسماعیل بن حماد بن النعمان بن ثابت کوفی	"	۸۶۰-اسماعیل بن ابراہیم بن میمون صائغ
"	۸۶۸-اسماعیل بن خالد	"	۸۶۱-اسماعیل بن ابی اسماعیل مؤدب
۳۱۰	۸۶۹-اسماعیل بن خلیفہ	"	۸۶۲-اسماعیل بن ابراہیم بن عقیہ
"	۸۷۰-اسماعیل بن داؤد بن خرق	۲۹۹	۸۶۳-اسماعیل بن ابراہیم کی
"	۸۷۱-اسماعیل بن داؤد بغدادی	"	۸۶۴-اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم
"	۸۷۲-اسماعیل بن ابی الذریع	"	۸۶۵-اسماعیل بن ابراہیم، ابو معمر ہذلی قطعی الحافظ
"	۸۷۳-اسماعیل بن رافع مدنی معروف	"	۸۶۶-اسماعیل بن احمد

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۲۰	۹۰۱-اسماعیل بن عبداللہ بن حارث ازدی	۳۱۱	۸۷۴-اسماعیل بن رجاہ زبیدی
"	۹۰۲-اسماعیل بن عبداللہ کندی	"	۸۷۵-اسماعیل بن رجاہ حصی
"	۹۰۳-اسماعیل بن ابی اویس (بن عبداللہ)	"	۸۷۶-اسماعیل بن رباح سلمی
۳۲۱	۹۰۴-اسماعیل بن عبداللہ بن خالد	۳۱۲	۸۷۷-اسماعیل بن رزین
"	۹۰۵-اسماعیل بن عبداللہ بن خالد قرشی العبدری الرقی	"	۸۷۸-اسماعیل بن زریق بصری
"	۹۰۶-اسماعیل بن عبداللہ بن زرارة الرقی	"	۸۷۹-اسماعیل بن زکریا الخلقانی
"	۹۰۷-اسماعیل بن عبداللہ ابو یحییٰ تمیمی	۳۱۳	۸۸۰-اسماعیل بن زکریا مدائنی
"	۹۰۸-اسماعیل بن عبدالرحمن بن ابی کریمہ السدی کوفی	"	۸۸۱-اسماعیل بن زیاد
۳۲۲	۹۰۹-اسماعیل بن عبدالرحمن الاولادی	۳۱۴	۸۸۲-اسماعیل بن زیاد
۳۲۳	۹۱۰-اسماعیل بن عبدالرحمن	۳۱۵	۸۸۳-اسماعیل بن زیاد مدنی
"	۹۱۱-اسماعیل بن عبدالعزیز	"	۸۸۴-اسماعیل بن زیاد طنجی
"	۹۱۲-اسماعیل بن عبدالملک بن ابی الصغیر الاسدی مکی	"	۸۸۵-اسماعیل بن ابی زیاد دمشقی
"	۹۱۳-اسماعیل بن عبید اللہ بن سلمان مکی	"	۸۸۶-اسماعیل بن ابی زیاد شمری
"	۹۱۴-اسماعیل بن عبید	۳۱۶	۸۸۷-اسماعیل بن زید بن جمح
۳۲۴	۹۱۵-اسماعیل بن عبید بن رفاعہ بن رافع الزرقی	"	۸۸۸-اسماعیل بن سالم
"	۹۱۶-اسماعیل بن عبید حرانی	"	۸۸۹-اسماعیل بن سعید
"	۹۱۷-اسماعیل بن ابی عبید اللہ معاویہ بن عبداللہ اشعری	"	۸۹۰-اسماعیل بن سعید بن سدید بغدادی
"	۹۱۸-اسماعیل بن علی خزاعی	۳۱۷	۸۹۱-اسماعیل بن سلمان کوفی الاذرقی
۳۲۵	۹۱۹-اسماعیل بن علی ابو دعبلہ	"	۸۹۲-اسماعیل بن سلیمان رازی
"	۹۲۰-اسماعیل بن علی الحافظ ابو سعید سامان	"	۸۹۳-اسماعیل بن سراج کوفی حنفی، بیاع السابری
"	۹۲۱-اسماعیل بن علی بن شعیب الاسد اباضی الواسطی	"	۸۹۴-اسماعیل بن سیف بصری
"	۹۲۲-اسماعیل بن عمر بن کثیر بن یحییٰ	۳۱۸	۸۹۵-اسماعیل بن شعیب
"	۹۲۳-اسماعیل بن عمرو بن شیح بن علی کوفی ثم اسمعانی	"	۸۹۶-اسماعیل بن شروس صنعانی ابو المقدام
۳۲۶	۹۲۴-اسماعیل بن عیاش ابو عقیبہ غسانی جمعی	۳۱۹	۸۹۷-اسماعیل بن ابی شعیب
۳۲۷	۹۲۵-اسماعیل بن یحییٰ بغدادی العطار	"	۸۹۸-اسماعیل بن عباد سعدی
"	۹۲۶-اسماعیل بن قاسم ابو القتیبہ	"	۸۹۹-اسماعیل بن عبداللہ ابو شیح
"	۹۲۷-اسماعیل بن قدامہ	۳۲۰	۹۰۰-اسماعیل بن عبداللہ مدنی

مضامین	صفحہ	مضامین	صفحہ
۹۲۸-اسماعیل بن قیس بن سعد بن زید بن ثابت انصاری،		۹۵۳-اسماعیل بن مسلمہ بن قعنب عقیلی،	۳۴۰
ابومصعب	۳۲۶	۹۵۵-اسماعیل بن مخنف	"
۹۲۹-اسماعیل بن قیس، ابوسعدا القسی بصری	۳۳۳	۹۵۶-اسماعیل بن علی ابوعلقہ	"
۹۳۰-اسماعیل بن شقی	"	۹۵۷-اسماعیل بن ابی معاویہ بن عبید اللہ الاشعری الرازی	"
۹۳۱-اسماعیل بن مجالد بن سعید	"	۹۵۸-اسماعیل بن معمر بن قیس	"
۹۳۲-اسماعیل بن محمد مرنی کوئی	"	۹۵۹-اسماعیل بن مہاجر کوئی	"
۹۳۳-اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بنی طحی	۳۳۴	۹۶۰-اسماعیل بن موسیٰ فزازی کوئی،	۳۴۱
۹۳۴-اسماعیل بن محمد بن حمادہ کوئی سکوف	"	۹۶۱-اسماعیل بن موسیٰ	"
۹۳۵-اسماعیل بن محمد بن حکم بن حنبل	۳۳۵	۹۶۲-اسماعیل بن موسیٰ انصاری	۳۴۲
۹۳۶-اسماعیل بن محمد بن یوسف، ابوہارون جبرجی فلسطینی	"	۹۶۳-اسماعیل بن شیطہ عامری	"
۹۳۷-اسماعیل بن محمد بن جمیع	"	۹۶۴-اسماعیل بن نوح قرشی	"
۹۳۸-اسماعیل بن محمد بن اسماعیل	"	۹۶۵-اسماعیل بن ہشام،	"
۹۳۹-اسماعیل بن محمد، ابواسحاق بنی	"	۹۶۶-اسماعیل بن ہود واسطی	۳۴۳
۹۴۰-اسماعیل بن محمد بن فضل بن اشعثانی نیشاپوری،	"	۹۶۷-اسماعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ بن طلحہ بن عبد اللہ بن	
۹۴۱-اسماعیل بن محمد بن زنجی	۳۴۶	عبدالرحمن ابن ابوبکر صدیق، ابویحییٰ بنی	"
۹۴۲-اسماعیل بن محمد بن احمد بن ملہ محتسب اصہبانی	"	۹۶۸-اسماعیل بن یحییٰ شیبانی	۳۴۴
۹۴۳-اسماعیل بن مختار	"	۹۶۹-اسماعیل بن یحییٰ معافری	"
۹۴۴-اسماعیل بن خرق	"	۹۷۰-اسماعیل بن یحییٰ بن سلمہ بن کھیل	"
۹۴۵-اسماعیل بن سعدہ حللی	"	۹۷۱-اسماعیل بن یعقوب بنی	۳۴۵
۹۴۶-اسماعیل بن مسلم بصری، بنی الحارث، ابواسحاق	"	۹۷۲-اسماعیل بن یعقوب الاسدی کوئی	"
۹۴۷-اسماعیل بن مسلم سکونی	۳۴۹	۹۷۳-اسماعیل بن یعلیٰ، ابوامیہ ثقفی بصری	"
۹۴۸-اسماعیل بن مسلم جلیم العبدی	"	۹۷۴-اسماعیل بن یوسف	"
۹۴۹-اسماعیل بن مسلم مخزومی	"	۹۷۵-اسماعیل بن ام درہم	"
۹۵۰-اسماعیل بن مسلم کوئی	"	۹۷۶-اسماعیل	۳۴۶
۹۵۱-اسماعیل بن مسلم بن یزار	"	۹۷۷-اسماعیل حناط	"
۹۵۲-اسماعیل بن مسلم دلی مدنی	۳۵۰	۹۷۸-اسماعیل خیمی	"
۹۵۳-اسماعیل بن مسلم طائی	"	۹۷۹-اسماعیل	"

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۳۶	۹۸۰-اسماعیل اسلمی	۱۰۰۱-اشعث بن عبد اللہ بن جابر الحدادی بصری دلاعی، ابو عبد اللہ	
"	۹۸۱-اسماء بن حکم فزاری	۱۰۰۲-اشعث بن عبد الرحمن الیامی	۳۵۹
"	(الاسود)	۱۰۰۳-اشعث بن عبد الملک الحرانی بصری	"
۳۳۷	جن راویوں کا نام "اسود" ہے	۱۰۰۴-اشعث بن عثمان	۳۶۱
"	۹۸۲-الاسود بن ثعلبہ	۱۰۰۵-اشعث بن عطف	"
"	۹۸۳-اسود بن خلف حرانی	۱۰۰۶-اشعث بن فضل بصری	"
"	۹۸۴-اسود بن عبد اللہ بن حاجب بن عامر بن مشفق عقیلی	۱۰۰۷-اشعث بن محمد الکلابی	"
"	۹۸۵-الاسود بن عبد الرحمن العدوی	۱۰۰۸-اشعث ابن عم حسن بن صالح بن جی	"
"	۹۸۶-اسود بن عمران سکری	۱۰۰۹-اشبل بن حاتم بصری، مولیٰ بنی تميم	۳۶۲
۳۳۸	۹۸۷-اسود بن مسعود	(اصمغ)	
"	(اسید)	جن راویوں کا نام "اصمغ" ہے	"
"	جن راویوں کا نام "اسید" ہے	۱۰۱۰-اصمغ بن ظلیل القرطبی	"
"	۹۸۸-اسید بن زید الجمال، ابو محمد کوفی	۱۰۱۱-اصمغ بن وحیہ	۳۶۳
۳۳۹	۹۸۹-اسید بن صفوان	۱۰۱۲-اصمغ بن زید الجعفی، مولاناہم واسطی،	"
۳۵۰	۹۹۰-اسید بن طارق	۱۰۱۳-اصمغ بن صفیان کلبی	۳۶۴
"	۹۹۱-اسید بن شمس	۱۰۱۴-اصمغ بن عبد العزیز الشی	"
"	۹۹۲-اسید بن یزید	۱۰۱۵-اصمغ بن محمد بن ابی منصور	"
"	۹۹۳-الاسم، ابو الدین مغربی	۱۰۱۶-اصمغ بن ثابت الخطمی، ابو جاسع کوفی	"
"	۹۹۴-اشرس بن ابی الحسن زیات بصری	۱۰۱۷-اصمغ، ابو بکر شیبانی	۳۶۵
۳۵۱	۹۹۵-اشعب بن جبیر الطامع	۱۰۱۸-اصمغ، مولیٰ عمرو	۳۶۶
"	(اشعث)	۱۰۱۹-اصرم بن حوشب، ابو ہشام	"
۳۵۲	جن راویوں کا نام "اشعث" ہے	۱۰۲۰-اصرم بن غیاث نیشاپوری	۳۶۷
"	اشعث نامی راویوں کا تذکرہ	۱۰۲۱-ابن خوارزمی	۳۶۸
"	۹۹۶-اشعث بن براز الجعفی	۱۰۲۲-الاغر غفاری	"
۳۵۵	۹۹۷-اشعث بن سعید، ابو الریح سمان بصری،	۱۰۲۳-اغلب بن جمیم	"
۳۵۶	۹۹۸-اشعث بن سوار کوفی	(الفتح)	
۳۵۷	۹۹۹-اشعث بن شعبہ	وہ راوی جن کا نام "فتح" ہے	۳۶۹
۳۵۸	۱۰۰۰-اشعث بن طلحہ	۱۰۲۴-فتح بن حیدر	"

صف	مضامین	صف	مضامین
	﴿ اوفی، اویس ﴾		
۳۷۵	جن راویوں کا نام "اوفی" یا "اویس" ہے۔	۳۶۹	۱۰۲۵- فلح بن سعید مدنی القباہی
"	۱۰۳۹- اوفی بن دہم	۳۷۰	۱۰۲۶- فلح ہمدانی
"	۱۰۵۰- اویس بن عامر	"	۱۰۲۷- اقبال بن المبارک عکمری ثم واسطی
	﴿ ایاس ﴾	۳۷۱	۱۰۲۸- اقرع
۳۷۰	جن راویوں کا نام "ایاس" ہے۔	"	۱۰۲۹- امرو القیس الخوزلی
"	۱۰۵۱- ایاس بن خلیفہ	"	۱۰۳۰- امیہ بن حکم بن حبل
۳۸۱	۱۰۵۲- ایاس بن ابی ایاس	"	۱۰۳۱- امیہ (بن خالد بن الاسود) انقیسی
"	۱۰۵۳- ایاس بن عقیف الکندری	"	۱۰۳۲- امیہ قرشی
"	۱۰۵۴- ایاس بن ابی رملہ	۳۷۲	۱۰۳۳- امیہ بن سعید
"	۱۰۵۵- ایاس بن معاویہ بن قرۃ	"	۱۰۳۴- امیہ بن خیل
"	۱۰۵۶- ایاس بن مقاتل	"	۱۰۳۵- امیہ بنت ابی صلت
۳۸۲	۱۰۵۷- ایاس بن نذیر انصاری کوفی	"	۱۰۳۶- امیہ بن ہند
	﴿ ایفغ وایمن ﴾	"	۱۰۳۷- امیہ
"	جن راویوں کا نام "ایفغ" اور "ایمن" ہے۔		﴿ انس وانیس ﴾
"	۱۰۵۸- ایفغ	۳۷۳	جن راویوں کا نام "انس" یا "انیس" ہے۔
"	۱۰۵۹- ایمن بن ثابت	"	۱۰۳۸- انس
"	۱۰۶۰- ایمن بن ناعل	"	۱۰۳۹- انس بن جندل
۳۸۳	۱۰۶۱- ایمن حبشی کی سولی بنی مخزوم	"	۱۰۴۰- انس بن عبد الحمید
"	۱۰۶۲- ایمن ثقفی	"	۱۰۴۱- انس بن عمرو
	﴿ ایوب ﴾	"	۱۰۴۲- انس بن قاسم
۳۸۴	جن راویوں کے نام "ایوب" ہے۔	۳۷۴	۱۰۴۳- انس بن مالک
"	۱۰۶۳- ایوب بن ابراہیم مروزی	"	۱۰۴۴- انس بن خالد
"	۱۰۶۴- ایوب بن ابی اللہ بن سہل مدنی		﴿ اوس ﴾
"	۱۰۶۵- ایوب بن بشیر شامی	"	جن راویوں کا نام اوس ہے۔
"	۱۰۶۶- ایوب بن بشیر بصری	"	۱۰۴۵- اوس بن ابی اوس ابو خالد
"	۱۰۶۷- ایوب بن بشیر المعادی الاودی	"	۱۰۴۶- اوس بن خالد
"	۱۰۶۸- ایوب بن بشیر - بالضم بن کعب الحدادی	"	۱۰۴۷- اوس بن عبد اللہ ابو الجوزاء البصری
"		۳۷۵	۱۰۴۸- اوس بن عبد اللہ بن بریدۃ مروزی

صفحہ	مضامین	صفحہ	مضامین
۳۹۴	۱۰۹۷- ایوب بن قریس	۳۸۴	۱۰۶۹- ایوب بن ثابت
۳۹۵	۱۰۹۸- ایوب بن قطن	۳۸۵	۱۰۷۰- ایوب بن جابر بن سیار الیمامی
"	۱۰۹۹- ایوب بن محمد، ابوسہل، علی یمامی	"	۱۰۷۱- ایوب بن ابی حجر الشاشی
۳۹۶	۱۱۰۰- ایوب بن محمد ابویسویں الصوری	"	۱۰۷۲- ایوب بن حسن بن علی بن ابی رافع
"	۱۱۰۱- ایوب بن محمد ابوالحسن کوفی	۳۸۶	۱۰۷۳- ایوب بن الحصین
"	۱۱۰۲- ایوب بن مدرک حنفی	"	۱۰۷۴- ایوب بن حکم
۳۹۷	۱۱۰۳- ایوب بن مسکین	"	۱۰۷۵- ایوب بن خالد
"	۱۱۰۴- ایوب بن ابوالمنذر	"	۱۰۷۶- ایوب بن خوط، ابوامیہ بصری
"	۱۱۰۵- ایوب بن موسیٰ	۳۸۷	۱۰۷۷- ایوب بن ذکوان
۳۹۸	۱۱۰۶- ایوب بن موسیٰ	۳۸۸	۱۰۷۸- ایوب بن سلیمان بن بلال، ابویحیی مدنی
"	۱۱۰۷- ایوب بن منصور	"	۱۰۷۹- ایوب بن سلیمان ابویسع السکوفی
"	۱۱۰۸- ایوب بن موسیٰ بن عمرو الاشقی	"	۱۰۸۰- ایوب بن سلیمان
"	۱۱۰۹- ایوب بن شیخ	"	۱۰۸۱- ایوب بن سید الرطبی، ابوسعود
"	۱۱۱۰- ایوب بن نعمان	۳۹۰	۱۰۸۲- ایوب بن سیار زہری مدنی
"	۱۱۱۱- ایوب بن نمیک	"	۱۰۸۳- ایوب بن صالح (ازدی)
۳۹۹	۱۱۱۲- ایوب بن ہانی	"	۱۰۸۴- ایوب بن صالح
"	۱۱۱۳- ایوب بن ہانی	"	۱۰۸۵- ایوب بن صالح بن عائد کوفی
"	۱۱۱۴- ایوب بن ابی ہند	۳۹۱	۱۰۸۶- ایوب بن طہمان ثقفی
"	۱۱۱۵- ایوب بن واقد	"	۱۰۸۷- ایوب بن عبداللہ ملاج
"	۱۱۱۶- ایوب بن واقد	"	۱۰۸۸- ایوب بن عبداللہ کوفی
۴۰۰	۱۱۱۷- ایوب بن واصل	"	۱۰۸۹- ایوب بن عبداللہ بن مکرز
"	۱۱۱۸- ایوب بن وائل	۳۹۲	۱۰۹۰- ایوب بن عبدالرحمن العدوی
"	۱۱۱۹- ایوب بن یزید	"	۱۰۹۱- ایوب بن عبدالسلام، ابوعبدالسلام
"	۱۱۲۰- ایوب	"	۱۰۹۲- ایوب بن جہد، ابویحیی
"	۱۱۲۱- ایوب انصاری	۳۹۳	۱۰۹۳- ایوب بن عقبہ بصری
"	۱۱۲۲- ایوب دمشقی	"	۱۰۹۴- ایوب بن عروہ
		"	۱۰۹۵- ایوب بن ابی علاج
		"	۱۰۹۶- ایوب بن عیاض

عرض ناشر

دین اسلام کی اساس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر ہے۔ سنت نبوی کے بارے میں اور جدیدہ میں فکری احساس کمتری میں جتنا لوگوں کا ایک مخصوص گروہ جدیدیت کے زعم میں طرح طرح کے شکوک و شبہات کا نہ صرف خود شکار ہے۔ بلکہ لوگوں کو بھی اپنی گمراہیوں میں شریک کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ حدیث رسول پر یہ اعتراضات چنداں نئے نہیں بلکہ چبائے ہوئے نوالے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کوئی وقعت نہیں۔ علمنا امت نے حدیث رسول کی حفاظت کے لیے جو اصول اور ضوابط متعین فرمائے، وہ فی نفسہ ایک عجوبہ لگتے ہیں۔ کہ کس طرح ہزاروں افراد میں سے کھرے اور کھونے کی تمیز کر دی گئی۔ ثقہ اور ضعیف کا پیمانہ مقرر کر دیا گیا۔ حفاظ حدیث کو وضامین سے جدا کر دیا گیا۔ اس تمام کوشش و کاوش کا مقصد وہ جدید دین اسلام کی پیاس کے حفاظت تھی۔ الحمد للہ ہمارے ادارے ”مکتبہ رحمانیہ“ نے اس اہم فریضے کی ادائیگی میں اپنا کردار انجام دیا ہے۔ ہم نے علم جرح و تعدیل کے امام اور آٹھویں صدی ہجری کے عظیم محدث اور مورخ امام حافظ ذہبی رحمہ اللہ کی مایہ نام کتاب ”میزان الاعتدال“ کے اولین اردو ترجمے کا اہتمام کیا ہے۔ حافظ ذہبی رحمہ اللہ کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ ان کے تعارف کے لیے بس اتنا ہی کافی ہے کہ وہ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے لائق فائق تلامذہ میں سے تھے۔ ان کے ہم عصر دیگر کبار ائمہ میں امام ابن کثیر، امام ابن قیم الجوزیہ، حافظ ابن حجر عسقلانی وغیرہم شامل بنے۔ اس اعتبار سے یہ عظیم علمی کاوش شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا صدقہ جاریہ کہی جاسکتی ہے۔

فمن اسما و رجال میں حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے جو کتب تالیف فرمائیں، بلاشبہ وہ دین اسلام کی ایک عظیم خدمت ہے۔ خلافت مذہب التہذیب، الکاشف، تاریخ الاسلام، سیر اعلام النبلاء، میزان الاعتدال وغیرہ۔

کچھ اس کتاب کے بارے میں:

یہ بات بلا خوف و تردید کہی جاسکتی ہے کہ امام ذہبی کی تالیفات فہم اسماء الرجال، علم جرح و تعدیل اور راویان حدیث کے حالات سے آگاہی کے لیے ناگزیر ہیں۔ اس لیے بلاشبہ امت کے محسن علماء میں سے تھے۔

الحمد للہ! ہم نے ان کی مایہ ناز تالیف ”میزان الاعتدال“ کو اردو قالب میں ڈھالا ہے اور اب یہ عظیم ذخیرہ علم آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اگرچہ یہ بنیادی طور پر محقق علماء کے استفادے کی چیز ہے۔ لیکن اوسط علمی استعداد رکھنے والے علماء اور باذوق قارئین بھی اس کتاب سے بے حد فائدہ اٹھا سکیں گے۔ یہ کتاب بنیادی طور پر ضعیف راویوں کے بارے میں ہے۔ اسے آپ ضعفاء کا انسائیکلو پیڈیا بھی کہہ سکتے ہیں۔ جس راوی کے بارے میں کوئی معمولی سی جرح بھی امام صاحب کو ملی، وہ انہوں نے اس کتاب میں شامل کر دی۔ امام ذہبی

نے اس کتاب میں ہر قسم کے ضعیف راویوں کے حالات کو جمع کر دیا ہے۔ مثلاً مجہول، متروک، جھوٹے اور وضاع راوی جنہوں نے مختلف مقاصد کے تحت نبی کریم ﷺ کے نام پر جھوٹی احادیث وضع کیں۔

لہذا ہی بعض ایسے راویوں کا بھی اس کتاب میں ذکر کرتے ہیں جو فی الاصل ضعیف نہیں، البتہ ان کے بارے میں کسی نے کوئی جرح ذکر کر دی تو اس وجہ سے انام ذہبی نے اس راوی کا ذکر کیا ہے۔

امام ذہبی راوی اور اس کے والد کا ذکر حرف معجم کے مطابق کرتے ہیں۔ ان رموز کا ذکر کرتے ہیں جو ان راویوں کا تذکرہ کرتے ہوئے دیگر مصنفین لائے ہیں۔ بعض راویان حدیث پر ائمہ جرح و تعدیل کے اقوال میں تعارض کی صورت میں امام ذہبی اس تعارض کو دور کرتے ہوئے اپنی رائے بیان کرتے ہیں۔

آپ اس کتاب کی ترتیب ملاحظہ فرمائیں گے تو سب سے اول مردوں اور پھر عورتوں کا تذکرہ ان کے نام کے ساتھ، پھر مردوں کی کنیات..... پھر جو باپ کے نام سے یا پھر جو کنیت کے ساتھ معروف ہے، اس کا تذکرہ ہے۔

الحمد للہ! اس عظیم علمی ذخیرے کا اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ توفیق سے ہم شائع کر رہے ہیں۔ جناب مولانا ابوسعید نے اس کے ترجمے کی سعادت حاصل کی ہے۔ وہ اس سے پہلے ہمارے ادارے حدیث مبارکہ کی ایک انتہائی اہم اور مختصر کتاب ”مسند حمیدی“ کا ترجمہ کر چکے ہیں۔ ہمارے ادارے کے لیے جو کہ شائع ہو چکی ہے۔ مکتبہ رحمانیہ سے وابستہ علماء کی جماعت نے میزان الاعتدال کے ترجمے کا ہر ایک جہی سے جائزہ لیا اور اسے مزید بہتر اور آسان کیا ہے۔ ترجمے کا علمی معیار امید ہے ہمارے خوش ذوق قارئین کو پسند آئے گا۔ شاید کسی نازک طبع پر اس ”تکنیکی کلاسیکل اسلٹ“ کتاب کا اردو ترجمہ گراں گزرے کہ اس علمی کتاب کے ترجمے کی بھلا کیا ضرورت تھی۔ مختصراً ان کی خدمت میں عرض ہے کہ وہی تو میں علمی استحکام اور فکری عروج حاصل کرتی ہیں جو زیادہ سے زیادہ ذخیرہ علم اپنی مادری زبان میں منتقل کرتی ہیں اور یہاں تو محض ذخیرہ علم کی بات نہیں بلکہ یہ تو خدمت سنت نبویہ ﷺ کی سعادت کے حصول کی بات ہے۔

آخر میں بارگاہ رب العالمین میں بے حد عاجزی اور انکساری سے یہ دعا ہے کہ ہماری یہ ناتمام سی کاوش قبول فرمائیں۔ بلاشبہ اس میں کمی کوتاہی رہ گئی ہوگی۔ اس لیے کہ یہ انسانوں کا کام ہے، خالق کا کام نہیں۔ ہم نے اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی صلاحیتوں کا بہترین استعمال کیا، پھر بھی جو کمی رہ گئی، اس پر ہم اپنے غفور و رحیم مہربان پروردگار سے معافی کے خواستگار ہیں۔ وہ تمام افراد جنہوں نے کسی بھی طرح اس کام میں ہماری معاونت کی، ہم ان کے شکر گزار ہیں اور ان کے لیے دعا گو ہیں۔

خادم العلم والعلماء

مقبول الرحمان وایناوہ

عرض مترجم

ہر طرح کی حمد اس ذات کے لئے مخصوص ہے جو اپنی ذات اور صفات کے حوالے سے بے مثل و بے مثال ہے۔ جس کی کوئی نظیر نہیں ہو سکتی اور جس کا کوئی ہمسر نہیں ہو سکتا۔ وہ بے نیاز ہے وہ ان تمام صفات کے ساتھ متصف ہے جو اس کی شان کے لائق ہیں اور ہر اس صفت سے پاک ہے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو۔ دو دینا ہی جیسی اس میں خود اپنی تعریف بیان کی ہے۔

حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ ﷺ پر بے حد درود و سلام نازل ہو جنہیں اللہ تعالیٰ نے تمام بنی نوع انسان کی طرف مبعوث کیا۔ اور ان کے ذریعے انبیاء و کی بعثت کے سلسلے کو ختم کر دیا۔ جن کا منصب یہ ہے کہ وہ لوگوں کو کتاب و حکمت و تعلیم دیتے ہیں اور ان کا تذکرہ کرتے ہیں اور قیامت کے دن ان کا پروردگار انہیں مقام محمود پر فائز کرے گا جسے دیکھ کر سب پہلے والے اور بعد والے افراد ان پر رشک کریں گے اور قیامت کے دن انہیں منصب شفاعت عطا ہوگا اور وہ اپنی امت کے افراد کی شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کے تحت ہمیں بھی ان کی شفاعت نصیب کرے۔ ان کے ساتھ ان کے تمام اصحاب پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں جنہوں نے ان کی تعلیمات کو پوری احتیاط کے ساتھ آگے آنے والی نسلوں تک منتقل کیا اور پھر ان کے بعد امت کے ہر طبقے اور ہر دور سے تعلق رکھنے والے اہل علم پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں جنہوں نے اسلامی تعلیمات کو حاسدوں کے حسد اور مفسدوں کے شر سے بچا کر صحیح شکل میں امت تک پہنچایا اور ان کے ہمراہ قیامت تک آنے والے ہر مومن مرد و عورت پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں۔

نبی اکرم ﷺ کی بعثت کا بنیادی مقصد لوگوں تک اللہ تعالیٰ کے احکام کی تبلیغ تھا۔ ان میں سے کچھ احکام اجمالی نوعیت کے تھے اور کچھ کا تعلق تفصیل سے تھا۔ کچھ احکام لوگوں کی انفرادی زندگی سے تعلق رکھتے تھے اور کچھ احکام اجتماعی زندگی سے تعلق تھے۔ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام اور تابعین عظام نے اس بات کی پوری کوشش کی کہ زندگی کے ہر مسئلے اور معاملے کے بارے میں نبی اکرم ﷺ کی تعلیم کو صحیح طور پر امت تک پہنچا دیا جائے لیکن جب اسلامی سلطنت کی حدود پھیلنا شروع ہوئیں اور غیر اسلامی علاقے اسلامی سلطنت کا حصہ بن گئے تو وہاں کے افراد میں سے اگرچہ زیادہ تر لوگوں نے اسلام کی تعلیمات سے متاثر ہو کر اسلام قبول کر لیا لیکن کچھ ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے سابقہ نظریات پر قائم رہے جن لوگوں نے اسلام قبول کیا تھا ان میں سے کچھ بد باطن لوگوں نے اس بات کا مشاہدہ کیا کہ اسلامی معاشرے میں حدیث رسول کا نام لے کر نمایاں حیثیت اور معاشرتی فوائد حاصل کئے جاسکتے ہیں تو انہوں نے لوگوں کی خواہش اور پسند کے مطابق چند جھوٹی روایات ایجاد کر کے انہیں نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا شروع کر دیا۔

یہاں یہ بات ہمارے پیش نظر رہنی چاہئے کہ ابتدائی دور میں حدیث کی درس و تدریس کا کام زبانی کلامی ہوا کرتا تھا کیونکہ اس

زمانے کا عام رواج بھی یہی تھا کہ لوگ استاد سے کوئی بات سن کر اسے یاد کر لیتے تھے۔ احادیث کی تدوین کا کام بعد کے ادوار میں شروع ہوا۔ تدوین کے زمانے سے پہلے کے دور میں کچھ ایسے افراد سامنے آئے جنہوں نے جھوٹی روایات نبی اکرم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان کیں۔ کچھ ایسے لوگ تھے جو سچے تھے لیکن روایت بیان کرتے ہوئے حافظے کی خرابی کی وجہ سے غلطی کر جاتے تھے کچھ ایسے لوگ تھے جنہوں نے حدیث کسی غیر مستند راوی سے سنی تھی انہیں یہ اندیشہ ہوا کہ اگر میں نے اس غیر مستند راوی کے حوالے سے حدیث بیان کی تو کوئی شخص میری روایت کو قبول نہیں کرے گا اسی خوف کے پیش نظر اس نے راوی کا نام گول مول طور پر ذکر کر دیا تاکہ سننے والا اصل شخص کو پہچان نہ سکے۔ یہ اور اس طرح کی اور دیگر بہت سی خامیاں بہت سے راویوں میں پائی جاتی تھیں، محدثین نے حدیث کی خدمت کرتے ہوئے ایک ذیلی علم ایجاد کیا جس کا نام ”اسماء الرجال“ کا علم ہے۔ اس علم کے ماہرین نے مستند اور غیر مستند راویوں کے اسماء الگ الگ تصانیف کی شکل میں یا ایک ہی تصنیف میں صرف مستند یا صرف غیر مستند راویوں کا ذکر کیا۔ ان کتابوں میں سے ایک اہم کتاب امام ذہبی کی تحریر کردہ ”میزان الاعتدال فی نقد الرجال“ ہے۔

اس کتاب کا ترجمہ اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے، کتاب کے مصنف کا اجمالی تعارف ہم نے آئندہ صفحات میں تحریر کر دیا ہے۔ برادر محترم ناصر مقبول صاحب نے اس خواہش کا اظہار کیا تھا کہ اس اہم کتاب کا اردو ترجمہ کیا جائے تو ان کی ترغیب اور تحریک پر میں نے اس کام کا آغاز کر دیا اور اب وہ بحمدہ تعالیٰ پایہ تکمیل تک پہنچنے کے بعد آپ کے ہاتھوں میں ہے، کتاب کا مرکزی موضوع اور اس موضوع سے متعلق اصطلاحات، الفاظ کی تراکیب، جملوں کی ساخت کچھ مختلف قسم کی تھی، اس لئے ترجمے کی تکمیل کے بعد اہل علم کی ایک جماعت نے اس کا بغور جائزہ لیا اور اب ان کی تصحیح و توثیق کے بعد یہ مکمل ہوا ہے۔

اس ترجمے کے حوالے سے سب سے پہلے میں اپنے والدین اور اساتذہ کا شکر گزار ہوں، جن کی تعلیم و تربیت کے نتیجے میں میں اس اہم خدمت کو مکمل کرنے کے قابل ہو سکا۔ اس کے بعد مکتبہ رحمانیہ اور بالخصوص محترم ناصر مقبول صاحب کا شکر یہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے مجھے یہ اہم خدمت تفویض کی اور اس کے ضروری اسباب و وسائل فراہم کیے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میری خدمت کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ اسے میرے لئے میرے اساتذہ والدین، دوست احباب، دیگر متعلقین کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے۔ اور اس میں جو کمی یا کوتاہی رہ گئی ہو اپنی کامل رحمت کے وسیلے سے اس سے درگزر کرتے ہوئے اس کو معاف فرمائے۔ آمین

روشن دین بشیر عفی عنہ

امام ذہبی

نام و نسب:

آپ کا نام محمد بن احمد بن عثمان ہے جبکہ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور آپ کا اسم منسوب ذہبی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کے والد سنیا رہے تھے امام ذہبی نسلی اعتبار سے ترک ہیں۔ ان کا آبائی شہر دیار بکر کا مشہور علاقہ میا فارقین ہے۔ امام ذہبی کی پیدائش ربیع الثانی 763 ہجری میں ہوئی۔

تعلیم و تربیت:

امام ذہبی کا تعلق ایک دیندار گھرانے سے تھا یہی وجہ ہے کہ انہوں نے بہت جلد علم دین کی تحصیل کا آغاز کر دیا اور اپنے زمانے کے تمام مشہور و معروف اساتذہ سے استفادہ کیا۔ آغاز میں امام ذہبی کا رجحان دواہم فنون کی طرف تھا۔ علم قرأت اور علم حدیث۔ علم قرأت میں امام ذہبی نے شیخ القراء جمال الدین ابواسحاق ابراہیم بن داؤد و مستقلانی سے استفادہ کیا جو فاضل کے نام سے مشہور ہیں اور ان کے انتقال کے بعد شیخ ابراہیم بن غالی مرقی سے استفادہ کیا۔

جب امام ذہبی کو علوم قرآن کے بارے میں بھرپور معرفت حاصل ہو گئی تو انہوں نے اپنی کتاب ”المقدم فی التجدید“ تصنیف کی۔ علم حدیث کی تحصیل کے لیے بھی امام ذہبی نے بھرپور کوششیں صرف کیں۔ انہوں نے اس علم کے حصول کے لئے بہت زیادہ اسفار نہیں کیے، لیکن اس کے باوجود انہوں نے اس علم کے حصول کے لئے بہت زیادہ محنت کی۔

اساتذہ و مشائخ:

امام ذہبی کی سوانح کا مطالعہ کرنے کے بعد یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے تین مشائخ نے ان کی شخصیت پر نمایاں اثرات مرتب کیے ہیں۔ ان میں سرفہرست شیخ جمال الدین ابوجان یوسف بن عبد الرحمن مزی ہیں جو رجال الحدیث کے بہت بڑے ماہر ہیں اور شاید انہی کی تعلیم و تربیت کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ جب ذہبی تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوئے تو انہوں نے رجال الحدیث کے بارے میں ایک قابل قدر ذخیرہ یادگار چھوڑا۔

ذہبی کے دوسرے شیخ علم الدین برزالی ہیں جن کے بارے میں ایک مقام پر امام ذہبی نے خود اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ شیخ علم الدین برزالی کی تعلیم اور ترقیب کی وجہ سے میرے دل میں علم حدیث حاصل کرنے کی خواہش پیدا ہوئی تھی۔

ذہبی کے تیسرے بڑے شیخ تقی الدین ابن تیمیہ ہیں جن سے ذہبی شدید محبت کرتے تھے لیکن ان کے ساتھ اپنی جذباتی وابستگی کے باوجود بعض فروغی اور اصولی مسائل میں انہوں نے ابن تیمیہ سے اختلاف کیا ہے اور اس حوالے سے ایک رسالہ بھی تحریر کیا ہے جس کا نام ”النصيحة الذهبية لابن تيمية“ ہے۔

درس و تدریس:

امام ذہبی نے تصنیف و تالیف کے ہمراہ درس و تدریس کی طرف بھی بھرپور توجہ دی اور اپنے زمانے کے بڑے علمی مراکز میں درس و تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے جیسے انہوں نے تربت اُم صالح کے قریب موجود دارالحدیث میں شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیے جو اس وقت کا ایک بڑا دارالحدیث تھا۔ اس کے علاوہ انہوں نے دارالحدیث ظاہریہ میں بھی شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیے۔ اپنے استاد علم الدین برزالی کے انتقال کے بعد ذہبی ان کی جگہ مدرسہ نفیسیہ میں شیخ الحدیث مقرر ہوئے۔

انتقال:

علامہ صفدی نے یہ بات تحریر کی ہے کہ امام ذہبی کے انتقال سے چار سال پہلے انہیں آشوب چشم کی شکایت ہوئی تھی جس کی وجہ سے انہیں شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔ ان کا انتقال 3 ذی قعدہ 748 ہجری میں نصف رات سے کچھ پہلے ہوا اور انہیں باب الصغیر کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ ان کے جنازہ میں اہل علم کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی جن میں ان کے شاگرد خاص تقی الدین سبکی اور صلاح الدین صفدی شامل ہیں۔ ان دونوں حضرات نے ان کے انتقال پر رنجے بھی کیے۔

امام ذہبی نے دوسو کے قریب تصانیف یا دگرا چھوڑی ہیں جو مختصر اور طویل دونوں قسم کی ہیں۔ ان کی طویل تصانیف میں ”سیر اعلام النبلاء“ اور ”تاریخ اسلام“ کے اسماء قائل ذکر ہیں۔

میزان الاعتدال:

یہ امام ذہبی کی لا جواب تصنیف ہے جو ضعیف راویوں کے بارے میں ہے۔ اس میں امام ذہبی نے شیخ ابوالاحمد عبداللہ بن عدی کی کتاب ”الکامل فی ضعفاء الرجال“ کے مواد کو اختصار اور جدید ترتیب کے ساتھ پیش کیا ہے۔ انہوں نے اس کے علاوہ دیگر محققین کی ضعیف راویوں کے بارے میں تحریر کردہ کتابوں سے بھی استفادہ کیا ہے۔

جرح و تعدیل کے متعلق کتب کی تاریخ میں امام ذہبی کی یہ کتاب نمایاں حیثیت رکھتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ حافظ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اس کتاب کی اہمیت اختصار اور جامعیت کی وجہ سے اس کو تحقیق کا موضوع بنایا اور اس میں مزید مفید اضافہ جات کرنے کے بعد اسے ”لسان المیزان“ کے نام سے اہل علم کے سامنے پیش کیا۔

امام ذہبی کی اس کتاب کا جو نسخہ ہمارے سامنے ہے اس کی تحقیق اور تعلیق نگاری کی خدمت شیخ علی محمد معوض اور شیخ احمد عبدالموجود نے سرانجام دی ہے اور اس تحقیق میں استاد ڈاکٹر عبدالفتاح ابوسنہ نے بھی حصہ لیا ہے۔ کتاب کا عربی متن مکتبہ رحمانیہ لاہور کی طرف سے شائع ہو چکا ہے اور اب اس کا ترجمہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

ائمہ جرح و تعدیل

اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو تمام بنی نوع انسان کے لیے ہادی اور رہنما بنا کر بھیجا تو آپ کو بہت سے معجزات بھی عطا کیے جو آپ کی نبوت پر روشن دلیل کی حیثیت رکھتے ہیں آپ ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن مجید ہے جس کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے خود وعدہ کیا ہے اور جو ہر قسم کے تغیر اور تبدیلی سے محفوظ ہے لیکن کیونکہ قرآنی احکام کی تعبیر و تشریح کی ذمہ داری نبی اکرم ﷺ کی تھی اس لیے بالواسطہ طور پر حکمت الہیہ میں یہ بات بھی طے تھی کہ آپ ﷺ کی تعلیمات بھی مستند طور پر آپ ﷺ کے ماننے والوں تک منتقل ہوں اسی لیے ایسے اسباب و وسائل پیدا ہوتے چلے گئے کہ سنت رسول اور حدیث نبوی مستند طور پر امت تک منتقل ہوئے اس وقت روئے زمین پر موجود تمام مذاہب کی تحقیق کر لیں کسی بھی مذہب کے ماننے والے یہ دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں کہ ”بانی مذہب“ کی تعلیمات مستند طور ان لوگوں تک پہنچ پائی ہیں صرف محمد عربی ﷺ کے ماننے والوں کو یہ اعزاز اور شرف حاصل ہے کہ وہ بڑے فخر سے سراٹھا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ جی ہاں! ہماری نبی ﷺ کی تعلیمات صحیح طور پر ہم تک پہنچی ہیں۔

یہ ایک فطری حقیقت ہے کہ کسی بھی مذہب یا نظریہ کے بانی کے ابتدائی پیروکار اپنے پیشوا کے ساتھ غیر معمولی والہانہ ذہنی اور قلبی وابستگی رکھتے ہیں لیکن وقت گزرنے کے ساتھ زینب داستاں کے لیے بہت سی خلاف حقیقت باتیں بھی اصل تعلیمات کے ساتھ شامل کر دی جاتی ہیں پیغمبر اسلام کے ابتدائی پیروکاروں نے اس بات کی بھرپور کوشش کی کہ وہ کوئی غلط بات پیغمبر اسلام کی طرف منسوب نہ کر دیں یہی وجہ ہے کہ جلیل القدر صحابہ کرام احادیث روایت کرتے ہوئے غیر معمولی احتیاط سے کام لیا کرتے تھے اور انہوں نے اپنے مسٹر شہین ’مستفیدین‘ کو بھی یہی درس دیا کہ پیغمبر اسلام کی طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرنا اسلام کی نظر میں بہت بڑا جرم اور گناہ ہے جس کا اندازہ کھنکھاسی بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود پیغمبر اسلام ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے:

”جو شخص جان بوجھ کر میری طرف کوئی جھوٹی بات منسوب کرتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے“

لیکن یہ بھی ایک فطری حقیقت ہے کہ دنیا میں ہر قسم کے لوگ پائے جاتے ہیں کچھ نیک سیرت اور پاک باطن ہوتے ہیں تو کچھ کمینہ خصلت اور بد باطن بھی ہوتے ہیں جب اسلام کی تعلیمات اور اس کے ساتھ اسلامی ریاست کی حدود پھیلنا شروع ہوئیں تو کچھ افراد نے اپنی باطنی خرابی کسی دنیاوی لالچ یا کسی بھی اور منفی جذبہ کے تحت اپنی طرف سے کچھ باتیں ایجاد کیں اور انہیں پیغمبر اسلام کی طرف منسوب کر کے بیان کرنا شروع کر دیا کچھ لوگوں نے اپنی لاعلمی نے کی وجہ سے اس نوعیت کی روایات کو آگے بیان کیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ احادیث کے ذخیرہ میں کچھ ایسی باتیں بھی شامل ہو گئیں جن کی نبی اکرم ﷺ کی طرف نسبت غلط تھی اسی صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے علم حدیث کے ماہرین نے ”مستند“ اور ”غیر مستند“ روایات کے درمیان امتیاز قائم کرنے کے لیے مختلف قواعد و ضوابط مقرر

کیے ان میں سے کچھ اصولوں کا تعلق روایت کے متن سے ہے تو کچھ قواعد راویوں سے متعلق بھی ہیں اصول حدیث سے متعلق کتب میں اس سے متعلق اصول تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔

تاہم یہ بات ذہن نشین رہنی چاہیے: راویان حدیث کے تین طبقات ہیں:

پہلا طبقہ: صحابہ کرام

یہ وہ مقدس گروہ ہے جنہیں پیغمبر اسلام کی صحبت نصیب ہوئی اس طبقے کے افراد کے بارے میں امت کا اتفاق ہے کہ یہ سب عادل ہیں ان میں سے کسی نے بھی نبی اکرم ﷺ کی طرف کوئی غلط بات منسوب نہیں کی ہوگی اگر کسی صحابی کے حوالے سے کوئی غلط بات نبی اکرم ﷺ کی طرف سے منسوب کر کے بیان کی بھی گئی ہوگی تو اس میں اس بات کا قوی امکان موجود ہوگا کہ کسی کذاب نے اس صحابی کی طرف نسبت کرتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیا ہوگا۔

دوسرا طبقہ: تابعین عظام

یہ طبقہ دو قسم کے حضرات پر مشتمل ہے، کچھ وہ لوگ ہیں جن کی عظمت شان اور جلالت علمی پر اتفاق پایا جاتا ہے اور کچھ ایسے لوگ ہیں جو غیر معروف حیثیت رکھتے ہیں عام طور پر اس طبقے کے افراد نبی اکرم ﷺ کی طرف جان بوجھ کر کوئی جھوٹی بات منسوب نہیں کرتے ہیں البتہ بشری تقاضوں کے تحت کسی بھول چوک، کئی کوتاہی، حافظے میں تغیر وغیرہ کا معاملہ مختلف ہوگا۔

تیسرا طبقہ: تابعین کے بعد کے راویان

یہ طبقہ تابعین کے علاوہ سے شروع ہوتا ہے اور کتب احادیث کے مرتبین کے دور تک جاتا ہے اس میں مختلف علاقوں، قومیتوں، مسلکی نظریات رکھنے والوں کی کثرت پائی جاتی ہے اور زیادہ تر ضعیف اور کذاب راویوں کا تعلق اسی طبقے سے ہے۔

جرح و تعدیل

یہ وہ فن ہے جس میں حدیث روایت کرنے والے افراد کی "استنادی حیثیت" پر بحث کی جاتی ہے کیونکہ ابتدائی ادوار میں کتب حدیث مرتب نہیں ہوئی تھیں اور لوگ اپنے اساتذہ سے سماع کر کے روایات آگے نقل کر دیتے تھے اس لیے اس فن میں مرکزی حیثیت "افراد" کو حاصل رہی اور اس کا تمام موضوع بحث بھی "افراد" یعنی راویان حدیث ہی رہے ہیں۔

جرح و تعدیل کی باقاعدہ روایت کا آغاز دوسری صدی ہجری سے ہوتا ہے اور اس حوالے سے پہلا نام یحییٰ بن سعید القطان کا آتا ہے اس دور کے دوسرے بڑے ناقد عبد الرحمن بن مہدی ہیں اس فن میں دوسرے طبقہ کے نمایاں افراد میں ابو داؤد طیالسی، امام عبد الرزاق، یزید بن ہارون اور ابو عاصم نیمیل شامل ہیں۔

ذیل میں ہم فن جرح و تعدیل کے چند اکابر ماہرین کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں:

امام یحییٰ بن سعید القطان

آپ کا نام یحییٰ بن سعید بن فروخ القطان ہے آپ کی کنیت ابو سعید ہے آپ بصرہ کے رہنے والے ہیں آپ 120 ہجری میں

پیدا ہوئے تھے سید الحفاظ شمار ہوتے ہیں۔

انہوں نے ہشام بن عروہ، حمید طویل اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں جبکہ ان سے روایات نقل کرنے والوں میں عبد الرحمن بن مہدی، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ اور یحییٰ بن معین کے اسماء قابل ذکر ہیں۔

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں: میری آنکھوں نے یحییٰ بن سعید جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا ہے، علی بن مدینی کہتے ہیں: میں یحییٰ بن سعید سے زیادہ رجال کی معرفت رکھنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا ہے، امام نسائی فرماتے ہیں: حدیث رسول کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امین افراد مالک، شعبہ اور یحییٰ القطان ہیں۔

صفر المظفر 198 ہجری میں یحییٰ القطان کا انتقال ہو گیا۔

امام عبد الرحمن بن مہدی

یہ عبد الرحمن بن مہدی بن حسان بصری ہیں، ان کی "نسب ولاء" یا تو "ازد قبیلے" کے ساتھ ہے یا پھر "بنو خزیمہ" کے ساتھ ہے یہ 135 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

انہوں نے ایمن بن نائل، ہشام دستوائی، معاویہ بن صالح، شعبہ بن حجاج اور سفیان ثوری جیسے اکابرین سے سماع کیا ہے جبکہ ان سے روایات نقل کرنے والوں کی صف میں عبد اللہ بن مبارک، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، علی بن مدینی اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے افراد شامل ہیں، یعنی ان کے مستفیدین کی صف میں زیادہ تر امام بخاری اور امام مسلم کے اساتذہ کے طبقے کے افراد ہیں۔

امام احمد فرماتے ہیں: یہ یحییٰ القطان سے بڑے فقیہ ہیں اور کتب سے زیادہ ثبت ہیں، ابن مدینی کہتے ہیں: حدیث کے سب سے بڑے مہمد الرسن بن مہدی ہیں، نعیم بن حماد کہتے ہیں: میں نے عبد الرحمن بن مہدی سے دریافت کیا: آپ جموئے راوی کو کیسے پہچان لیتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا: جس طرح کوئی طبیب پاگل شخص کو پہچان لیتا ہے۔

عبد الرحمن بن مہدی کا انتقال جمادی الثانی 198 ہجری میں ہوا۔

امام عبد الرزاق

آپ کا نام عبد الرزاق بن ہمام بن نافع حمیری صنعانی ہے، ان کی کنیت ابو بکر ہے، انہوں نے ابن جریج، معمر ثوری، اوزاعی اور خلق کثیر سے استفادہ کیا ہے جبکہ ان سے روایت کرنے والوں میں یحییٰ بن معین، احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ذہبی، دبري جیسے اکابرین شامل ہیں، ان کی مرتب کردہ کتاب "مصنف عبد الرزاق" کا شمار احادیث و آثار کے ضخیم مجموعہ جات میں ہوتا ہے۔

امام عبد الرزاق کا انتقال 15 شوال 211 ہجری میں 85 برس کی عمر میں ہوا۔

امام ابوداؤد طیالسی

آپ کا نام سلیمان بن داؤد بن جارد ہے، اور کنیت ابوداؤد ہے، آپ فارسی الاصل ہیں۔

انہوں نے ابن عون، ایمن بن نائل، دستوائی، شعبہ اور ان کے طبقے کے افراد سے سماع کیا ہے جبکہ ان سے روایات نقل کرنے والوں میں امام احمد، تذا، فلاس اور ان کے طبقے کے افراد شامل ہیں۔

فلاس اور ابن مدنی کہتے ہیں: میں نے ان سے بڑا حافظ نہیں دیکھا ان کے رفیق ابن مہدی کہتے ہیں: یہ سب سے زیادہ سچے تھے۔
ان کا انتقال 204 ہجری میں 80 برس کے لگ بھگ عمر میں ہوا۔

امام یزید بن ہارون

آپ کا نام یزید بن ہارون بن زاذی ہے کُنیت ابو خالد اور اسم منسوب "سلی" اور "واسطی" ہے آپ 118 ہجری میں پیدا ہوئے۔
انہوں نے عاصم احوال، یحییٰ بن سعید جزیری، سلیمان بنی، داؤد بن ابو ہند، ابن عوف اور طلق کثیر سے استفادہ کیا ان سے امام ابن ابوشیبہ، امام
احمد بن حنبل، علی بن مدینی، ابویوسف، عبد بن حمید اور ان کے علاوہ دیگر بہت سے افراد نے روایات نقل کی ہیں امام احمد فرماتے ہیں: یزید حافظ اور
متقن تھے، فقہی بصیرت کے مالک تھے بہت سمجھدار اور ذہین فطین تھے ان کا انتقال ربیع الثانی 206 ہجری میں واسطہ میں ہوا۔

امام یحییٰ بن معین

ان کا نام یحییٰ بن معین بن عوف ہے ان کی کُنیت ابو زکریا ہے یہ بغداد کے رہنے والے ہیں ان کی پیدائش 158 ہجری میں ہوئی۔
انہوں نے عبد اللہ بن مبارک، "ہشیم"، اسحاق بن یحییٰ بن ابوزائدہ، معتز بن سلیمان اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی
ہیں جبکہ ان سے روایت کرنے والے افراد میں امام احمد، امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابوزرعیہ اور بہت سے افراد شامل ہیں۔
امام ذہبی نے انہیں "سید الحفاظ" اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے ان کو "امام البحر والتمدین" قرار دیا ہے۔
ذیقعدہ 233 ہجری میں مدینہ منورہ میں ان کا انتقال ہوا۔

امام علی بن مدینی

آپ کا نام علی بن عبد اللہ بن جعفر بن یحییٰ ہے آپ علی بن مدینی کے نام سے زیادہ معروف ہیں آپ 161 ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔
آپ نے اپنے والد "ہشیم"، حماد بن زید، سفیان بن عیینہ اور ان کے طبقے کے افراد سے سماع کیا ہے جبکہ ان سے ذیلی بخاری، ابوداؤد
اور دیگر بہت سے افراد نے روایات نقل کی ہیں۔
ابو حاتم کہتے ہیں: حدیث اور اس کی علل کی معرفت کے حوالے سے علی بن مدینی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں میں نے امام احمد کو کبھی
ان کا نام لیتے ہوئے نہیں سنا ہے وہ ہمیشہ ان کی تعظیم کے پیش نظر ان کی کُنیت سے انہیں مخاطب کرتے تھے۔
یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں: علی بن مدینی نے مجھ سے جتنا استفادہ کیا ہے میں نے ان سے اس سے زیادہ استفادہ کیا ہے۔
امام ابوداؤد فرماتے ہیں: "اختلاف الحدیث" کے بارے میں یہ امام احمد بن حنبل سے زیادہ بڑے عالم تھے۔
ان کا انتقال ذیقعدہ 234 ہجری میں "سامرا" میں ہوا۔

امام احمد بن حنبل

آپ کا نام احمد بن محمد بن حنبل ہے آپ کی کُنیت "ابو عبد اللہ" اور اسم منسوب "شیبانی" ہے آپ 164 ہجری میں پیدا ہوئے۔
علم حدیث کا مشہور و معروف ذخیرہ "مسند احمد" آپ ہی نے مرتب کیا ہے آپ کے فضائل و مناقب بے شمار ہیں صحاح ستہ کے بھی

مؤلفین آپ کے علاوہ کی صف میں شامل ہیں فقہ طلق قرآن کے حوالے سے آزمائش میں مبتلا ہونے کے بعد آپ محدثین کے سرفیل کی حیثیت اختیار کر گئے تھے اہل سنت کا چوتھا فقہی دبستان فکر آپ ہی کی طرف منسوب ہے۔

عمرو بن فلاس

یہ عمرو بن علی بن بحر الفلاس ہیں یہ اصل میں بصرہ کے رہنے والے تھے بعد میں بغداد میں رہائش اختیار کی حافظان حدیث اور ثقہ راویوں میں شمار ہوتے ہیں بعض محدثین تو انہیں علی بن مدینی پر بھی فوقیت دیتے ہیں ان کے حوالے سے "المسند" - "المعلل" - "التاریخ" اور ایک تفسیر منقول ہیں ان کا انتقال 249 ہجری میں سرمن رائے کے مقام پر ہوا۔

ابو خیسمہ

یہ احمد بن زبیر بن حرب بن شداد بغدادی ہیں ان کی پیدائش 185 ہجری میں بغداد میں ہوئی یہ حافظ الحدیث تھے تاریخ کے بڑے عالم تھے ادبیات میں بھی مہارت رکھتے تھے ان کے بارے میں ایک روایت یہ بھی ہے کہ یہ قدریہ فرقت کی طرف رجحان رکھتے تھے ان کی تصانیف میں سے ایک "التاریخ الکبیر" ہے جس کے بارے میں امام دارقطنی نے یہ کہا ہے میرے علم کے مطابق ان کی تاریخ سے زیادہ عمدہ معلومات اور کہیں سے حاصل نہیں ہو سکتی ہیں ان کا انتقال 279 ہجری میں بغداد میں ہوا۔

ابوزرعد رازی

ان کا نام عبید اللہ بن عبد الکریم بن یزید بن فروخ ہے ان کی کنیت ابوزرعد ہے اور اسم منسوب "رازی" ہے انہوں نے حرمین عراق شام جزیرہ مصر اور خراسان میں بہت سے افراد سے اخذ واستفادہ کیا ہے جبکہ ان سے روایت کرنے والے افراد میں امام بخاری کے علاوہ صحاح ستہ کے سبھی مؤلفین شامل ہیں اور ان کے علاوہ بھی بہت سے افراد ہیں۔

امام ذہبی کہتے ہیں: حفظ دیندار کی اذہانت اخلاص علم اور عمل کے حوالے سے اپنے عہد کی ناورد روزگار شخصیت ہیں۔

ان کا انتقال 264 ہجری کے آخری دن ہوا تھا۔

ابو حاتم رازی

ان کا نام محمد بن ادریس بن منذر حنظلی ہے جلیل القدر اہل علم میں سے ایک ہیں یہ 195 ہجری میں پیدا ہوئے یہ فرماتے ہیں: میں نے 209 ہجری میں احادیث نوٹ کرنا شروع کر دی تھیں انہوں نے بہت سے مشائخ سے روایات نقل کی ہیں ان سے روایات نقل کرنے والوں میں صحاح ستہ کے مؤلفین میں سے امام ابو داؤد اور امام نسائی شامل ہیں ان کے علاوہ حافظ ابو عوانہ اسفرائینی اور دیگر بہت سے افراد نے بھی ان سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم کا انتقال شعبان کے مہینے میں 277 ہجری میں 82 برس کی عمر میں ہوا۔

ابو اسحاق جوزجانی

ان کا نام ابراہیم بن یعقوب بن اسحاق ہے ان کا اسم منسوب "جوزجانی" اور "سعدی" ہے یہ شام کے جلیل القدر محدث ہیں یہ

خراسان کے علاقے ”جوزجان“ کے رہنے والے تھے وہیں پیدا ہوئے پھر پہلے مکہ پھر بصرہ پھر مدینہ منقل ہوئے آخر میں دمشق آ گئے اور مرتے دم تک وہیں سکونت پذیر رہے۔

ان کی تصانیف میں سے ”الجرح والتعدیل“ اور ”الضعفاء“ معروف ہیں ان کا انتقال 259 ہجری میں ہوا۔

ابن حبان

یہ محمد بن حبان ابو حاتم ہستی ہیں جو حدیث کی معروف کتاب ”صحیح ابن حبان“ کے مؤلف ہیں انہوں نے اور بھی کئی کتب یادگار چھوڑی ہیں لیکن رجال الحدیث کے بارے میں ان کی معروف تصنیف ”الثقات“ ہے۔

انہوں نے علم حدیث کی طلب میں خراسان، شام، مصر، عراق اور جزیرہ کے مختلف علاقوں کا سفر کیا اور بہت سے مشائخ سے استفادہ کیا ان کے سب سے مشہور شیخ امام ابن خزیمہ ہیں امام ابن حبان کا انتقال 354 ہجری میں ہوا۔

عقلی

ان کا نام محمد بن عمرو بن موسیٰ بن حماد ہے ان کی کنیت ”ابو جعفر“ ہے اور اسم منسوب ”عقلی“ اور ”علی“ ہے ذہبی کہتے ہیں: ضعیف راویوں کی معرفت کے بارے میں عقلی کی ایک مفید تصنیف ہے یہ حرثین میں مقیم رہے تھے ان کا انتقال 322 ہجری میں مکہ مکرمہ میں ہوا۔ ذیل میں ہم جرح والتعدیل کے موضوع پر لکھی جانے والی چند اہم کتب اور ان کے مؤلفین کے نام تحریر کرتے ہیں:

- (1) تاریخ الصغیر (یا تاریخ الاوسط) -- تاریخ الکبیر -- الضعفاء الصغیر (یہ تینوں) تصنیف: امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری
- (2) تاریخ الثقات -- تصنیف: ابوالحسن احمد بن عبد اللہ بن صالح علی کوفی (متوفی: 261 ہجری)
- (3) الضعفاء والمترکون -- الطبقات -- تسمیۃ من لم یرو عنہ غیر واحد -- ذکر المدلسین -- (یہ چاروں) تصنیف: امام نسائی
- (4) الجرح والتعدیل -- تصنیف: ابو محمد عبد الرحمن بن محمد تمیمی قنطلی رازی -- المعروف بہ ”ابن ابی حاتم“ (متوفی: 327 ہجری)
- (5) الثقات -- المعجم -- (یہ دونوں) تصنیف: امام ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد ہستی (متوفی: 354 ہجری)
- (6) الکامل فی ضعف الرجال -- تصنیف: ابو احمد عبد اللہ بن عدی جرجانی (متوفی: 365 ہجری)
- (7) تاریخ اسماء الثقات -- تاریخ اسماء الضعفاء والکذابیین -- (یہ دونوں) تصنیف: ابو حفص عمر بن احمد المعروف بہ ”ابن شامہ“
- (8) الضعفاء والمترکون -- تصنیف: ابوالحسن علی بن عمر دارقطنی (متوفی: 385 ہجری)
- (9) تہذیب الکمال فی اسماء الرجال -- ابو الحجاج یوسف بن عبد الرحمن جمال الدین المزی (متوفی: 742 ہجری)
- (10) تہذیب التہذیب -- ابو الفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر عسقلانی (متوفی: 852 ہجری)

مقدمہ

﴿از امام ذہبی﴾

شیخ 'انام' عالم عامل، شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان ذہبی فرماتے ہیں:

ہر طرح کی حمد اس اللہ کے لئے مخصوص ہے جو حاکم ہے عادل ہے بلند و برتر ہے الطیف و خیر ہے بزرگی والا اور بصیر ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور بہترین طریقے سے پیدا کیا ہے اور جس نے مخلوق (کے نظام) کو ترتیب دیا ہے اور کامل ترین طریقے سے ترتیب دیا ہے اس نے اپنے بندوں کے بارے میں اپنی حکمت کے تحت سعادت مندی اور بد بختی مقرر کی ہیں تو ایک گروہ جنت میں جائے گا اور ایک گروہ جہنم میں ہوگا۔ اس نے سب سے زیادہ سچے کلام اور سب سے زیادہ واضح تحریر کے ہمراہ اپنے معزز رسولوں کو بھیجا اور سید ابو القاسم جو خوشخبری منانے والے ڈرانے والے روشن چراغ ہیں ان کے ذریعے (انبیاء کی بعثت کے سلسلے) کو ختم کر دیا۔ اس نے انہیں جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اور اس نے ان کی لائی ہوئی شریعت کو تبدیلی اور تغیر سے محفوظ کر دیا اس نے ان کی امت کو سب سے بہترین امت بنایا جسے لوگوں کے لئے بھیجا گیا ہے تو کیا خوب بنایا ہے اس امت میں اس نے ائمہ اور ناقدین بنائے ہیں جو کھرے اور کھونے میں تمیز کر سکتے ہیں۔ اور نبی اکرم ﷺ کے آثار کو محفوظ رکھنے کے حوالے سے مکمل ترین بصیرت رکھتے ہیں۔ وہ نفسانی خواہشات کی پیروی اور کوتاہیوں سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں اور لوگوں کے مراتب، پجائی، جھوٹ، قوی ہونے، ضعیف ہونے کے حوالے سے لوگوں کے بارے میں کلام کرتے ہیں جو بہترین ہوتا ہے۔

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔ وہی ایک معبود ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ یہ ایک ایسی گواہی ہے جسے میں منکر نکیر کے سوال (کا جواب دینے) کے لئے سنہال کے رکھوں گا اور اس کے ساتھ ہی میں یہ گواہی بھی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں جو سب سے بہترین ہیں اور سب سے زیادہ سچے ڈرانے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اور ان کی آل پر درود و سلام نازل کرے۔

اما بعد! اللہ تعالیٰ نے ہمیں ہدایت نصیب کی ہمیں سیدھا راستہ دکھایا کہ ہمیں اپنی اطاعت کرنے کی توفیق عطا کی یہ ایک جلیل القدر کتاب ہے جو تفصیل کے ساتھ لکھی گئی ہے۔ جو علم نبوی کے ناقلین اور آثار کے حاملین کی وضاحت کے بارے میں ہے اسے میں نے اپنی کتاب جس کا نام ”المغنی“ ہے اس کے بعد تحریر کیا ہے۔ میں نے اس میں عبارت کو طول دیا ہے اور متعدد ایسے راویوں کے نام زائد طور پر نقل کیے ہیں جو ”مغنی“ میں نہیں ہیں۔ میں نے اس کتاب کا زیادہ تر مواد ”الکامل لابن عدی“ سے لیا ہے جو اپنے موضوع پر لا جواب کتاب ہے۔ جس کے ساتھ ”ذیل“ بھی تحریر ہے۔

حافظان حدیث نے جرح و تعدیل کے بارے میں مختصر اور طویل ہر قسم کی تصنیفات مرتب کی ہیں۔ اس بارے میں جن صاحب کلام سب سے پہلے جمع کیا گیا وہ (یحییٰ بن سعید قطان) ہیں جن کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ نے کہا ہے: میں نے اپنی آنکھوں کے ذریعے یحییٰ بن سعید القطان جیسا کوئی شخص نہیں دیکھا۔

اس کے بعد اس حوالے سے ان کے شاگردوں نے کلام کیا جیسے یحییٰ بن معین، علی بن مدینی، احمد بن حنبل، عمرو بن علی، قلاس ابو یوسف (رحمۃ اللہ علیہم)۔

اس کے بعد ان حضرات کے شاگردوں نے کلام کیا جیسے: ابو زرعہ رازی، ابو حاتم رازی، امام بخاری، امام مسلم، ابواسحاق جوزجانی سعدی (رحمۃ اللہ علیہم)۔

ان کے بعد بہت سے لوگوں نے (اس حوالے سے کتابیں مرتب کی ہیں) جیسے: امام نسائی، امام ابن خزیمہ، امام ترمذی، دولابی، عقیلی (رحمۃ اللہ علیہ) جن کی ضعیف راویوں کی معرفت کے بارے میں ایک مفید تصنیف ہے۔ اس کے علاوہ امام ابو حاتم بن حبان جن کی بڑی کتاب میرے پاس موجود ہے۔ ایک کتاب شیخ ابوالاحمد بن عدی کی بھی ہے جس کا نام ”الاکمال“ ہے جو اس موضوع پر سب سے زیادہ مکمل اور سب سے زیادہ مکمل القدر کتاب ہے۔ اس کے علاوہ شیخ ابوالفتح ازودی کی کتاب ہے۔ شیخ ابومحمد بن ابوالحاتم کی کتاب ہے جو جرح و تعدیل کے بارے میں ہے۔ ضعیف راویوں کے بارے میں امام دارقطنی کی کتاب ہے۔ ضعیف راویوں کے بارے میں امام حاکم کی کتاب ہے اور اس کے علاوہ کتابیں بھی ہیں۔

حافظ ابن طبرمقدسی نے ”الاکمال لابن عدی“ پر ایک ”ذیل“ تحریر کیا ہے جو میں نے نہیں دیکھا۔ اسی طرح حافظ ابن جوزی نے اس بارے میں ایک بڑی کتاب تحریر کی ہے جس کا میں نے پہلے اختصار کیا اور پھر اس پر ایک کے بعد دوسرا ”ذیل“ تحریر کیا۔

اب میں نے اس تصنیف کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے استعارہ کیا اور اس کو حروف تہجی کی ترتیب کے حوالے سے مرتب کیا ہے یہاں تک کہ راویوں کے آباد و جداد کے نام بھی حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق ہیں تاکہ اس سے استفادہ آسان ہو۔ میں نے اس میں اگر کسی ایسے راوی کا ذکر کیا ہو جس کے حوالے سے ”صحاح ستہ“ کے مصنفین یعنی امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد، امام نسائی، امام ترمذی، امام ابن ماجہ (رحمۃ اللہ علیہم) میں سے کسی نے حدیث نقل کی ہو تو میں نے اس کے لیے الگ سے رموز قائم کیے ہیں اور اگر کسی ایک راوی سے ان سب نے روایت نقل کی ہو تو اس کے لیے ”ع“ کا اشارہ ہے۔ اور اگر اس راوی پر سنن اربعہ کے مؤلفین متفق ہوں تو اس کے لیے ”عو“ کا رمز ہے۔

جن حضرات کی ثقاہت اور جلالہ کے باوجود ان میں موجود معمولی کمزوری یا تھوڑی سی جرح کی وجہ سے اس کتاب میں ان کا ذکر کیا گیا ہے تو اگر ابن عدی یا جرح سے متعلق دیگر کتابوں کے مؤلفین نے اس شخصیت کا ذکر نہ کیا ہو تو اس کی ثقہت کی وجہ سے میں اس کا ذکر نہ کرتا، لیکن میں نے یہ بھی مناسب نہیں سمجھا کہ میں ایسے کسی شخص کا نام حذف کر دوں جس کا تذکرہ مذکورہ بالا امر کی کتابوں میں کمزوری کے حوالے سے ہوا ہو کیونکہ اس طرح مجھ پر تنقید کی جائے گی لیکن میں نے ان حضرات کا تذکرہ اس وجہ سے نہیں کیا کہ میرے نزدیک بھی یہ کمزور ہیں البتہ میں نے ان صحابہ کرام کا ذکر نہیں کیا جن کا ذکر امام بخاری یا ابن عدی یا کسی اور مصنف کی کتاب میں ہے اور ایسا صحابہ کرام جی اللہ کی عظمت شان کی وجہ سے کیا ہے۔ میں نے اس تصنیف میں ان کا ذکر اس لئے نہیں کیا کیونکہ وہ ضعیف ان تک پہنچنے

والی سند کے کسی اور راوی کے حوالے سے ہوگا۔

اسی طرح میں نے اپنی اس کتاب میں فروغ (فقہی مسائل) کے حوالے سے ائمہ متبوعین میں سے کسی کا ذکر نہیں کیا، کیونکہ اسلام میں انہیں بلند مرتبہ حاصل ہے اور لوگ ان کی تعظیم کرتے ہیں جیسے: امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہم) ہیں۔ اگر میں ان میں سے کسی کا ذکر کروں گا تو انصاف کے مطابق کرتا اور یہ چیز تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اور نہ ہی لوگوں کے نزدیک اس (امام) کے لئے کسی ضرر کا باعث ہوتی۔ کیونکہ انسان کو نقصان جھوٹ پہنچاتا ہے یا بکثرت غلطیوں پر اصرار پہنچاتا ہے یا باطل کو غلط مطلق کر دینا پہنچاتا ہے، کیونکہ یہ چیز خیانت بھی ہے اور جرم بھی ہے اور مسلمان شخص خیانت اور جھوٹ سے پاک ہوتا ہے۔

میری یہ کتاب ”جان بوجھ کر جھوٹ بولنے اور احادیث ایجاد کرنے والوں“ کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں برباد کرے یا ان جھوٹوں کے بارے میں ہے جنہوں نے یہ کہا کہ انہوں نے سماع کیا ہے حالانکہ انہوں نے سماع نہیں کیا، یا پھر ان لوگوں کا ذکر ہے جن پر حدیث ایجاد کرنے یا فریب دینے کا الزام عائد کیا گیا ہے یا پھر ان لوگوں کے بارے میں جو اپنی عام بات چیت میں جھوٹ بولتے تھے حدیث نبوی ﷺ کے حوالے سے جھوٹ نہیں بولتے تھے یا پھر ہلاکت کے شکار ہونے والے ان متروک راویوں کے بارے میں ہے جن کی غلطیاں زیادہ ہو گئیں تو ان کی روایات کو متروک قرار دے دیا گیا اور ان کی روایت پر اعتقاد نہیں کیا گیا۔ پھر ان حافظان حدیث کے بارے میں ہے جو دین کے حوالے سے کمزور حیثیت رکھتے تھے ان کی عدالت کمزور تھی پھر ان محدثین کے بارے میں ہے جنہیں ان کے حافظے کے حوالے سے ضعیف قرار دیا گیا کیونکہ وہ غلطیاں کرتے تھے اور انہیں وہم لاحق ہوتے تھے، لیکن ان کی حدیث کو (مکمل طور پر) متروک قرار نہیں دیا گیا۔ اصول، حلال یا حرام کے بارے میں ان کی روایت کو قبول نہیں کیا جاتا، البتہ شواہد یا اعتبار کے طور پر ان کی روایات کو پیش کیا جاسکتا ہے۔ پھر ان سچے محدثین یا مستور الحال مشائخ کا بھی ذکر ہے جن میں کمزوری پائی جاتی تھی اور یہ لوگ ثبت اور متعن راویوں کے مرتبے تک نہیں پہنچ پائے اس کے علاوہ مجہول راوی بھی ہیں جن کے بارے میں ابوحاتم رازی نے یہ تصریح کی ہے کہ یہ مجہول ہے یا دوسرے کسی محدث نے یہ کہا ہے کہ اس کی شناخت نہیں ہو سکی یا اس میں مجہول ہونا پایا جاتا ہے یا یہ مجہول ہے یا اس طرح کی دیگر عبارات ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ راوی سچ کے حوالے سے شہرت نہیں رکھتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ مجہول راوی سے استدلال نہیں کیا جاسکتا اس کے علاوہ ایسے ثقہ اور ثبت راویوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے جن میں بدعتی نظریات پائے جاتے تھے یا ایسے ثقہ راوی جن کے ثقہ ہونے کے کلام کی طرف توجہ نہیں کی گئی کیونکہ اس میں خرابی پائی جاتی تھی تو تنقید کرنے والوں میں سے اکثریت نے (ان کے ثقہ ہونے) کی مخالفت کی۔ انبیاء کے علاوہ اجتہاد میں کسی سہو یا خطا سے محفوظ ہونے کے حوالے سے ہم کسی کے بارے میں دعویٰ نہیں کر سکتے ہیں۔

بدعت کی دو قسمیں ہیں: کبریٰ اور صغریٰ۔ عاصم احول نے ابن سیرین کا یہ بیان نقل کیا ہے: پہلے لوگ سند کی تحقیق نہیں کرتے تھے جہاں تک کہ جب فتنے آنے لگے تو لوگ اس بات کا جائزہ لینے لگے کہ جو اہل سنت ہے اس کی حدیث کو اختیار کر لیتے تھے اور وجہ عتی ہوتا تھا اس کی حدیث کو ترک کر دیتے تھے۔

ہشام نے حسن بصری کا یہ بیان نقل کیا ہے: تم اہل ہواء کے لئے گنجائش پیدا نہ کرو اور ان سے سماع نہ کرو۔

بدعت کے حوالے سے پیدا ہونے والی کمزوری ایک ایسا موضوع ہے جس کے حوالے سے علماء کے درمیان اختلاف پایا جاتا ہے

جس کی وضاحت کا یہ موقع محل نہیں ہے۔

جس شخص کے بارے میں یہ کہا گیا ہو کہ اس کا محل صدق ہے اس کا میں نے ذکر نہیں کیا، اسی طرح اس کا بھی ذکر نہیں کیا جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہو کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس کا بھی ذکر نہیں کیا گیا، جس کے بارے میں یہ کہا گیا ہو یہ صالح الحدیث ہے یا اس کی حدیث کو نوٹ کیا جائے گا یا یہ شیخ ہے، کیونکہ اس طرح کے الفاظ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس راوی میں مطلق ضعف نہیں پایا جاتا ہے۔

مقبول راویوں کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں:

”ثبت حجت۔ مثبت حافظ۔ ثقہ متقن۔ ثقہ ثقہ۔ (صرف) ثقہ۔ مقبول۔ صدوق۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس میں حرج کوئی نہیں۔ اس کا محل صدق ہے۔ یہ جید الحدیث ہے۔ یہ صالح الحدیث ہے۔ یہ درمیانے درجے کا شیخ ہے۔ یہ حسن الحدیث شیخ ہے۔ یہ ان شاء اللہ صدوق ہے۔ یہ کم درجے کا صالح ہے اور اس کی مانند دیگر الفاظ ہیں۔“

جرح کے بارے میں یہ الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں:

”دجال کذاب۔ وضاع جو حدیث ایجاد کرتا ہے۔ مجہم بالکذب۔ جس کے متروک ہونے پر اتفاق ہو۔ جو متروک ہے ثقہ نہیں ہے۔ انہوں نے اس کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ یہ ذاہب الحدیث ہے۔ اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔ یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔ یہ ساقط ہے۔ یہ ایک مرتبہ دہائی ہے۔ یہ کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ انہائی ضعیف ہے۔ انہوں نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ یہ ضعیف اور دہائی ہے۔ یہ منکر الحدیث ہے یا اس کی مانند الفاظ ہیں۔ اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ اس میں ضعف پایا جاتا ہے۔ یہ ضعیف ہے۔ یہ قوی نہیں ہے۔ یہ حجت نہیں ہے۔ یہ اسنے پائے کا نہیں ہے۔ یہ کچھ معروف اور کچھ منکر ہے۔ اس کے بارے میں بات کہی گئی ہے۔ اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔ کمزور ہے۔ برے حافظے والا ہے۔ اس سے استدلال نہیں کیا جاتا۔ اس کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ یہ صدوق لیکن بدعتی ہے۔ یہ اور اس کے جیسے الفاظ ہیں جو اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ یہ راوی حدیث ایجاد کرتا ہے یا یہ کمزور ہے یا اس کے بارے میں توقف کیا جائے گا یا اس میں موجود کمزوری کے باوجود اس سے استدلال کیا جائے گا۔“

جی ہاں! متاخرین نے جس راوی کے بارے میں کلام کیا ہے، میں نے اس کا ذکر نہیں کیا، ماسوائے اس صورت کے کہ اس کا ضعف واضح ہو جائے اور اس کا معاملہ وضاحت والا ہو جائے کیونکہ ہمارے زمانے میں راویوں پر اعتماد نہیں کیا جاتا بلکہ محدثین و مرتبین پر اعتماد کیا جاتا ہے یا ان لوگوں پر اعتماد کیا جاتا ہے کہ سماع کرنے والوں کے اسامہ کو ضبط کرنے کے حوالے سے ان کی عدالت اور سچائی معروف ہو۔

یہ بات طے شدہ ہے کہ راوی کا بچنا اور محفوظ ہونا ضروری ہے تو حقد مین اور متاخرین کے درمیان حد فاصل تیسری صدی ہجری ہے۔ اگر میں اس حوالے سے لوگوں کو کمزور قرار دے، تو موضوع چھیڑ دوں تو پھر بہت تھوڑے سے لوگ باقی بچیں گے کیونکہ زیادہ تر لوگوں کو یہ پتہ ہی نہیں ہے کہ وہ کیا روایت کر رہے ہیں اور انہیں اس فن کی شناخت بھی نہیں ہے۔ انہیں کمسنی میں احادیث سنائی گئی تھیں اور بڑی عمر میں انہیں سند کے عالی ہونے کی ضرورت پیش آئی تو اب اعتماد اس شخص پر ہوگا جس نے ان کے سامنے حدیث کو پڑھا تھا یا جس نے ان کے سامنے سماع کا ماحول قائم کیا تھا جیسا کہ علوم الحدیث میں تفصیل کے ساتھ یہ بات تحریر کی گئی ہے باقی اللہ تعالیٰ ہی توفیق عطا کرنے والا ہے اسی سے مدد مانگی جاتی ہے اور اس کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔

﴿حرف الف﴾

(”الف“ سے شروع ہونے والے نام)

۱- ابان بن اسحاق (ت) مدنی

انہوں نے صباح بن محمد سے اور ان سے یحییٰ بن عبید نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کا کہنا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابوالفتح ازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

(نام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میرے خیال میں اسے متروک قرار نہیں دیا جاسکتا: اس لیے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور علی نے

اسے ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

شیخ ابوالفتح ازہری رحمۃ اللہ علیہ جرح کرنے میں زیادتی کر جاتے ہیں۔ بحروج راویوں کے بارے میں ان کی ایک بڑی تصنیف ہے جس

میں انہوں نے ان راویوں کے حالات جمع کیے ہیں جن میں سے بہت سوں پر انہوں نے جرح کی ہے جب کہ ان سے پہلے کسی بھی عالم

نے ان کے بارے میں کلام نہیں کیا۔ ایسے راویوں کا تذکرہ ہم محمد نامی راویوں کے حالات میں کریں گے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

استحيوا من الله حق الحياء الحديث

”اللہ تعالیٰ سے اس طرح حیا کرو جیسے حیا کرنے کا حق ہے۔“

اس روایت کو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔

صباح یہ ”وابی الحدیث“ تھے۔

۲- ابان بن تغلب (م، عو) کوئی

یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا اور انتہا پسند تھا، لیکن یہ ”صدوق“ (یعنی روایات نقل کرنے میں سچا) تھا۔ ہم اس کی سچائی لے نہیں

گے اور بدعت اس کے ذمے ہوگی۔

احمد بن حنبل، ابن معین اور ابو حاتم نے اسے ثقة قرار دیا ہے۔

ابن عدی نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا ہے: ”یہ غالی شیعہ“ تھا۔

سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کلا گمراہ تھا۔

کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے کہ کسی بدعتی کو ثقہ کیسے قرار دیا جاسکتا ہے جب کہ ثقہ ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ایسے راوی میں عدالت

اور اتقان بھی ہونا چاہئے، لہذا جو شخص بدعتی ہو وہ عادل کیسے ہو سکتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے: بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک بدعت ہے جیسے تشیع میں غلو اختیار کرنا یا ایسا تشیع جس میں غلو اور تحریف نہ ہو یہ چیز بہت سے تابعین اور تبع تابعین میں پائی جاتی تھی حالانکہ وہ دین دار پر ہیزگار اور سچے تھے لہذا اگر ان لوگوں کی روایت کو شخص اس وجہ سے مسترد کر دیا جائے تو بہت سی احادیث رخصت ہو جائیں گی اور یہ بڑا نقصان ہے۔

پھر دوسری بڑی بدعت ہے۔ جیسے کامل رفض اور اس میں غلو اختیار کرنا یا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرنا یا اس کی طرف دعوت دینا یہ ایسی قسم ہے کہ اس طرح کے راویوں کو نہ دلیل کے طور پر پیش کیا جاسکتا ہے اور نہ ہی انہیں کوئی بزرگی حاصل ہوتی ہے۔

اس وقت میرے ذہن میں مثال بیان کرنے کے لیے کسی شخص کا خیال نہیں آ رہا جو سچا ہو یا مومن ہو۔ حاصل ایسے لوگوں کا شمار جھوٹ بولنا اور قیہ کرنا ہوتا ہے اور منافقت ان کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے جس شخص کی یہ حالت ہو اس کی نقل کردہ روایت کو ہرگز قبول نہیں کیا جاسکتا۔

اسلاف کے زمانے میں عموماً ”غالی شیعہ“ اس شخص کو کہا جاتا تھا جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان حضرات کے بارے میں کلام کرتا تھا جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کی تھی یا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کیا کرتے تھے۔

لیکن ہمارے زمانے میں غالی شیعہ اس کو کہا جاتا ہے جو ان مذکورہ اکابرین کی تکفیر کرتا ہے اور شیعیین سے براءت کا اظہار کرتا ہے، ایسا شخص گمراہ ہے۔ تاہم ابان بن تعلق شیعیین کی شان میں کوئی گستاخی نہیں کرتے تھے، البتہ اس کا عقیدہ تھا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ان دونوں حضرات سے افضل ہیں۔

۳۔ ابان بن جبلة کوئی:

ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔

نہوں نے ابو اسحاق سہمی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔

ابن قحطان نے نقل کیا ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ہر وہ شخص جس کے متعلق میں یہ کہہ دوں کہ یہ ”منکر الحدیث“ ہے تو اس سے

روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

۴۔ ابان بن حاتم الطوکی:

یہ شیخ ابوتقی یزنی کے مشائخ میں سے ہیں۔

انہوں نے عمر بن مغیرہ سے روایات نقل کی ہیں جو ”مجهول“ راوی ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) یہ بات جان لیں کہ جس شخص کے بارے میں کہہ دوں کہ یہ راوی ”مجهول“ ہے اور میں اس جملے کی نسبت کسی قائل کی طرف نہ کروں تو یہ شیخ ابو حاتم کا قول ہوگا اور اس حوالے سے بہت سے ایسے راوی آئیں گے تو آپ کو یہ بخوبی معلوم ہو جائے گا۔ لیکن اگر میں اس جملے کی نسبت قائل کی طرف کروں جیسے ابن مدینی یا یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کی طرف تو یہ واضح بات ہے۔

اگر میں یہ کہوں کہ اس راوی میں جہالت یا منکر ہونا پایا جاتا ہے یا اسے مجهول قرار دیا گیا ہے یا یہ معروف نہیں ہے یا اس طرح کے الفاظ استعمال کروں اور اس کی نسبت قائل کی طرف نہ کروں تو یہ میرے اپنے الفاظ ہوں گے۔ اسی طرح اگر میں یہ کہوں کہ یہ ”ثقة“ ہے یا صدوق یا صالح ہے یا لین ہے یا اسی طرح کوئی اور لفظ استعمال کروں اور اس کی نسبت کسی سابقہ عالم کی طرف نہ کروں تو اس کا یہی مفہوم ہوگا۔

۵۔ ابان بن خالد حنفی:

یہ عبد المؤمن بن خالد کے بھائی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ نے انہیں ”لین“ قرار دیا ہے۔

ان کے حوالے سے سند کے ساتھ یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے:

لا تقوم الساعة حتى لا يعبد الله في الارض مائة عام

”قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک روئے زمین پر ایک سو برس تک اللہ تعالیٰ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔“

یہ روایت ”مکثر“ ہے۔

۶۔ ابان بن سفیان موصلی:

یہ بصرہ کے رہنے والے تھے۔

انہوں نے ابو ہلال محمد بن سلیم سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جزری متروک ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں کہتا ہوں: جب یہ کہا جائے کہ فلاں شخص جزری ہے تو عام طور پر اس کی نسبت جزیرہ نامی

صوبے کی طرف کی جاتی ہے جو جزیرہ ابن عمر ہے۔ اس کے شہروں میں سے ایک شہر بلکہ اس کا سب سے بڑا شہر موصل ہے۔

۷۔ ابان بن سفیان مقدسی

انہوں نے فضیل بن عیاض اور ثقہ راویوں سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو حاتم رحمہ اللہ محمد بن حبان بستی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے موضوع روایات نقل کی ہیں۔

ان سے محمد بن غالب انطاکی نے یہ روایات نقل کی ہیں:
یہی روایت یہ ہے:

عن عبد الله بن عبد الله بن أبي أنه أصيبت ثنيته يوم أحد، فأمره رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يتخذ ثنية من ذهب.

”حضرت عبداللہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں: غزوہ احد کے موقع پر ان کے سامنے کے دانت شہید ہو گئے تو نبی اکرم ﷺ نے انہیں ہدایت کی کہ وہ سونے کے بے ہوئے دانت لگوائیں۔“

دوسری روایت یہ ہے:

عن ابن عمر: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نصلي إلى نائمه أو متحدث
”حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم کسی سوئے ہوئے یا بات چیت کرتے ہوئے شخص کی طرف رخ کر کے نماز ادا کریں۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں روایات موضوع ہیں: نبی اکرم ﷺ سونے کے دانت لگوانے کی ہدایت کیسے کر سکتے ہیں جب کہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ”بے شک سونا اور زینم میری امت کے مردوں کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے۔“

نبی اکرم ﷺ سونے ہوئے شخص کی طرف رخ کر کے نماز ادا کرنے سے ایسے منع کر سکتے ہیں حالانکہ آپ ﷺ خود نماز ادا کر رہے ہوتے تھے اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اس وقت آپ ﷺ کے اور قبلہ کے درمیان چوڑائی میں لیٹی ہوتی تھیں۔

(ابن حبان جو یہ کہتے ہیں:) اس شیخ کی نقل کردہ روایت کو دلیل کے طور پر پیش کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس سے روایت کرنا جائز ہے۔ البتہ ثانوی حوالے کے طور پر اسے نقل کیا جاسکتا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: آپ نے (یعنی ابن حبان رحمہ اللہ نے) ان دونوں روایات پر موضوع ہونے کا جو حکم لکھا ہے اس کی وجہ وہ ہے جو صورت آپ کے سامنے آئی ہے۔ یہ حکم محل نظر ہے۔ خاص طور پر دانت لگوانے والی روایت کے بارے میں (آپ کا موقف درست نہیں ہے)۔ بظاہر یہ لگتا ہے کہ یہاں ابان سے مراد پہلے والا ابان ہے جو بھری موصلی یا مقدی ہوگا۔

جہاں تک ابن عدی کا تعلق ہے تو انہوں نے ان دونوں کا اس طرح ذکر نہیں کیا بلکہ انہوں نے ان کا نام امین بن سفیان نقل کیا ہے اور فرمایا کہ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کرو اور احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

اور دیگر حضرات نے بھی کہا ہے: اس کا نام امین بن سفیان مقدی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیخ ابو حازم نے اللہ تعالیٰ کے فرمان: ”اور اس کے بیچے ان دونوں کا خزانہ تھا“ کے بارے میں فرمایا ہے کہ اس میں سونے کی بنی ہوئی ایک لوح رکھی ہوئی تھی جس میں یہ تحریر تھا:

”اس شخص پر حیرت ہوتی ہے جو سوت کے بارے میں جان لیتا ہے اور پھر بھی خوش رہتا ہے۔“

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ، حضرت واثلہ بن اسحق رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

قالوا: خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ونحن نشمارى فى شيء من امر الدين
 "حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ، حضرت ابوامام رضی اللہ عنہ اور حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ ایک
 مرتبہ نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ ہم اس وقت کسی دینی معاملے میں بحث کر رہے تھے۔
 اس کے بعد راوی نے طویل روایت نقل کی ہے جو "منکر" ہے۔
 ان کے حوالے سے سند کے ساتھ یہ حدیث مرفوعاً منقول ہے۔

من خرج يطلب بابا من العلم لينتفع به ويعلمه غيره كتب الله له بكل خطوة عبادة الف سنة
 النحدیث

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص علم کے کسی حصے کی طلب میں نکلتا ہے تاکہ اس علم کے ذریعے خود نفع حاصل کرے یا
 اس کی کسی دوسرے کو تعلیم دے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک قدم کے عوض اسے ایک ہزار سال کی عبادت کا ثواب عطا کرتا
 ہے۔

۸- ابان بن صمدہ (م، س، ق)

یہ "صدوق" بزرگ ہیں اور "بصرہ" کے رہنے والے ہیں۔ ایک قول کے مطابق یہ عتبہ غلام کے والد ہیں اور عابدوزاہد شخص تھے۔
 انہوں نے عکرمہ اور محدثین کی ایک جماعت سے احادیث کا سماع کیا ہے اور اپنی والدہ کے حوالے سے سیدہ عاکشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
 نقل کی ہے۔

ان سے یحییٰ بن سعید قطان اور ابو عاصم نے روایات نقل کی ہیں۔
 یحییٰ بن معین، یحییٰ بن سعید اور دیگر حضرات نے انہیں "ثقة" قرار دیا ہے۔ یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں: آخری عمر میں ان کا حافظہ بدل
 گیا تھا۔

عبد الرحمن بن مہدی فرماتے ہیں: میری ان سے ملاقات ہوئی ہے۔ ان کے انتقال سے کچھ عرصہ پہلے یہ التباس ذہنی کا شکار ہو گئے
 تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ "صالح حدیث" ہے۔ ان کے صاحبزادے عبد اللہ بن احمد نے ان سے پوچھا:
 کیا آخری عمر میں (ان کا حافظہ) متغیر نہیں ہو گیا تھا؟ تو امام احمد نے جواب دیا: جی ہاں۔
 شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان صاحب کی خامی بیان کی گئی ہے کہ جب یہ عمر رسیدہ ہو گئے تھے تو ان میں اختلاط آ گیا تھا۔ البتہ
 ان کی طرف ضعف کی نسبت نہیں کی گئی۔ انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں وہ درست ہیں۔ پھر ابن عدی نے ان کے حوالے سے ایک
 روایت نقل کی ہے جو حضرت ابو ہریرہ سلمیٰ کے حوالے سے منقول ہے:

ان النبي صلى الله عليه وسلم قال له: اعزل الاذى عن طريق المسلمين.
 نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: "مسلمانوں کے راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کر دو۔"

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ سہل کے تفردات میں سے ہے۔
ان کا انتقال 153 ہجری میں ہوا۔ امام مسلم رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

۹- ابان بن طارق (د)

دی ہیں جنہوں نے تافع سے یہ روایت نقل کی ہے۔

من دخل من غیر دعوة دخل سارقا وخرج مغبرا
”جو شخص بن بلائے (کسی کے گھر میں آ جائے) وہ چور بن کر داخل ہوتا ہے اور غارت گر بن کر نکلتا ہے۔“
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ”منکر“ ہے اور صرف اسی راوی سے منقول ہے۔
امام ابوزر عہ فرماتے ہیں: یہ ”مجبول“ ہے۔

محمد بن جابر تائی راوی جس کے بارے میں مجھے یقینی طور پر معلوم نہیں کہ یہ کون ہے؟ اس نے ابان ابن طارق کی سند سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی یہ حدیث نقل کی ہے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔
من ادرك ركعة فقد ادرك فضل الجماعة
”جو شخص ایک رکعت کو پالیتا ہے وہ جماعت کی فضیلت کو پالیتا ہے۔“

۱۰- ابان بن عبد اللہ (عو):

یہ ابان بن ابی حازم بجلی کوئی ہیں اور ”حسن الحدیث“ ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (ان کا نام و نسب یہ ہے) ابان بن عبد اللہ بن ابی حازم صحر بن العلیہ بجلی
شیخ فلاس فرماتے ہیں: میں نے یحییٰ تظان کو کبھی ان کے حوالے سے حدیث نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صدوق اور ”صالح الحدیث“ ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امید یہی ہے کہ یہ راوی مشکوک نہیں ہیں۔
انہوں نے عمرو بن شعیب اور دیگر حضرات سے احادیث نقل کی ہیں۔
اور ان کی منکر روایات میں سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی یہ ”مرفوع“ حدیث ہے۔
جذیر من اهل البيت ظهرا البطن ظهرا البطن۔
(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:) جریر ہمارے اہل بیت میں سے ہے اور ہمارے رازوں کے امین ہیں۔

۱۱- ابان بن عبد اللہ، شامی:

انہوں نے عاصم بن محمد العمری سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح از دی موصوفہ فرماتے ہیں: محمد شین نے انہیں ”مترک“ قرار دیا ہے۔
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:
 اطلبوا العلم ولو انضیتکم الرکاب، فان العلم یجلبو البصر
 ”تم لوگ علم حاصل کرو۔ اگرچہ تم رکاب کو بوسیدہ کر دو کیوں کہ علم بینائی کو جلا بخشتا ہے۔“

۱۲- ابان بن عبد اللہ:

یہ یزید الرقاشی کے والد ہیں۔
 یحییٰ بن معین موصوفہ اور دارقطنی موصوفہ کہتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہیں۔
 اس کے بیٹے کے پاس اس سے منقول ایک ہی روایت ہے۔
 شیخ ابن عدی موصوفہ فرماتے ہیں: اس کے بیٹے نے اس سے جو روایات نقل کی ہیں ان کا مآخذ ظہمت کے سوا کچھ نہیں اور اس نے
 ابوموسیٰ سے بھی روایت نقل کی ہے۔
 اس کے حوالے سے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے حدیث منقول ہے۔

۱۳- ابان بن عثمان الاحمر:

انہوں نے ابان بن تغلب سے روایات نقل کی ہیں۔
 ان کے بارے میں چونکہ کلام کیا گیا ہے۔ اس وجہ سے انہیں بالکل ترک نہیں کیا جاسکتا۔
 جہاں تک عقلی کا تعلق ہے تو انہوں نے ان کو متہم قرار دیا۔

۱۴- ابان بن عمر- الوالی سا

امام ابویہ موصوفہ فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔ ابن ابی حاتم نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۵- ابان بن ابی عیاش (د) فیروز

(اور یہ بھی کہا گیا ہے): دینار الراشد ابواسامعہ بصری۔
 یہ ضعیف راویوں میں سے ہے اور کم سن تابعی ہے۔ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور دیگر راویوں کے حوالے سے احادیث روایت کی
 ہے۔ یہ عبد العیسٰی قبیلے کے آزاد کردہ غلاموں میں سے ہے۔
 شعبہ کہتے ہیں: میں سیر ہو کر گدھے کا پیٹاب پی لوں۔ یہ مجھے اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں یہ کہوں کہ ابان بن ابی عیاش نے
 مجھے یہ حدیث بیان کی ہے۔
 ایک روایت کے مطابق شعبہ نے یہ کہا ہے: آدمی کا زنا کر لینا اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ ابان کے حوالے سے کوئی روایت نقل
 کرے۔

حماد بن زید کہتے ہیں: سلم علوی نے مجھ سے فرمایا: ایک مرتبہ میں نے ابان بن ابو عیاش کو دیکھا کہ وہ ”سبرج“ میں چراغ کے پاس بیٹھ کر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث نوٹ کر رہا تھا۔ حماد کہتے ہیں: پھر سلم علوی نے مجھ سے فرمایا: اے میرے بیٹے! تم ابان سے استفادہ کرنا۔ حماد کہتے ہیں: میں نے اس روایت کا تذکرہ ایوب سختیانی سے کیا تو وہ بولے ہم تو شروع سے ہی انہیں بھلائی کے حوالے سے ہی جانتے ہیں۔

ابن اور یس کہتے ہیں: میں نے شعبہ سے کہا مہدی بن ماسون نے سلم علوی کا یہ بیان مجھے بتایا ہے دو کہتے ہیں: میں نے ابان بن ابو عیاش کو دیکھا کہ وہ رات کے وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے احادیث نوٹ کر رہا تھا تو شعبہ نے کہا سلم علوی تو وہ شخص ہے جو لوگوں سے دودن پہلے ہی پہلی کا چاند دیکھ لیتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا کہنا ہے: عباس کہتے ہیں: میں اور حماد بن یزید شعبہ کے پاس آئے ہم نے ان سے گزارش کی کہ وہ ابان بن ابو عیاش پر تنقید نہ کریں۔ عباس کہتے ہیں: پھر شعبہ کی ملاقات ان حضرات سے ہوئی تو وہ بولے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ میں اس کے حوالے سے خاموش نہیں رہ سکتا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”متروک الحدیث“ ہے۔ وکیع جب اس کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرتے تھے تو یہ کہا کرتے تھے: ایک شخص نے یہ بات بیان کی ہے وہ اس کا نام نہیں لیتے تھے وہ اسے ضعیف سمجھنے کی وجہ سے ایسا کرتے تھے۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: یہ ”ضعیف“ ہے۔ ابو حاتم کہتے ہیں: میں نے بصرہ میں جو بھی روایت سنی میں جب وہ لے کر ابان کے پاس آیا تو اس نے وہی روایت حسن بصری کے حوالے سے مجھے سنادی۔ یہاں تک کہ میں نے ابان کے حوالے سے پورا ایک رجسٹر تیار کر لیا، لیکن میں اس کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرنا جائز نہیں سمجھتا۔

ابو اسحاق جوز جانی کہتے ہیں: یہ ساقط الاعتبار ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔ پھر ابن عدی نے ابان کے حوالے سے منقول تمام منکر روایات نقل کی ہیں۔ یزید بن ہارون نے کہا: شعبہ یہ کہتے ہیں۔ اگر ابان بن ابو عیاش حدیث بیان کرتے ہوئے جھوٹ نہ بولے تو میں اپنا گھر اور گدھا غریبوں کے لیے صدقہ کرتا ہوں تو میں نے ان سے کہا تو پھر آپ نے اس سے حدیث کا سماع کیوں کیا ہے تو انہوں نے فرمایا: اس روایت کے بغیر گزارا کیسے ممکن ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ان کی والدہ کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ فرماتی ہیں۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَنَتَ فِي الْوُتْرِ قَبْلَ الرُّكُوعِ

میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ نے وتر کی نماز میں رکوع میں جانے سے پہلے دعائے قنوت پڑھی تھی۔

یہ روایت حماد بن یحییٰ نے ثوری کے حوالے سے ابان سے نقل کی ہے۔

عبدان نے اپنے والد کے حوالے سے شعبہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اگر لوگوں سے حیاء نہ ہوتی تو میں ابان کی نماز جنازہ ادا نہ کرتا
یزید بن زریع کہتے ہیں: میں نے ابان کو ترک کر دیا تھا کیوں کہ اس نے ایک روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کر دی
تھی تو میں نے کہا: کیا یہ نبی اکرم ﷺ سے منقول ہے؟ تو اس نے جواب دیا: کیا حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بھی نقل کرتے ہیں؟
معاذ بن معاذ کہتے ہیں: میں نے شعبہ سے کہا کہ ابان جو آپ کے نزدیک اتنا بے وقعت ہے اس کی کوئی یقینی وجہ ہے یا محض شبہ کی
بنیاد پر آپ ایسا کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا کہ غالب گمان کی وجہ سے ایسا کرتا ہوں جو یقین کے درجے میں ہے۔

شیخ عبد اللہ بن احمد نے ابور جاء کے حوالے سے حماد بن زید کا یہ قول نقل کیا ہے: ہم نے شعبہ سے یہ گزارش کی کہ وہ ابان بن
ابو عیاش کی عمر اور اس کے گھرانے کا لحاظ کرتے ہوئے اس پر تنقید نہ کریں تو انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ ایسا نہیں کریں گے پھر ہماری ملاقات
ایک جنازے میں ہوئی تو انہوں نے دور سے بلند آواز میں (مجھے مخاطب کر کے کہا:) اے ابواسامی! میں نے اس بات سے رجوع کر لیا
ہے۔ اس شخص کے حوالے سے خاموش رہنا جائز نہیں ہے کیوں کہ دین کا معاملہ ہے۔

مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا: کیا وجہ ہے کہ آپ ابان سے بہت کم روایات نقل کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا: وہ حدیث کو
بھول جایا کرتے تھے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ عفان کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ: ابان بن ابو عیاش کو سب سے پہلے ابو حمانہ نے خراب کیا۔ اس نے
حسن کی احادیث اکٹھی کی اور انہیں لے کر ابان کے پاس آیا اور اس کے سامنے پڑھ کر سنا دیں۔ محمد بن ثنی کہتے ہیں: میں نے یحییٰ اور
عبد الرحمن کو کبھی ابان بن ابو عیاش کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔

علی بن مسہر کہتے ہیں: میں اور حمزہ زیات نے ابان بن ابو عیاش کے حوالے سے پانچ سو کے قریب احادیث نوٹ کیں پھر میری
ملاقات حمزہ سے ہوئی تو انہوں نے مجھے بتایا کہ مجھے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی، میں نے نبی اکرم ﷺ کے سامنے وہ
احادیث پیش کیں تو نبی اکرم ﷺ نے ان میں سے چند روایات یعنی صرف پانچ یا چھ احادیث کی تصدیق کی۔

احمد بن علی نے عقیلی کا یہ بیان نقل کیا ہے مجھے خواب میں نبی اکرم ﷺ کی زیارت ہوئی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا آپ
ابان بن ابو عیاش سے راضی ہیں؟ تو آپ نے فرمایا: ”نہیں“۔ ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابان ان عبادت گزار لوگوں میں سے ایک تھا۔
جورات بھر نو اہل ادا کرتے رہتے تھے اور دن بھر غلی روزہ رکھا کرتے تھے۔ اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کچھ احادیث سنی
ہیں۔ یہ حسن بصری کی خدمت میں بھی حاضر رہا ہے اور ان کا کلام سنتا ہی دیکھ کر تاربا ہے، لیکن روایت کرنے میں تو بعض اوقات حسن بصری
کی کسی بات کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول مرفوع روایت کے طور پر بیان کر دیتا ہے اور اسے اس بات کا پتا نہیں چلتا۔

اس نے شاید حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ سے چند سو سے زیادہ ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں سے
اکثریت کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

حماد بن زید بیان کرتے ہیں: ابان بن ابو عیاش میرے پاس آیا اور بولا میں یہ چاہتا ہوں کہ تم شعبہ سے یہ بات کر دو کہ وہ مجھ پر تنقید
نہ کیا کرے۔ حماد کہتے ہیں: میں نے شعبہ سے بات کی تو شعبہ کچھ دن تک اس پر تنقید سے باز رہے۔ پھر ایک دن وہ رات کے وقت

میرے پاس آئے اور بولے: ایسے شخص پر تنقید سے باز رہنا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے۔ ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں: وہ باتیں جو اس نے حسن بھری سے سنی تھیں اور پھر انہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہہ کر نقل کر دیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم ﷺ سے یہ روایت نقل کی ہے اس میں ایک یہ بات بھی ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

خطبنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ناقۃ جدعاء، فقال: ایہا الناس، کان الحق فیہا علی غیرنا وجب، وکان الموت فیہا علی غیرنا کتھب الحدیث

ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نے اپنی اونٹنی ”جدعاء“ پر سوار ہو کر ہمیں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

”اے لوگو! گویا کہ اس میں ہمارے علاوہ دوسروں پر حق لازم ہو گیا ہے اور گویا کہ اس میں ہمارے علاوہ دوسروں کے نصیب میں موت لکھ دی گئی ہے۔“

ابن ابی سری عسقلانی نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔

نیز ابان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

اسم اللہ الاعظم قول العبد: اللھم انی اسألك بأن لك الحمد، لا الہ الا انت، بدیع السموات والارض، ذو الجلال والاكرام

اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم بندے کے یہ الفاظ ہیں۔

”اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں یہ جانتے ہوئے کہ تمام تعریفیں تیرے لیے ہی ہیں، تیرے علاوہ اور کوئی معبود نہیں ہے تو کسی سابقہ مثال کے بغیر آسمان و زمین کو پیدا کرنے والا ہے تو بزرگی اور اکرام والا ہے۔“

اسی طرح ابان نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ ام سلمہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

کان جبرائیل عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم والحسین معی فیکمی، فترکتہ، فدنا من النبی صلی اللہ علیہ وسلم، فقال جبرائیل: اتحبہ یا محمد؟ قال: نعم قال: ان امتک ستقتلہ وان شئت

اریتک من تربة الارض التي یقتل بها فاراه فاذا الارض یقال لها کربلاء

”ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ حسین رضی اللہ عنہ اس وقت میرے پاس تھے انہوں نے رونا شروع کر دیا، میں نے انہیں چھوڑا تو وہ نبی اکرم ﷺ کے پاس چلے گئے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے دریافت کیا: اے محمد ﷺ،

کیا آپ اس سے محبت رکھتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے جواب دیا: ”جی ہاں“ تو جبریل نے عرض کیا: آپ کی امت کے لوگ عنقریب اسے قتل کر دیں گے۔ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی مٹی دکھا سکتا ہوں جہاں اسے قتل کیا جائے گا

(سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں) حضرت جبریل نے نبی اکرم ﷺ کو وہ مٹی دکھائی تو یہ اس زمین کی مٹی تھی جس کا نام کربلا تھا۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لابي بكر: ما اطيب ما لك ! منه بلال مؤذني، وناقتي التي هاجرت عليها، وزوجتي ابنتك، وداسيتني بنفسك ومالك، كأنني انظر اليك على باب الجنة تشفع لامتي

”نبی اکرم ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تمہارا مال کتنا پاکیزہ ہے اس میں بلال بھی شامل ہے جو میرا مؤذن ہے میری اونٹنی بھی شامل ہے جس پر سوار ہو کر میں نے ہجرت کی۔ میری بیوی تمہاری بیٹی ہے تم نے اپنی جان و مال کے ذریعے میرے ساتھ غزوہ بدر کی ہے۔ میں گویا اس وقت بھی تمہیں جنت کے دروازے پر دیکھ رہا ہوں کہ تم میری امت کی شفاعت کر رہے ہو گے۔“

نیز فضل بن یحزق نے ابن کی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

النجفاء والبعی بالشام

”بے وفائی اور بغاوت شام میں ہے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: افضل نامی یہ راوی ”غیر ثقہ“ ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قال رجل: يا رسول الله، اوصني قال: اخذ الامر بالتدبير، فان رأيت في عاقبتك خيرا فامض، وان خفت غيا فامسك

”ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ مجھے کوئی نصیحت سمجھئے۔ تو آپ نے ارشاد فرمایا: خوب غور و فکر کے ساتھ درپیش کام کا آغاز کرو۔ اگر اس کا انجام بہتر ہو تو اسے جاری رکھو اور اگر تمہیں خرابی کا اندیشہ ہو تو اس سے باز آ جاؤ۔“ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من اغتصب عنده اخوه المسلم فاستطاع نصره فنصره، نصره الله في الدنيا والآخرة، فان لم ينصره احركه الله به في الدنيا والآخرة

”جس شخص کے پاس اس کے کسی مسلمان بھائی کی غیبت کی جائے تو اگر وہ اس بھائی کی مدد کر سکتا ہو تو وہ اس کی مدد کرے تو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس شخص کی مدد کرے گا اور اگر وہ اس شخص کی مدد نہ کر سکے تو اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت میں اس پر گرفت کرے گا۔“

عن انس، قال رسول الله صلى الله عليه وسلم في قوله ”وآتيتم احداهن قنطارا“ قال: الف دينار

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں نبی اکرم ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان

”اور تم ان میں سے کسی ایک کو ایک قنطار دے دو“

نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں: اس سے مراد ایک ہزار دینار ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ زہیر بن محمد کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے امید ہے کہ اس نے جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولا ہوگا عام طور پر اس سے جو روایات منقول ہیں اس میں ضعف رواۃ کی وجہ سے ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ 140 ہجری کے بعد بھی زعمہ تھا۔ یزید بن ہارون اور سعید بن عامر نے اس سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

جہاں تک ابو موسیٰ مدنی کا تعلق ہے تو انہوں نے یہ ذکر کیا ہے۔ ان کا انتقال 127 یا 128 ہجری میں ہوا۔

احمد بن عاصم انطاکی کہتے ہیں: مخلد بن حسین نے یہ بات بیان کی ہے ایک مرتبہ مالک بن دینار اور ابان بن ابو عیاش سے ملاقات ہوئی۔ ابان نے عمدہ لباس پہنا ہوا تھا جب کہ مالک نے معمولی لباس پہنا ہوا تھا جب مالک بن دینار نے ابان کو دیکھا تو بولے: اے طاؤس العلماء! کیا تمہاری شہوت میں سے کوئی ایسی چیز باقی رہ گئی ہے؟ جو تمہیں حاصل نہ ہو سکی ہو تو میں اپنی یہ چادر فروخت کر کے اسے پورا کر دیتا ہوں۔ تمہاری پسندیدہ چیز خرید لیتا ہوں تو ابان نے ان سے کہا تم نے الزام لگاتے ہوئے زیادتی کی ہے۔

اے مالک! میں تمہیں اللہ کے نام کی قسم دے کر یہ دریافت کرتا ہوں۔ جب تم نے مجھے دور سے دیکھا تو کیا تمہیں محسوس ہوا کہ مجھے کسی حوالے سے تم پر فضیلت حاصل ہے۔ مالک نے جواب دیا: جی نہیں تو ابان بولے۔ لیکن میں نے جب تمہیں دور سے دیکھا تھا تو میں نے یہ محسوس کیا کہ تمہیں مجھ پر فضیلت حاصل ہے تمہیں اللہ کے نام کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں جب تم اپنی تنہائی میں ہوتے ہو تو کیا تم مجھے یاد کرتے ہو؟ مالک نے جواب دیا: جی نہیں۔ ابان بولے لیکن میں اپنے ستر بھائیوں کے ہمراہ تمہارا نام لے کر تمہیں یاد کرتا ہوں۔ میں تمہیں قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کیا میرے ان دو کپڑوں نے تمہارے سامنے میری حیثیت کو کم نہیں کر دیا؟ مالک نے جواب دیا: جی ہاں! تو ابان بولے وہ دو کپڑے کتنے اچھے ہیں جو مجھے لوگوں کے نزدیک کم تر کر دیتے ہیں لیکن تمہارے ان دو کپڑوں نے (جو دیکھنے میں معمولی نظر آ رہے ہیں) انہوں نے میرے نزدیک اور لوگوں کے نزدیک تمہارا مرتبہ بلند کر دیا ہے تو اب تم خود جائزہ لے لو کہ لوگوں کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان میں تمہاری حالت کیا ہے؟

یہ روایت بھی منقول ہے ایک مرتبہ مالک بن دینار کی ابان سے ملاقات ہوئی تو وہ بولے۔ تم کس حد تک دھستوں کے بارے میں لوگوں کو بتاتے رہو گے؟ تو اس نے جواب دیا۔ اے ابو یحییٰ! میں یہ امید کرتا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ کی ایسی معافی کو دیکھو کہ خوشی کی وجہ سے تم اپنی یہ چادر بھی پھاڑ دو گے۔

یہ بات بھی منقول ہے۔ ابان نے اپنا یہ خواب بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے سامنے کھڑا کر کیا اور فرمایا: تمہیں اس بات پر کس نے ابھارا کہ تم بکثرت لوگوں کو امید دلاتے رہے تو ابان نے عرض کیا: اے میرے پروردگار! میں یہ چاہتا تھا کہ آپ کی مخلوق کے دلوں میں آپ کی محبت ڈال دوں تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔

۱۶۔ ابان بن فیروز، ابو اسماعیل بصری

امام نسائی رحمہ اللہ نے ”کتاب الکلی“ میں کہا ہے: ”فقہ“ نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ابان بن ابی عیاش ہے، جس کا تذکرہ ابن ابی حاتم اور دیگر حضرات نے کیا ہے۔

۱۷- ابان بن محمر

یہ شیخ متروک ہے۔

اس نے حضرت عبداللہ بن عمر کے حوالے سے یہ ”مرفوع“ روایت نقل کی ہے۔

”کم من حوراء عیناء، ما کان مہرھا الا قبضة من حنطة او مثلھا من تمر“
”کتنی ہی حور عین ایسی ہیں جن کا مہر صرف ایک مٹھی بھر گندم یا اس کی مانند کھجور ہے۔“

مردان ابن معاذ نے اس سے روایت کیا ہے۔

اس نے حضرت انس اور حضرت عمر کے حوالے سے یہ ”مرفوع“ روایت نقل کی ہے۔

الاسیر ما کان فی اسارہ فصلا تہ رکعتان حتی یموت او یفلک اللہ اسارہ
”قیدی شخص جب تک قید میں ہے اس وقت تک وہ ”دورکعات“ نماز ادا کرے گا یہاں تک کہ وہ فوت ہو جائے یا اللہ تعالیٰ اسے قید سے رہائی عطا کر دے۔“

یہ دونوں روایات باطل ہیں۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے یہ بات کہی ہے۔

ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”متروک المدیث“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

التمسوا الجار قبل الدار، والرفیق قبل الطريق

”گھر سے پہلے بڑی تلاش کرو اور سفر سے پہلے ہم سفر (تلاش کرو)“

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ ”ضعیف“ ہیں۔

۱۸- ابان بن نہشل

انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے نصر بن حسین البخاری نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس راوی سے کسی بھی صورت میں روایت کرنا جائز نہیں ہے البتہ اعتبار کے طور پر (یعنی ثانوی

حوالے کے طور پر) ایسا کیا جاسکتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت مرفوعاً نقل کی ہے۔

ایاکم والزنا، فان فیہ ست خصال: ثلاث فی الدنیا: ینھب البھاء، ویقطع الرزق، ویورث الفقر

وثلاث فی الآخرة: سخط الرب، وسوء الحساب، والخلود فی النار

”تم زنا سے بچو کیوں کہ اس چھ خامیاں ہیں۔ تین کا تعلق دنیا سے ہے۔ یہ نور کو ختم کر دیتا ہے۔ رزق کو منقطع کر دیتا ہے اور

غربت کا باعث ہے جب کہ تین کا تعلق آخرت سے ہے پروردگار کی ناراضگی برا حساب اور ہمیشہ جہنم میں رہنا۔“

۱۹- ابان بن ولید بن ہشام معیطی

انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مجہول“ ہے۔

۲۰- ابان بن یزید (صح، خ، م، د) (لعطار، ابو یزید بصری،

یہ حافظ صدوق امام ہیں۔

کدی روایت کرتے ہیں۔ یہ راوی قابل اعتماد نہیں ہے میں نے علی بن عتی کو یحییٰ بن سعید کا یہ بیان نقل کرتے ہوئے سنا ہے:

میں ابان عطار کے حوالے سے روایات نقل نہیں کرتا۔

عمر بن دوری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے محمود بن عمرو کی اسناد کے حوالے سے منقول وہ روایت جسے ابان بن

یزید نے اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے یہ محمود نامی راوی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے موقوف روایات

نقل کرتا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ ابان کے حالات میں فرماتے ہیں:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من بنى لله مسجدا ولو كبفحص قطاة بنى الله له بيتا في

الجنة

”جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے مسجد بناتا ہے اگرچہ وہ قطاط (کیوتر کی مانند پرندہ لے) کے گھونسلے جتنی ہو تو اللہ تعالیٰ جنت میں

اس کے لیے گھر بنا دیتا ہے۔“

اور اس کی چند غیر معروف روایات میں سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول یہ روایت ہے:

لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم من جلس وسط الحلقة

”اللہ کے رسول ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو حلقے کے درمیان میں بیٹھتا ہے۔“

شعبہ نے اس کی متابعت کی ہے اور امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حسن الحدیث مضبوط راوی ہے اس کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔ اس کی نقل کردہ زیادہ

تر روایات درست ہیں۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ یہ اہل الصدق میں سے ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: بلکہ یہ ثقہ اور محبت ہے۔ آپ کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ

نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ یہ تمام مشائخ کے نزدیک مستند ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ”ثقة“ ہیں۔

علامہ ابوالفرج ابن جوزی نے کتاب ”الضعفاء“ میں اس کا تذکرہ کیا ہے لیکن اس کی توثیق کرنے والوں کے اقوال کا تذکرہ نہیں کیا۔ یہ اس کتاب کی خامیوں میں سے ایک خامی ہے کہ وہ مسلسل جرح نقل کرتے رہتے ہیں اور توثیق کے حوالے سے خاموش رہتے ہیں۔ اگر ابن عدی اور ابن جوزی ابان بن یزید کا تذکرہ نہ کیا ہوتا تو میں یہاں اس کا سرے سے ذکر ہی نہ کرتا۔

۲۱- ابان الرقی

یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔ ابان بن عبد اللہ کے حالات کے ضمن میں اس کا تذکرہ گزر چکا ہے۔

۲۲- ابان بن جعفر، ابو سعید

یہ بصری ہے۔ یہ شخص قابل اعتماد نہیں ہے اور متاخرین میں سے ہیں۔

خطیب بغدادی نے ان کے نام میں ”با“ کو تخفیف کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ابن ماکولا کہتے ہیں: ان کا نام ”ابا“ شد اور قصر کے ساتھ ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ شخص جسے کے دن جامع مسجد میں محدث ساجی کے حلقہ درس کے بالمقابل بیٹھ جاتا تھا اور احادیث بیان کرتا تھا میں بھی اس کے گھر گیا تا کہ اس کی نقل کردہ روایات کو جانچ سکوں تو اس نے حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حوالے سے کچھ روایات نقل کیں ان میں سے ایک روایت یہ بھی تھی جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مرفوعاً بیان کی ہے۔

الوتر فی اول اللیل مسحطة للشیطان، واکل السحور مرضاة للرحمن،

”رات کے ابتدائی حصے میں وتر کی نماز ادا کرنا شیطان کو غضبناک کر دیتا ہے اور سحری کھانا رحمن کی رضا مندی کا باعث ہے۔“

(ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں نے دیکھا کہ اس نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے حوالے سے 300 سے زائد ایسی روایات نقل کی ہیں جنہیں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کبھی بیان نہیں کیا تو میں نے کہا: اے بڑے میاں! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جھوٹ نہ بولو تو اس نے مجھ سے کہا: تم مجھ سے نہیں بچو گے۔ تو میں وہاں سے اٹھ گیا اور میں نے اسے ترک کر دیا۔

شیخ سہمی فرماتے ہیں: میں نے حسن بن علی القطان کو یہ کہتے ہوئے سنا: اباء بن جعفر نامی راوی نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے جھوٹی باتیں بیان کرتا ہے اس نے ایک نسخہ روایت کیا ہے جسے ہم نے اس سے نوٹ کیا تھا اس نے اپنے ایک بھول شیخ جس کا نام احمد بن سعید ثقفی مطوی ہے کے حوالے سے سفیان بن عیینہ کی روایات نقل کی ہیں اس نسخے میں ایسے متون ہیں جن کی شناخت نہیں ہو سکی۔

۲۳- ابراہیم بن احمد حرانی ضریر

یہ ابراہیم بن ابی حمید ہے۔

انہوں نے عبد العظیم بن حبیب سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو عمرو یہ کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

۲۴- ابراہیم بن احمد میمذی قاضی

انہوں نے ابو ظیفہ اور ابو یعلیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے یحییٰ بن عمار الواعظ نے روایات نقل کی ہیں۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ”غیر ثقہ“ ہیں۔

۲۵- ابراہیم بن احمد عجمی

انہوں نے یحییٰ بن ابی طالب اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔ ابن جوزی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۲۶- ابراہیم بن احمد بن مروان

امام حاکم نے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ”یہ قوی“ نہیں ہے۔ (امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس نے حدیث اور جبارۃ بن مغلس سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال 290 ہجری سے پہلے ہوا۔

۲۷- ابراہیم بن ابان

یہ بصری ہیں۔ انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے عمرو بن عثمان سے روایات نقل کی ہیں۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۲۸- ابراہیم بن اسحاق

انہوں نے طلحہ بن کیسان سے روایات نقل کی ہیں۔ حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

۲۹- ابراہیم بن اسحاق

انہوں نے حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ معروف راوی نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی) کہ یہ کون ہے؟ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ وہ پہلے والا راوی ہو۔

۳۰- ابراہیم بن اسحاق واسطی

انہوں نے ثور بن یزید سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس راوی (کی نقل کردہ روایت) کو دلیل کے طور پر پیش کرنا جائز نہیں ہے۔
ان سے ابو یوسف یعقوب بن مغیرہ غسولی نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۱- ابراہیم بن اسحاق صینی

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کو دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی "متروک الحدیث" ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت منفرد طور پر نقل کی ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا فاتته شيء من رمضان قضاها في عشر ذي الحجة
"نبی اکرم ﷺ سے جب رمضان کا روزہ رہ جاتا تو آپ اس کی قضا ذوالحجہ کے عشرے میں کرتے تھے۔"
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صرف اسی سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی گئی ہے۔

۳۲- ابراہیم بن اسحاق بن ابراہیم بن عیسیٰ:

یہ غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہیں۔
انہوں نے ہندارود دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ "مرفوع" حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔
من اراد بر والدیه فليعط الشعراء
"جو شخص اپنے والدین کی فرمانبرداری کا کرتا چاہتا ہے اسے شعراء کو کچھ دینا چاہیے۔"
امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے۔

۳۳- ابراہیم بن اسحاق ضعیفی کوئی

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ یہ شخص جانتے بوجھتے ہوئے گمراہ تھا۔

۳۴- ابراہیم بن اسحاق

مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون ہے؟ اور اس کی نقل کردہ درج ذیل روایت "مکتر" ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔
ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بجدار مائل فأسرع، فقیل له في ذلك، فقال: انی اکره موت الفوات
"نبی اکرم ﷺ ایک دیوار کے قریب سے گزرے جو گرنے والی تھی تو آپ تیزی سے گزر گئے۔ آپ سے اس بارے میں

دریافت کیا گیا تو ارشاد فرمایا: میں ایسی موت کو ناپسند کرتا ہوں جو نوات کی صورت میں ہو (یعنی جو دُب کے مرنے کی شکل میں ہو یا جس سے میت کا جسم بگڑ جائے)۔

یہ شخص جانتے بوجھتے ہوئے گمراہ تھا۔

اور ابراہیم بن فضل کے نام سے معروف ہے۔

۳۵- ابراہیم بن اسماعیل - بن مجمع انصاری مدنی (ق)

انہوں نے زہری اور سالم بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے کعب اور ابو نعیم رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں۔ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشی“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بکثرت وہم کا شکار ہوتا تھا۔ یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ بکثرت وہم کا شکار ہوتا ہے۔ تاہم امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ”صحیح“ میں اس سے استشہاد کیا ہے۔

۳۶- ابراہیم بن اسماعیل بن ابو حنیبلہ اشجلی مدنی (ت، ق) ابو اسماعیل

انہوں نے واقد بن الحصین اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس سے ”منکر“ روایات منقول ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ”ضعیف“ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”ثقل“ ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قول ہے کہ: یہ ”صالح الحدیث“ ہے۔

جبکہ دوسرا قول ہے کہ: یہ راوی ”لیس بشی“ ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ کہا جاتا ہے کہ اس نے ساتھ برس تک (نفل) روزے رکھے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

من قال لرجل: یا مخنث، فاجلدوه عشرين

جس نے کسی مرد سے یہ کہا: اے مخنث، تو تم اسے بیس کوڑے مارو۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ان رجلا طلق امرأته ثلاثاً، فجاءت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: لا نفقة لك ولا سكنی

ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں وہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ نے ارشاد فرمایا:

”تمہیں خرچ اور رہائش کا حق نہیں ملے گا“

ان کا انتقال 165 ہجری میں ہوا۔

۳۷۔ ابراہیم بن اسماعیل بن بشیر

انہوں نے حمیم بن الجعد کوئی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابو الفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محمد شین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

انہوں نے جعفر بن عون سے اور ان سے ابراہیم ابن ابوبکر بن ابوشیبہ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو زرہ رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے اس سے احادیث کے سماع کا اتفاق نہیں ہو سکا۔ تو میں نے ابوشیبہ کے حوالے سے اس کی

روایات سنی ہیں۔

(امام زرعہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ کوئی ہے۔

۳۸۔ ابراہیم بن اسماعیل بن

ان کی شناخت نہیں ہو سکی۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشی“ ہے۔

۳۹۔ ابراہیم بن اسماعیل (ت) بن یحییٰ بن سلمہ بن کبیل

ابو زرہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”لین“ اور ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ نے اسے ”مترک“ قرار دیا ہے۔

اس نے اپنے والد کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ متاخرین میں سے ہے۔

۴۰۔ ابراہیم بن اسماعیل (ق) - بشکری

یہ بزرگ ہیں۔ امام ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ایک استاد کے حوالے سے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

ان سے ابو کریب و دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں اور ان کا شمار مشائخ میں ہوتا ہے۔

۴۱۔ ابراہیم بن اسماعیل (وہ ق)،

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

ان سے حجاج بن یوسف اور عمرو بن دینار نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل نواز کے متعلق نقل کردہ حدیث ثابت نہیں۔

۴۲- ابراہیم بن اسماعیل بن علیہ :

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ جمعی عقائد کا مالک گمراہ شخص تھا۔
یہ مناظرے کرتا تھا اور قرآن کے مخلوق ہونے کا قائل تھا۔
ان کا انتقال 218 ہجری میں ہوا۔

۴۳- ابراہیم بن اسود :

یہ ابراہیم بن (ابی) عبد اللہ ہے۔ یہ راوی محل نظر ہے۔
انہوں نے ابن ابی نجیح سے روایات نقل کی ہیں۔

۴۴- ابراہیم بن اشعث :

یہ فضیل بن عیاض کا خادم ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم اس کے بارے میں بھلائی کا گمان رکھتے تھے پھر اس نے اس طرح کی روایات نقل کرنا شروع کر دیں اور ایک ایسی حدیث ذکر کی جو ساقط الاعتبار تھی۔ سوائے عبد الرحمن مروزی کے جو ایک ثقہ راوی ہیں اس نے یہ روایت اس راوی کے حوالے سے اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”من کثر کلامہ کثر سقطہ، ومن کثر سقطہ کثر ذنوبہ، ومن کثر ذنوبہ فالنار اولی بہ
”جس شخص کا کلام زیادہ ہوتا ہے اس شخص کی فضول گفتگو بھی زیادہ ہوتی ہے اور جس شخص کی غلط فضول گفتگو زیادہ ہوتی ہے اس کے گناہ بھی زیادہ ہو جائیں تو وہ جہنم کا زیادہ حقدار ہوتا ہے۔“

۴۵- ابراہیم بن اسمین (قی) شیبانی :

یہ بصری ہیں۔ پھر انہوں نے مصر میں سکونت اختیار کی۔
انہوں نے صالح المری سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ان سے ابو ہمام سکونی اور ابراہیم بن محمد بن یوسف فریابی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ہشام بن عمار کے استاد ابراہیم بن اسمین سے مشابہت رکھتا ہے۔ لیکن میرے خیال میں یہ شیبانی ہے۔
اور جہاں تک ابو سعید اشجعی کے استاد ابراہیم بن اسمین کوئی کا تعلق ہے تو ابن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے اشجعی کو یہ کہتے ہوئے سنا یہ نیک لوگوں میں سے تھے۔

انہوں نے ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔

۴۶- ابراہیم بن ایوب برسانی اصہبانی

انہوں نے ثوری اور فائدہ العیش سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مجهول“ ہے۔

یہ بات ابن جوزی نے ابو حاتم کے حوالے سے بیان کی ہے۔ لیکن میں نے ابن ابی حاتم کی کتاب میں یہ بات نہیں دیکھی بلکہ اس میں یہ تحریر ہے کہ ان سے نصر بن بشام، عبد الرزاق ابن بکر اصہبانی نے روایات نقل کی ہیں۔

۴۷- ابراہیم بن باب بصری قصار

انہوں نے ثابت بنانی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ وہی راوی ہے جس کی شناخت صرف ”حدیث طبر“ کے حوالے سے ہے۔

۴۸- ابراہیم بن بدیل بن ورقاء خزاعی

یہ مصری ہیں۔

انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف اور مقل“ قرار دیا ہے۔

۴۹- ابراہیم بن براء بن نصر بن انس بن مالک انصاری

انہوں نے شعبہ اور دونوں حمادوں سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”انہی کی ضعیف“ ہے۔

اس نے باطل (جھوٹی) روایات نقل کی ہیں۔

عقیلی فرماتے ہیں: بکر بن سہل نے ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے پھر انہوں نے ایک مکرر روایت نقل کی ہے۔

پھر عقیلی فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کرتا ہے۔

ان سے سلم بن عبد الصمد نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن عدی نے اس کے حوالے سے تین جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابراہیم بن براء بن نصر بن انس کی اولاد میں سے ہے۔ یہ ایک بڑی عمر کا شخص تھا جو شام میں گھومتا

پھرتا تھا اور ثقہ راویوں کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کرتا تھا۔ اس کا تذکرہ صرف برائی کے ساتھ ہی کیا جاسکتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انکھوا من فتيانکم اصاغر النساء فانھن اعذب افواھا، وافتق ارحاھا

”کم سن عورتوں کے ساتھ شادی کرو کیوں کہ ان کے منہ شیریں ہوتے ہیں اور ان کے رحم (بچے کی پیدائش کی زیادہ صلاحیت رکھتے ہیں)۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔

من ربي صيبا حتى يتشهد وجبت له الجنة

”جو شخص کسی بچے کی تربیت کرتا ہے یہاں تک کہ وہ کلمہ شہادت پڑھنے لگتا ہے تو اس شخص کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“
یہ روایت باطل ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میرے خیال میں ابراہیم بن براء نامی یہ راوی شاذ کوئی کے حوالے سے جو روایات نقل کرتا ہے یہ کوئی دوسرا راوی ہے جو کم سن ہے جب کہ خطیب بغدادی کا کہنا ہے۔ ابراہیم بن حبان جو حضرت نصر بن انس کی اولاد میں سے ہے اس سے محمد بن سنان شیرازی نے روایات نقل کی ہیں۔ خطیب بغدادی نے اس راوی کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ اس کے حوالے سے حسن بن سعید موصلی نے بھی روایات نقل کی ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں: ابراہیم بن حبان نے اپنی سند کے ساتھ اپنے جد امجد حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے (ذہبی کہتے ہیں:) میرے خیال میں راوی نے اس سند میں تدلیس کی ہے۔ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ ابراہیم بن حبان بن بشری ابوالفتح نے اس کا اسی طرح نام تحریر کیا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں: کہ اس نے شعبہ اور شریک کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ساقط الاعتبار ہے۔

میں یہ کہتا ہوں کہ ابراہیم بن براء نے امام مالک رحمہ اللہ اور ایک جماعت کے حوالے سے بھی روایات نقل کی ہیں اور یہ شخص موصول میں رہتا تھا۔

بعض حضرات نے اس کی بن و فوات 224 ھ یا شاید 225 ھ بیان کی ہے۔

۵۰۔ ابراہیم بن براء:

انہوں نے سلیمان شاذ کوئی کے حوالے سے یہ جھوٹی روایت نقل کی ہے:

من ربي صيبا حتى يقول لا اله الا الله

”اگر کوئی کسی بچے کی تربیت کرے یہاں تک کہ وہ بچہ لا اله الا الله پڑھ لے۔“

بظاہر یہ لگتا ہے یہ کوئی دوسرا شخص ہے پہلے والا نہیں ہے جہاں تک شاذ کوئی کا تعلق ہے تو وہ ہلاکت کا شکار ہے۔

۵۱۔ ابراہیم بن بشر کسائی،

یہ بدر بن بشیم کا استاد ہے۔ یہ راوی معروف نہیں ہے۔

اس نے ایک منکر روایت نقل کی ہے۔

۵۲- ابراہیم بن بشر ازوی

انہوں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے اور ان سے حسان بن حسان نے روایات نقل کی ہیں۔
البتہ یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟ اس کے استاد کی بھی یہی حالت ہے۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دونوں ”مجہول“ ہیں۔

۵۳- ابراہیم بن بشار (دست) رماوی

یہ سفیان بن عیینہ کا شاگرد ہے اور جرجریا سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ ”مستقن“ نہیں ہے اور اس سے منکر روایات منقول ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اسے دیکھا کہ وہ کتاب میں دیکھ رہا تھا اور ابن عیینہ قرأت کر رہے تھے اس نے قرأت میں کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اس کے پاس کوئی غنمی یہ دوات نہیں تھی۔
شیخ عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو انہیں یہ پسند نہیں تھا۔ انہوں نے فرمایا: یہ پہلے سفیان کے پاس ہوتا تھا۔ پھر یہ وہاں سے اٹھ گیا اس کے پاس خراسان کے رہنے والے لوگ آئے تو اس نے سفیان کے حوالے سے انہیں وہ روایات لکھوائیں جو سفیان نے بیان نہیں کی تھیں۔

تو میں نے اس سے کہا: کیا تم اللہ تعالیٰ سے ڈرتے نہیں ہو؟ اور کیا تمہیں اللہ تعالیٰ کی جہانی کا خوف نہیں ہے؟
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے محمد بن احمد زریقی سے بصرہ میں ابراہیم بن بشار رماوی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اللہ کی قسم! وہ اپنے زمانے کے زاہد (یعنی دنیا سے بے رغبت شخص) تھے۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابراہیم رماوی نے اپنی سند کے ساتھ مجھے یہ حدیث سنائی ہے:
كَمْ كَرِهَ رَاعٍ وَهْمُؤُلَىٰ عَنْ رَعِيَّتِهِ

”تم میں سے ہر ایک نگران ہے اور اس سے اس کی نگرانی کے بارے میں حساب لیا جائے گا۔“

یہ وہم ہے۔ ابن عیینہ نے اسے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق ابراہیم بن بشار صرف اسی ایک روایت کو منکر قرار دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ اس نے ابن عیینہ کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں وہ درست ہیں اور وہ ہمارے نزدیک ”اہل صدق“ میں سے ہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ایک بعد دیگرے مختلف طرق کے وہم کا شکار ہو جا تا ہے ویسے یہ ”صدوق“ ہے۔

شیخ عبد اللہ بن احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے سنا کہ یہ سفیان جس سے ابراہیم بن بشار نے روایت نقل کی ہیں یہ سفیان بن عیینہ نہیں ہے۔ یعنی اس نے جو غریب روایت نقل کی ہیں۔ اس نے اس کے حوالے سے کثرت روایت نقل کی ہیں۔

لہذا ابن حبان رحمہ اللہ کتاب ”الثقات“ میں فرماتے ہیں: یہ ”مستقن“ اور ”ضابط“ تھا۔ یہ ایک طویل عرصے تک سفیان کی خدمت میں رہا۔ اس نے یہ بات بیان کی ہے سفیان نے مکہ میں اور عبادان میں ہمیں یہ حدیث سنائی تو ان دونوں مقامات کے جامع کے درمیان

چالیس برس کا فرق ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: فضل بن حبابؒ کی وہ آخری شخص ہے جس نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کا انتقال 220 ہجری کے آس پاس ہوا اور جہاں تک اس کے ہم نام شخص کا تعلق ہے تو وہ ابراہیم بن ادہم کا شاگرد تھا۔

۵۴۔ ابراہیم بن بشار خراسانی الزاہد

یہ ”صدوق“ ہیں، ان کے بارے میں کسی نے کلام نہیں کیا۔ انہوں نے ابراہیم بن ادہم اور حماد بن زید سے روایات نقل کی ہیں۔

۵۵۔ ابراہیم بن بشیر مکی

انہوں نے مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

۵۶۔ ابراہیم بن بکر شیبانی الاعور

یہ کوئی ہے۔ (اور ایک قول کے مطابق:) واسطی ہے۔ یہ بغداد میں بھی رہا ہے۔ انہوں نے جعفر بن زبیر شعبہ اور ابن ابی رواد سے اور ان سے محمد بن الحسن البرجلانی اور یحییٰ بن ابی طالب نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کا جائزہ لیا ہے اس کی نقل کردہ روایات موضوع ہیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کیا کرتا تھا۔

شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے انہیں ”متروک“ قرار دیا ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں: ابراہیم بن بکر نامی راوی 6 ہیں۔ ہمارے علم کے مطابق ان میں سے اس کے علاوہ اور کوئی بھی ضعیف نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں اگر وہ ان سب کے نام بھی بتا دیتے تو ہمیں فائدہ ہوتا۔ ابن ابی حاتم نے بھی ان میں سے کسی ایک کا ذکر نہیں کیا۔

۵۷۔ ابراہیم بن ابو بکر بن منکدر ر:

انہوں نے اسے چچا سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان سے حمیدی، ابراہیم بن موسیٰ اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ ابن ابی حاتم نے ان کا تذکرہ کیا ہے لیکن ان سے تعرض نہیں کیا۔

۵۸- ابراہیم بن بیطار خوارزمی قاضی

انہوں نے عاصم الاحول سے روایات نقل کی ہیں۔

عاصم کہتے ہیں: میں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا: کیا روزہ دار غصے تر مسواک کر سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں نے کہا: ان کے ابتدائی اور آخری حصے میں بھی۔ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں نے کہا آپ یہ کس حوالے سے کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے۔

یہ روایت فضل بن موسیٰ اور ابراہیم بن یوسف نے اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے اور اس کی کوئی حقیقت حدیث کے طور پر نہیں ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ اپنی ”سنن“ میں یہ روایت نقل کر کے فرماتے ہیں: ایک قول کے مطابق: اس کا نام ابراہیم بن عبد الرحمن ہے۔ پھر امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس کی روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔

۵۹- ابراہیم بن ثابت قصار

انہوں نے ثابت کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ”حدیث طیر“ روایت کی ہے۔ ان سے عبد الرحمن بن دہیش اور عبد اللہ بن عمر بن ابان مشکہ اندہ نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ عمدہ نہیں ہے اور میرے علم کے مطابق اس کی حالت بھی اچھی نہیں ہے۔

۶۰- ابراہیم بن جریج رہاوی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

المعدة حوض البدن، والعروق اليها واردة

”معدہ“ جسم کا حوض ہے اور رگیں اسی پر وارد ہوتی ہیں (یعنی اس سے سیراب ہوتی ہیں)

یہ روایت اس کے حوالے سے یحییٰ الباہلی نے نقل کی ہے۔

یہ روایت ”منکر“ ہے اور ابراہیم (نامی یہ راوی) عمدہ نہیں ہے۔

۶۱- ابراہیم بن جریر (دہس) بن عبد اللہ بکلی

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ ”صدوق“ ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنے والد سے (احادیث کا) سماع نہیں کیا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کی حدیث کو منقطع ہونے کے حوالے سے ”ضعیف“ قرار دیا گیا ہے۔ ان کے حافظے کے حوالے سے ”ضعیف“ قرار نہیں دیا گیا۔

۶۲- ابراہیم بن جعد

انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔ ان سے خالد الطحان نے روایات نقل کی ہیں۔

۶۳- ابراہیم بن حیان

(اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔)

۶۴- ابراہیم بن حجر

انہوں نے محمد بن ابی کریمہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ”مجهول“ ہے، یہ بات ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے کہی ہے۔
معاویہ بن صالح نے زید بن بکر کے حوالے سے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۵- ابراہیم بن حجاج

انہوں نے عبد الرزاق سے اور ان سے محمود بن غیلان نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ”مستتر“ ہے، معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔
روایت جھوٹی ہے اس کی نقل کردہ کیوں کہ وہ یہ شامی یا تلمی نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ دونوں تو ”صدوق“ تھے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔
لما زوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاطمة من علی قالت فاطمة: یا رسول اللہ، زوجتني من رجل فقیر لیس له شیء فقال: اما ترضین ان اللہ اختار من اهل الارض رجلین: اباک وزوجک
”جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کر دی تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ نے ایک غریب شخص کے ساتھ میری شادی کر دی ہے جس کے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
”کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین میں سے دو افراد کو منتخب کیا ہے ایک تمہارا والد ہے اور دوسرا تمہارا شوہر۔“

عبد السلام بن صالح نے عبد الرزاق کے حوالے سے اس کی متابعت کی ہے۔

۶۶- ابراہیم بن حرب عسقلانی

عقلی فرماتے ہیں: اس سے مستر روایات منقول ہیں۔ ان میں سے ایک درج ذیل ہے:
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

لیبعثن اللہ اقواما یوم القیامة تکللاً وجوہہم، یمرون بالناس کمر الریح، یدخلون الجنة بغير حساب، الذین ماتوا فی الرباط
 ”اللہ تعالیٰ قیامت کے دن کچھ ایسے لوگوں کو زندہ کرے گا جن کے چہرے جگمگا رہے ہوں گے وہ لوگوں کے پاس سے یوں
 گزریں گے جیسے ہوا گزر جاتی ہے اور وہ بغیر کسی حساب کے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو (مردوں
 پر) چہرہ داری کرتے ہوئے فوت ہوئے تھے۔“

۶۷۔ ابراہیم بن ابی حرة

انہوں نے مجاہد سے روایات نقل کی ہیں۔
 علامہ ساجی نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ لیکن یحییٰ بن معین، احمد اور ابو حاتم رحمہ اللہ نے انہیں ”شہ“ قرار دیا ہے اور مزید یہ کہا
 ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
 انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی زیارت کی ہے۔
 ان سے معمر اور ابن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ جزی تھے، لیکن پھر انہوں نے مکہ میں سکونت اختیار کر لی۔

۶۸۔ ابراہیم بن حسان

انہوں نے امام محمد باقر رحمہ اللہ سے اور ان سے وکیع رحمہ اللہ نے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ راوی ”مجبول“ ہے۔

۶۹۔ ابراہیم بن حسن

انہوں نے عبداللہ بن عیسیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔
 ابن مدینی کہتے ہیں: یہ اپنے استاد کی طرح ”مجبول“ ہے۔

۷۰۔ ابراہیم بن عثمان زہری

انہوں نے عائشہ بنت سعد سے روایات نقل کی ہیں، لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۷۱۔ ابراہیم بن حفص بن جندب

انہوں نے اپنے والد سے اور ان سے حماد بن زید نے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ راوی ”مجبول“ ہے۔

۷۲۔ ابراہیم بن حکم (فقہ) بن ابان:

علامہ نے انہیں ”مترکک“ قرار دیا ہے اور بہت کم لوگوں نے اس کی تائید کی ہے۔

انہوں نے اپنے والد سے مرسل روایات نقل کی ہیں اور انہیں موصول کے طور پر بیان کیا ہے۔
ابن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی "لیس بشیء" ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے اللہ کی راہ میں کچھ دہم خرچ کرنے کے لیے عدن کی طرف ابراہیم بن حکم کو بھیجے۔
امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی "مترک الحدیث" ہے۔

شیخ عبد اللہ بن احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد سے اس کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا: جب سے میں نے اسے دیکھا ہے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ "مرفوع" حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلی فی الموضع الذی یجامع فیہ
"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس جگہ نماز ادا کر لیا کرتے تھے جہاں آپ نے صحبت کی ہوتی تھی۔"

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ "مرفوع" حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

من مرض ثلاثة ایام خدر من ذنوبہ کیوہ ولدتہ امہ

"جو شخص تین دن بیمار رہے۔ وہ اپنے گناہوں سے اس طرح پاک ہو جاتا ہے جیسے اس دن تھا جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا

تھا۔"

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے اکثر کی متابعت نہیں کی گئی۔

۷۳۔ ابراہیم بن حکم بن ظہیر کوئی

یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا اور انتہا پسند تھا۔

انہوں نے شریک سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی "کذاب" ہے۔

اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں جھوٹی روایات نقل کیں تو ہم نے اس کے حوالے سے نوٹ کی ہوئی روایات منادیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: رافضیوں سے روایات نقل کرنے میں لوگوں کے درمیان اختلاف ہے۔

اس بارے میں تین اقوال ہیں:

ان میں سے ایک قول یہ ہے کہ ایسا کرنا مطلق طور پر منع ہے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایسا کرنے میں مطلق طور پر اجازت ہے یا سوائے اس راوی کے جو جھوٹ بولتا ہو اور جھوٹی احادیث گھڑتا ہو۔ تیسرا قول یہ ہے کہ اس میں تفصیل پائی جاتی ہے۔ ایسے راوی کی روایت کو قبول کیا جائے گا جو سچا ہو اور اس بات کو جانتا ہو جو حدیث بیان کر رہا ہے اور ایسے راوی کی روایت کو مسترد کر دیا جائے گا جو اپنے مسلک کی

طرف دعوت دیتا ہو اگرچہ وہ سچائی کیوں نہ ہو۔

اشعرب کہتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ سے رافضیوں کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: تم ان کے ساتھ کلام نہ کرو اور ان کے حوالے سے روایت نقل نہ کرو کیوں کہ وہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں۔

حرمہ کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے میں نے رافضیوں سے زیادہ جھوٹی گواہی دینے والا اور کوئی نہیں دیکھا۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں: ہر بدعتی کے حوالے سے روایت نوٹ کی جائے گی جب کہ وہ (اپنے مسلک کی طرف) دعوت دینے والا نہ ہو۔ البتہ رافضیوں کا حکم مختلف ہے کیوں کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔ شریک کہتے ہیں: جس شخص سے بھی تمہاری ملاقات ہو اس سے علم حاصل کرو۔ ماسوائے رافضیوں کے کیوں کہ وہ جھوٹی احادیث گھڑتے ہیں اور اسے اپنا دین بنا لیتے ہیں۔

۷۴- ابراہیم بن حماد زہری ضریر

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

(ذہبی کہتے ہیں:) میں یہ سمجھتا ہوں یہی وہ راوی ہے جو عمران بن محمد بن سعید کے حوالے سے اس روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہے جو عمران کے حالات میں مذکور ہے۔

۷۵- ابراہیم بن حمید وینوری

انہوں نے ذوالنون مصری کے حوالے سے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے جس کا متن یہ ہے:

”لم یجز الصراط أحد الا من كانت معه براءة بولاية علي بن ابي طالب“

”ہل صراط وہی شخص پار کر سکے گا جس کے ساتھ حضرت علی بن ابی طالب کی ولایت کا برات نامہ ہوگا۔“

ان سے عثمان بن جعفر نے روایت نقل کی ہے۔

۷۶- ابراہیم بن ابو حنیفہ

انہوں نے یزید رقاشی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازہوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

اس سے منقول منکر روایات میں سے ایک روایت یہ ہے: جو یزید رقاشی کے حوالے سے حضرت انس رحمہ اللہ سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر منقول ہے۔

کل مسکر حرام، وان كان ماء قراحا

”ہر نشہ آور چیز حرام ہے اگرچہ وہ کنوئیں کا پہلی مرتبہ نکلنے والا پانی ہو۔“

۷۷- ابراہیم بن حیان بن حکیم بن علقمہ بن سعد بن معاذ اوسی مدنی

انہوں نے دونوں حمادوں سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات مونسوہ ہیں۔

اس کے حوالے سے ابن عدی نے دو روایات اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہیں اور اس کے باپ کا نام حیان نقل کیا ہے۔

ان میں سے ایک روایت یہ ہے: جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ان رجلا دعا عی بناتہ بالموت، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: لا تدعوا. فان البرکة فی البنات

”ایک شخص نے اپنی بیٹی کو مرنے کی بددعا دی تو نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا: تم یہ دعا نہ کرو کیوں کہ بیٹیوں میں برکت ہوتی

ہے۔“

جہاں تک ابراہیم بن حیان کا تعلق ہے تو ابراہیم بن البراء کے حالات میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۸- ابراہیم بن حیان بن مختری

ازدی رحمہ اللہ نے اسی طرح ذکر کیا ہے۔

ابراہیم بن البراء کے حالات میں اس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۷۹- ابراہیم بن ابی حیدر بن اسعد بن اشعث، ابو اسماعیل مکی

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متردک“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔

امرونی ربی بنفی الطنبور والزمہار

”میرے پروردگار نے مجھے ظہور و اور آلات موسیقی کی نفی کا حکم دیا ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔

استاذت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان ابنی کنیفا بنی فلم یأذن لی

”میں نے نبی اکرم ﷺ سے یہ اجازت لی کہ میں منی میں چھپر (یا عمارت) بنا لوں تو نبی اکرم ﷺ نے مجھے اس کی اجازت

نہیں دی۔“

قصید نے اس سے یہ روایت نقل کی ہے:

ان اللہ اخیر حد المالیك واهل الذمة الی یوم القیامة

”بے شک اللہ تعالیٰ نے غلاموں اور ذمیوں کی حد کو قیامت کے دن تک مؤخر کر دیا ہے۔“
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔
لا یزال هذا الدین واصبا ما بقى فی قریش عشرون رجلا
”یہ دین اس وقت تک غالب رہے گا جب تک قریش کے بیس افراد بھی باقی ہیں۔“

۸۰۔ ابراہیم بن خالد (صح، د، ق) ابو ثور کلبی

یہ اکابر فقہاء میں سے ایک ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

جہاں تک ابو حاتم کا تعلق ہے تو انہوں نے زیادتی کی اور فرمایا: یہ اپنی رائے سے کلام کرتا ہے اور غلطی بھی کرتا ہے اور درست بھی کہتا ہے۔ اس کا مقام وہ نہیں ہے جو احادیث کا سماع کرنے والوں کا ہے۔

(ذہبی کہتے ہیں:) یہ ابو حاتم کی انتہا پسندی ہے اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے۔

ابو ثور نامی اس راوی نے سفیان بن عیینہ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ و دیگر حضرات سے علم فقہ حاصل کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں وہ فرماتے ہیں: یہ میرے نزدیک سفیان کے پائے کا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 240 ہجری میں بغداد میں ہوا۔

۸۱۔ ابراہیم بن خفیم بن عراک بن مالک غفاری

ابو اسحاق جوز جانی کہتے ہیں: یہ مخفوط نہیں ہے۔ آخری عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: مهلا عن الله مهلا، فلولاً شباب خشم، وشيوخ دکم، واطفال

رضع، وبهائم رقع لصب علیکم العذاب صبا

”اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اگر خشوع و خضوع والے نوجوان نہ ہوں اور رکوع کرنے والے بوڑھے نہ ہوں

اور دودھ پیتے بچے نہ ہوں اور چرنے والے جانور نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل کر دے۔“

اس روایت کو ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں شرح کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۸۲۔ ابراہیم بن خضر دمشقی

انہوں نے حسن بن عبد اللہ کندی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ”ضعیف“ ہیں۔

۸۳- ابراہیم بن خلف بن منصور غسانی سنہوری

انہوں نے خشوعی اور ابن سیدہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ مراسلہ کاد جال ہے۔ ابو حسن بن قطان نے اس پر مجازفت اور جھوٹ کا الزام لگایا ہے۔

۸۴- ابراہیم بن ابودلیہ

انہوں نے علی ازدی رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)، اور اس کی نقل کردہ روایت درست نہیں ہے۔

۸۵- ابراہیم بن راشد آدمی

یہ محمد بن محمد کے استاد ہیں۔

خطیب بغدادی نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے اور ابن عدی نے ان پر الزام لگایا ہے۔

۸۶- ابراہیم بن رجاء

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔ اور اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے۔

۸۷- ابراہیم بن رستم

انہوں نے حماد بن سلمہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ“ منکر الحدیث“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ارجاء کا عقیدہ رکھتا تھا اور زیادہ مستند نہیں ہے۔ تاہم اس کا مقام ”صدق“ ہے۔ (یعنی یہ ”صدق“

ہے)

عثمان الدارمی نے ابن معین کا یہ قول نقل کیا ہے: ”یہ“ ثقة“ ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس نے لیث بن سعد اور یعقوب بنی سے اور ان سے حسین بن مروزی بلدیہ

اور محمد بن عبدالرحمن سعدی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ خراسانی، مروزی ہے اور جلیل القدر ہے۔

۸۸- ابراہیم بن زبرقان

انہوں نے ابوالد سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی ہے)۔
ان سے ابو نعیم نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۹۔ ابراہیم بن زرعہ

انہوں نے عمرو بن واقد سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔ شاید یہ مشقی ہے۔

ان سے محمد بن وہب بن عطیہ نے روایات نقل کی ہیں۔

۹۰۔ ابراہیم بن زکریا، ابو اسحاق عجمی بصری ضریر المعلم

انہوں نے امام ابن یحییٰ، خالد بن عبد اللہ و دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ عبدی واسطی ہے۔ عبدی واسطی کی ایک ہستی ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات ”مکڑ“ ہیں۔ (یعنی انہیں مستند تسلیم نہیں کیا گیا)۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے باطل (جھوٹی) روایات نقل کی ہیں۔

ان سے محمد بن خضر جرجانی الحافظ، محمد بن اسماعیل صلیح اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اللھم اغفر لمتسرولات اہتی

”اے اللہ! میری امت کی کوتاہیوں کی مغفرت کر دے۔“

ابن حبان رحمہ اللہ نے ابراہیم بن زکریا کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا: انہوں نے مالک اور ابو بکر بن عیاش سے اور ان سے ابراہیم بن

راشد، محمد بن عبید اللہ قرشی نے روایات نقل کی ہیں۔

اور یہ کہا ہے: انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے موضوع روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے ان کا اسم منسوب یہ بیان کیا ہے: ابو احمد بن عدی العیدستانی

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کے سب سے قدیم شیخ ”شعبہ“ ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان جعفر اہدیٰ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر جلا فاعطی معاویۃ ثلاثا وقال: القنی بہن فی

الجنة

”حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تجھے کے طور پر کچھ سفر جل (بہی) پیش کیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو دیں اور فرمایا: تم ان کے ہمراہ جنت میں مجھ سے ملنا۔“

۹۱- ابراہیم بن زیاد قرشی

انہوں نے نصیف سے اور ان سے محمد بن بکار بن ریان نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ جہتا ہوں: یہ راوی معروف نہیں ہے۔ کہ یہ کون تھے۔

۹۲- ابراہیم بن زیاد عجمی

انہوں نے ہشام بن عروہ اور ابو بکر ابن عیاش سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔

اس سے مقبول منکر روایات میں سے ایک روایت یہ ہے:

عن عبد اللہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من مشی منکم الی طبع فلم یش دویدا
”حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں تم میں سے جو شخص لالچ کی طرف جاتا ہے وہ تھوڑی ہی
دور جاتا ہے۔“

۹۳- ابراہیم بن زیاد

انہوں نے ابو عامر کے حوالے سے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کی نقل کردہ روایات درست نہیں ہیں۔ یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۹۴- ابراہیم بن زید السلسی تفلسی

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں ”واہی“ قرار دیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

کنا عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذ دخل غلام فدعا بهذه الدعوات، فقال النبی صلی اللہ

علیہ وسلم: ما دعا بهن احد الا استجیب له: اللهم انی استغفرک، واسألك التوبة من مظالم کثیرة

لعبادک قبلی و ذکر الحدیث

”ایک مرتبہ ہم نبی اکرم ﷺ کے پاس موجود تھے۔ اسی دوران ایک لڑکا وہاں آیا۔ اس نے یہ دعا مانگی تو نبی اکرم ﷺ نے

یہ ارشاد فرمایا:

جو شخص بھی ان الفاظ کے ذریعے دعا مانگتا ہے اس کی دعا قبول ہوتی ہے (وہ الفاظ یہ تھے)

”اے اللہ! میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں اور میں اپنے سے پہلے تیرے بندوں کی طرف سے ہوئی والے بکثرت مظالم سے

تجھ سے توبہ کا سوال کرتا ہوں۔“

اس راوی کے حوالے سے ایک اور حدیث بھی منقول ہے لیکن اس کی سند تاریک ہے۔

۹۵- ابراہیم بن سالم نیشاپوری

ان سے احمد بن حفص بن عبد اللہ نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ان آدم احبط بالہند، ومعہ السندان والمطرقۃ والکلبین، واهبطت حواء بجدة

”حضرت آدم علیہ السلام کو ہند میں اتارا گیا۔ ان کے ساتھ ایران، تھوڑا اور زبور تھے اور سیدہ حواء کو جدہ میں اتارا گیا۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

وقت رسولی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یحلق الرجل عانته کل اربعین یوما، وان ینتف ابطیہ

کلما طنم، ولا یدعو شاربہ یطولان، وان یقدم اطفارہ من الجمعة الى الجمعة، وان یتعاهد البراجم

اذا قوضاً و ذکر الحدیث

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ وقت مقرر کیا ہے کہ چالیس دن کے اندر زیر ناف ہالی صاف کر لیے جائیں۔ بغلوں کے ہالی جیسے ہی

شموار ہوں انہیں اکھاڑ لیا جائے اور مونچھوں کو لمبی ہونے کے لیے نہ چھوڑا جائے اور ہر جمعہ کے دن ناخن تراش لیے جائیں

اور وضو کرتے ہوئے کان کے پاس کے حصے کا خیال رکھنا جائے۔“

یہ روایت ”منکر“ ہے۔

ابو حاتم رحمہ اللہ سے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: وہ شیخ ہے۔

۹۶- ابراہیم بن سرج

یہ راوی معروف نہیں ہے۔ کہ یہ کون ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قاسم نے ابو بکر بن حزام سے دریافت کیا: واقدی نے عبد الرحمن بن ابی موالی کے حوالے سے اس سے

روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

۹۷- ابراہیم بن سعد (صحیح) بن ابراہیم بن عبد الرحمن بن عوف، ابو اسحاق زہری مدنی۔

جلیل القدر ”ثقة“ محدثین میں سے ہیں۔

عبد اللہ بن احمد کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا: یحییٰ بن سعید کے سامنے عقیل اور ابراہیم بن سعد کا ذکر کیا گیا تو میں

کہ انہوں نے ان دونوں کو ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ عبد اللہ نے کہا: عقیل اور ابراہیم کو؟ تو میرے والد نے کہا: جی ہاں یہ ”ثقة“ راوی ہیں۔

لیکن بجی کا دھیان ان کی طرف نہیں گیا۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کو سنا ان سے اس روایت کے بارے میں دریافت کیا گیا جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

الانمة من قریش

”آئمہ قریش میں سے ہوں گے۔“

تو انہوں نے فرمایا: یہ ابراہیم بن سعد کی تحریر میں نہیں ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

اسے ایک سے زیادہ راویوں نے ابراہیم بن سعد کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من احب اصحابی فبحبی احبہم

”جو شخص میرے اصحاب سے محبت رکھتا ہے تو وہ مجھ سے محبت رکھنے کی وجہ سے ان سے محبت رکھتا ہے۔“

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سند معروف نہیں ہے۔

بجی بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابراہیم بن سعد ”ثقة“ اور ”جست“ ہیں۔ ابن عدی نے ان کے حوالے سے زہری سے مختلف غریب روایات نقل کی ہیں جن کی سند میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ایک تابعی کی جگہ دوسرے تابعی کا ذکر کیا گیا ہے۔

لیفٹ نے اپنی سند کے ساتھ ابراہیم بن سعد کے حوالے سے تقریباً دس روایات نقل کی ہیں۔

لیفٹ نے انہیں ابراہیم سے زہری کے حوالے سے روایت کے بارے میں روایت نقل کی ہے جو طویل ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قسم لباتنی فرس یوم حنین سہمین سہمین

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ حنین کے دن ہر ایک گھوڑے کو دو دو حصے دیے تھے۔ یہ دو سو گھوڑے تھے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابراہیم بن سعد نامی راوی بلاشبہ ثقة ہیں۔ شعبہ نے اپنی عظمت و جلالت کے باوجود ان سے احادیث نقل کی ہیں۔ ابراہیم نامی راوی بہت خوش الحان تھے۔ ان کی عمر پچھتر سال ہوئی۔ یہ مدینہ منورہ کے قاضی بھی رہے۔

ابراہیم بن حمزہ کہتے ہیں۔ ابراہیم بن سعد نے ابن اسحاق کے حوالے سے سترہ ہزار احادیث احکام کے بارے میں نقل کی ہیں جو سیرت سے متعلق روایات کے علاوہ ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 183 ہجری میں ہوا۔ انہوں نے زہری کے حوالے سے احادیث سنی ہیں اور صالح کے حوالے سے ان سے نقل کی ہیں۔

۹۸- ابراہیم بن سعید مدنی (د):

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں

یہ ”مکرالمہ“ ہے۔ یہ معروف نہیں ہیں:

انہوں نے ابو عبد الحمید سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان سے احرام کے بارے میں ایک روایت منقول ہے جو امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے نقل کی ہے اور انہوں نے اس کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے لہذا یہ ”مقارب الحال“ شمار ہوں گے۔

۹۹- ابراہیم بن سعید الجوهری الحافظ (صحیح، عم، ابو اسحاق بغدادی):

یہ اکابرین میں سے ایک ہیں

انہوں نے سفیان بن عیینہ اور ابو معاویہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ صحاح ستہ کے تمام مصنفین ابو حاتم، ابن صاعد اور ایک قلوٹی نے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں، جہت ہیں، بکثرت روایات نقل کرتے ہیں۔ انہوں نے ایک ”مسند“ بھی مرتب کی ہے یہ مرتے دم تک ”عین زریہ“ میں پھرے داری کرتے رہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ بہت زیادہ لکھنے والے ہیں تم ان کے حوالے سے احادیث نوٹ کرلو۔

امام نسائی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب انصا کھ میں ذکر یا جزی کے حوالے سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

عبد اللہ بن جعفر کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بن سعید سے مسند ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اپنی کثیر سے فرمایا: مسند ابو بکر کا تیسواں جزو میرے پاس نکال کر لاؤ۔ تو میں نے کہا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے تو میں روایات منقول نہیں تو تمہیں جزو کہاں سے آگئے؟ تو انہوں نے کہا: اگر کوئی حدیث میرے پاس موجود ہوں تو منقول نہ ہو تو میں اس کے بارے میں خود کو حتم سمجھتا ہوں۔

ابراہیم نامی اس راوی کے والد صاحب حیثیت آدمی تھے۔

چنانچہ جعفر فریابی کہتے ہیں: میں نے ابراہیم ہروی کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جب سعید جوہری حج کے لیے گئے تو اپنے ساتھ چار سو وہ آدمی بھی لے کر گئے جو ان کے ذاتی ملازمین کے علاوہ تھے اور ان لوگوں میں اسماعیل بن عیاش اور شمیم بھی شامل تھے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔

حجاج بن شاعر کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بن سعید جوہری کو ابو نعیم کے پاس دیکھا وہ پڑھ رہے تھے اور وہ سوئے ہوئے تھے۔ حجاج نے ان پر تنقید کی ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا کوئی اعتبار نہیں بلاشبہ ابراہیم جہت ہیں۔

اس کا سن وفات ابن قانع نے 47 ہجری یا 49 ہجری یا 44 ہجری بیان کیا ہے۔ تاہم پہلا قول زیادہ مناسب ہے۔
جس نے ان کا سن وفات 253 ہجری بیان کیا ہے اس نے غلطی کی ہے۔

۱۰۰- ابراہیم بن مسلم:

انہوں نے یحییٰ قطان سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مکمل الحدیث“ ہے اور یہ راوی معروف نہیں ہے۔

۱۰۱- ابراہیم بن سلام:

انہوں نے حماد بن ابی سلیمان سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ یہ بہت کم روایات نقل کرتا ہے بلکہ یہ راوی معروف نہیں ہے۔ ماسوائے
ان روایات کے جنہیں امام بزار نے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

طلب العلم فريضة على كل مسلم
”علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے“

امام بزار فرماتے ہیں: اس راوی کے حوالے سے ابو عاصم کے علاوہ کوئی اور روایت کرنے والا ہمارے علم میں نہیں ہے۔

۱۰۲- ابراہیم بن سلام:

انہوں نے دراوردی سے اوران سے ابن صاعد نے روایات نقل کی ہیں۔
ابو احمد حاکم کہتے ہیں: بسا اوقات یہ ایسی روایت نقل کرتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

۱۰۳- ابراہیم بن سلیمان الخداع:

انہوں نے نہشل سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”متروک“ ہے۔

۱۰۴- ابراہیم بن سلیمان (ق):

ابو اسماعیل المؤدب، یہ اپنی کنیت سے مشہور ہے۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ایک مرتبہ انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
اور ایک مرتبہ یہ کہا ہے: یہ زیادہ ”مستند“ نہیں ہے۔
اور فرماتے ہیں: اس میں اور احمد میں کوئی حرج نہیں ہے۔
انہوں نے عاصم بن بہدلہ او اس کہ ہاندر افراد سے روایات نقل کی ہیں۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۱۰۵- ابراہیم بن سلیمان بلخی الزریات

انہوں نے سفیان ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ”قوی“ نہیں ہے۔“

۱۰۶- ابراہیم بن سلیمان مقدسی

ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔

۱۰۷- ابراہیم بن سلیمان

میں یہ سمجھتا ہوں یہ وہی شخص ہے جس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ مضمونی روایت نقل کی ہے۔
”حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے تعویذ پہنے ہوئے تھے جن میں حضرت جبرائیل کے پرکا بال تھا۔“
اس روایت کو ابن الاعرابی نے اپنی بیہم میں اس سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

۱۰۸- ابراہیم بن سوید (م، عو) البصری کوئی

انہوں نے علقمہ عبدالرحمن بن یزید سے اور ان سے زبید الیامی، سلمہ بن کہیل نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن معین کہتے ہیں: یہ مشہور ہیں۔
دیگر حضرات نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔
امام ابو عبدالرحمن نسائی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۱۰۹- ابراہیم بن سوید (خ، د) مدنی:

انہوں نے عن عمرو بن ابی عمرو ابن عقیل اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں تو یہ ثقہ ہیں۔

۱۱۰- ابراہیم بن شعیب مدنی

ان سے ابن وہب نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن معین کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس شی“ ہے۔

۱۱۱- ابراہیم بن شکر العثماني مصري:

یہ بعد کے زمانے کے ہیں: انہوں نے علی بن محمد حنکی سے روایات نقل کی ہیں کثافتی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

۱۱۲- ابراہیم بن صالح بن درہم باہلی:

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ اس کے حوالے سے شہداء کے بارے میں روایت منقول ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۱۱۳۔ ابراہیم بن ابی صالح

ابو الحسن کہتے ہیں: یہ ”جہمی“ فرقے سے تعلق رکھتا ہے۔ اس کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

۱۱۴۔ ابراہیم بن صبیح اللطیفی

انہوں نے ابن جریر سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ”ثقة“ نہیں ہے۔

یہ جھوٹی روایات نقل کرتا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس کی آفت سابقہ کتاب میں ہے۔

۱۱۵۔ ابراہیم بن صرمہ انصاری

انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ اکثر روایات متعن اور سند کے حوالے سے ”منکر“ ہیں۔ (یعنی انہیں مستند تسلیم نہیں کیا گیا)۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان سے احمد بن حاتم طوئیں اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مرسلہ شخص ہے۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب اور ضعیف“ ہے۔

۱۱۶۔ ابراہیم بن طہمان (صحیح، ع)۔

یہ ”ثقة“ ہے اس کا تعلق خراسان کے علماء میں سے ہے۔ یہ ابن مبارک سے پہلے کا ہے۔

انہیں صرف شیخ محمد بن عبد اللہ موصلی نے ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے: یہ ”ضعیف“ ہے اور حدیث نقل کرنے میں اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”ثقة“ ہے محمد شین نے ار جاء کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔ ابو اسحاق جوزجانی کہتے ہیں: یہ فاضل ہے۔ اس پر ”ار جاء“ کا عقیدہ رکھنے کا الزام ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس اعتبار سے اسے ضعیف قرار دینے والے کے قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔

اسی طرح سلیمانی نے اس کے ”لیثین“ ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: محمد شین نے اس کی نقل کردہ اس روایت کو منکر قرار دیا ہے جو اس میں حضرت جابر کے حوالے سے رفع یدین کے بارے میں نقل کی ہے اور اس روایت کو منکر قرار دیا ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں)

رفعت لی سندۃ المنتهی، فاذا اربعة انفار

”مجھے سندۃ المنتہی پر اٹھایا گیا تو وہاں چار نہریں تھیں۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں یہ روایت منکر نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات درست ہیں۔ ویسے یہ مقارب ہے یہ اور جاو کا عقیدہ رکھتا تھا اور ”جہمیہ“ فرمے ”کانت مخالف تھا۔“

سعد بن ابومریم نے یہ بات نقل کی ہے کہ یحییٰ بن مہین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔ جب کہ عباس ووری نے یحییٰ بن مہین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے یہ ”ثقة“ ہیں۔

۱۱۷- ابراہیم بن عبد اللہ بن ابی الاسود الکلتانی

(اور ایک قول کے مطابق:) ابراہیم بن الاسود

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۱۱۸- ابراہیم بن العباس:

(اور ایک قول کے مطابق:) ابن ابی العباس السامری

انہوں نے ابی معشر السندی اور شریک سے اور ان سے دوری الصاعانی اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”صالح الحدیث“ ہے۔

جبکہ دوسرے قول کے مطابق: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ”ثقة“ ہیں۔

محمد بن سعد کہتے ہیں: ابراہیم بن العباس عمر کے آخری حصے میں ”اختلاط“ کا شکار ہو گئے تھے تو ان کے اہلخانہ نے انہیں مجبوج قرار

دے دیا تھا۔ یہاں تک کہ (اسی حالت میں) ان کا انتقال ہوا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اختلاط کا شکار ہونا انہیں کوئی نقصان نہیں دیتا کیوں کہ اکثر راوی انتقال کے کچھ

عرصہ پہلے اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ کسی بھی بزرگ کو ضعیف قرار دینے والی چیز یہ ہے کہ اس نے اختلاط کے زمانے میں کوئی چیز روایت کی ہو۔

۱۱۹- ابراہیم بن عبد اللہ بن زبیر جلی:

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محدث کی طرف منسوب ہے۔

۱۲۰- ابراہیم بن عبد اللہ بن علاء بن زبیر،

انہوں نے اپنے والد اور سعید بن عبد العزیز سے اور اس سے آئمہ نے احادیث نقل کی ہیں۔
امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ”ثقة“ نہیں ہے۔

۱۲۱- ابراہیم بن عبد اللہ (صح، ت، ق) ہروی

یہ حافظ الحدیث ہیں اور امام ترمذی رحمہ اللہ کے استاد ہیں۔
ان سے ہشیم اور اس کے پائے کے افراد سے روایات منقول ہیں۔
امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ضعیف“ ہے۔
کئی حضرات نے یہ کہا ہے: ”صدوق“ ہے۔
ابراہیم حربی نے کہا ہے: ”متقن“ اور پرہیزگار شخص ہے۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ ثابت اور حافظ الحدیث ہے۔
امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ”قوی“ نہیں ہے۔

۱۲۲- ابراہیم بن عبد اللہ بن قریم (ت):

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے حکایت کے طور پر نقل کیا ہے۔
مجھے ان کی شناخت نہیں ہو سکی۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک صاحب کے حوالے سے ان سے روایت نقل کی ہے۔

۱۲۳- ابراہیم بن عبد اللہ

انہوں نے عبد اللہ بن قیس، ابراہیم بن عبد اللہ بن ہرۃ الاسدی اور اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ دونوں ”محمول“ ہیں۔

۱۲۴- ابراہیم بن عبد اللہ بن خالد

انہوں نے (عبد اللہ بن قیس، ابراہیم) مصحی کے حوالے سے کتب سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ متروک راویوں میں سے ایک ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابراہیم بن عبد اللہ بن خالد حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا ہے اور یہ ثقہ راویوں کے حوالے سے وہ روایات نقل کرتا ہے جو ان کی حدیث نہیں ہوتی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اذا كان يوم القيامة يكون ابوبكر على احد اركان المحوض، وعمر على الركن الثاني، وعثمان على الركن الثالث، وعلي على الرابع، فمن ابغض واحدا منهم لم يسقه الآخرون

”جب قیامت کا دن ہوگا تو ابوبکر حوض کے ایک کنارے پر، عمر دوسرے عثمان تیسرے اور علی چوتھے کنارے پر ہوں گے تو جو شخص ان میں سے کسی ایک سے بغض رکھے گا دوسرے لوگ اسے (حوض کوثر سے پانی) نہیں پلائیں گے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔

اذا كان يوم القيامة نادی مناد تحت العرش: هااتوا اصحاب محمد، فيؤتى بابي بكر وعمر وعثمان وعلي، فيقال لابي بكر: قف على باب الجنة فادخل فيها من شئت ورد من شئت

وقيل: لعمر: قف عند الميزان فتقل من شئت برحمة الله، وخفف من شئت يعطى عثمان غصن شجرة من الشجر التي غرسها الله بيده، فيقال: قد بهذا (عن الحوض) من شئت يعطى علي حلتين

فيقال له: خذهما، فاني اخذتهما لك يوم انشأت خلق السموات والارض

”جب قیامت کا دن ہوگا تو عرش کے نیچے ایک اعلان کرنے والا یہ اعلان کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اصحاب آپ لوگ آ جائیں تو ابوبکر، عمر، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم آئیں گے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا تم جنت کے دروازے پر کھڑے ہو جاؤ اور جسے تم چاہو اندر جانے دو اور جسے چاہو اسے واپس کر دو۔ عمر رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا تم میزان کے پاس کھڑے ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے ساتھ جس کا چاہو (نیکوں کا پلڑا) بھاری کر دو اور جس کا چاہو (نیکوں کا پلڑا ہلکا کر دو) عثمان رضی اللہ عنہ کو اس درخت کی چھڑی دی جائے گی جو ان درختوں میں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے دست قدرت سے بویا ہے اور اس سے کہا جائے گا اس کے ذریعے (حوض کوثر سے) جسے چاہو پرے کر دو اور علی کو دو عمدہ جوڑے دیے جائیں گے اور کہا جائے گا تم یہ دونوں لے لو۔ میں نے جس دن آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا اس دن سے میں نے یہ تمہارے لیے سنبھال کر رکھے ہوئے ہیں۔“

یہ روایت حسین بن عبد اللہ نے نقل کی ہے۔

انہوں نے یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کی ہے۔

من شرب مسكرا نجس ونجست صلاته اربعين صباحا، فان مات فيهن مات كافرا
”جو شخص نشہ آور چیز پی لے وہ نجس ہو جاتا ہے اور چالیس دن تک اس کی نماز بھی نجس ہو جاتی ہے اگر وہ ان دنوں کے دوران مر جائے تو وہ کافر مرتا ہے۔“

یہ روایت علی بن موسیٰ نے اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ شخص مجھوتا ہے۔ امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات موضوع

ہیں

۱۲۵-۱- ابراہیم بن عبد اللہ بن الحارث بن حاطب بن حارث بن معمر الحمیری (ت)

(اس راوی کے جدا امجد) حضرت حارث بن معمر حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں میں شامل ہیں۔ وہاں ان کے صاحبزادے

حضرت حاطب پیدا ہوئے تھے اور دوسرے صاحبزادے حضرت ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔

یہ راوی مدنی ہیں اور ”مقل“ ہیں۔ مجھے اس پر جرح کا حکم نہیں ہے۔

ان سے ابوالنضر اور قعنبی نے روایات نقل کی ہیں

انہوں نے یہ روایت حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً نقل کی ہے۔

لا تكثرُوا الكلام بغير ذكر الله، فان كثرة الكلام بغير ذكر الله تقسي القلب

”اللہ تعالیٰ کے ذکر کے علاوہ (دوسرا کلام) بکثرت نہ کیا کرو کیوں کہ بکثرت کلام کرنا جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ ہو۔ یہ دل کو سخت کر دیتا ہے۔“

امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ”حسن غریب“ ہے۔

۱۳۶- ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد بن ایوب مخزومی

انہوں نے قوادری، سعید جمعی اور ان دونوں کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے بارے میں اسماعیلی نے کہا ہے: ”صدوق“ ہے، لیکن امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ“ اللہ“ نہیں ہے۔

یہ ثقہ راویوں سے جھوٹی روایات نقل کرتے ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس راوی کے متاخرین شاگردوں میں سے ایک ابوالفضل بن زیات ہیں۔

خطیب بغدادی نے دو اسناد کے ساتھ اس راوی سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا

ہے۔

ان الله يوحى الى الحفظة لا تكتبوا على الصوامر بعد العصر سنة

”بے شک اللہ تعالیٰ نے (انسان کی) حفاظت پر معمور فرشتوں کی طرف یہ وحی کی کہ تم لوگ عصر کے بعد روزہ داروں کا کوئی

گناہ نوٹ نہ کرنا۔“

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے:-

ان عمر كتب الى سعد: اذا اتاك كتابي فادع فضلة ابن معاوية وجهزه في ثلاثمائة وقل له: امض الى

حلوان، فاتاه الله فرزقه الله تعالى، واصابوا متاعا كثيرا واثاثا قال: وادعهم العصر، فالتجئوا الغنيمة

الى سفح الجبل، فقام نضنه فاذنقنا: الله اكبر، الله اكبر فاجابه مجيب من الجبل: كبرت

كبيراً يا نضنه الحديث

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کو لکھا کہ جب میرا یہ خط تمہارے پاس آئے تو تم نھلہ بن

معاویہ رضی اللہ عنہ کو بلانا اور اسے تین سو کا سامان فراہم کرنا (یا تین سو کا لشکر تیار کرنا) اور اسے کہنا کہ حلوان چلے جاؤ۔ جب وہ

وہاں پہنچے تو وہاں اللہ تعالیٰ نے انہیں رزق عطا کیا اور وہاں انہیں بہت سامان اور اثاثے حاصل ہوئے۔ وہ کہتے ہیں: وہاں انہیں عصر کا وقت ہو گیا تو ان لوگوں نے مالِ غنیمت کو پہاڑ کے پاس رکھا۔ حضرت نعلہ اٹھے اور انہوں نے اذان دینا شروع کی۔ انہوں نے کہا اللہ اکبر اللہ اکبر تو پہاڑ سے کسی نے جواب دیا: اے نعلہ! تم نے ایک بلند و برتر ذات کی کیریائی بیان کی ہے۔“

ابو اسحاق بخاری کا انتقال تین سو چار ہجری میں ہوا جہاں تک ان کے والد کا تعلق ہے۔ وہ ”صدوق“ ہیں۔ انہوں نے ابن عیینہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں

۱۲۷- ابراہیم بن عبد اللہ بن ہمام صنعانی

انہوں نے اپنے چچا عید الرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ غیر مستند روایات میں یہ روایت بھی ہے جو اس راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کی ہے۔

من خاف علی نفسه النار فليربط علی الساحل اربعین یوما
”جو شخص اپنی جان کے حوالے سے جہنم کا خوف رکھتا ہو تو اسے چاہیے کہ وہ چالیس دن تک ساحل پر پھرے داری کے فرائض سرانجام دے۔“

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس راوی نے یہ روایت حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کی ہے۔

صلاة علی کور العاصی یعدل ثوابها عند اللہ غزوة فی سبیل اللہ
”عمامے کے بیچ پر نماز ادا کرنے کا ثواب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جہاد کرنے کے برابر ہے۔“
انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوعاً“ نقل کی ہے۔

الضيافة علی اهل البویر، ولیت علی اهل المندر
”ضیافت کرنا خوشحال لوگوں پر لازم ہے۔ غریبوں پر لازم نہیں ہے۔“
تو یہ تمام روایات اس شخص کی ایجاد کردہ ہیں۔

۱۲۸- ابراہیم بن عبد اللہ بن سہر قح:

ابو الفتح بن ابوفوارس کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے اور اپنی طرف سے احادیث بتالیتا تھا۔

۱۲۹- ابراہیم بن عبد اللہ بن حاتم، ابو اسحاق ہروی ثم بغدادی

یہ حافظ الحدیث تھے اور علم حدیث کے جلیل القدر ماہرین میں سے ایک ہیں۔

ان کی پیدائش 150 ہجری کے کچھ بعد ہوئی۔ انہوں نے علم حدیث کی طلب میں سفر کیے۔ انہوں نے اسماعیل بن جعفر، ابن ابی الزناد، عبد العزیز الدردادی، خلف ابن خلیفہ، ہشیم، جریر، ابن عقیقہ، اور ان کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سماع کیا۔

امام ترمذی، ابن ماجہ، حارث بن ابی اسامہ، ابن ابی الدنیا نے اپنی تصانیف میں جب کہ (ان کے علاوہ)، معمری، موسیٰ بن ہارون، جعفر فریابی، احمد بن فرج مقری، احمد بن الحسین صوفی الصغیر اور ایک مخلوق نے ان سے احادیث روایت کی ہیں۔ اس راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

لا عدوی ولا ہامۃ ولا نوء ولا صفر نوء من الانواء

”عدوی ہامۃ نوء (ستارے کی گردش سے کوئی کام ہونا) اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور نوء (یعنی ستارے کی گردش کسی بھی قسم کی ہو)۔“

یہ روایت غریب ہے اور جہاں تک میں سمجھتا ہوں اسے نقل کرنے میں ابراہیم نامی یہ راوی بھی منفرد ہے۔

صالح جزرہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بن عبد اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ شام کے حوالے سے جو بھی روایت منقول ہے میں نے وہ ان سے میں سے لے کر تیس مرتبہ تک سنی ہوئی ہیں۔ پھر میں ہی اسے روک دیتا تھا اور میں نے ابراہیم کے والد سعید جو ہری کو سنا۔ وہ کہتے ہیں: جزرہ ہشیم عمرو بن عون کی نقل کردہ حدیث کے بارے میں سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں۔

ابراہیم بن عبد اللہ دراصل ہرات کے رہنے والے ہیں ویسے یہ بغداد میں رہے ہیں۔

امام ابو زرعہ دمشقی کہتے ہیں: میں نے ایک شخص کو سنا اس نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے کہا کہ ہشیم نامی راوی کی نقل کردہ احادیث کون سے راوی کے حوالے سے نقل کی جائیں تو یحییٰ نے جواب دیا۔ ابراہیم اور مرج بن یونس کے حوالے سے۔

شیخ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن مہرہ کہتے ہیں۔ میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے سوال کیا۔ میں نے کہا ہشیم کے شاگردوں میں سے ہم کس پر اعتبار کریں تو انہوں نے جواب دیا۔ ابراہیم ہروی اور محمد بن صباح الدولابی یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: ہروی ان دونوں میں سے زیادہ سمجھدار اور زیادہ ہوش مند ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابراہیم ہروی ”ضعیف“ ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

احمد بن محمد بن حمرز کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے ابراہیم بن عبد اللہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

صالح جزرہ کہتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

ابراہیم حربی کہتے ہیں: ابراہیم ہروی ہمیشہ نقلی روزے رکھتے تھے۔ البتہ اگر کوئی شخص آ کر انہیں دعوت دے دیتا تو وہ روزہ توڑ دیتے تھے۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ بہت خوش خوراک تھے اور خوراک کا ایک بڑا حصہ اکیسے ہی کھا لیتے تھے۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ثقہ“ ہیں۔

حارث بن محمد فرماتے ہیں: ان کا انتقال 244 ہجری رمضان میں اسامرا (نابی جگہ) میں ہوا۔

۱۳۰- ابراہیم بن عبد اللہ سعدی نیشاپوری

یہ ”صدوق“ ہیں انہوں نے یزید بن ہارون اور اس کی مانند افراد سے روایات نقل کی ہیں۔
ابو عبد اللہ حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ مسلم کو کم تر سمجھتے تھے۔ اس لیے کسی وجہ کے بغیر مسم نے ان پر تنقید کی ہے۔“

۱۳۱- ابراہیم بن عبد اللہ

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے حکایت نقل کی ہے۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: شیخ یہ راوی ”مجہول“ ہے۔
فضل بن یحییٰ نے ان سے روایت نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے: اس راوی کی شناخت نہیں ہو سکی۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے۔
انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ”مرفوعہ“ نقل کی ہے۔

عننی جبریل عند سدرۃ المنتھی فی النور، قال: انت من اللہ ادنی من القاب الی القوس، وانا منی
الملک فقال: ان الرحمن یسمع نفسه و ذکر الحدیث

”جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سدرۃ الجنی کے پاس نور میں چھوڑ دیا اور بولے آپ اللہ تعالیٰ کے اس سے زیادہ قریب ہیں جتنا
کمان کا ایک کنارہ دوسرے کے قریب ہوتا ہے پھر میرے پاس ایک فرشتہ آیا اور بولا رحمان اپنی تسبیح بیان کر رہا ہے۔“
اس روایت کی اصل خرابی کی وجہ قطری ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ صرف قصری نہیں ہیں۔

۱۳۲- ابراہیم بن عبد اللہ الصاعدی

انہوں نے ذوالنون مصری کے حوالے سے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے جس کا متن یہ ہے
اذا نصب الصراط لم یجز احد الا من کانت معہ براءۃ بولایۃ علی
”جب پل صراط کو نصب کیا جائے گا تو اسے وہی شخص عبور کر سکے گا جس کے پاس علی رضی اللہ عنہ کی ولایت کا اجازت نامہ ہوگا۔“
ابن جوزی نے ”الموضوعات“ میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں: ابراہیم نامی یہ راوی متروک الحدیث ہیں۔

۱۳۳- ابراہیم بن عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیز بن عقیل

یہ حضرت سیف بن ذی یزن کی اوداد میں سے ہے۔ انہوں نے اپنے چچا سے اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے

کہ حضرت عبدالعزیز بن سیف بن ذی یزن ایک وفد کی شکل میں تحائف لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے، لیکن یہ سب لوگ کون ہیں؟ یہ بات پتہ نہیں چل سکی۔

اس راوی کے حوالے سے ابن مندہ نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۳۴- ابراہیم بن عبدالرحمن (ت) بن مہدی

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے ”ثقة“ راویوں کے حوالے سے ”مکر“ روایات نقل کی ہیں۔

اس بات کا امکان موجود ہے کہ جس نے اس شخص سے روایات نقل کی ہیں اس نے جعفر بن سلیمان اور دوسرے گروہ سے بھی روایات نقل کی ہوں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال بڑھاپے سے پہلے ہوا۔

۱۳۵- ابراہیم بن عبدالرحمن (خ، د، س) السکسکی

انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں اور ”صدوق“ ہیں۔ شعبہ رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ نے انہیں ”لین“ قرار دیا ہے تاہم انہیں متروک قرار نہیں دیا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ زیادہ قوی نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے ان کے حوالے سے کوئی ایسی روایت نہیں ملی جس کا متن مکر ہو۔

۱۳۶- ابراہیم بن عبدالرحمن خوارزمی

انہوں نے عاصم الاحول اور ابن جریج سے اور ان سے فضل بن موسیٰ السینانی، عیسیٰ بن عمار، محمد بن سلام البیکندی نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات درست نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ وہ ابن بیطار ہیں جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

ابن عدی نے یہ بات ذکر کی ہے۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے:

ان النبی سمی اللہ علیہ وسلم عارض جنازة عمہ ابی طالب، فقال: وصلتك رحمہ، وجزیت خیرا یا اعم
”نبی اکرم ﷺ اپنے چچا جناب ابوطالب کے جنازے میں شریک ہوئے۔ پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں نے آپ
کے ساتھ صلہ رحمی کر دی ہے اور اے چچا! میں نے آپ کو بہترین بدلہ دے دیا ہے۔“

یہ روایت ”منکر“ ہے

۱۳۷- ابراہیم بن عبد الرحمن العذری:

یہ تابعی ہیں اور ”مقل“ ہیں۔

میرے علم کے مطابق یہ ”وائی“ نہیں ہیں۔ انہوں نے یہ روایت مرسل نقل کی ہے۔

یحمیل هذا العلم من كل خلف عدوله

”اس علم کو ہر بعد والے زمانے کے عادل لوگ اٹھائیں گے۔“

کئی راویوں نے معان بن رفاعہ کے حوالے سے ان سے روایات نقل کی ہیں۔ معان نامی راوی عمدہ نہیں ہیں اور وہ خصوصاً جب انہوں نے ایک ہی روایت نقل کی ہو اور یہ بھی پتہ نہ ہو کہ وہ کون ہے۔

۱۳۸- ابراہیم بن عبد الرحمن الحلی:

انہوں نے عاصم احول کے حوالے سے مسواک کے بارے میں منکر روایت نقل کی ہے، لیکن یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہیں؟ ہو سکتا ہے کہ یہ خوارزمی ہو۔

۱۳۹- ابراہیم بن عبد الرحمن (ت) بن یزید

انہوں نے ثافع سے اور ان سے ابو عثمان محمد بن مطرف اور سلمہ بن قحیمہ نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔

۱۴۰- ابراہیم بن عبد السلام (ق) کی

انہوں نے ابن ابی رواد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

اور فرمایا: میرے نزدیک یہ حدیث میں سرقہ کیا کرتا تھا۔

ان کے حوالے سے عبد اللہ بن شایبہ نے ایک منکر روایت نقل کی ہے۔

ان هذه القلوب تصدأ

”بے شک یہ دل زنگ آلود ہو جاتے ہیں۔“

تاہم یہ روایت ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

۱۴۱- ابراہیم بن عبد السلام الوشاء

انہوں نے ابوکریب سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو الحسن دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
ان سے طبرانی، ابو بکر الشافعی نے روایات نقل کی ہیں۔
انہوں نے مصر میں وفات پائی۔

۱۳۲- ابراہیم بن عبد الصمد بن موسیٰ بن محمد ابواسحاق ہاشمی العباسی امیر الحاج:

انہوں نے شیخ ابو مصعب سے موطا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا نسخہ نقل کیا ہے۔

ابن ام شیبان کہتے ہیں: میں نے ان کے موطا کے سماع کو دیکھا ہے وہ قدیم اور صحیح ہے۔

شیخ ابو الحسن علی بن یونس الوزراق وراۃ کہتے ہیں: میں سامرہ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تھا تاکہ ان سے موطا کا سماع کروں لیکن مجھے اس کا نسخہ صحیح نہیں لگا تو میں نے انہیں ترک کر دیا اور وہاں سے آ گیا۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ہمیں ان کی احادیث میں یا نیا س کا ایک جزء ملا ہے جو عالمی مرتبت ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ!

ان کا انتقال 325 ہجری میں ہوا

یہ وہ آخری شخص ہیں جنہوں نے دنیا میں شیخ ابو مصعب کے حوالے سے موطا کو نقل کیا۔

ان کے حوالے سے دارقطنی، شیخ ابو جعفر کتانی اور ایک دوسرے گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سب سے آخری ابو حسن بن

ملت جبر ہیں۔

۱۳۳- ابراہیم بن عبد الملک (صح، ت، س) ابواسامعيل القناد:

انہوں نے قنادہ سے روایات نقل کی ہیں۔

عقيلي فرماتے ہیں: یہ علم حدیث میں وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ذکریا الساجی نے انہیں کسی سند کے بغیر ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۱۳۴- ابراہیم بن عبد الواحد بکری:

مجھے نہیں معلوم یہ کون ہیں۔

انہوں نے ایک منکر روایت نقل کی ہے جس کے بارے میں مجھے یہ اندیشہ ہے کہ شاید انہوں نے یہ ایجاد نہیں کی ہوگی۔

زبیر بن عبد الواحد نے ان کے حوالے سے نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں نے جعفر بن محمد طایسی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ا

یک مرتبہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد ”رصافہ“ میں نماز ادا کی۔ چنانچہ نماز کے بعد ایک قصہ گو کھڑا ہوا اور بولا:

احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں یہ حدیث بنائی کی ہے اور وہ فرماتے کہتے ہیں: امام عبد الرزاق نے حضرت انس رضی اللہ عنہ

کے حوالے سے یہ ”مرفوع“ حدیث ہمیں بیان کی ہے۔

من قال لا اله الا الله خلق الله من كل كلمة منها طيرا منقاره من ذهب وريشه مرجان واخذ في قصة طويلة،

”جو شخص لا اله الا الله پڑھ لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان میں سے ہر کلمے کے عوض میں ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کی چوٹی سونے سے بنی ہوئی ہوتی ہے اور اس کے پر مرجان سے بنے ہوئے ہوتے ہیں۔“ اس کے بعد اس نے ایک لمبی روایت نقل کی۔

تو امام احمد رحمہ اللہ بخاری کی طرف اور بخاری رحمہ اللہ ان کی طرف دیکھنے لگے۔ امام احمد نے دریافت کیا: آپ نے یہ حدیث بیان کی ہے انہوں نے جواب دیا: نہیں اللہ کی قسم! (میں نے تو یہ روایت بیان نہیں کی)

جب وہ قصہ گو فارغ ہوا اور اپنی جگہ پر آ کر بیٹھا تو بخاری رحمہ اللہ نے اس سے کہا: ادھر آؤ۔ تمہیں یہ حدیث کس نے سنائی ہے؟ میں ابن معین ہوں اور یہ احمد ہیں۔ اگر یہ روایت ایسی ہے تو پھر اس کا جھوٹ ہمارے علاوہ کسی اور کے ذمے ہونا چاہئے تو وہ شخص بولا: تم بخاری بن معین رحمہ اللہ ہو؟ انہوں نے جواب دیا: جی ہاں! تو وہ بولا: میں یہی سنتا آ رہا ہوں کہ تم بے خوف آدمی ہو اور اب مجھے اس بات کا پتہ چل گیا ہے۔ مجھے کیا دنیا میں تم دونوں کے علاوہ اور کوئی بخاری بن معین رحمہ اللہ اور احمد بن حنبل رحمہ اللہ نہیں ہے؟ میں تو اس کے علاوہ دوسرے ۱۱۷ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نامی راویوں کے حوالے سے یہ احادیث نوٹ کر چکا ہوں تو امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی آستین اپنے چہرے پر رکھی اور بولے: یہ جو کرتا ہے اسے کرنے دو تو وہ شخص ان دونوں کا مذاق اڑاتے ہوئے اٹھ گیا۔

۱۳۵-۱- ابراہیم بن عثمان (ت، ق) ابوہشیم العنسی کوئی:

یہ قاضی واسطہ ہیں، یہ ابو بکر بن ابوہشیم کے دادا ہیں۔

انہوں نے اپنی والدہ کے (دوسرے شوہر) حکم بن حمید اور دیگر حضرات سے احادیث روایت کی ہیں شعبہ نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے کیوں کہ انہوں نے حکم کے حوالے سے ابن ابی لیلیٰ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ جنگ صفین میں غزوہ بدر میں شرکت کر نبیوں میں سے سزا فراد شریک ہوئے تھے۔ شعبہ کہتے ہیں: یہ بات جھوٹ ہے۔ میں نے اس بارے میں حکم کے ساتھ بحث بھی کی تو ہمیں یہ پتہ چلا کہ جنگ صفین میں غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں میں سے صرف حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ شامل تھے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: سبحان اللہ (یہ بالکل غلط ہے) کیا حضرت علی رضی اللہ عنہ اس میں شریک نہیں ہوئے تھے؟ کیا حضرت عمار رضی اللہ عنہ اس میں شریک نہیں ہوئے تھے (اور ان دونوں حضرات کو غزوہ بدر میں شرکت حاصل کرنے کا شرف حاصل ہے) عثمان واری نے بخاری بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ ”لغہ“ نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

اباہ بن جابر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد ثین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔

ابوشیبہ کی نقل کردہ مکرر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

”کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی شہر رمضان فی غیر جماعۃ بعشرین رکعة والوتر
”نبی اکرم ﷺ رمضان کے مہینے میں جماعت کے علاوہ (یعنی تنہا) تیس رکعات (تراویح) اور وتر ادا کرتے تھے۔

انہوں نے حکم کے حوالے سے کئی روایات نقل کی ہیں۔

جب کہ عبدالرحمن بن معاویہ نے اپنی سند کے ساتھ ابوشیبہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ میں نے حکم سے صرف ایک حدیث سنی ہے۔

ابوشیبہ نے آدم بن علی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

”ما اہلکتم امة الا فی آذار۔ ولا تقوم الساعة الا فی آذار“ لم یصح هذا

”ہر امت آذار میں ہلاکت کا شکار ہوئی اور قیامت بھی آذار میں قائم ہوگی“۔ یہ روایت درست نہیں۔

(اس کے حاشیہ نگار نے امام طبرانی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: حقیقت اللہ بہتر جانتا ہے لیکن میرے خیال میں اس سے مراد فجر کی

اذان کا وقت ہے۔)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ”جو شخص مجھے آذار کے نکلنے کی خوشخبری دے میں اسے جنت کی خوشخبری دیتا ہوں“۔

اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 260 ہجری کے بعد ہوا۔)

۱۳۶- ابراہیم بن عثمان ابواسحاق الکاشغری

علماء نے ان کے حوالے سے احادیث ہمیں بیان کی ہیں۔ یہ اپنے زمانے میں غالی ہونے کے حوالے سے منفرد تھے ان میں تشیع پایا

جاتا تھا اور ان میں دینی اعتبار سے کمزوری پائی جاتی تھی۔ واللہ المستعان

ان کا انتقال 845 ہجری میں ہوا۔

۱۳۷- ابراہیم بن عصمۃ العدل نیشاپوری:

انہوں نے سری بن خریزہ سے روایات نقل کی ہیں۔

لوگوں نے ان کی کتابوں میں احادیث داخل کر دی ہیں۔ ویسے ذاتی طور پر یہ سچے ہیں۔

۱۳۸- ابراہیم بن عطیہ ثقفی:

انہوں نے یونس بن خباب اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے ”مکرر“ روایات منقول ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”مترکک“ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ کسی چیز کے برابر نہیں ہے۔
یہ بات بھی بیان کی گئی ہے (ان کی نقل کردہ احادیث دس سے کم ہیں) جن میں ایک درج ذیل ہے۔
اس راوی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

ابن عمر، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قوله تعالیٰ: (من ذا الذی یقرض اللہ قرضاً حسناً فیضاعفه لہ اضعافاً کثیراً) قال: الف الف ضعف اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

”جو شخص اللہ تعالیٰ کو قرض حسد دے گا تو اللہ تعالیٰ اسے کئی گنا زیادہ کر دے گا۔“

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے: ”یہ ہزار ضرب ہزار گنا ہو جائے گا۔“

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سواد کے مرتبے کے ہیں اور ہم نے ان کے حوالے سے احادیث نوٹ کی ہیں۔ وہ فرماتے ہیں تاہم ان کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کرنی چاہئے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کا اشغال 181 ہجری میں ہوا۔

۱۴۹- ابراہیم بن عقیقہ

انہوں نے کبھ بنت کعب سے اور ان سے حماد بن زید نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

۱۵۰- ابراہیم بن عقیل بن حبیش قرشی الخوی

یہ ابن کبریٰ کے نام سے معروف ہیں۔

ان سے ابو بکر خطیب نے روایات نقل کی ہیں۔

بہت اللہ بن الاکفانی کہتے ہیں: یہ اسناد کو مرکب کر دیتے تھے (یعنی انہیں ایک دوسرے میں ملا دیتے تھے)

۱۵۱- ابراہیم بن عکاشہ

انہوں نے ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں اور ان کی نقل کردہ روایت منکر ہیں۔

ان سے کاتب الیث نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۵۲- ابراہیم بن عطاء ابو ہارون غنوی

انہوں نے حطان رقاشی سے روایات نقل کی ہیں۔

(اہل علم کی) ایک جماعت نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

جیسا کہ یہ بات بیان کی گئی ہے کہ شعبہ نے انہیں واقعی قرار دیا ہے لیکن یہ بات درست نہیں ہے بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ شعبہ نے ان کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

یہ بصرہ کے رہنے والے ہیں اور ”صدوق“ ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ سچائی کے قریب ہیں۔ تاہم یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی نے ان کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”متماک“ ہے۔

۱۵۳- ابراہیم بن علاء

انہوں نے زہری سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟ اور ان کی نقل کردہ روایت ”مکڑ“ ہے۔

۱۵۴- ابراہیم بن علی (ق) الرافعی

انہوں نے اپنے چچا ایوب بن یحییٰ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

ان سے ابراہیم بن منذر خزائی اور احمد دورقی نے روایات نقل کی ہیں۔

عثمان داری نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ان میں اور ان کے چچا میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۵۵- ابراہیم بن علی الغزالی او المعزلی:

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

اور کوفہ میں احادیث بیان کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حمزہ بن عمار رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

سمان ابن خطل یھجو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشعر

”ابن خطل شاعری میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جھوکیا کرتا تھا۔“

۱۵۶- ابراہیم بن علی ابوالفتح بن بخت

انہوں نے امام بغوی سے روایات نقل کی ہیں اور طبری عمر پائی۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: روایت میں ان کی حالت بری ہے۔
 ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: روایت کے اعتبار سے یہ ساقط الاعتبار ہیں۔
 میرا یہ خیال ہے ان کے استاد موسیٰ بن نصر ایک ایسے آدمی ہیں جو اپنی طرف سے روایات بنا لیتے تھے۔
 انہوں نے مصر میں سکونت اختیار کی وہاں ان سے ابو الفتح: عبد الملک بن عمر اور دیگر حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔
 ان کا انتقال 394 ہجری میں ہوا۔

۱۵۷- ابراہیم بن علی الطائفی:

انہوں نے بکر بن ہبل دمیاطی سے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ ”ثقة“ نہیں ہے۔

انہوں نے ”موضوع“ روایات نقل کی ہیں۔

۱۵۸- ابراہیم بن علی الرافقی:

(ان کا اسم منسوب) ق کے ساتھ ہے۔ یہ رافقی نہیں ہیں جن کا ذکر ہو چکا ہے۔
 انہیں بھی ضعیف قرار دیا گیا ہے۔ تاہم مجھے ان کی شناخت نہیں ہو سکی۔

۱۵۹- ابراہیم بن علی المدنی ابن الفراء:

یہ فقیہ ہیں اور انہوں نے ابن حسن اور فراوی سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ اپنے بیان کردہ واقعات پر جھوٹ بولتے ہیں۔ یہ بات
 ابن دہشلی نے بیان کی ہے اور خود انہوں نے بھی جھوٹی حکایات ایجاد کرنے کا اعتراف کیا ہے۔
 ان کا انتقال 575 ہجری میں ہوا۔

۱۶۰- ابراہیم بن عمر بن ابان

یہ بصری ہیں۔

انہوں نے اپنے والد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ان سے ابو معشر البراء نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے امام زہری کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جس کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف المحدث“ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ منکر روایات ہیں۔

۱۶۱- ابراہیم بن عمر (د، ت) بن سفینہ

ان کا نام بر یہ بھی بیان کیا گیا ہے۔

ان سے ابن ابی فدیہ نے روایات نقل کی ہیں۔
 امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
 امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان (کی نقل کردہ روایت) سے استدلال کرنا کسی بھی حالت میں جائز نہیں ہے۔
 عنقریب ان کا تذکرہ بریہ نامی راویوں میں آئے گا۔

۱۶۲- ابراہیم بن عمر بن بکر السکسکی

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترک“ ہے۔
 امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے اپنے والد کے حوالے سے موضوع روایات نقل کی ہیں اور اس کے والد کی بھی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

اس راوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الناس علی ثلاث منازل، فمن طلب ما عند الله كانت السماء ظلالة والارض فراشه لم يهتم بشيء من امر الدنيا، فهو لا يزرع المزرع ويأكل الحبز، ولا يعرس الشجر ويأكل الثمر، لا يهتم بشيء من امر الدنيا تو كلا على الله الحديث بطوله
 ”لوگ تین طرح کے مرتبوں پر ہیں: جو شخص اس چیز کو طلب کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو آسمان اس کی چھت ہوتا ہے اور زمین اس کا بچھونا ہوتی ہے اور دنیا کے کسی معاملے کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے لیے فارغ کر لیتا ہے۔ وہ کھیتی باڑی نہیں کرتا، لیکن روٹی کھا لیتا ہے وہ درخت نہیں بوتا، لیکن پھل کھا لیتا ہے۔ وہ دنیا کے کسی بھی معاملے کی پرواہ نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھتا ہے۔ (آگے طویل حدیث ہے)

۱۶۳- ابراہیم بن عیسیٰ قنطری

انہوں نے احمد بن ابی حواری سے روایات نقل کی ہیں۔
 خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ”مجبول“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ روایات جھوٹی ہیں۔ انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

عسنى جبريل عند سدرۃ المنتهى في النور، وقال انت من الله ادنى من القاب الى القوس، واتانى الملك فقال: ان الرحمن يسمع نفسه وذكر الحديث،

”جبرائیل علیہ السلام نے مجھے سدرۃ المنتہی کے پاس نور میں چھوڑ دیا اور یہ بولے آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے اس سے زیادہ قریب ہیں جس طرح کائنات کے دو کنارے ایک دوسرے کے قریب ہوتے ہیں۔ پھر ایک فرشتہ میرے پاس آیا اور بولا: رحمٰن اپنی

ذات کی یہ کی بیان کر رہا ہے۔

اس روایت میں خرابی کی بنیاد قطری ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: قطری کے علاوہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

۱۶۴- ابراہیم بن عیینہ (دس، ق) ہمالی

یہ سفیان بن عیینہ کا بھائی ہے۔

ابو یوسف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ منکر روایات نقل کرتے ہیں۔

ابو منسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

(ابو ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے ابو حیان تمیمی اور مسعر سے روایات نقل کی ہیں۔

جب کہ اس سے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال اپنے بھائی سے ایک سال پہلے ہوا تھا اور ان کی نقل کردہ روایت ”صالح“ ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ مسلمان تھے اور سچے تھے تاہم حدیث کے ماہرین میں سے نہیں تھے۔

(ابو ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 199 ہجری میں ہوا۔

۱۶۵- ابراہیم بن فضل (ت، ق) مخزومی

انہوں نے سعید مقبری سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ عمر رسیدہ شخص ہے اور مدنی ہے۔ یہ ”ضعیف“ ہیں۔

ابن ابی فدیہ نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن معین کہتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔ ان کی نقل کردہ حدیث تحریر نہیں کی جائے گی۔

ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: یہ راوی ”میں شی“ ہے۔

ابو منسائی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے کہا ہے: یہ راوی ”مترک“ ہے۔

اسرائیل کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

قال: مر رسول الله صلى الله عليه وسلم بحائط مائل، فاسرع، فقبل نه، فقال: اني اكره موت

الفوات

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

احب الاسماء الى الله ما سمى به له، والحارث، وهام، واكذبها خالد، ومالك، وابغضها الى الله ما

سمى به لغيره الحديث

”اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ نام وہ ہے جو اس نے اپنے لیے تجویز کیے ہیں (ان کے علاوہ) حارث اور ہمام (پسندیدہ نام ہیں) اور سب سے جھوٹا نام خالد اور مالک ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ نام وہ ہے جو اس پر دوسروں کا نام رکھتا ہے۔“

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ابو زرعہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

۱۶۶۔ ابراہیم بن فضل بن سلیمان:

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: روایت حدیث میں یہ ”قوی“ نہیں ہے: یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشی“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ سابقہ راوی ہے۔)

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: (اس کا نام و نسب یہ ہے) ابراہیم بن فضل بن سیمان مخزومی مدنی

۱۶۷۔ ابراہیم بن فضل اصہبانی الی فظہ، ابو نصر الباری:

اس کے حوائے سے ایک جز و مروی ہے۔

ابن طاہر کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

ابن سمعان کہتے ہیں: ابو القاسم سمعی نے مجھ سے کہا تم اللہ کا شکر ادا کرو کہ تم (ابو نصر الباری) تک نہیں پہنچ پائے

ابن سمعان کہتے ہیں: اس نے (علم حدیث کی طلب میں) سفر بھی کیا۔ یہ اصہبان کے بازار میں کھڑا ہو جاتا تھا اور اپنے حافضے

سے اپنی سند کے ساتھ روایات نقل کرتا تھا۔ میں نے تو سنا ہے کہ یہ ہر حال میں جھوٹی روایت بیان کرتا تھا۔

اس نے ابو یحییٰ بن المنصور اور عبد الرحمن بن مندہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

سلفی کہتے ہیں: ہم نے قرأت کے طور پر اس سے بہت سی روایات سنی ہیں۔ تاہم اس کی بجائے دوسرے راوی زید وہ پسندیدہ ہیں۔

معمر بن مفاخر کہتے ہیں: میں نے اسے بازار میں دیکھا اس نے صحیح سند کے ساتھ منکر روایات نقل کیں۔ میں اس کے بارے میں

کافی دیر غور و فکر کرتا رہا اور پھر میں نے یہی سمجھ کر شیطان اس کی شکل میں ظاہر ہو گیا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقاہ 530 ہجری میں ہوا۔)

۱۶۸۔ ابراہیم بن فضل بن ابی سواد

انہوں نے حماد بن سلمہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ”صدوق“ ہے۔

یہ بات بیان کی گئی ہے یہ بکثرت تصحیف کیا کرتا تھا

جہاں تک ابو حاتم کا تعلق ہے تو وہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ مسلمانوں میں سے ایک ہے جو پسندیدہ ہوتے ہیں۔

۱۶۹- ابراہیم بن فہد بن حکیم بصری:

انہوں نے قرۃ بن حبیب اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ تمام روایات منکر ہیں اور اس کا معاملہ تاریکی کا ہے۔ ابن صاعد جب اس کے حوالے سے ہمیں کوئی حدیث سناتے تھے تو وہ اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف کرتے تھے کیوں کہ یہ ضعیف ہے اس راوی نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
من زارنی فی المدینۃ فمات بھا کنت لہ شہیدا او شفیعاً یوم القیامۃ
”جو شخص مدینہ میں میری زیارت کرے اور پھر وہاں انتقال کر جائے تو قیامت کے دن میں اس کا گواہ ہوں گا“۔ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) اس کا شفاعت کرنے والا ہوں گا۔
اس روایت کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایوب نامی راوی کے حوالے سے روایت کیا ہے اور لفظ ”زارنی“ کے علاوہ باقی الفاظ کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۷۰- ابراہیم بن الفیاض مصری:

ابوسعید بن یونس کہتے ہیں: اس راوی نے عہد کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں۔

۱۷۱- ابراہیم بن قدامتہ محلی، مدنی

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔
اس راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ”مرفوعاً“ نقل کی ہے۔
کان یقلہ اظفارہ، ویقص شاربہ قبل ان یعود الی الجمعۃ
”نبی اکرم ﷺ جمعہ کے لیے جانے سے پہلے اپنے ناخن تراش لیتے تھے اور مونچھیں چھوٹی کر لیتے تھے۔“
بزار نے اس روایت کو شقیق بن یعقوب کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ روایت ”منکر“ ہے۔
امام بزار فرماتے ہیں: ابراہیم نامی یہ راوی حجت نہیں ہے۔

۱۷۲- ابراہیم بن قعیس

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں اور یہ مدنی ہے۔
امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف الحدیث ہیں

۱۷۳- ابراہیم بن ابی اللیث

انہوں نے عبید اللہ بن جحش کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

یہ ”متروک الحدیث“ ہے۔

صالح جزرہ کہتے ہیں: یہ بیس سال تک جھوٹی روایات بیان کرتا رہا اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور علی بن مدینی رحمہ اللہ اس کے حوالے تردید کا شکار رہے۔ یہاں تک کہ بعد میں اس کا (جھوٹا ہونا) ظاہر ہو گیا۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اس پر تنقید کرتے تھے اور اس کے مقابلے میں قوادیری میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ”مفہم“ ہے، لیکن احق ہے۔

زکریا ساجی کہتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 234ھ میں ہوا۔

۱۷۴- ابراہیم بن مالک النصارى بصرى:

انہوں نے حماد بن سلمہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات جھوٹی ہیں۔

اس راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ”مرفوعاً“ نقل کی ہے۔

هذا جبرائيل يعبرني عن الله: ما احب ابا بكر وعمر الا مؤمن تقى، ولا ابغضهما الا منافق شقى

”یہ جبرائیل علیہ السلام نے (ابھی) مجھے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہ بات بتائی ہے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) ابو بکر اور عمر سے صرف

پرہیزگار مومن ہی محبت کرے گا اور بد بخت منافق ہی ان سے بغض رکھے گا۔“

پھر اس نے اسی قسم کی دو روایات اس راوی کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

میرے خیال میں ابراہیم نامی یہ راوی ابن البراء ہے، جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ مورعین نے تدلیس کرتے ہوئے اس کی نسبت

اس کے دادا کی طرف کر دی ہے۔

۱۷۵- ابراہیم بن محمد بن اسماعیل مسمعی بصرى:

انہوں نے ابوالولید اور مسلم سے اور ان سے ابو بکر شافعی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

۱۷۶- ابراہیم بن مالک

اس راوی نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ”مرفوعاً“ پر نقل کی ہے۔

اتاني جبرائيل بمرآة الحديث بطوله

”جبرائیل علیہ السلام میرے پاس ایک آئینہ لے کر آئے“ اس کے بعد طویل حدیث ہے۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۱۷۷- ابراہیم بن بھشر بغدادی

اس راوی سے بہت سی ایسی روایات منقول ہیں جو سند کے اعتبار سے منکر ہیں جن میں سے ایک روایت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ”مرفوعاً“ نقل کی ہے۔

الربھن محلوبا وھو رکوب

”ربھن رکھے ہوئے (جانور) کا دودھ بھی دوبا جائے گا اور اس پر سواری بھی کی جائے گی۔“

اس روایت کو مرفوعاً نقل کرنے میں یہ راوی منفرد ہے۔

انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

الحنان سنة لمرجال، مكرمة للنساء

”حنّے کرنا مردوں کے لیے سنت ہے اور خواتین کے لیے عزت افزائی کا باعث ہے۔“

ابن عدی نے ان کا تذکرہ کیا ہے ویسے یہ ذاتی طور پر کچھ نیک آدمی تھا۔

۱۷۸- ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن حارث حمّی

انہوں نے اپنے والد سے اور ان سے موسیٰ ابن عبیدہ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مکر الحدیث“ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ حدیث ثابت نہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: ”ضعیف“ ہیں۔

۱۷۹- ابراہیم بن محمد بن ابان

ان سے ابو معشر یوسف بن زید نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مکر الحدیث“ ہے۔

۱۸۰- ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بزار بغدادی

انہوں نے یعقوب دورق سے روایات نقل کی ہیں۔

حسن بن علی زہری کہتے ہیں: یہ پسندیدہ شخصیت نہیں ہے۔

۱۸۱- ابراہیم بن محمد بن عاصم

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔

اس کے حوالے سے قریب المرگ شخص کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے کے بارے میں روایت منقول ہے۔
 انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
 انہوں نے حذیفہ سے اور ان سے عبدالرحمن بن ولید نے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ راوی معروف نہیں ہے۔

۱۸۲- ابراہیم بن محمد بن مروان

یہ ”عقیق“ کے نام سے معروف ہے۔

انہوں نے یحییٰ بن عیینہ اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے ابن صاعد و محمد بن مخلد نے روایات نقل کی ہیں۔
 برقانی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ لوگوں نے ان پر تنقید کی ہے۔ (امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 263ھ میں ہوا۔

۱۸۳- ابراہیم بن محمد بن اسماعیل بن ابی عبادہ

انہوں نے مسلم بن ابراہیم سے روایات نقل کی ہیں۔
 امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
 (امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے خیال میں یہ سابقہ راوی ہے

۱۸۴- ابراہیم بن محمد بن صدقہ عامری

انہوں نے مروان بن معاویہ سے روایات نقل کی ہیں۔
 امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۱۸۵- ابراہیم بن محمد بن عبدالعزیز زہری مدنی

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔
 ”سنن وائس الحدیث“ تھے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ زیادہ تر روایات منکر ہیں۔
 امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں خاموشی اختیار کی ہے۔ انہی کے مشورے پر امام مالک رحمہ اللہ کو
 کوڑے لگائے گئے تھے ابراہیم بن منذر نے ان کے حوالے سے ہمیں احادیث بیان کی ہیں۔
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے:

دثر مکان البیت فہم یحجہ ہود ولا صالح، حتی یواہ اللہ تعالیٰ لابراہیم۔
 ”خانہ کعبہ کی جگہ پوشیدہ ہوگئی اسی لیے حضرت ہود اور حضرت صالح اس کا حج نہیں کر سکے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ٹھکانہ اسے بنادیا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

اذا وجد احدكم لاجبيه نصحا في نفسه فليذكره له

(نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے) ”جب کوئی شخص اپنے دل میں اپنے کسی بھائی کے لیے کوئی خیر خواہی پائے تو اس کے سامنے اس کا تذکرہ کر دے۔“

۱۸۶- ابراہیم بن محمد بن ثابت انصاری:

یہ عمرو بن ابوسلمہ تیسری کا استاد ہے۔

یہ منکر روایات نقل کرنے والا شخص ہے۔

۱۸۷- ابراہیم بن محمد بن عرعرة بن برند سیامی الحافظ، ابواسحاق (صحیح، م)۔

یہ بصرہ کا رہنے والا تھا بعد میں اس نے بغداد میں پڑاؤ کیا۔

انہوں نے غندر، قفان اور معمر اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے مسلم، ابوزرعه و ابویعلیٰ اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ”ثقة“ ہیں۔

محمد بن عبید اللہ کہتے ہیں۔ میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے پاس موجود تھا۔ ان کے سامنے اس بات کا تذکرہ کیا گیا۔ ابن عرعرہ حدیث بیان کرتے ہیں تو وہ بولے۔ افسوس ہے لوگ اس چیز کی پرواہ بھی نہیں کرتے کہ وہ کس کے حوالے سے احادیث نوٹ کر رہے ہیں۔

اعظم کہتے ہیں: میں نے ابو عبد اللہ سے کہا کہ آپ کو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول اس روایت کا علم ہے؟

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یزور البیت کل لیلۃ

”نبی اکرم ﷺ روزانہ رات کے وقت بیت اللہ کی زیارت کیا کرتے تھے۔“

تو انہوں نے فرمایا: محدثین نے معاذ نامی راوی کی کتاب میں سے یہ حدیث نوٹ کی ہے لیکن انہوں نے اسے اس راوی سے سنا نہیں ہے تو میں نے کہا ابراہیم بن محمد نامی راوی تو یہ کہتا ہے کہ اس نے یہ روایت سن رکھی ہے تو امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کے چہرے کا رنگ تبدیل ہو گیا۔ انہوں نے اپنے ہاتھ جھارتے ہوئے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا ہے اور غلط بیانی کی ہے۔ محدثین نے اس سے یہ روایت نہیں سنی ہے۔ امام احمد نے اس بات کو بڑا (جھوٹ) قرار دیا۔

ابن عدیل کہتے ہیں: قتادہ نے اپنی سند کے ساتھ ایک غریب روایت نقل کی ہے۔ جسے نقل کرنے میں وہ منفرد ہیں حضرت عبد اللہ بن عباس کے حوالے سے منقول ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یزور البیت کل لیلۃ ما اقام،

”نبی اکرم ﷺ روزانہ رات کے وقت خانہ کعبہ کی زیارت کیا کرتے تھے جب تک آپ ﷺ (مکہ میں) مقیم رہے۔“

علی بن مدینی کہتے ہیں: میں نے معاذ کی کتاب سے اس روایت کو نقل کیا وہ اس وقت وہاں موجود تھے اور میں نے یہ روایت ان کی زبانی نہیں سنی تھی۔ تو معاذ نے مجھ سے کہا تم آگے آؤ میں اس کو تمہارے سامنے پڑھ کر سنا دیتا ہوں تو میں نے کہا آج آپ رہنے دیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: تو پھر کون اس بات سے انکار کر سکتا ہے کہ ابن عمرؓ نے یہ روایت معاذ سے سنی ہوگی۔

امام ابو حاتمؒ فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

یحییٰ بن معینؒ کہتے ہیں: یہ طلب حدیث کے حوالے سے مشہور ہے، لیکن اس نے اپنے آپ کو خراب کر لیا ہے کیوں کہ یہ ہر چیز

میں داخل ہو جاتا ہے۔

قاسم بن صفوان کہتے ہیں: عثمان بن خزاذہ نے اس سے کہا میں نے جن لوگوں کو بھی دیکھا ہے ان میں سب سے زیادہ بڑے حافظ چار لوگ ہیں جن میں ابراہیم بن عمرہ کا بھی ذکر کیا۔

(امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 231ھ میں ہوا۔

۱۸۸- ابراہیم بن ابی یحییٰ (ق):

یہ ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن ابی یحییٰ سلمی مدنی ہے۔

یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جو اہل علم تھے، لیکن ضعیف تھے۔

ابراہیم بن عمرہ کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ میں نے امام مالکؒ سے اس کے بارے میں

دریافت کیا کہ کیا حدیث میں یہ ثقہ ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: جی نہیں۔ یہ تو اپنے دین میں بھی ثقہ نہیں ہیں۔

یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: میں نے قطان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابراہیم بن ابویحییٰ کذاب ہے۔

ابوطالب نے امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے محمد ثین نے اسے ترک کر دیا تھا۔

یہ ”قدریہ“ فرقے سے تعلق رکھتا تھا اور معتزلی تھا۔

یہ ایسی احادیث روایت کرتا ہے جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: عبد اللہ بن مبارک اور دیگر حضرات نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

امام بخاریؒ فرماتے ہیں: یہ قدریہ کا عقیدہ رکھتا تھا اور یہ ”جہمی“ تھا۔

عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ یہ قدریہ فرقے سے تعلق رکھتا تھا اور جہمی تھا اس میں ہر خرابی موجود تھی لوگوں نے

اس کی احادیث کو ترک کر دیا ہے۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معینؒ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ راوی ”کذاب“ (بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا) ہے اور افطی ہے۔

محمد بن عثمان کہتے ہیں: میں نے علی بن مدینی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ ابراہیم بن ابویحییٰ کذاب تھا اور یہ قدریہ عقیدے کا مالک

تھا۔

جہاں تک اس کے بھائی انیس کا تعلق ہے تو وہ ثقہ ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ امام دارقطنی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے کہا ہے: یہ راوی ”مزوک“ ہے۔

ربیع کہتے ہیں: میں نے امام شافعی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ راوی قدر یہ عقیدے کا مالک تھا۔

یحییٰ بن زکریا ابن حبیب یہ کہتے ہیں: میں نے ربیع سے پوچھا کہ پھر امام شافعی رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے روایت کیوں نقل کی؟ تو

انہوں نے جواب دیا۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے: آسمان سے (یا بلندی سے) گر جانا اس کے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ تھا کہ یہ جھوٹ بولے تو حدیث (بیان کرنے میں) یہ ثقہ ہیں۔

سعید بن ابی مریم کہتے ہیں: ابراہیم بن ابویحییٰ نے مجھ سے کہا: میں نے عطاء سے سات ہزار مسائل سنے ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یمن میں میرے ذمے کوئی کام سونپا گیا میں نے اس میں بھرپور کوشش کی۔ پھر میں وہاں سے آیا تو

میری ملاقات ابن ابویحییٰ سے ہوئی۔ اس نے مجھ سے کہا تم لوگ ہمارے ساتھ بیٹھ رہے اور وقت ضائع کرتے رہے تو جب تم میں سے کسی کے لیے کوئی چیز شروع ہو تو وہ اس کے اندر داخل ہو جاتا ہے تو انہوں نے اس حوالے سے مجھے سرزنش کیا۔

پھر میری ملاقات سفیان بن عیینہ سے ہوئی وہ بولے ہمیں تمہارے فلاں کام کا نگران بننے کا پتہ چلا ہے جو چیز تمہارے حوالے سے

بھٹلی ہے وہ کتنی اچھی ہے اور تم نے اپنی ذمہ داریوں کو کتنے اچھے طریقے سے ادا کیا ہے۔ اس لیے تم دوبارہ ایسا نہ کرنا تو ابن عیینہ کا وعظ و نصیحت کرنا ابن ابویحییٰ کے طرز عمل سے زیادہ بلند تھا۔

ربیع کہتے ہیں: امام شافعی رحمہ اللہ جب یہ کہتے ہیں: اس شخص نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے جس پر میں تہمت عائد نہیں کرتا تو اس سے

مراد ابراہیم بن یحییٰ ہوتے ہیں۔

ابن عقدہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بن ابویحییٰ کی نقل کردہ احادیث کا جائزہ لیا ہے تو یہ منکر الحدیث نہیں ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں: یہ اسی طرح ہے جیسے ابن عقدہ نے کیا ہے۔ میں نے اس کی بکثرت روایات کا جائزہ لیا ہے تو مجھے ان میں کوئی

بھی منکر روایات نہیں ملی۔ صرف وہ روایات مشکوک ہیں جو اس نے ایسے مشائخ کے حوالے سے روایت کی ہیں جن میں احتمال پایا جاتا ہے۔

اس کے حوالے سے سفیان ثوری، ابن جریج اور دیگر اکابرین نے احادیث نقل کی ہیں۔

اس کے بعد ابن عدی نے یہ بات بیان کی ہے۔

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

من مات مویضاً مات شہیداً

”جو شخص بیماری کی حالت میں مرتا ہے وہ شہادت کی موت مرتا ہے۔“

یہی روایت بعض دیگر اسناد کے حوالے سے بھی منقول ہے اور ایک سند کے ساتھ اس روایت میں ان الفاظ کا اضافہ ہے۔

دوقی فتان القبر

”وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ ہو جاتا ہے۔“

امام عبدالرزاق نے یہی روایت ایک اور سند کے ساتھ نقل کی ہے جس میں یہ الفاظ زائد ہیں۔

وغدی علیہ وریع برزقہ من الجنة

”صبح و شام اسے جنت کا رزق دیا جاتا ہے۔“

اس راوی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت ”مرفوعاً“ نقل کی ہے۔

اولی من اختن ابراہیم

”سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ختنہ کیا تھا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت واصلہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے:

صلیلت خلف الصف مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فلما انصرف قال: اعد صلاتک
”میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں ایک صف کے پیچھے (اکیلے کھڑے ہو کر) نماز ادا کی۔ جب نبی اکرم ﷺ نے نماز
مکمل کی تو ارشاد فرمایا: ”تم اپنی نماز کو دہراؤ۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عباد ”ضعیف“ ہیں۔

ابن عدی نے ابراہیم کے حالات طویل نقل کیے ہیں یہاں تک کہ انہوں نے فرمایا: اس نے بھی الموطا نامی ایک کتب تحریر کی ہے جو موطا امام مالک رحمہ اللہ سے کئی گنا بڑی ہے اور اس کے نسخے بہت زیادہ ہیں۔

امام شافعی رحمہ اللہ اور ابن اسماعیل نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جرح مقدم شمار ہوگی۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ قدریہ کا ساعقیدہ رکھتا تھا اور جرم (جو چھپے فرتے کا پانی ہے) کے کلام کی طرف راغب تھا اس کے ساتھ یہ حدیث بیان کرتے ہوئے جھوٹ بولتا تھا۔

پھر فرماتے ہیں: جہاں تک امام شافعی رحمہ اللہ کا تعلق ہے تو وہ ابتدائی عمر میں ابراہیم کی محفل میں شریک ہوئے ہیں اور بچپن میں انہوں نے ابراہیم کی نقل کردہ روایات یاد کی تھیں۔ بچپن میں یاد کی ہوئی چیز پھر پر بنے ہوئے نقش کی مانند ہوتی ہے۔ جب وہ آخری عمر میں مصر تشریف لے آئے اور وہاں انہوں نے بڑی بڑی کتابیں تصنیف کیں تو اب انہیں احادیث و آثار کی ضرورت پیش آئی، لیکن ان کی کتابیں چونکہ ان کے ساتھ نہیں تھیں اس لیے انہوں نے اپنی ان تصانیف میں زیادہ تر اپنی یادداشت کی بنیاد پر روایات نقل کی ہیں تو وہ بعض اوقات ابراہیم کی کنیت ذکر کر دیتے ہیں۔ اس کا نام اپنی کتابوں میں ذکر نہیں کرتے یہاں تک کہ انہوں نے ابراہیم کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

المراء علی دین خلیلہ، فلینظر احدکم من یحادل

”آدمی اپنے دوست کے دین کے مطابق ہوتا ہے تو تم میں سے ہر ایک کو اس بات کا جائزہ لینا چاہئے کہ وہ کس کے ساتھ دوستی رکھے ہوئے ہے۔“

آخر ناہ ابراہیم بن عنی بالموصل، حدثنا بسطام بن جعفر موصلی، حدثنا ابراہیم، ذن کرہ
عقلی نے اس کا تذکرہ کتاب ”الضعفاء“ میں کیا ہے۔

اس میں یہ بات بھی مذکور ہے کہ ہارون بن عبد اللہ کہتے ہیں:

ابراہیم بن سعد نے ہمیں یہ حدیث سنائی۔ وہ کہتے ہیں: ہم ابراہیم بن ابویحییٰ اس کا نام لیتے تھے اور ہم خزانہ سے متعلق حدیث تلاش کر رہے تھے۔

ابوہام کہتے ہیں: ابراہیم بن ابویحییٰ بعض اسلاف کو برا کہتا تھا۔

احمد بن علی الابار کہتے ہیں: یحییٰ اسدی نے فرمایا کہ میں نے ابراہیم بن ابویحییٰ کو سنا۔ وہ ایک اجنبی شخص کو ایک روایت املاء کروا رہا تھا تو اس نے اپنی سند کے ساتھ نافع بن جبر کے حوالے سے تیس روایات اس شخص کو املاء کروائیں تو اس نے بہترین اور عمدہ روایات املاء کروائیں۔ پھر ابراہیم نے اس اجنبی شخص سے کہا میں نے تمہیں تیس روایات املاء کروائی ہیں۔ اگر تم اس گدھے کی طرف جاؤ اور وہ بھی تمہیں تیس احادیث بیان کر دے تو تمہیں اس سے خوشی ہوگی۔ اس کا اشارہ امام مالک رحمہ اللہ کی طرف تھا۔
ابو محمد داری کہتے ہیں: میں نے یزید بن ہارون کو ابراہیم بن ابویحییٰ کو جھوٹا قرار دیتے ہوئے سنا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں ابویحییٰ سمعان اس کا دادا تھا۔ ابراہیم نے اکابرین کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جن میں زہری ابن منکد اور صالح شامل ہیں۔

اس سے روایت کرنے والے آخری شخص حسن بن عرفہ ہیں۔

نفیم بن حماد کہتے ہیں: میں نے ابراہیم کی کتابوں پر پانچ دینار خرچ کیے۔ پھر اس نے ایک دن ہمارے سامنے ایک تحریر نکالی جس میں تقدیر کے مسئلے کے بارے میں کچھ تحریر تھا اور ایک کتاب نکالی جس میں (جہیمہ فرقے کے بانی) جہیم کے نظریات تحریر تھے۔ میں نے جب اس کا مطالعہ کیا تو مجھے اس کی شناخت ہو گئی۔ میں نے کہا: کیا یہ تمہاری رائے ہے؟ اس نے جواب دیا: ”جی ہاں!“ تو میں نے اس کے حوالے سے نوت کی ہوئی تحریرات جلادیں اور انہیں پھینک دیا۔

ایک اور سند کے ساتھ ابراہیم کے حوالے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان منقول ہے:

افضل الصيام صيام داود، ومن صام الدهر كله فقد وهب نفسه لله

”سب سے افضل روزہ حضرت داؤد کا روزہ ہے اور جو شخص ہمیشہ روزے رکھتا ہے وہ اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کو بیہ کر دیتا ہے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام ابن ماجہ نے اس کے حوالے سے صرف ایک ہی روایت نقل کی ہے جو پہلے گزر چکی ہے۔

من مات مريضاً مات شهيداً

”جو شخص بیماری کی حالت میں فوت ہو جائے وہ شہادت کی موت مرا۔“

اس کا انتقال ۱۸۴ھ میں ہوا۔

۱۸۹- ابراہیم بن محمد بن یوسف بن سرج ابو اسحاق فریابی، ثم مقدسی (صح):

یہ ثوری کے شاگرد کا بیٹا نہیں ہے۔

انہوں نے ضمرہ، ولید بن مسلم، محمد بن یوسف بن واقد فریابی اور ایک مقلوب سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابن قتیہ، جعفر فریابی اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: ”صدوق“ ہے۔

شیخ ابو الفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ سابقہ الاعتدال ہے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں اس کے بارے میں ازدی کے قول کی طرف التفات نہیں کیا جائے گا، کیوں کہ وہ جرح کرنے میں غیر محتاط تھے۔

۱۹۰- ابراہیم بن محمد (ق)

انہوں نے بعض تابعین سے روایات نقل کی ہیں

اور وہ معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر ہیں جنہوں نے اپنے والد کے حوالے سے (میں نے) نصف کی رات کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔

ابن عیینہ اور ابو بکر بن ابی ہریرہ نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

جہاں تک ابراہیم بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب کا معاملہ ہے تو ان کے بارے میں ابن ابی حاتم نے کہا ہے انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اور ان سے سعد بن زبایہ ابن عیینہ اور یعقوب بن عبد الرحمن نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ ابن ابی یحییٰ ہوں ورنہ دوسری صورت میں یہ مشہور نہیں ہیں۔

۱۹۱- ابراہیم بن محمد اللامدی الخواص

یہ پرہیزگار لوگوں میں سے ایک ہیں۔

ابن طاہر کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات موضوع ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں:

انہوں نے حسن زعفرانی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

۱۹۲- ابراہیم بن محمد بن حسن اصہبانی الطحیانی

انہوں نے حسین بن قاسم زہد اصہبانی سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے ہمدان میں احادیث بیان کرنا شروع کیں تو علماء نے ان کا انکار کیا۔ ان پر (جھوٹی روایات بیان کرنے کا) الزام لگایا اور انہیں وہاں سے نکال دیا گیا۔

۱۹۳ - ابراہیم بن محمد ثقفی

انہوں نے یونس بن عبید کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس سے مراد وہ روایت ہے جو ابن وہب نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے جس میں مصیبت یاد آنے کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھنے کا تذکرہ ہے۔

۱۹۴ - ابراہیم بن محمد مقدسی

یہ بزرگ ہیں ان کے حوالے سے عبد اللہ بن محمد مندی نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۱۹۵ - ابراہیم بن محمد عکاشی

احمد بن صالح اور فریانی کہتے ہیں: یہ ”کذاب“ ہے اور یہ بات ابن جوزی نے نقل کی ہے۔

۱۹۶ - ابراہیم بن محمد عمری کوفی

انہوں نے ابو کریب سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو احمد حاکم کہتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بن محمد بن واقد ابن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر بن الخطاب ہے جس نے ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مظفر اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

محمد بن احمد بن حنبل کہتے ہیں: یہ اکابر اہل علم میں سے ایک ہے۔ کوفہ اور بغداد میں اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

ان کا انتقال 320 ہجری میں ہوا۔

۱۹۷ - ابراہیم بن محمد بن یحییٰ العدوی ثم البخاری

انہوں نے یہ مرض روایت نقل کی ہے۔

ابن ہرآہ قالت: یا رسول اللہ، ان ابی شیخ کبیر أفا حج عنه قال: حجی عنه، ولیست لاجل بعدہ

”ایک مرتبہ ایک خاتون نے عرض کی: یا رسول اللہ! میرے والد عمر رسیدہ بزرگ ہیں۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر لوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم ان کی طرف سے حج کر لو۔ البتہ اس کے بعد کسی اور کے لیے یہ اجازت نہیں ہوگی۔“
یہ روایت ”منکر“ ہے اور معروف نہیں ہے، اساعیل بن ابی اویس کے استاد محمد بن عبد اللہ بن کریم اس روایت کو اس راوی کے حوالے سے نقل کرتے ہیں جو اسے نقل کرنے میں منفرد ہے وہ بھی اسی کی مانند ہے۔
یہ ابن حزم ظاہری نے روایت کیا ہے۔

۱۹۸۔ ابراہیم بن محمد حمصی

یہ طبرانی کا استاد ہے اور قابل اعتبار نہیں ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
یہ جرح المہدی وعلی داسہ ملکہ ینادی: هذا المہدی فاتبعوه
”مہدی کا ظہور ہوگا اور اس کے سر ہانے ایک فرشتہ ہوگا جو یہ اعلان کر رہا ہوگا یہ مہدی ہے تم ان کی پیروی کرو۔“
ابراہیم اس روایت کو نقل کرنے کے حوالے سے عبد الوہاب بن عجمک معروف ہیں عبد الوہاب بن عجمک معروف نہیں ہیں۔

۱۹۹۔ ابراہیم بن محمد ہاشمی

اس کے حوالے سے ایک روایت ہم تک پہنچی ہے جو بانیاہی کے جزو میں منقول ہے اور جو عبد الصمد بن علی نے اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے نقل کی ہے (اس کے الفاظ یہ ہیں)

اکرموا الشہود

”گواہوں کی عزت افزائی کرو۔“

یہ روایت ”منکر“ ہے اور ابراہیم نامی یہ راوی عمدہ نہیں ہے۔

یہ بات عقلی نے ذکر کی ہے۔

۲۰۰۔ ابراہیم بن محمد الشامی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تعزیر فوق عشرة أسواط

”دس کوڑوں سے زیادہ کی تعزیر نہیں دی جاسکتی۔“

یہ روایت ”منکر“ ہے اور یہ بات عقلی نے ذکر کی ہے۔

۲۰۱۔ ابراہیم بن محمد بن عاصم:

یہ راوی ”مجبول“ ہے اور قریب المرگ شخص کو لا الہ الا اللہ کی تلقین کرنے کی روایت ”منکر“ ہے۔

محدثین نے اس کے والد حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہما حضرت عمرو بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مرفوع روایت نقل کی ہے۔ اس سے عبدالرحمن بن ولید نے روایات نقل کی ہیں لیکن یہ کون ہے؟

۲۰۲- ابراہیم بن محمد بن میمون

یہ شیعوں کے اکابرین میں سے ہے۔

اس نے علی بن عابس کے حوالے سے ایک عجیب و غریب روایت نقل کی ہے۔
اس کے حوالے سے ابو شیبہ بن ابوبکر رضی اللہ عنہما اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

۲۰۳- ابراہیم بن محمد بن خلف بن قنید مصری

انہوں نے ربیع بن سلیمان اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن یونس کہتے ہیں: یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۲۰۴- ابراہیم بن محمد بن سلیمان بن بلال بن ابی الدراء

یہ ”مجهول“ ہے۔

محمد بن الفضل غسانی نے اس کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

۲۰۵- ابراہیم بن محمد بن ابی حاصم

درست یہ ہے کہ یہ ابن ابی عطا ہے۔

یہ ابراہیم ابن ابی یحییٰ ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۲۰۶- ابراہیم بن محمد بن ابان

اس کے حوالے سے ابو حشر یوسف بن یزید نے احادیث بیان کی ہیں۔

یہ ”مستدرک الحدیث“ ہے اور یہ بات ازدی نے کہی ہے۔

۲۰۷- ابراہیم بن محمد بن ابراہیم بغدادی بزاز:

انہوں نے یعقوب دورق سے روایات نقل کی ہیں۔

حمزہ بھی نے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ ”لین“ ہے۔

۲۰۸- ابراہیم بن محمد بن علی،

یہ ابن قنیرہ کے نام سے معروف ہے۔

ابوہسان زینج کہتے ہیں: میں نے اس (سے روایت کو) یہ ترک کر دیا۔
امام ابو داؤد و ترمذی نے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۲۱۳- ابراہیم بن مرزوق

یہ بصری ہیں اور انہوں نے مصر میں پڑاؤ اختیار کیا۔
انہوں نے روح اور خربن سے اور ان سے ابن صاعد، ابو عوانہ اور الاعمش نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ بھی کہا گیا ہے انہوں نے امام نسائی بخاری سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی بخاری سے روایت کرتے ہیں: یہ ثقہ ہیں، لیکن غلطی کرتے ہیں جس پر اصرار کرتے ہیں اور رجوع نہیں کرتے۔
۲۱۴- ابراہیم بن مسعود ق:

یہ بزرگ ہیں اور ان کے حوالے سے محمد بن مسلم حاکمی نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ نہیں پتا چل سکا کہ یہ کون ہیں۔

۲۱۵- ابراہیم بن مسلم بصری (ق)

انہوں نے عبداللہ بن ابی اوفی سے اور ان سے شعبہ، جعفر بن عون اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن محسن بخاری اور امام نسائی بخاری نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔
امام ابو حاتم بخاری سے روایت کرتے ہیں: یہ قوی نہیں ہیں۔
شیخ ابن عدی بخاری سے روایت کرتے ہیں: ان کے بیشتر روایات کرنے کی وجہ سے محدثین نے ان کا انکار کیا ہے۔
ابن حبان بخاری نے اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان هذا القرآن مادة الله، فتعلموا من مادته ما استطعتم

"یہ قرآن اللہ تعالیٰ کا دسترخوان ہے تو تم جہاں تک ہو سکے اس کے دسترخوان سے علم حاصل کرو۔"

انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے یہاں تک کہ یہ الفاظ ہیں:

اتلوه، فان الله ياجرکم بكل حرف عشر حسنات

"تم اس کی تلاوت کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے ہر ایک حرف کے عوض میں تمہیں دس نیکیوں کا اجر عطا کرے گا۔"

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: الف لام میم پڑھنے پر تمہیں نیکیاں ملتی ہیں۔

سفیان بن عیینہ کہتے ہیں: میں نے ابراہیم بصری کو دیکھا لوگوں نے انہیں دھوپ میں کھڑا کیا ہوا تھا تا کہ ان سے کوئی چیز نہ لگوا سکے۔

ویسے وہ شرجح کھیلا کرتے تھے۔

عبدالرحمن بن بشر سفیان کا یہ قول نقل کرتے ہیں: میں ابراہیم ہجری کے پاس آیا تو انہوں نے اپنی تحریرات مجھے دکھائیں تو مجھے اس بزرگ پر رحم آ گیا اور میں نے اس کی تحریرات کی اصلاح کی۔

ابن جوزی کہتے ہیں: راویوں میں سے آٹھ افراد ہیں اور ابراہیم بن مسلم کو محدثین نے ضعیف قرار نہیں دیا۔

۲۱۶- ابراہیم بن المطہر فہری

انہوں نے ابولفتح ہذلی سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے حوالے سے علی بن حجر نے یہ روایات نقل کی ہے۔

اعتنی علی حسن طبقات، کل طبقة اربعون سنة
میری امت پانچ طبقوں میں ہوگی اور ہر طبقے کے چالیس سال ہوں گے۔
یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

۲۱۷- ابراہیم بن معاویہ الزیادی

انہوں نے ہشام بن یوسف صنعانی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ذکر یاساجی اور دیگر حضرات نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۲۱۸- ابراہیم بن ابو معاویہ ضریحی (د)

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: ”صدوق“ صاحب سنت ہے۔

ابن قانع کہتے ہیں: ”ضعیف“ ہیں۔

۲۱۹- ابراہیم بن مغیرہ

انہوں نے عاصم بن عبداللہ بن زبیر جلیانی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم مجتہد فرماتے ہیں: ”مجهول“ ہے۔ شیخ ابو حاتم نے معن بن عیسیٰ کے استاد ابراہیم بن مغیرہ نقلی کے بارے میں بھی یہی کہا ہے۔

ایک ابراہیم بن مغیرہ وہ ہیں جنہوں نے قاسم سے روایات نقل کی ہیں اور ہو سکتا ہے یہ دونوں ایک ہی فرد ہوں۔

۲۲۰- ابراہیم بن منقوش زبیدی

انہوں نے مامون بن مہران کے شاگردوں سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی مجتہد فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیت تھا۔

۲۲۱- ابراہیم بن منذر (صحیح، غلط، حسن، قبح) حزامی

یہ حافظ ائدیت ہیں اور آئندہ کے استادوں میں سے ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ انہوں نے ان سے احادیث نوٹ کی ہیں اور وہ ان کے معاصرین میں سے ہیں۔ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”صدوق“ ہے۔ تاہم قرآن (کے مخلوق ہونے یا نہ ہونے) کے حوالے سے اس کا تقریباً غلط ملط تھا۔ ایک مرتبہ یہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا انہیں سلام کیا تو امام احمد نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا۔ ذکر یا ساجی کہتے ہیں: اس سے ”مکرر“ روایات منقول ہیں۔

۲۲۲- ابراہیم بن منکدر

انہوں نے عمرو سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ”ضعیف“ ہیں۔

۲۲۳- ابراہیم بن مہاجر بن مسمار مدنی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان اللہ قرأ طه و يس الحدیث

”بے شک اللہ تعالیٰ نے سورۃ طہ اور سورۃ یس کی تلاوت کی۔“

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”مکرر الحدیث“ ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ ”ضعیف“ ہے۔

عثمان بن سعید نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے حدیث نقل کرنے میں ابراہیم بن منذر حزامی منفرود ہے۔ اس

کے حوالے سے صفوان بن سلیم سے بھی روایت منقول ہے۔

سورۃ طہ سورۃ یس کی تلاوت سے متعلق اس روایت کے بارے میں امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ متن موضوع (گھڑا ہوا)

ہے۔

۲۲۴- ابراہیم بن مہاجر بن جابر بکلی کوفی

انہوں نے ابراہیم نخعی، طارق بن شہاب اور ایک گروہ سے اور ان سے شعبہ اور زائندہ نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مدینی کہتے ہیں: ان کے حوالے سے تقریباً چالیس روایات منقول ہیں۔

یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: یہ قوی (یعنی مستند) نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عباس دوری نے یحییٰ کا یہ بیان نقل کیا ہے: ”یہ“ ضعیف“ ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ کتاب الضعفاء میں فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمرو بن ابوقیس نے ابراہیم نامی اس راوی سے اس کی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

لا يدخل الجنة ولد زنا، ولا شيء من نسله الى سبعة آباء

”زنا کے نتیجے میں پیدا ہونے والا بچہ جنت میں داخل نہیں ہوگا اور اس کی نسل میں سے سات پشتوں تک کی کوئی حیثیت نہیں ہوگی۔“

۲۲۵- ابراہیم بن مہدی مصیسی (د)

انہوں نے حماد بن زید اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے احمد اور ابو حاتم نے روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے: ”نقد“ ہیں۔

ایک قول کے مطابق ان کا انتقال 225ھ میں ہوا۔

پھر عقیلی نے اپنی سند کے ساتھ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ ابراہیم بن مہدی منکر روایات نقل کرتا ہے۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احمد بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ امام مالک رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

لو اعلم ان قلبي يصلح علي كناسة لذهبت حتى اجلس عليها

”اگر مجھے پتہ چل جائے کہ میرا دل کوڑا کرکٹ کے لائنز ہے تو میں وہاں چلا جاؤں گا اور اس پر بیٹھ جاؤں گا۔“
اس واقعے کی سند تاریک ہے۔

۲۲۶- ابراہیم بن مہدی الالبلی

انہوں نے شیبان بن فروخ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح آزدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ”یہ“ ضعیف“ ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس سے ابو بکر بن زیاد و اسماعیل صفار اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی

ہیں۔

۲۲۷- ابراہیم بن موسیٰ جر جانی الوزدوی

یہ حافظ اسحاق بن ابراہیم کے والد ہیں انہوں نے اصہبان میں پڑاؤ کیا۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سے ابو معاویہ کے حوالے سے ایک منکر روایت منقول ہے۔

۲۲۸- ابراہیم بن موسیٰ مروزی

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

طلب العلم فريضة

”علم حاصل کرنا فرض ہے۔“

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ ہے (ذہبی کہتے ہیں:) اس سند کے اعتبار سے جھوٹ ہے ورنہ اس کا متن مختلف ضعیف حوالوں سے منقول ہے۔

۲۲۹- ابراہیم بن موسیٰ بن جہیل اللامعی رحال

انہوں نے عمر بن شعبہ اور ان کے طبقے کے افراد سے احادیث حاصل کی ہیں۔

شیخ ابولید بن فرضی نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے اور یہ کہا کہ یہ بکثرت غلطی کرتے ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے حوالے سے امام نسائی رحمہ اللہ اور امام طبرانی رحمہ اللہ نے نقل کیا ہے اور انہوں نے ان کی نسبت ان کے دادا کی طرف کی ہے۔

شیخ ابن یونس کہتے ہیں: یہ ثقہ ہیں: میں نے ان کے حوالے سے مصر میں احادیث نوٹ کی ہیں۔

ان کا انتقال 300 ہجری میں ہوا۔

راویوں میں ابراہیم بن موسیٰ نام کے کئی راوی ایسے ہیں جن کے بارے میں جرح نہیں کی گئی ہے۔

۲۳۰- ابراہیم بن ابی میمونہ (د، ت، ق)۔

انہوں نے ابوصالح سامان سے اور ان سے یونس بن حارث طامی کے علاوہ کسی نے بھی احادیث روایت نہیں کی۔

۲۳۱- ابراہیم بن میمون (صح، د، س) مروزی صالح

انہوں عطاء ابن ابی رباح اور ایک گروہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے ابوجزہ السکری اور داؤد العطار نے روایت کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

امام ابوزر عررازی اور امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی ہے)۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابومسلم خراسانی نے ظلاً انہیں 131ھ میں قتل کر دیا تھا۔

۲۳۲- ابراہیم بن ناصح اصہبانی

انہوں نے سفیان بن عیینہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو نعیم کہتے ہیں: یہ راوی ”مکر الحدیث“ ہے۔

۲۳۳- ابراہیم بن نافع الکلاب

یہ بصری ہیں اور انہوں نے مقاتل سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی احادیث بیان کرتا تھا) میں نے اس کے حوالے سے روایات نوٹ کی تھیں۔

ابن عدی نے اس کے حوالے سے مکر روایات کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے بعض شاید مقاتل بن سلیمان اور اس جیسے دیگر راویوں سے منقول ہیں۔

۲۳۴- ابراہیم بن نافع الناجی:

انہوں نے ابن مبارک سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ پہلے والا ہی راوی ہے۔

۲۳۵- ابراہیم بن نافع اموی

انہوں نے فرج بن فضالہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں اور اس کی نقل کردہ روایات جھوٹی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: جہاں تک ابراہیم بن نافع کی کا تعلق ہے جو عطاء کے شاگرد ہیں ان کے بارے

میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ ثقہ ہیں۔

۲۳۶- ابراہیم بن نجار:

انہوں نے ”رے“ (تہران) میں سکونت اختیار کی تھی۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔

۲۳۷- ابراہیم بن نسطاس

ابن جوزی کہتے ہیں: امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔

۲۳۸- ابراہیم بن نوح

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

محمد بن قاسم کہتے ہیں: علی بن معلی نے مجھے خط لکھا جس میں یہ بات تحریر تھی: امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ليس في الدنيا من ثمارها شيء يشبه ثمار الجنة الا الموز، لان الله يقول: اكلها دائم واثنت تجد الموز في الصيف والشتاء

”دنیا کے پھلوں میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو جنت کے پھلوں کے ساتھ مشابہت رکھتی ہو۔ البتہ صرف کیلا ایسا پھل ہے اللہ تعالیٰ نے جنت کے پھلوں کے بارے میں یہ فرمایا ہے کہ وہ ہمیشہ رہیں گے تو تم کیلے کو سردیوں اور گرمیوں کے موسم میں پالو گے۔“

۲۳۹- ابراہیم بن ہارون صنعانی

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔

ابن معین کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

ابن عدی نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

انہوں نے زید بن ابی الزرقاء سے روایات نقل کی ہیں۔

ثم شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معنی قول ابن معین ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ راوی

ضعیف راویوں میں شامل ہے۔

۲۴۰- ابراہیم بن ہانی

انہوں نے بقیہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔

ثم شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے اور جھوٹی روایات نقل کرتا ہے پھر انہوں نے اس راوی کے حوالے سے حضرت

عبد اللہ بن عباس سے یہ حدیث نقل کی ہے کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

من صافح يهوديا او نصرانيا فليتوضأ وليغسل يده

(نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں)

”جو شخص کسی یہودی اور عیسائی کے ساتھ مصافحہ کر لے اسے وضو کر لینا چاہئے اور اپنے ہاتھ دھو لینے چاہئے۔“

۲۴۱- ابراہیم بن ہدبہ، ابو ہدبہ الفارسی ثم بصری

انہوں نے بغداد میں اور دیگر علاقوں میں جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

عباس دوری یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ابو ہدبہ آئے تو ایک مخلوق ان کے آس پاس جمع ہو گئی۔ لوگوں نے کہا اپنا

پاؤں نکال کر دکھائیں۔ لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ ان کی ٹانگ گدھے کی یا شیطان کی ٹانگ جیسی ہو چکی ہوگی۔

محمد بن عبید اللہ بن منادی کہتے ہیں۔ ابو ہدبہ بغداد میں تھے اور لوگوں سے راستے کے بارے میں دریافت کرتے تھے۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ بصرہ میں رقص کیا کرتے تھے انہیں شادیوں میں بلایا جاتا تھا اور یہ لوگوں کے سامنے رقص کرتے تھے۔

امام انسؓ کی بیعت ہو کر دیگر حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: انہوں نے حضرت انسؓ کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کی ہیں اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

انہوں نے یحییٰ بن سالم الشاشی، سعدان بن نصر، محمد بن عید اللہ بن المنادی اور خضر بن ابان کوئی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبلؓ فرماتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ 200ھ کے اختتام تک زندہ تھا

ابو نعیم نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت انسؓ کا یہ بیان نقل کیا ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

ایما امرآة خرجت من غیر امر زوجھا کانت فی سخط اللہ حتی ترجع الی بیتھا او یرضی عنها
”جو عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر باہر نکلتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی میں رہتی ہے یہاں تک کہ وہ اپنے گھر واپس آ
جائے یا اس کا شوہر اس سے راضی ہو جائے۔“

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ (تاریخ بغداد) میں ابو نعیم کے حوالے سے یہ نقل کیا ہے۔

امام ابو جعفرؒ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

(امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے حضرت انسؓ کے حوالے سے 200 کے قریب عجیب و غریب

روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے حمید بن ربیع اور عبد الرحمن بن عمر رستہ نے روایات نقل کی ہیں۔

ابو نعیم کہتے ہیں: یہ اصحاب آئے اور منبر پر حضرت انسؓ کے حوالے سے روایت نقل کی۔ جب یہ روایت جریر بن عبد الحمید کے

سامنے پیش کی گئی تو انہوں نے اس کی تصدیق کی۔

وہ یہ فرماتے ہیں: ناموں نے بھی اس راوی کو صادق قرار دیا ہے۔

(امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان دونوں کا اسے سچا قرار دینا اسے فائدہ نہیں دے گا کیوں کہ اس کی حالت

واضح ہے۔

علی بن ثابت کہتے ہیں: وہ میرے اس گدھے سے بھی زیادہ جھوٹا ہے۔

احمد بن سنان کہتے ہیں: میں نے محمد بن بلال کندی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔ ابو ہریرہ ہمارے نزدیک اللہ کا دشمن ہے۔ یہ بکریوں کا

دودھ روک لیتا ہے۔ (یعنی دھوکہ دیتا ہے)

اسی طرح کوئی بھی عقلمند شخص ایسی کسی بھی سند کے ساتھ خوش نہیں ہو سکتا جو یحییٰ بن بدر کے حوالے سے منقول ہو اور تاریک ہو

یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: ابو ہریرہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یہ ”اللہ“ ہیں۔

یہ قول غلط ہے کیوں کہ ابراہیم بن عبد اللہ نے یحییٰ بن معینؒ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے کہ ان سے ابو ہریرہ کے بارے

میں دریافت کیا گیا تو وہ بولے وہ یہاں ہمارے پاس آیا تھا ہم نے اس کے حوالے سے حضرت انسؓ سے احادیث تحریر کی تھیں لیکن

پھر ہمارے سامنے یہ بات واضح ہوگئی کہ یہ معھونا اور غیث ہے۔

محمد بن اسماعیل اپنی سند کے ساتھ بشر بن عمر کا یہ قول نقل کرتے ہیں: ہمارے پڑوس میں ایک شادی تھی وہاں ابو ہریرہ کو بلایا گیا جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ساتھی (کہلاتا ہے) اس نے کھانا کھایا شراب پی اور مدھوش ہو گیا اور پھر گانا گانے لگا۔ ”میرے کپڑوں میں جوئیں داخل ہوگئی ہیں اور میں نے ان کے کانے کی وجہ سے قصہ شروع کر دیا ہے۔“

۲۳۲- ابراہیم بن ہر اسہ شیبانی کوئی

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد ثین نے انہیں ”متروک“ قرار دیا ہے۔

اس کے بارے میں ابو عبیدہ اور دیگر محدثین نے کلام کیا ہے۔

مروان بن معاویہ کہتے ہیں: ابو اسحاق نے ہمیں یہ روایت بیان کی اور اس کی کثرت کا تذکرہ کیا ہے تاکہ اس کی شاعت نہ ہو سکے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اراد ان يشتري غلاها فالفق بين يديه تبرأ فاكل واكثر، فقال

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: كثرة الاكل شومہ

فامر برده

”نبی اکرم ﷺ ایک غلام خریدنا چاہتے تھے اس غلام کے سامنے کھجوریں رکھی گئیں تو اس نے کھالیں اور بکثرت کھائیں تو نبی

اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بکثرت کھانا خوش است ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ نے اس غلام کو واپس کرنے کا حکم دیا۔“

۲۳۳- ابراہیم بن ہشام بن یحییٰ بن یحییٰ غسانی

انہوں نے اپنے والد اور معروف خیاط کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

اور ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے احمد نے روایات نقل کی ہیں۔ (ان کے علاوہ) یعقوب الفسوی، فریابی، ابن قتیبة،

الحسن ابن سفیان، اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہی وہ شخص ہے جس نے حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے طویل حدیث نقل کی ہے۔ جسے اپنے والد کے حوالے سے اپنے

والد سے نقل کرنے میں یہ راوی منفرد ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یحییٰ کے حوالے سے اس روایت کو صرف اس کے بیٹے نے نقل کیا ہے اور یہ لوگ ثقہ ہیں۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کتاب اشفا میں کیا ہے اور اس کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں اور جہاں تک ابن ابی حاتم

کا تعلق ہے تو وہ یہ کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے کہا آپ ابراہیم بن ہشام غسانی کے حوالے سے احادیث کیوں روایت نہیں کرتے

ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا: میں اس کی بستی میں گیا تھا وہاں اس نے مجھے ایک تحریر نکال کر دکھائی جس کے بارے میں اس کا یہ بیان تھا کہ اس

نے یہ سعید بن عبد العزیز سے سنی ہے۔ جب میں نے اس کا جائزہ لیا تو اس میں ضمیرہ کے حوالے سے ابن شاذب اور دیگر حضرات سے روایات منقول تھیں میں نے ایک حدیث کا جائزہ لیا اور اسے مستحسن قرار دیا۔ یہ روایت لیث بن سعد کے حوالے سے عقیل سے منقول تھی۔ میں نے اس راوی سے کہا تم اسے بیان کرو۔ تو اس نے کہا سعید بن عبد العزیز نے لیث بن سعد کے حوالے سے عقیل سے یہ روایت نقل کی ہے۔ اس نے یہ لفظ زیر کے ساتھ ادا کیا۔ پھر میں نے اس کی کتاب میں کچھ احادیث دیکھیں جو سعید بن عبد العزیز کے حوالے سے ضمیرہ سے منقول تھیں۔ میں نے دریافت کیا کیا یہ سعید کی احادیث ہیں تو وہ بولا: سعید بن عبد العزیز نے سعید کے حوالے سے یہ روایات ہمیں سنائی ہیں۔

ابو حاتم کہتے ہیں: تو اس کے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ اس نے علم حدیث حاصل ہی نہیں کیا اور یہ جھوٹا ہے۔ عبد الرحمن بن ابی حاتم کہتے ہیں: میں نے ان میں سے کچھ روایات کا تذکرہ علی بن حسین بن جندبہ سے کیا تو وہ بولے: ابو حاتم نے ٹھیک کہا ہے مناسب یہی ہے کہ اس کے حوالے سے احادیث نقل نہ کی جائیں۔

ابن جوزی کہتے ہیں۔ ابو زرعد نے کہا ہے: یہ کذاب ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 238 ہجری میں ہوا۔)

۲۳۴- (صحیح) ابراہیم بن ابیہشیم البلدی

انہوں نے علی بن عیاش حمصی اور اس کے طبقہ کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے حوالے سے ہمیں ایک حدیث ملی ہے جس کی سند عالی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ اور خطیب بغدادی نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب ”الکامل“ میں کیا ہے اور یہ کہا ہے۔ ان کی نقل کردہ حدیث درست ہے سوائے اس حدیث کے جو ”عاز“ کے بارے میں ہے کیوں کہ اس روایت کے بارے میں لوگوں نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے اور ان پر تنقید کی ہے۔ ان میں سب سے پہلے بردجی ہیں۔ ان کی احادیث عمدہ ہیں۔ میں نے ان کی بہت سی احادیث کی چھان بین کی ہے لیکن مجھے ان میں کوئی بھی منکر حدیث نہیں ملی جو ان کے حوالے سے منکر ہو۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں حدیث غار میں دو ثقہ راویوں نے ان کی متابعت کی ہے۔)

۲۳۵- ابراہیم بن یحییٰ عدنی:

انہوں نے حکم بن ابان سے اور ان سے سفیان بن عیینہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی منکر ہے اس کی نقل کردہ حدیث منکر ہے۔ امام حمیدی نے بھی نقل کی ہے جس کا متن یہ ہے:

سأل النبی صلی اللہ علیہ وسلم جبرائیل ای الاجلین قطعی موسیٰ؟

”نبی اکرم ﷺ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے دریافت کیا: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مدتوں میں سے کون سی مدت پوری کی تھی؟“

۲۳۶- ابراہیم بن یحییٰ بن محمد بن عباد بن ہانی الشجری:

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن ابی حاتم نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور اس بارے میں دیگر حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے۔
 محمد بن اسماعیل ترمذی کہتے ہیں: میں نے ان سے زیادہ ٹاہنا دل کا مالک کوئی شخص نہیں دیکھا۔ (راوی کہتے ہیں: میں نے ان سے کہا کہ آپ کے والد نے آپ کو حدیث سنائی جس تو انہوں نے پوچھا: کیا تمہارے والد نے تمہیں حدیث سنائی ہیں؟ میں نے ان سے کہا ابراہیم بن سعد نے آپ کو احادیث سنائی ہیں تو وہ بولے ابراہیم بن سعد نے تمہیں احادیث سنائی ہیں۔
 شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔

۲۴۷- ابراہیم بن یزید بن قدید:

یہ امام اوزاعی کے شاگرد ہیں۔
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
 اذا دخل احدكم بيته فلا يجلس حتى يصلي ركعتين
 ”جب کوئی شخص اپنے گھر میں داخل ہو تو وہ دو رکعات ادا کرنے سے پہلے نہ بیٹھے۔“
 امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی کوئی حقیقت نہیں۔
 شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت اس سند کے حوالے سے ”منکر“ ہے۔

۲۴۸- ابراہیم بن یزید بن قدید:

انہوں نے امام اوزاعی سے روایات نقل کی ہیں۔
 اس سے منکر روایات منقول ہیں۔ یہ بات عقلی نے ذکر کی ہے۔ اسناد میں یہ مخلوط الحواس ہو جاتا ہے۔

۲۴۹- (صح) ابراہیم بن یزید (س) بن مردانہ

انہوں نے رقبہ بن مصقلہ سے اور ان سے ابو کریب اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
 انہیں ثقہ قرار دیا گیا ہے۔
 امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کرو و احادیث تحریر کی جائیں گی، لیکن استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی ہے)۔

۲۵۰- (صح) ابراہیم بن یزید بن شریک تمیمی (ع)

یہ راوی ثقہ ہیں، لیکن انہوں نے سید و عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہما اور سیدہ خدیجہ سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔ اس نے ان دونوں خواتین سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں ارسال پایا جاتا ہے۔ (یعنی وہ روایات مرسل ہیں)

۲۵۱- ابراہیم بن یزید نخعی

اکابر اہل علم سے ایک ہے۔ انہوں نے ایک جماعت سے مرسل روایات نقل کی ہیں۔ انہوں نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہما اور

دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کی ہے تاہم ان کا کسی صحابی سے احادیث کا سماع مستند طور پر ثابت نہیں ہے۔ ان کے بارے میں امام
ضعیف روایت کرتے ہیں: یہ وہ شخص ہے جس نے مسروق کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اس سے (کسی حدیث کا) سماع نہیں کیا۔

(امام ذہبی روایت فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ عربی زبان پر عبور نہیں رکھتے تھے اس لیے بعض اوقات لفظی غلطی کر جاتے تھے۔
لوگوں نے ان کے ان الفاظ پر تنقید کی ہے: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما فقہ نہیں تھے“۔

اعمش کہتے ہیں: میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جو ابراہیم سے زیادہ اس حدیث کو رد کر دیتا ہو جو اس نے نہی ہو۔

(امام ذہبی روایت فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اب طے شدہ بات یہ ہے کہ ابراہیم نامی یہ راوی حجت ہے اور جب وہ حضرت
عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما یاد دیکر کے حوالے سے کوئی مرسل روایت نقل کریں تو وہ حجت نہیں ہوں گے۔

۲۵۲- ابراہیم بن یزید مدنی

انہوں نے ابن ابی کحج، یزید بن ابی حبیب سے روایات نقل کی ہیں۔ ابن معین روایت کرتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہیں۔ ابو الفتح
ازدی روایت کرتے ہیں: یہ ”ذہاب الحدیث“ ہے۔

۲۵۳- ابراہیم بن یزید خوزی مکی (ت، ق)۔

انہوں نے طاوس، عطاء اور ایک بڑی جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے وکیع، زید بن الحباب اور ایک جماعت نے
روایات نقل کی ہیں۔ امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہما اور امام نسائی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترک“ ہے۔ یحییٰ بن معین روایت کرتے ہیں: یہ
”ثقة“ نہیں ہے۔ امام بخاری رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔ ابن سعد نے کہا ہے: ان کا
اشغال 51 ہجری میں ہوا۔ یہ مکہ مکرمہ میں ”خوز“ نامی گمانی میں سکونت پذیر تھے اور اسی حوالے سے ان کا اسم منسوب ہے۔ شیخ ابن عدی روایت فرماتے
ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

۲۵۴- ابراہیم بن یعقوب،

یہ شیخ ابو احمد بن عدی کے استاد تھے۔ اس پر جھوٹے ہونے کا الزام ہے۔ یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا شخص ہے۔

۲۵۵- ابراہیم بن ابوجہد سیح:

ان کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

۲۵۶- (صح) ابراہیم بن یعقوب، ابو اسحاق سعدی جوزجانی

یہ ثقہ اور حافظ الحدیث ہیں۔ (دقیق، س) یہ علم جرح و تعدیل کے آئینہ میں سے ایک ہیں۔

شیخ ابن عدی اسماعیل بن حبان کے حالات میں یہ بات تحریر کرتے ہیں جیسا کہ اس کے بارے میں جوزجانی نے یہ کہا ہے کہ

یہ حق سے دور تھا، لیکن جھوٹ نہیں بولتا تھا، جو زبانی دمشق میں مقیم رہے اور منبر پر احادیث بیان کرتے تھے۔ امام احمد رحمہ اللہ کے ساتھ ان کا خط و کتابت کا رابطہ تھا تو یہ امام احمد کے خطوط کے ذریعے قوت حاصل کرتے تھے اور انہیں منبر پر پڑھتے تھے۔ یہ اہل دمشق کے مذہب کی طرف شدت سے مائل تھے، یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے کچھ منفی خیالات کے مالک تھے۔ اسماعیل کے بارے میں جو کہا کہ وہ حق سے تھا۔ اس سے ان کی مراد یہی ہے کہ جو کوفیوں میں تشیع پایا جاتا تھا (وہ اس راوی میں بھی پایا جاتا ہے) (امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: نا صبی ہوتا، اہل دمشق کا مذہب ہوا کرتا تھا، لیکن یہ ایک مخصوص وقت کی بات ہے جس طرح مخصوص وقت میں ”رافضیت“ ان کا مذہب تھی اور یہ بتو عید کی حکومت کے زمانے کی بات ہے۔ اس کے بعد نا صبی مذہب معدوم ہو گیا اور رافضی مذہب بھی تھوڑا سا باقی رہ گیا۔

۲۵۷- ابراہیم بن یوسف (رخ، دوت، ہس) بن اسحاق بن ابی اسحاق سہیلی

انہوں نے اپنے والد اور دادا سے۔ ان سے ابو کریب اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ عباس دوری نے یحییٰ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ راوی ”یس بشی“ ہے۔ جو زبانی فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔ (امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال سفیان بن عیینہ کے ساتھ ایک ہی سال میں ہوا۔ ابو نعیم کہتے ہیں: انہوں نے اپنے والد سے کوئی حدیث نہیں سنی ہے۔

۲۵۸- ابراہیم بن یوسف باہلی الخنی (س) فقیہ

انہوں نے حماد بن زید اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے امام نسائی، محمد بن منذر، شکر، اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔ انہوں نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی شاگردی اختیار کی اور صاحب کمال ہو گئے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے انہیں ”عقہ“ قرار دیا ہے۔ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس (کی نقل کردہ روایات) میں مشغول نہیں ہوا جائے گا۔ (امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ اہرام اس وجہ سے ہے کہ ان میں ”ارجاء“ کا عقیدہ پایا جاتا تھا۔ امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بظاہر ان کا عقیدہ ”ارجاء“ کا تھا، لیکن درحقیقت ان کا اعتقاد اہل سنت کا تھا۔

۲۵۹- ابراہیم بن یوسف حضرمی الکندی کوفی صیرفی

انہوں نے ابن المبارک اور عبید اللہ شجعی سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے امام نسائی رحمہ اللہ نے عمل الیوم واللیلہ میں (ان کے علاوہ) یحییٰ بن صاعد اور عمر بن بکیر روایات نقل کی ہیں۔ مطین اور دیگر حضرات نے یہ کہا ہے: یہ ”صدوق“ ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

۲۶۰- ابراہیم بن ابی محذورۃ

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اور اس کے بھائی ضعیف ہیں۔ ان سے حسان بن عباد نے روایات نقل کی ہیں۔

۲۶۱- ابراہیم افطس

انہوں نے وہب بن منہ سے روایات نقل کی ہیں۔ امام ابو زرہ رازی نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۲۶۲- ابراہیم قرشی

انہوں نے سعید بن غریب سے ان سے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۲۶۳- ابراہیم الکندی

انہوں نے شعبی سے روایات نقل کی ہیں۔

۲۶۴- ابراہیم

انہوں نے یزید بن الہاد سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ راوی معروف نہیں ہے۔

۲۶۵- ابراہیم (ت)

انہوں نے کعب بن عجرہ سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ راوی معروف نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ابراہیم غنی ہوں۔ اس صورت میں (ان کی نقل کردہ روایات کی سند) منقطع ہوگی۔ واللہ اعلم

۲۶۶- ابراہیم شرابی

انہوں نے 380 کے آس پاس حیا کی کمی کی وجہ سے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات نقل کرنا شروع کر دیں۔ اس کذاب سے روایت نقل کرنے میں سعد بن علی منقرہ ہے جس کا ذکر آگے آئے گا۔

۲۶۷- ابراہیم بن حوات

(اور ایک قول کے مطابق): ابراہیم الحوات، یہی ابراہیم السہامک ہے۔

اس پر جھوٹی روایات ایجاد کرنے کا اصرار ہے اور یہ امام ترمذی رحمہ اللہ کے معاصرین میں سے ہے۔

ساجی کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

واقفی کہتے ہیں: میں نے اسے سنا اس نے ابن ابی ذئب سے کہا: بعض اوقات میں کوئی احادیث خود ہی ایجاد کر لیتا ہوں۔

۲۶۸- ابرد بن اشرس

انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن خزیمہ کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب اور ضاع“ (بہت زیادہ جھوٹ بولنے والا اور جھوٹی روایات ایجاد کرنے والا) ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں۔ اس کی نقل کردہ (جھوٹی حدیث یہ ہے):

تفتقر امتی علی ثلاث وسبعین فرقة .
 ”میری امت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی“

۲۶۹-۱- یحییٰ بن ابان

انہوں نے عطاء بن سائب سے روایات نقل کی ہیں۔
 امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہے۔
 ان سے احمد بن یونس نے روایات نقل کی ہیں۔

۲۷۰-۱- یحییٰ بن الراغر

انہوں نے ابو حمزہ ثمالی سے روایات نقل کی ہیں۔
 ابو عبد الرحمن سلمیٰ نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ یہ قوی نہیں ہے۔
 امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

۲۷۱-۱- ابن بن سفیان مقدسی

انہوں نے تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ راوی ”ضعیف“ ہے۔ شاید یہ ابان بن سفیان نامی راوی کے علاوہ کوئی اور شخص ہے۔ وہ بعد کے زمانے کا ہو گا یا پھر یہ دونوں ایک ہی ہوں گے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

ہم نے اس کا تذکرہ ابان بن سفیان نامی راوی کے ضمن میں کیا ہے۔
 شیخ ابو جعفر فضیل بیان کرتے ہیں: میں نے ابن بن سفیان کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھی پھر میں نے جو روایات نوٹ کی تھی انہیں جلا دیا کیوں کہ انہوں نے اپنے والد اور شیخ ابو بکر بن حزم سے احادیث نوٹ کی ہیں۔
 یہ سرجہ فرقتے سے تعلق رکھتا تھا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے۔ اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

۲۷۲-۱- ابی بن عباس (خ) بن سهل بن سعد الساعدی

انہوں نے اپنے والد اور ابو بکر بن حزم سے روایات نقل کی ہیں۔
 جب کہ ان کے حوالے سے معن اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
 شیخ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
 امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔
 امام نسائی رحمہ اللہ اور شیخ دولابی نے کہا ہے: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

معن نے اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ (حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے)
 كان لرسول الله صلى الله عليه وسلم فرس خلف حائط يقال له اللحييف وفي رواية المعجيب
 ”باغ کی دیوار کے پیچھے نبی اکرم ﷺ کا ایک گھوڑا تھا جس کا ”لحييف“ تھا اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں اس کا نام ”المجيب“
 تھا۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابی نامی یہ راوی اگرچہ مستند نہیں ہے، لیکن یہ حسن الحدیث ہے اور اس کا بھائی
 عبدالمہسن ”واہی الحدیث“ تھے۔

۲۷۳-۱- جلیح بن عبد اللہ (عو) ابو جزیہ کنذی کوئی

ایک قول کے مطابق اس کا نام بجلی ہے۔

اس نے بعضی اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے ثوری، قطان، ابواسامہ اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔

بجلی بن معین رحمہ اللہ اور احمد بن عبد اللہ اجل نے اسے ثقہ قرار دیا ہے۔ (یہ ضعیف ہے اور اس کا نظریہ غلط ہے)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ فطر سے کتنا قریب ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ضعیف ہے۔ اس کا نظریہ غلط تھا۔

قطان کہتے ہیں: اس کے بارے میں میرے ذہن میں کچھ الجھن ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ شیعہ مسک سے تعلق رکھتا تھا، لیکن سچا تھا۔

شیخ جوز جانی فرماتے ہیں: جلیح نامی یہ راوی مفتری ہے۔

اسحاق بن موسیٰ نے اپنی سند کے ساتھ جلیح کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ہم نے یہ بات سن رکھی ہے کہ جو شخص بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ یا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ یا تو فخر میں مبتلا ہو جاتا ہے یا قتل ہو کر مارا جاتا ہے۔

ایک قول کے مطابق: ان کا انتقال ۱۴۵ ہجری میں ہوا۔

یہ راوی جن روایات کو نقل کرنے میں منفرد ہے ان میں سے ایک یہ روایت ہے:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت براء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ما من مسلمین يتصافحان الا غفرا لهما قبل ان يتفرقا

”جب دو مسلمان ایک دوسرے کے ساتھ مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کے الگ ہونے سے پہلے ہی ان دونوں کی مغفرت

ہو جاتی ہے۔“

من اسمہ احمد

﴿وہ راوی جن کا نام احمد ہے﴾

۲۷۴- احمد بن ابراہیم بن حمیل

انہوں نے ابوقاسم صرمی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ”ضعیف“ ہیں۔

۲۷۵- احمد بن ابراہیم بزدوری

یہ چیزیں چل سکا کہ یہ کون ہے
اس نے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ ابن شاہین نے اپنی سند کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے:
طینۃ من طینۃ المعتق۔
”اس کی فطرت آزاد کرنے والے کی فطرت سے تعلق رکھتی ہے۔“
یہ روایت جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا ہے یہ ”منقطع“ ہے۔

۲۷۶- احمد بن ابراہیم بن خالد شلائی واسطی

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہے باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

۲۷۷- احمد بن ابراہیم بن مہران بوشنجی

انہوں نے ابن عیینہ وابوضمرہ سے روایات نقل کی ہیں۔
برقانی کی روایت کے مطابق امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
جب کہ عقی کی روایت کے مطابق انہوں نے یہ فرمایا ہے یہ اتنا قوی نہیں ہے کہ اس پر اعتبار کیا جاسکے۔

۲۷۸- احمد بن ابراہیم بن یزید

یہ ”سنی“ کے نام سے معروف ہے اور یہ اسمہان کا رہنے والا ہے۔
صالح بن مہران کہتے ہیں: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

۲۷۹- احمد بن ابراہیم بن ابی سکیندہ حلبی

بعض حضرات نے اس کا نام محمد بیان کیا ہے۔ یہ بات خطیب بغدادی نے کہی ہے۔

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: میں نے اہل علم کو نہیں دیکھا کہ انہوں نے اس کے بارے میں کوئی کلام کیا ہو۔

۲۸۰- احمد بن ابراہیم بن حکم، ابوود جانی، القرانی معافری۔

قرآنہ معافری قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔

انہوں نے حرمہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن یونس کہتے ہیں: حدیث نقل کرتے ہوئے یہ غلطی کر جاتا ہے۔

۲۸۱- احمد بن ابراہیم بن عبد اللہ بن کیسان ابو بکر ثقفی اصہبانی

انہوں نے اسماعیل بن عمرو بکلی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مردویہ نے اسے ”لین“ قرار دیا ہے۔

ابو شیخ کہتے ہیں: یہ غلطی کرتا تھا اور یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

۲۸۲- احمد بن ابراہیم بن موسیٰ:

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے حجت حاصل کرنا جائز نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ”مجبول“ ہے۔

اس نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

طلب العلم فريضة على كل مسلم

”علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔

۲۸۳- احمد بن ابراہیم خراسانی

انہوں نے عبد الرحمن بن زید بن اسلم سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجبول“ ہے لیکن کوئی روایت نقل کرنے میں منقرض نہیں ہے۔

۲۸۴- احمد بن ابراہیم ابو معاذ جرجانی الحمیری

ابو بکر اسماعیلی کہتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس کے حوالے سے کچھ روایات نوٹ کی ہیں۔

۲۸۵- احمد بن ابراہیم المزنی:

انہوں نے محمد بن کثیر سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا اور ساحل پر گھومتا تھا۔

اس نے ابن کثیر کے حوالے سے امام اوزاعی سے ایک موضوع نسخہ نقل کیا ہے۔

ان میں ایک روایت یہ ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الاخبركم بأشقى الاشقياء! من جمع الله عليه عذاب الآخرة وفقر الدنيا
”کیا میں تمہیں سب سے زیادہ بد بخت شخص کے بارے میں نہ بتاؤں وہ شخص جس پر اللہ تعالیٰ آخرت کا عذاب اور دنیا میں
فقر کو جمع کر دے۔“

۲۸۶- احمد بن ابراہیم حلی

انہوں نے علی بن عاصم اور قیسہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات باطل ہیں جو اس کے جھوٹا ہونے پر دلالت کرتی ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ ابن ابی سیکینہ ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۲۸۷- احمد بن ابراہیم حمیری

اسماعیلی کہتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ غمری ہے جو ضعیف کرتا ہے۔

۲۸۸- احمد بن ابراہیم تمار خارص

حسن بن علی بن عمرو زہری کہتے ہیں: یہ پسندیدہ نہیں ہے۔

انہوں نے عبد اللہ بن معاویہ سے روایات نقل کی ہیں۔

۲۸۹- احمد بن الاعمش مروزی

ابن جوزی نے اپنی کتاب ”الموضوعات“ میں اس راوی کے حوالے سے ایک یہ روایت نقل کی ہے: سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

قالت: يا رسول الله، مالك اذا قبلت فاطمة جعلت لسانك في فمها؟ قال: يا عائشة، ان الله احضني

الجنة فنادوني جبريل فتاحا فاكلتها، فصارت في صلي، فلما نزلت من السماء وقعت خديجة

الحديث

”انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ جب آپ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے جاتے ہیں تو آپ اپنی زبان ان کے منہ پر رکھ دیتے ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اے عائشہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے جنت میں داخل کیا تو جبریل علیہ السلام نے ایک سیب میری طرف بڑھایا۔ میں نے اسے کھا لیا تو وہ میری پشت میں آ گیا۔ جب میں آسمان سے نیچے آیا تو میں نے خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ صحبت کی (اس کے بعد پوری حدیث ہے)

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی پیدائش پہلی وحی نازل ہونے سے پہلے ہو چکی تھی۔ احمد نامی اس راوی کے بارے میں ابن جوزی نے یہ کہا ہے۔ تمام محدثین کے نزدیک یہ ”کذاب“ ہے۔

۲۹۰- احمد بن احمد بن احمد بن الہمدانی محدث

انہوں نے ابن الزاغونی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن اخضر اور اس سے پہلے دیگر حضرات نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

۲۹۱- احمد بن احمد بن یزید مؤدب بلخی

انہوں نے حسن بن عرفہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ وہ پہلا شخص ہے جس کا تذکرہ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ اس پر (جھوٹی روایات نقل کرنے) کا الزام ہے۔ یہ ثقہ نہیں ہے اور جھوٹی روایات نقل کرتا ہے۔

۲۹۲- احمد بن ابی احمد جرجانی،

یہ احمد بن محمد ہے جس کا ذکر ابھی عنقریب آئے گا۔

۲۹۳- احمد بن الازہر (سقی) نیشاپوری الحافظ

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اس روایت کے بارے میں ان پر الزام عائد کیا ہے جو انہوں نے امام عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کی ہے۔ پھر انہوں نے اسے معذور قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بظاہر اہل صدق میں سے محسوس ہوتا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: بلکہ وہ ویسا ہے جیسا کہ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے یہ بات بیان کی ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس راوی نے کوفہ کے اکابر مشائخ جیسے عبداللہ بن عمیر اور ان کے طبقے کے دیگر افراد کو پایا ہے اور اس کے حوالے سے جلیل القدر حضرات نے احادیث روایت کی ہیں۔ علماء نے اس کے بارے میں کوئی کلام نہیں کیا صرف ایک روایت کے بارے میں ہے جو اس نے امام عبدالرزاق کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل میں نقل کی ہے جس کے بارے میں انسان کا ذہن یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ

روایت جھوٹی ہے۔

شیخ ابو حامد بن شریق بیان کرتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ اس روایت کا ایک راوی معمر ہے اس کا ایک بھانجا رضی تھا۔ اس نے معمر کی کتاب میں یہ روایت شامل کر دی۔ معمر ایک جلیل القدر بزرگ تھا۔ کوئی شخص یہ قدرت نہیں رکھتا کہ اس پر مراجعت کر سکے۔ امام عبدالرزاق نے یہ روایت کتاب میں اس سے سنی ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام عبدالرزاق امور کی معرفت رکھتے تھے۔ انہوں نے یہ روایت احمد بن ابراہیم کے حوالے سے نقل کی ہے جب کہ یہی روایت محمد بن حمدون نیشاپوری نے اپنی سند کے ساتھ امام عبدالرزاق کے حوالے سے نقل کی ہے۔ اس اعتبار سے ابواز ہرنامی راوی اپنے عہدے سے بری الذمہ ہو جائے گا۔
ان کا انتقال 261 ہجری میں ہوا۔

۲۹۴- احمد بن اسحاق:

یہ یعقوب حنفی کا بھائی ہے۔

بصرہ کے رہنے والے اور ”ثقة“ ہیں۔

انہوں نے حماد بن سلمہ، دہیب اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے احمد بن ابی خلیفہ اور عباس الدوري نے روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ثقة قرار دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے انہیں اس لیے ترک کر دیا ہے کیوں کہ ابن اسلم نے اس کے حوالے سے منقول روایات میں کچھ داخل کر دیا تھا۔

۲۹۵- احمد بن اسحاق بن ابراہیم بن خلیط بن شریط

اس راوی نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے ایک نسخہ نقل کیا ہے جس میں غیر مستند روایات ہیں۔ جن میں سے چند روایات یہ ہیں: جو اس راوی نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہیں۔

(۱) الحبیزة دوضة من الجنة

حیرہ جنت کا ایک باغ ہے۔

(۲) یا محمد لا اعذب بالنار من سبی بامک

”اے محمد! میں ایسے کسی شخص کو جہنم کا عذاب نہیں دوں گا جس نے تمہارے نام کے مطابق نام رکھا ہو۔“

(۳) اهل بیته كالنجوم بأیهم اقتدیتم اقتدیتم

”میرے اہل بیت ستاروں کی طرح ہیں تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پالو گے۔“

(۴) مصر خزائن اللہ فی ارضہ

”مصر زمین میں اللہ تعالیٰ کا خزانہ ہے۔“

ہم نے یہ روایات ابو نعیم کے حوالے سے سنی ہیں اور ان سے استدلال کرنا درست نہیں ہے کیوں کہ یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

۲۹۲- احمد بن اسحاق واسطی، ابو جعفر:

اسماعیلی کہتے ہیں: یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۲۹۷- احمد بن اسعد بن صفیر:

انہوں نے شیخ ابوالعلاء ہمدانی کے سامنے روایات کی قرأت کی ہے وہ اس وقت ہرات میں تھے۔

اس پر جھوٹے ہونے کا الزام ہے۔

اس کے دادا کا نام صفیر ہے۔

۲۹۸- احمد بن اسماعیل، ابو حذافہ سہمی (ق):

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے موطا نقل کی ہے اور امام مالک رحمہ اللہ کے شاگردوں میں سب سے آخر میں ان کا انتقال

ہوا۔

ان کا انتقال بغداد میں عید الفطر کے دن 159ھ میں ہوا۔ ان سے روایت نقل کرنے والے آخری حضرات محافل اور ابن مخلد ہیں۔

خطیب بغدادی اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ جان بوجھ کر جھوٹی بات بیان نہیں کرتے تھے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔ اس کے سامنے موطا کے علاوہ دیگر روایات پیش کی گئیں تو اس نے انہیں بھی

روایت کر دیا۔

برقانی نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: انہوں نے اسے ہدایت کی تھی کہ وہ اس راوی کے حوالے سے صحیح روایت نقل کر

دیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے امام مالک رحمہ اللہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے جھوٹی روایت نقل کی ہیں جب کہ ابن

صاعد نے اس کے حوالے سے احادیث نقل کرنے کو ایک مدت سے منع کر دیا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

افطر الحاجم والمحجوم

”پچھنے لگانے والے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

قضى بالمبین مع الشاهد

”نبی اکرم ﷺ نے ایک گواہ کے ہمراہ قسم کی بنیاد پر فیصلہ دے دیا تھا۔“
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

يقوم الناس لرب العالمين قال: يقومون حتى يغيب احدهم في رشحه
”لوگ تمام جہانوں کے پروردگار کی بارگاہ میں کھڑے ہوں گے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ لوگ کھڑے ہوئے ہوں گے
یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ایک شخص اپنے پیسنے میں ڈوب جائے گا۔“
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

يقبض الله الارض، ويطوى السماء يسينه

”اللہ تعالیٰ زمین کو قبضے میں لے گا اور آسمان کو اپنے دائیں دست مبارک کے ذریعے لپیٹ دے گا۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت اور اس سے پہلے والی روایت ان دونوں کو ابن وہب نے بھی امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔ تاہم ابو حذیفہ نامی اس راوی کا یہ نقل نہیں ہے کہ اس نے یہ دونوں روایات امام مالک رحمہ اللہ سے سنی ہوں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابو حذیفہ پر یہ اعتراض نہیں کیا جاسکتا کہ متن میں کوئی خرابی ہے بلکہ سند کے حوالے سے اعتراض ہو سکتا ہے لیکن وہ بھی انہوں نے جان بوجھ کر غلط بیانی نہیں کی۔

شیخ ابوعباس سراج کہتے ہیں: میں نے فضل بن کھل کو سنا۔ انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ابو حذیفہ کا ذکر کرتے ہوئے انہیں جھوٹا قرار دیا اور کہا یہ جو بھی بات کہتا ہے ہمیشہ سچی کہتا ہے کہ یہ روایت امام مالک رحمہ اللہ نے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے (منقول ہونے کے طور پر) مجھے سنائی ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے ابن صاعد نے احادیث نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ امام مالک رحمہ اللہ سے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ قول نقل کیا ہے۔

العلم ثلاثة: كتاب ناطق، وسنة ماضية، ولا ادري، او نحو هذا

”علم کی تین صورتیں ہیں: بولنے والی کتاب گزری ہوئی سنت اور (جس چیز کے بارے میں پتہ نہ ہو) اس کے بارے میں یہ کہنا (مجھے نہیں معلوم)۔“

(راوی کو شک ہے شاید اس کی مانند کوئی اور لفظ ہے) امام ابن خزیمہ نے اس کے حوالے سے روایت نقل کی ہے پھر انہوں نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

۲۹۹- احمد بن ابی داؤد

ابن عدی فرماتے ہیں: اس نے شعبہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور اس کے حوالے سے شعبہ کے علاوہ دیگر راویوں کے حوالے سے درست روایات منقول ہیں۔

اس نے عباد بن منصور کے حوالے سے بھی روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے سہل بن سنان، معمر بن سہل اور اہل الاموال نے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے ابن عدی نے تین روایات نقل کی ہیں جس کی اسناد میں مشکوک و شبہات ہیں تاہم ان کا متن درست ہے۔

۳۰۰- احمد بن ایوب ار جانی

یہ پسندیدہ شخص نہیں تھا۔ یہ بات حمزہ بن یوسف اور دیگر حضرات نے بیان کی ہے۔

۳۰۱- احمد بن بابشا ذ، ابوالفتح جوہری، مصری:

یہ شیخ ابو عبد اللہ رازی کے مشائخ میں سے ہیں۔ سلفی نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس میں کمزوری پائی جاتی ہے۔

۳۰۲- احمد بن ابوبکر، ابو مصعب زہری:

یہ فقیہ ہیں اور امام مالک رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

یہ ثقہ اور حجت ہیں: مجھے یہ پتہ نہیں چل سکا کہ شیخ ابو خثیمہ نے اپنے صاحبزادے احمد کو یہ کیوں کہا تھا: تم ابو مصعب کے حوالے سے احادیث نوٹ نہ کرو اور جس کے حوالے سے چاہو نوٹ کر لو۔

۳۰۳- احمد بن بحر عسکری:

انہوں نے معمر بن قاسم، علی بن مسہر سے اور ان سے علی بن حسن مسجانی اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

میرے علم کے مطابق اس شخص میں کوئی حرج نہیں ہے۔ میں نے اس کا تذکرہ یوسف بن احمد شیرازی کی پیروی کرتے ہوئے کر دیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب "الضعفاء" کے پہلے جزو میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور انہوں نے اس میں ایسی کوئی بات بیان نہیں کی جو اس بات کا تقاضا کرے کہ یہ راوی کمزور ہے بلکہ انہوں نے ابو محمد بن ابی حاتم کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔ میں نے اپنے والد کے سامنے اس کی روایت پیش کی تو انہوں نے فرمایا یہ روایت ٹھیک ہے لیکن وہ اس شخص سے واثق نہیں تھے۔

۳۰۴- احمد بن بدیل کوئی قاضی (ت، ق):

انہوں نے ابوبکر بن عیاش اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے حفص بن غیاث اور دیگر حضرات کے حوالے سے ایسی روایات نقل کی ہیں جنہیں مکرر قرار دیا گیا ہے۔

یہ ان لوگوں میں سے ایک ہے جن کے "ضعیف" ہونے کے باوجود ان کی احادیث تحریر کی جائیں گی۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں "المین" (کمزوری) پائی جاتی ہے۔

حافظ احمدیٹ صاحب بن احمد بغدادی کہتے ہیں: مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ کوفہ میں اسے ”کوفہ کے راہب“ کا خطاب دیا گیا ہے پھر جب اسے قاضی کا عہدہ دیا گیا تو یہ بولا: اس پر حاپے میں مجھے رسوائی کا شکار کر دیا گیا۔

۳۰۵- احمد بن بدران بغدادی:

انہوں نے ”القدس“ میں پڑاؤ اختیار کیا۔

دانی نے اس کا تذکرہ کیا ہے اس نے امام مجاہد کے صاحبزادے سے قرآن پڑھا تھا۔

اس کا انتقال 414ھ میں ہوا اس لیے میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ بات سچ ہوگی۔

مضین یہ کہتے ہیں: ان کا انتقال 258 ہجری میں ہوا۔

۳۰۶- احمد بن بشیر بغدادی

انہوں نے عطاء بن مہرک سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی نے اس کے ضعیف ہونے اور اس کے ہم نام کوئی راوی کے قوی ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔

۳۰۷- احمد بن بشیر (خ، ت، ق) کوئی

انہوں نے اعلمش اور بشام بن عروہ سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابن عرقہ، سمع بن جنادہ اور ایک رُود نے روایات نقل کی ہیں۔

محمد بن عبد اللہ بن نمیر کہتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

یہ تاریخ کے بارے میں اچھی معرفت رکھتے تھے ان کا فہم بھی اچھا تھا۔ یہ شعوبہ فریق کے سردار تھے اور اس حوالے سے بحث و

مباحثہ کیا کرتے تھے اور لوگوں کے سامنے اس حوالے سے نظریات پیش کرتے تھے۔

(امام ذہبی نے غلط فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں، شعوبہ سے مراد دو لوگ ہیں جو عجمیوں کو عربوں پر فضیلت دیتے ہیں۔

امام ابوذر محمد رازی فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

امام دارقطنی نے غلط فرماتے ہیں: یہ ضعیف میں ابتداً ان کی نقل کردہ حدیث کا اعتبار کیا جائے گا۔

امام نسائی نے غلطی سے کہا ہے: یہ زیادہ قوی نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

تعبد رجل في صومعته، فظنوت السماء، فأعشبت الأرض، فزأى حمأرا يبرعني، فقال: يا رب، نوكان

نك حمار دعينه مع حمأري !

”ایک شخص اپنے عبادت خانے میں عبادت کر رہا تھا۔ اس دوران آسمان سے بارش نازل ہوگئی جس کے نتیجے میں سبزہ اُگ

آیا تو اس نے ایک گدھے کو چرتے ہوئے دیکھا تو بولا: اے میرے پروردگار! اگر تیرا بھی کوئی گدھا ہوتا تو میں اسے بھی

اپنے گدھے کے ساتھ چڑھتا۔

عثمان دارمی کہتے ہیں: یہ ”مترک“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے اپنی صحیح میں روایت نقل کی ہے۔

ان کا انتقال 197 ہجری میں ہوا۔

۳۰۸- احمد بن بکر ہالسی:

(اور ایک قول کے مطابق اس کا نام): احمد ابن بکروییہ، ابوسعید۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں، پھر ابن عدی نے اس کے حوالے سے تین روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک درج ذیل ہے:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من ابغض عمر فقد ابغضنی، ومن احبہ فقد احببنی، عمر معی حیث حللت، وانا مع عمر حیث حل،

”جو شخص عمر سے بغض رکھتا ہے وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے اور جو شخص اس سے محبت رکھتا ہے وہ مجھ سے محبت رکھتا ہے۔ میں

جہاں بھی جاؤں عمر میرے ساتھ ہوگا اور عمر جہاں بھی جائے میں اس کے ساتھ ہوں۔“

ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بتا لیتا تھا۔

۳۰۹- احمد بن بکر بن خالد سلمیٰ

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ راوی ”لیث“ ہے۔

۳۱۰- احمد بن بکر ابن ابوالعباس نخاس، بغدادی

انہوں نے ابوحنیفہ الفلاس اور عمر بن شہید سے اور ان سے امام دارقطنی رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

بعض اہل علم نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ تھا۔

۳۱۱- احمد بن بندار ابو بکر سادوی:

انہوں نے علی بن احمد ہاشمی سے اور ان سے اور کسی نے روایات نقل کی ہیں اور ان پر تنقید کی ہے۔

۳۱۲- احمد بن تمیم بن عباد:

اس نے ایک شخص کے حوالے سے ابن عیینہ سے منکر روایت نقل کی ہے۔

ان سے قاسم بن قاسم سیاری نے روایات نقل کی ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے اور پھر یہ فرمایا ہے: اس روایت (کے منکر ہونے) کا وبال اسی شخص پر ہوگا۔

۳۱۳- احمد بن ثابت بن عتاب رازی فرخویہ:

انہوں نے عبد الرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن ابی حاتم اس شخص کے حوالے سے جس نے انہیں حدیث بیان کی یہ کہتے ہیں: لوگوں کو اس بارے میں کوئی شک نہیں ہے۔
یہ راوی ”کذاب“ ہے۔
اس کے حوالے سے عفان اور نصر بن محمد سے بھی روایات منقول کی ہیں۔

۳۱۴- احمد بن ثابت طریقی الحافظ

یہ ”صدوق“ ہے اور 500ھ کے بعد کا ہے، لیکن یہ کہتا ہے: روح قدیم ہے جس طرح جاہل جہانک (فرقے کے لوگ) اس بات کے قائل ہیں اور انہیں غلط فہمی اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ہوئی (ارشاد باری تعالیٰ ہے)

”قل الرد من امر ربی“

”تم فرما دو روح میرے پروردگار کے امر سے ہے“

تو یہ لوگ کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا امر قدیم ہے اور یہ ایک ایسی چیز ہے جو اس کی مخلوق نہیں ہے پھر وہ یہ آیت تلاوت کرتے ہیں۔

الا لہ العلق والامر

”یاد رکھنا خلق اور امر کے ساتھ وہی موصوف ہے“۔

(اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے)

”وکنذک اوحینا الیک روحا من امرنا“

”اسی طرح ہم نے تمہاری طرف اپنے امر میں سے ایک روح کو وحی کیا“۔

تو یہ بدعتی اور گمراہ ہونے کی سب سے بری قسم ہے کیوں کہ سب لوگ یہ جانتے ہیں کہ تمام حیوانات مخلوق ہیں اور ان کے اجسام ارواح بھی (دونوں مخلوق ہیں)

۳۱۵- احمد بن جریر کشی:

اس نے تاریک اسناد اور منکر متن روایت کیے ہیں۔ یہ امام بخاری رحمہ اللہ کا معاصر ہے۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟

۳۱۶- احمد بن جعفر بن عبد اللہ:

یہ حافظ ابو نعیم کا استاد ہے جب کہ ابن طاہر نے یہ بات نقل کی ہے کہ یہ احادیث گھڑنے کے حوالے سے مشہور ہے۔

۳۱۷- احمد بن جعفر نسائی، ابوالفرج:

”انہوں نے جعفر فریابی سے روایات نقل کی ہیں۔

حافظ الحدیث ابن فرات یہ کہتے ہیں: یہ ”ثقة“ نہیں ہے۔

ان کا انتقال 366 ہجری میں ہوا۔

ان سے برقانی اور ابوالنعمان نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۱۸- احمد بن جعفر بن سعید، ابو حاد اشعری مخی:

یہ 300ھ کے بعد بھی موجود تھا۔ اس میں ضعف پایا جاتا ہے تاہم اسے متروک قرار نہیں دیا گیا۔

انہوں نے لوین اور محمد بن عباد سے اور ان سے ابواسحاق بن حمزہ نے روایات نقل کی ہیں۔

ایک قول کے مطابق: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔

۳۱۹- (صحیح) احمد بن جعفر بن حمدان، ابو بکر قطعی:

یہ اپنی ذات کے اعتبار سے صدوق ہے اور مقبول ہے تاہم اس میں تھوڑا سا تغیر آ گیا تھا۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ہم نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے اس سے استدلال کو ترک کیا ہو۔

انام حاکم فرماتے ہیں: یہ ”ثقة“ اور ”مامون“ ہیں۔

شیخ ابوعمر بن صلاح کہتے ہیں: آخری عمر میں یہ اختلاط کا شکار ہو گیا تھا۔ یہاں تک کہ یہ ایسی کسی چیز کو شہادت نہیں کرتا تھا جو اس کے سامنے قرأت کی جائے۔ یہ بات شیخ ابوحسن بن فرات نے بیان کی ہے۔

(انام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ بات غلو اور اسراف ہے کیوں کہ ابو بکر نامی یہ راوی اپنے زمانے کی سند تھا۔

اس کا انتقال 368ھ میں ہوا اس وقت اس کی عمر پچانویر سال تھی۔

شیخ ابن ابوالخوارس کہتے ہیں: یہ علم حدیث میں زیادہ پائے کا نہیں ہے۔

اس سے مسند احمد کے بعد اسی کے بارے میں کچھ اصول منقول ہیں جن میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔

برقانی کہتے ہیں: میں نے اس کی کتابوں کے ایک حصے کا غور سے جائزہ لیا پھر اس نے اپنی ایک کتاب کا نسخہ دیا جس کے بارے

میں لوگوں نے یہ ذکر کیا ہے کہ اس بارے میں اس کا سماع نہیں ہے تو اس وجہ سے لوگوں نے اس کو غیر مستند قرار دیا اور نہ یہ راوی ثقة ہے۔

پہلے میں اس پر شدید تنقید کرتا تھا، لیکن پھر میرے سامنے یہ بات واضح ہوئی کہ یہ صدوق ہے اور اس کے سماع میں کوئی شک نہیں ہے۔

وہ یہ فرماتے ہیں: میں نے یہ بات بھی سن رکھی ہے یہ مستجاب الدعوات ہے۔

۳۲۰- احمد بن ابی جعفر بکری عامری سمرقندی:

اور یہی کہتے ہیں: اس کے حوالے سے ایک ہی روایت منقول ہے جسے ابومحمد باہلی نے اس کے لیے ایجاد کیا ہے۔

۳۲۱- احمد بن جعفر بن عبد اللہ بن یونس بن عبید:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ابو بکر و زیدری و خلیفتی

”ابو بکر میرا اور میرا خلیفہ ہے“

حافظ الحدیث حسن بن علی بن عمرو نے اس سے روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے: یہ احادیث گھڑنے کے حوالے سے مشہور ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۳۲۲- احمد بن جمہور غسانی

یہ عمر رسیدہ شخص ہے اور اس پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے۔

اس سے محمد ابن یوسف بروی نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۲۳- احمد بن حاتم سعدی،

محمود بن حکیم مستملی نے اس کے حوالے سے ایک منکر روایت نقل کی ہے اور اور یسی نے اس پر تنقید کی ہے۔

۳۲۴- احمد بن حارث غسانی، بصری:

یہ شیخ ابن وارہ کا استاد ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

انہوں نے یہ فرمایا ہے یہ غنوی کے نام سے معروف ہے۔ اس نے ساکنہ بنت جعد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ اس راوی کے

حوالے سے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ بات منقول ہے۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن خرق التوراة وان تقصم القبلة بالنواة، وفي نسخة عن

خرق النواة

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توراة کو پھاڑنے سے اور غنصلی کے ذریعے جوؤں کو مارنے اور ایک نسخے کے مطابق گھلیوں کو جلانے سے منع

کیا ہے۔

۳۲۵- احمد بن حارث بن مسکین مصری

امام طحاوی نے اس کی احادیث کے حوالے سے اسے منکر قرار دیا ہے جو انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

۳۲۶- احمد بن حاتم، ابوسلمہ سمرقندی

ابن طاہر مقدسی کہتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔
اور یہی کہتے ہیں: انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ جھوٹ بولتا ہے اور اس کے حوالے سے احادیث نقل کرتا ہے جس سے اس کی ملاقات ہی نہیں ہوئی۔
اس کا انتقال 360ھ کے بعد ہوا۔

۳۲۷- احمد بن حجاج بن صلت

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
یختو هذا الامر بغلاهر من ولدك يا عمه، یصلی بعیسیٰ بن مریم
”اے چچا! آپ کی اولاد میں سے ایک غلام پر اس معاملے کا انتقام ہوگا جو حضرت عیسیٰ بن مریم کو نماز پڑھائے گا۔“
اس روایت کو اس سے محمد بن خلف نے نقل کیا ہے اور ساری خرابی یہی شخص ہے۔
حیرانگی اس بات پر ہوتی ہے کہ خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔
ہوسکتا ہے کہ انہوں نے ان کے حوالے سے سکوت اختیار کیا ہو کیوں کہ ان کی حالت مشتبہ ہے۔
ان کا انتقال 268 ہجری میں ہوا۔

۳۲۸- احمد بن حرب فیثا پوری زاہد

یہ سفیان بن عیینہ کے طبقے سے احادیث روایت کرتے ہیں۔
اس سے منکر روایات منقول ہیں۔ تاہم انہوں نے اسے متروک قرار نہیں دیا۔
یہ بات کہی گئی ہے۔ ان کا تعلق اہل میں سے تھا۔
ابن کرام نے ان کی شاگردی اختیار کی۔
امام حاکم کی تاریخ میں ان کا طویل ترجمہ منقول ہے۔
یہ اٹھاون سال تک زندہ رہے اور ان کا انتقال 234ھ میں ہوا۔ ان سے صحیح مسلم کے راوی ابن سفیان نے احادیث حاصل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ارباہ“ کے عقیدے کی طرف دعوت دیتے تھے تو جمعہ بن عبد اللہ بخاری نے لوگوں کے سامنے ان کی حقیقت واضح کی۔

۳۲۹- احمد بن حسن بن ابان مصری الی

انہوں نے ابویہ صمد اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔
امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب اور دجال“ ہے۔ یہ ثقہ راویوں کے حوالے سے احادیث اپنی طرف سے بتا لیتا تھا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں نے اس کے حوالے سے احادیث ہمیں سنائی ہیں۔ یہ راوی ”کذاب“ ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ امام طبرانی رحمہ اللہ کے کارستادوں میں سے ایک ہے۔
اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔
کیف اصبحنا یا حارثہ؟ قال: اصبحنا مؤمنين حقا قال: فما حقيقة ايمانك؟ قال: صرفت نفسي عن الدنيا فاسهرت نيلتي، واطمأت نهاري وكأني انظر الى ربي على عرشه بارزاً الحديث
”نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: اے حارثہ! تم نے کس حال میں صبح کی ہے؟ انہوں نے عرض کی: میں نے حقیقی مومن ہونے کی حالت میں صبح کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے عرض کی میں نے دنیا سے اپنا رخ موڑ لیا ہے اور رات بھر میں نوافل پڑھتا رہتا ہوں اور دن بھر پیاسا رہتا ہوں (نفل روزہ رکھتا ہوں) تو اس وقت میری یہ حالت ہے کہ گویا میں پروردگار کے عرش کی طرف دیکھ رہا ہوں جو میرے سامنے واضح ہے۔“
اسی راوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

لا يقبل الله قولاً الا بعمل، ولا عمل الا بنية، ولا يقبل قولاً وعملًا الا بما وافق الكتاب والسنة
”اللہ تعالیٰ عمل کے بغیر کسی بھی قول کو قبول نہیں کرتا اور نیت کے بغیر عمل کو قبول نہیں کرتا اور صرف اسی قول عمل اور نیت کو قبول کرتا ہے جو کتاب و سنت کے مطابق ہو۔“

حالانکہ یہ بات سفیان ثوری کا قول ہے جب کہ پہلی روایت کو سفیان ثوری نے معمر کے حوالے سے صالح بن مسمار سے نقل کی ہے۔
”نبی اکرم ﷺ نے حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الهوى والبلاء والشهوة معجونة بطينة آدم

”نفسانی خواہش آزمائش اور شہوت آدم کی فطرت میں گوندھ دی گئی ہیں (یعنی یہ انسانی فطرت کا حصہ ہیں)۔“

۳۳۰- احمد بن حسن بن قاسم بن سمرہ کوفی

انہوں نے مصر میں وکیع کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں اور یہ اپنی ذات کے پیغام رساں کے طور پر معروف تھے۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔
امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

۱۵۱ کان یوم القیامۃ نادى مناد من تحت العرش، فیؤتی بآبی بکمر وعمر وعثمان وعمری
الحدیث

”جب قیامت کا دن ہوگا تو ایک اعلان کرنے والا عرش کے نیچے اعلان کرے گا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ، عمر رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کو لایا جائے گا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یحزى من بر الوالدین الجهاد فی سبیل اللہ

”اللہ کی راہ میں جہاد کرنا والدین کی فرمانبرداری کا بدلہ بن جاتا ہے۔“

ابن یونس کہتے ہیں: اس نے منکر روایت نقل کی ہیں اور ان کا انتقال 262 ہجری میں ”مصر“ میں ہوا۔

۳۳۱- احمد بن حسن بن عبید اللہ بن محمد، ابو العباس بکری قمی سمرقندی

انہوں نے اپنے چچا حمزہ سے روایات نقل کی ہیں اور ان سے اور کسی نے روایات نقل کی ہیں۔

اور یہ کہا ہے: اس کی نقل کردہ روایات پر اعتماد نہیں کیا جائے گا۔ اس کا انتقال 360ھ کے بعد ہوا۔

۳۳۲- احمد بن حسن بن علی بن طور بنی

یہ اور کسی کا استاد ہے۔ وہ کہتے ہیں: اہل شیخ اس سے راضی نہیں تھے۔

۳۳۳- احمد بن حسن ابو حنش

انہوں نے یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی نے اس پر یہ الزام لگایا ہے کہ اس نے یہ روایت خود ایجاد کی ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من حفظ القرآن شفع فی عشرة من اهل بیتہ قد وجبت لہم النار

”جو شخص قرآن حفظ کرے گا وہ اپنے اہلخانہ میں سے دس ایسے افراد کی شفاعت کرے گا جن کے حق میں جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔“

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس روایت میں وہاں اس راوی پر ہے۔

اس راوی کے حوالے سے عیسیٰ بن حامد قاضی نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۳۴- احمد بن حسن بن عبد الجبار صوفی:

یہ راوی مشہور ہیں۔

دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

ابن منادی کہتے ہیں: ان سے صرف نظر کرتے ہوئے احادیث نوٹ کی جائیں گی۔

۳۳۵- احمد بن حسن بن علی:

یہ 300ھ کے بعد بھی زندہ تھے۔

ان پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے اور یہ جرجان سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد میں سے ہیں۔

شیخ ابوزرعہ کشتی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

اس کے حوالے سے ربیع بن سلیمان سے روایات منقول ہے۔

۳۳۶- احمد بن حسن بن علی مرقی دہس:

انہوں نے محمد بن عبدالنور اور محمد بن مصفیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ“ ثقة“ نہیں ہے۔

۳۳۷- احمد بن حسن، ابوالحسن طرسوسی:

انہوں نے عمر بن سعید ثنی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن عساکر کہتے ہیں: ”یہ“ مجہول“ ہے۔

۳۳۸- احمد بن حسن بن اسماعیل بن صبیح یطکری کوئی:

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ“ قوی“ نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: امام حاکم نے ان سے احادیث سنی ہیں۔)

۳۳۹- احمد بن حسن بن ہبل، ابوالفتح حمصی:

ایک قول کے مطابق: اس پر یہ الزام ہے کہ یہ جھوٹی روایات ایجاد کرتا تھا یہ بات ضیاء مقدسی نے بیان کی ہے۔

۳۴۰- احمد بن حسن بن اقبال:

یہ بعد کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن ناصر نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

۳۴۱- (صحیح) احمد بن حسن بن خیرون، ابوالفضل:

یہ ثقہ اور ثبوت ہیں اور بغداد کے محدث ہیں۔

ان کے بارے میں ابن طاہر نے کلام کیا ہے۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ بات بیان کی ہے کہ عبدالحسن بن محمد کہتے ہیں: ابن

خبروں نے مجھے کہا کہ میں تاریخ بغداد کا پانچواں جزواٹھا کران کے پاس لے کر جاؤں۔ میں وہ اٹھا کران کے پاس لے کر گیا تو انہوں نے واپس کر دیا۔ انہوں نے اس میں محمد بن علی نامی دو افراد کا تذکرہ شامل کیا تھا۔ ان دونوں کا تذکرہ خطیب بغدادی نے نہیں کیا تھا۔ اسی طرح انہوں نے ”قاضی القضاۃ مغنی“ کے ترجمے میں یہ چیز شامل کر دی۔

وہ نیک اور پاکدامن تھے۔ ابن جوزی کہتے ہیں: میں اپنے مشائخ سے یہ بات سنتا تھا کہ خطیب بغدادی نے ابن خیرون نامی اس راوی کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ اس کی کتاب میں کچھ ایسی چیزیں شامل کر دے جس کے بارے میں خطیب کو یہ بات پسند ہو کہ وہ اس کی طرف سے ظاہر ہوں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس راوی کا وہ چیزیں تحریر کرنا حاشیہ لکھنے کی مانند ہے پھر یہ کہ اس کا خط معروف ہے اس کا خط خطیب بغدادی کے ساتھ کبھی بھی التباس کا شکار نہیں ہو سکتا اور اہل علم اس طرح کرتے رہے ہیں اور یہ راوی خود ابن طاہر کے مقابلے میں بہت زیادہ مستند ہے بلکہ یہ مطلق طور پر مستند ہے۔

ان کا انتقال 488ھ میں ہوا۔

اس نے ابوعلی بن شاذان اور اس کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سماع کیا ہے اور اس کے حوالے سے روایت کر نیوالے آخری فرد ”ابن بظی“ ہیں۔

۳۴۲- احمد بن الحسین صوفی صغیر:

انہوں نے ابوالبرکات جہانم البرجمانی اور مشکداندہ سے اور ان سے ابو حفص بن الزیات اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ 300ھ کے بعد کے ہیں۔ اگر انہد نے چاہا تو یہ ”فقہ“ ہوں گے البتہ بعض حضرات نے انہیں ”لین“ قرار دیا ہے۔

۳۴۳- احمد بن الحسین بن مؤمل صیرفی:

انہوں نے یوسف قاضی سے اور ان سے ابوسعید مالینی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ معاملے کے اعتبار سے نیک آدمی تھے لیکن اس میں کچھ کمزوری پائی جاتی ہے۔

ابو حسن بن فرات کہتے ہیں: روایت کرنے میں یہ قابل مذمت ہیں۔

ابن ابوالفوارس کہتے ہیں: ان میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔

۳۴۴- احمد بن الحسین، ابوالحسین بن سہاک الواعظ:

انہوں نے جعفر خالدی اور ان جیسے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب نے اپنے مشائخ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

خطیب نے اس سے احادیث کا سماع کیا ہے جب کہ ابن ابوالفوارس نے اسے مجھوتا قرار دیا ہے۔

ان کا انتقال 424ھ ہجری میں ہوا۔

۳۴۵- احمد بن حسین قاضی، ابوالعباس نہادندی:

یہ وہ راوی ہے جس پر یہ الزام ہے کہ اس نے قاضی اور چور کی حکایت (یعنی کہانی) کو ایجاد کیا تھا۔
یہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کے معاصرین میں سے ہیں۔ یہ روایت ان سے حسین بن محمود نحوی اور حسین بن حاتم ازوی نے نقل کی ہے۔

۳۴۶- احمد بن الحسین بن علی بن عمر حربی سکری، ابومنصور:

انہوں نے اپنے دادا سے احادیث کا سماع کیا ہے جب کہ ان سے خطیب بغدادی اور شجاع ذہلی نے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ان دونوں حضرات نے یہ بات بیان کی ہے۔ اس شخص نے اپنے سماع کے ساتھ اپنے دادا کی بعض کتابیں شامل کر دی ہیں۔

۳۴۷- احمد بن حسین بن ابوبکر محمد بن عبداللہ بن یحییٰ ابوالحسن

انہوں نے اپنے دادا سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ان سے ابوغالب شجاع ذہلی نے روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے اس نے بذات خود کچھ سماع کیا ہے اور پھر اس میں دوسری چیزیں شامل کر دی ہیں۔

۳۴۸- احمد بن حسین ابو زرعہ رازی صغیر

یہ ”جوالہ“ کے لقب سے معروف تھے کیوں کہ یہ شہروں میں گھومتے پھرتے بہت زیادہ تھے۔ انہوں نے محلی ابن مخلد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

یہ ”صدوق“ ہیں اور جس شخص نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ اس نے ایسا اس لیے کیا ہے کیوں کہ انہوں نے اپنی تالیفات میں بکثرت منکر روایات نقل کی ہیں۔

۳۴۹- احمد بن حسین شافعی صوفی:

ان پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے۔

انہوں نے ابن مقرئ کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من اخذ بید مکر وب اخذ اللہ بیدہ
”نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا: جو شخص کسی مصیبت زدہ کا ہاتھ تھام لیتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا ہاتھ تھام لے گا۔

یہ راوی اس سند میں یہی کہتا رہا لفظ ”حد ثنا“ اس وقت اس نے میرا ہاتھ تھاما ہوا تھا۔

اس کے حوالے سے ابوطیب احمد بن علی جعفری نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۵۰- احمد بن الحسین بن وہبان

ان کا انتقال 507 ہجری میں ہوا۔

اس نے اپنے بارے میں یہ بات جھوٹی بیان کی ہے کہ اس نے 450ھ میں ابن عیلام سے احادیث کا سماع کیا تھا۔

۳۵۱- احمد بن حسین براطمی

انہوں نے ابو ذر بطلحی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

اس کی نقل کردہ یہ روایت جو مناقب کے بارے میں ہے یہ جھوٹی ہے۔ جس کے یہ الفاظ ہیں:

یا علی، ما لم یحبک حسرة عند موته ولا وحشة فی قبره

”اے علی! تم سے محبت رکھنے والے کو مرنے کے وقت حسرت نہیں ہوگی اور قبر میں وحشت نہیں ہوگی۔“

۳۵۲- احمد بن حفص معدی

یہ ابن عدی کا استاد ہے اور ”مکثر“ روایات نقل کرنے والا ہے۔ جزو سہمی کہتے ہیں: یہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

ابن عدی نے بھی یہی بات بیان کی ہے۔

انہوں نے ابن معین، علی بن الجعد سے روایات نقل کی ہیں اور یہ جر جانی ہے۔

۳۵۳- احمد بن حکم عبدی

انہوں نے مالک بن انس اور شریک سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

ان سے یحییٰ بن عثمان بن صالح نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۵۴- احمد بن حکم بلقاوی ابو حزبة:

اور یہ بھی کہا گیا ہے: ابو حزبة

ان سے ذوالنون نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

۳۵۵- احمد بن حماد مروزی صحاب

انہوں نے علی بن حسن بن عقیق سے اور ان سے محمد بن حرب بن مقاتل اور محمد بن عبدہ نے روایات نقل کی ہیں۔

عباس بن مصعب نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

جب کہ عبداللہ بن محمود نے اس پر طعن کیا ہے اور کہا ہے: اس سے منکر روایات منقول ہیں جو اس کے ضعیف ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

۳۵۶- احمد بن حماد ہمدانی

انہوں نے نظربن خلیفہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون ہیں۔

۳۵۷- احمد بن حمدون، ابو حامد نعمشی حافظ نیشاپوری

انہوں نے علی بن خشرم سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: شیخ ابو علی حافظ فرماتے ہیں: احمد بن حمدون نامی راوی سے روایات نقل کرنا جائز نہیں ہے۔ انہوں نے اس کی نقل کردہ روایات کو منکر قرار دیا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ تمام روایات بالکل ٹھیک ہیں اور یہ راوی مظلوم ہے۔

۳۵۸- احمد بن حمزہ بن محمد

انہوں نے اسحاق الطرسوسی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے اور ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔

۳۵۹- احمد بن حنک نیشاپوری

انہوں نے حسن بن یحییٰ بن ماسرجس سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۳۶۰- احمد بن حازم معافری،

یہ اس جزو کا مصنف ہے جسے اس کے حوالے سے ابولہبیہ نے روایت کیا ہے۔

یہ راوی معروف نہیں تاہم اس کی کتاب کی حالت اچھی ہے۔ اس کتاب کو اس کے حوالے سے صرف ابن لہبیہ نے نقل کیا ہے۔

یہ جوانی میں مصر میں فوت ہو گیا تھا۔ میں نے یہاں اس کا تذکرہ صرف اس لیے کیا ہے کیوں کہ ابن عدی نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی نقل کردہ اکثر روایات ٹھیک ہیں۔

۳۶۱- احمد بن خالد شیبانی

انہوں نے یحییٰ بن یونس سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر حرج کی ہے۔

۳۶۲- احمد بن خالد بن یحییٰ قرطبی

انہوں نے ابوسعید بن اعرابی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بڑی عمر کا عام سافر تھا جس میں فہم نہیں تھا اور یہ الفاظ کا تلفظ بھی صحیح اور انہیں کر سکتا تھا یہ بات ابن فرضی نے بیان کی ہے۔

۳۶۳- احمد بن خالد بن عبد الملک بن مسرح حرائی

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشیء“ ہے۔

۳۶۴- احمد بن خالد قرشی

یہ راوی معروف نہیں اور جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

قاضی قضاہی نے مسند شہاب میں اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

خيار امتی علمواھا، وخيار علمناھا حنباوھا، الا وان الله يغفر للعالم الرحيم اربعین ذنبا قبل ان يغفر للمجاهل البذیء ذنبا واحدا، ان العالم الرحيم یجیء یوم القيامة ونوره قد اضاء وذكر الحديث

”میری امت کے سب سے بہترین لوگ اس کے علماء ہوں گے اور علماء میں سے سب سے بہترین وہ لوگ ہوں گے جو زیادہ نذر دہا ہوں۔ یاد رکھنا اللہ تعالیٰ کسی فضول کو جاہل کا ایک گناہ معاف کرنے سے پہلے رحم دل عالم کے چالیس گناہ معاف کر دیتا ہے اور رحم دل عالم قیامت کے دن جب آئے گا تو اس کا نور چمک رہا ہوگا۔ (اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث نقل کی ہے)

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس روایت کا ایک راوی ابن مسلمہ ہے۔ یہ محمد بن مسلمہ مدنی ہے۔

۳۶۵- احمد بن خالد ہاشمی

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔

ابن سے ابوقصی اسماعیل بن محمد نے روایات نقل کی ہیں۔

۳۶۶- احمد بن خلیل نوفلی قومی

انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو زرہ رازی نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

اس راوی نے مقرئ ابو ہریرہؓ، اسامیؓ اور ایک مخلوق سے احادیث روایت کی ہیں۔

۳۶۷- احمد بن حنبلؓ بغدادی الجور

انہوں نے ابو بکر ابن عیاش اور اسمعی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے اور اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی

ہے)۔

اس کے حوالے سے ابن مائدہؒ اور دیگر حضرات نے احادیث نقل کی ہیں۔ یہ 260ھ کے بعد بھی زندہ تھا۔

۳۶۸- احمد بن حنبلؓ بصری، ابو بکر

ابو عبد اللہ حاکم فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہے۔

اس نے محمد بن خالد ابی اور وہب ابن یحییٰ العلاف سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

۳۶۹- احمد بن واقد بن عبد الغفار، ابو صالح حرانی ثم مصری

امام دارقطنیؒ اور دیگر حضرات نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔ اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جسے اس

نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

مفتاح الجنة المساكين، والفقراء هم جلساء الله

”جنت کی کھجی غریب لوگ ہیں اور فقیر لوگ اللہ تعالیٰ کے ہم نشین ہوں گے۔“

اس راوی نے ابو مصعب، امام مالکؒ، امام جعفر صادقؒ کے حوالے سے ان کے آباؤ اجداد (یعنی امام باقرؒ، امام زین

العابدینؒ، امام حسینؒ) کے حوالے سے ایک اور جھوٹی روایت بھی نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ایک اور جھوٹی روایت سیدہ عائشہؓ سے نقل کی ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

وجبت محبة الله على من اغضب فحيمه

”اللہ تعالیٰ کی محبت اس شخص کے لیے لازم ہو جاتی ہے جو غصے میں آ کر مردِ باری سے کام لے۔“

یہ روایت ”موسوع“ ہے۔

۳۷۰- احمد بن داؤد

یہ امام عبد الرزاق کا بھانجا ہے۔

انہوں نے عبد الرزاق اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مہین کہتے ہیں: ”یہ ثقہ نہیں ہے۔“

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سب سے بڑا جھوٹا شخص تھا۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ زیادہ تر روایات منکر ہیں ویسے اس سے بہت کم روایات منقول ہیں۔

۳۷۱- احمد بن داؤد بن یزید بن مایان بختانی

انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔

انہوں نے سن بن سوار لغوی اور ان سے علج اور طبرانی نے روایات نقل کی ہیں۔

میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ اتنا قوی نہیں ہے کہ اس سے استدلال کیا جاسکے۔

جب کہ امام حاکم نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۳۷۲- احمد بن دہشم الاسدی

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترکک“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے امام مالک رحمہ اللہ سے نافع کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے

ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے جسے اس کے حوالے سے ابن سخت واسطی نے نقل کیا ہے۔

۳۷۳- احمد بن ابی داؤد قاضی

یہ چچی فرات سے تعلق رکھتا ہے اور ناپسندیدہ شخصیت ہے۔ اس کا انتقال 240ھ میں ہوا اور اس سے منقول روایات بہت کم ہیں۔

۳۷۴- احمد بن راشد ہلالی

ابن سعید بن عظیم کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے جو بنو عباس کے بارے میں ہے اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت

عبد اللہ بن عباس کے حوالے سے ان کی والدہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قالت مروت بالنسب صلی اللہ علیہ وسلم فقال: انک حامل بغلام قالت: وكيف وقد تحالف

الفریقان الا یا تو النساء؟ قال: هو ما اقول لك فلما وضعته اتيت به، فاخذن فی اذنه قلت: اخشى بانى

الخلفاء

”وہ بیان کرتی ہیں: ایک مرتبہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس سے گزری تو آپ نے ارشاد فرمایا: تم ایک بچے کو اٹھائے ہوئے ہو (یعنی تمہارے پیٹ میں ایک بچہ ہے) اس خاتون نے عرض کی ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ جب کہ آپ نے دونوں فریقوں سے یہ حلف لیا ہوا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ صحبت نہیں کریں گے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ دیکھا ہی ہے جیسے میں نے تمہیں کہا ہے وہ خاتون کہتی ہے جب میں نے اس بچے کو جنم دیا تو میں اسے لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی، آپ نے اس کے کان میں اذان دی اور فرمایا: خلفاء کے باپ کو لے جاؤ۔“

اس کے بعد اس نے جھوٹی حدیث بیان کی جس میں یہ الفاظ بھی تھے۔

اذا كانت سنة خمس و ثلاثين ومائة فهي لك ولولدك منه السقاح

”جب 135ھ کا سن آئے گا تو یہ حکومت تمہیں اور تمہاری اولاد کو مل جائے گی اور اس اولاد میں سے سقاح ہوگا۔“

یہ روایت ابو بکر بن ابی شیبہ اور ابو داؤد اور ایک جماعت نے احمد بن راشد کے حوالے سے نقل کی ہے اور یہ احمد بن راشد ہی وہ شخص ہے جس نے اپنی جہالت کی بدولت اس روایت کو ایجاد کیا ہے۔

۳۷۵- احمد بن رجا بن عبیدہ

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

هناك موكل بالكعبة، وآخر يسجدني، وآخر بالمسجد الاقصي

”ایک فرشتہ خانہ کعبہ کے پاس تعینات ہے ایک میری مسجد کے پاس ہے اور ایک مسجد اقصیٰ میں ہے۔“

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس راوی کے علاوہ اس روایت کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

یہ اور اس کا استاد محمد بن محمد بن اسحاق بصری دونوں ”مجہول“ ہیں۔

۳۷۶- احمد بن روح بزاز

یہ بغداد کا رہنے والا ہے اور مجہول راوی ہے۔

احمد بن کامل نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اذا مات مبتدع فانه فتح في الاسلام

”جب کوئی بدعتی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اسلام میں یہ فتح ہوتی ہے۔“

یہ روایت ”منکر“ ہے تاہم ابواسامیل ترمذی نے اس کی متابعت کی ہے۔

۳۷۷- احمد بن ابی روح

اس سے جرجان میں یزید بن ہارون کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات درست نہیں ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

یا رسول اللہ، عن یکتب العلم بعدک؟ قال: عن علی وسمان

انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کے بعد کس سے علم نوٹ کروں؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: علی اور سلمان سے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت اس سند کے حوالے سے موضوع ہے۔)

۳۷۸- احمد بن زرارہ مدنی

یہ راوی معروف نہیں۔

اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے اور اس کی طرف اس کی سند کرنا جہالت ہے۔

علی جن حسن جرجانی نے اس راوی کے حوالے سے اس سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: کیف انتم اذا کان زمان یكون الامیر فیہ کالاسد الاسود،

والحاکم فیہ کالذئب الاعمط، والتاجر کالکلب الحرار، والمومن بینہم کالشیاء الولہی بین الغنیمین،

لیس لہا ہادی، فکیف حال شاة بین اسد وذناب وکلب و ذکر الحدیث

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب تم ایسے زمانے میں ہو گے جس میں امیر کا لے شیر کی طرح ہوگا۔ حاکم خونخوار بھیڑیے

کی طرح ہوگا۔ تاجر بھونکنے والے کتے کی طرح ہوگا اور ان کے درمیان مومن اس بکری کی طرح ہوگا جو دو ریوزوں کے

درمیان گھوم رہی ہو اور اس کی کوئی پناہ گاہ نہ ہو تو ایک شیر ایک بھیڑیا اور ایک کتے کے درمیان اس بکری کی کیا حالت ہوگی۔“

اس کے بعد اس نے پوری روایت نقل کی ہے۔

۳۷۹- احمد بن زیاد نخعی قرطبی

انہوں نے محمد بن وضاح سے اور ان سے مغفل نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ”ضعیف“ ہیں۔ ابن فرضی نے اس بات کا تذکرہ کیا ہے۔

۳۸۰- احمد بن زید مصری

انہوں نے سفیان بن عیینہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ساقط الاعتبار ہے۔

۳۸۱- احمد بن زید جمحی سکی

ابو الفتح ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

۳۸۲- احمد بن زید ابوعلی

میں ان سے واقف نہیں ہوں تاہم ان کی نقل کردہ روایت ”مکر“ ہے۔ عبد الصمد نے خط میں مجھے اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت بھیجی تھی۔

انھا دخلت علی ابیہا فی مرضہ فقالت: یا ایت۔ اعهد الی حامتك، وانفذ رأیک فی سامتک، وانقل من دار جہازک الی دار مقامک، فانک محصور، واری تفاصل اطرافک، وانتقاء لولک، فالی اللہ تعزیتی عند، ولدیہ ثواب حزنی علیک فقال: یا امہ، هذا یوم تجلی لی عن عطائی، وعاین جزائی، ان فرحاً فذائم، وان ترحاً فمقیم

”سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے والد کی بیماری کے دوران ان کے پاس گئیں۔ انہوں نے عرض کیا: اے ابا جان! اپنے گھر والوں کی خبر لیجیے اور اپنے متعلقین کے بارے میں فیصلہ فرمائیے اور اپنا سامان اپنے گھر سے اپنی مستقل سکونت کی طرف منتقل فرما لیجیے۔ آپ کو روک دیا گیا ہے۔ میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ کا بدن ٹوٹ رہا ہے اور آپ کا رنگ متغیر ہے اور میں اللہ کے حضور آپ کی طرف سے تعزیت کرتی ہوں اور اسی کے پاس میرے آپ کی وجہ سے غم زدہ ہونے کا ثواب ہے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے بیٹی! آج کے دن مجھ پر سے پردے ہٹا دیے گئے ہیں اور میں نے اپنے اجر کو دیکھ لیا ہے۔ مجھے دائمی خوشی حاصل ہوگئی ہے اور میرا غم قائم ہے۔“

۳۸۳- احمد بن زید ان ابو العباس مقری

انہوں نے بیت المقدس میں پڑاؤ اختیار کیا۔

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ ابو بکر بن عباد نے انہیں قرآن کی تلقین کی تھی۔

ابو عمرو دانی کہتے ہیں: ہمارے بعض اصحاب جو مراکش کے رہنے والے ہیں انہوں نے بیت المقدس میں ان کے سامنے احادیث پڑھی ہیں اور یہ کہا ہے: اس کا انتقال 414ھ میں ہوا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ شخص مجہول ہے اور مقبول نہیں ہے یا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا وجود ہی نہ ہو کیوں کہ اس کے حوالے سے روایات نقل کرنے والا شخص مکر ہے اور معروف نہیں ہے۔

۳۸۴- احمد بن سالم ابو سمرۃ

ابن عدی نے ان کا یہی نام ذکر کیا ہے اور یہ کہا ہے: اس سے مکرر روایات منقول ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

علی خضر البدریۃ

”علی مخلوق میں سب سے بہتر ہیں۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ اسے نقل کیا ہے اور یہ روایت جھوٹی ہے۔
اسی راوی نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

كُنَّا نَعُدُّ عَلِيًّا مِنْ خِيَارِنَا،

”ہم حضرت علیؑ کو اپنے میں سے سب سے بہتر سمجھتے تھے۔“

یہ روایت سچی ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے اس راوی کا تذکرہ کیا ہے اور اس کا نام احمد بن عمرو بن کیا ہے۔ یہ حضرت سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔ پھر اس کے بعد انہوں نے یہ حدیث ذکر کی ہے جو بیان نقل کی گئی ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ محمد بن یعقوب نے اپنی سند کے ساتھ ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے نسب کے بارے میں ابن حبان رحمہ اللہ کو وہم ہوا ہے کہ (اس کا نسب) احمد بن سلمہ بن خالد بن جابر بن سرہ (بن جندب) ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ احمد بن سلمہ بن خالد بن جابر ہیں۔

۳۸۵- احمد بن سالم عسقلانی

انہوں نے ابوتوبہ سے روایات نقل کی ہیں۔

اس نے حسین جعفی کے حوالے سے ”موضوع“ روایت نقل کی ہے۔

۳۸۶- احمد بن سعید ہمدانی (د)

یہ ابن وہب کا شاگرد ہے۔

اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

یہ عارضہ والی حدیث نقل کرنے میں منفرد ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ قوی نہیں ہے۔

انہوں نے یہ بھی کہا ہے اگر یہ عارضہ والی حدیث سے رجوع کر لیتا تو میں اس کے حوالے سے احادیث روایت کر دیتا۔

(اور ایک توں کے مطابق) بکیر سے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے غریب سند کے ساتھ نقل ہونے والی

روایات اس کی طرف منسوب کی گئی ہیں۔ اس کا انتقال 253ھ میں ہوا۔

۳۸۷- احمد بن سعید ہمدانی اندلسی

انہوں نے قاسم بن صغیر سے روایات نقل کی ہیں۔

قاضی خیاثم نے اسے وہابی قرار دیا ہے۔

۳۸۸- احمد بن سعید جمال

یہ بغداد کا رہنے والا ہے اور صدوق ہے۔
 انہوں نے ابو نعیم اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ منکر روایت نقل کرنے میں منفرد ہے جسے احمد بن کامل اور دیگر حضرات نے اس کے حوالے سے نقل کیا ہے۔
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
 ابن السیوطی اولی شاذب۔ یعنی من ذہور
 ”مسافر شخص سب سے پہلے پینے والا ہوگا“ یعنی آب زحرم کو پینے والا ہوگا۔“

۳۸۹- احمد بن سعید بن فرقہ جدی

انہوں نے ابو حمزہ سے روایات نقل کی ہیں۔
 پھر انہوں نے صحیحین کی سند کے ساتھ ”حدیث طبر“ ذکر کی ہے تاہم اس شخص پر یہ الزام ہے کہ اس نے اس روایت کو ایجاد کیا ہے۔

۳۹۰- احمد بن سعید حمصی

انہوں نے عبید اللہ بن قاسم سے روایات نقل کی ہیں۔
 اس نے ایک موضوع روایت نقل کی ہے جس میں خرابی کی بنیاد یہ راوی ہے یا اس کا استاد ہے۔

۳۹۱- احمد بن سعید صہبانی

انہوں نے ابراہیم بن زید سے روایات نقل کی ہیں۔
 امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۳۹۲- احمد بن سعید عسکری

اس کی کنیت ابو الحارث ہے اور یہ بعد کے زمانے سے تعلق رکھتا ہے۔
 انہوں نے ابو ترسی سے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ ”طباق“ آتا جاتا تھا۔

۳۹۳- احمد بن سلمہ، کوئی

اس نے جرجان میں احادیث بیان کی ہیں۔
 انہوں نے ابو معاویہ ضریر سے روایات نقل کی ہیں۔
 امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں مرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ وہ سرفردی ہے جس کا ذکر کچھ پہلے گزرا ہے۔

۳۹۴- احمد بن سہل مدائنی

انہوں نے منصور بن عمار سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر چھوٹے ہونے کا التزام ہے۔

۳۹۵- (صحیح) احمد بن سلمان بن حسن بن اسرائیل بن یونس،

ابو بکر الخفاف، حنبلی یہ مشہور ہیں۔

انہوں نے ہلال بن عطاء، ابو قتاہبہ اور مخلوق سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے عمم حدیث کی طلب میں سفر کیے اور ایک ”سنن“ تصنیف کی ہے۔

ان سے ابن مردویہ، ابو علی بن شاذان، عبد الملک بن بشران اور خلق کثیر نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ عمم نقد کے سردار تھے اور علم روایت میں بلند پایہ رکھتے تھے۔ انہوں نے امام ابو داؤد سجستانی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی اور ان سے بکثرت روایات نقل کی ہیں۔

ابن زرقویہ کہتے ہیں: نجا دھارے امین صاعد ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ ”صدوق“ ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے دوسروں کی کتابوں سے احادیث بیان کی ہیں جو ان کے اپنے متن میں نہیں تھیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ آخری عمر میں تائیدنا ہو گئے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ بعض طلباء نے ان کے سامنے وہ روایات پڑھ کر سنائی

ہوں۔

۳۹۶- احمد بن سلیمان ابو بکر عبادانی،

انہوں نے علی بن حرب کی شاگردی اختیار کی تھی اور ابو علی بن شاذان ان سے لاحق ہو گئے تھے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے اپنے اصحاب (یعنی علم جرح و تعدیل کے ماہرین) کو دیکھا ہے کہ وہ کسی دلیل کے بغیر ان پر

تفہید کرتے ہیں حالانکہ ان کی نقل کردہ تمام روایات بالکل ٹھیک ہیں سوائے ایک حدیث کے جس کی سند میں یہ اختلاط کا شکار ہو گئے۔

محمد بن یوسف قحطان کہتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہیں۔

۳۹۷- احمد بن سلیمان قرشی اسدی خفصانی

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترکب“ اور ”کذاب“ ہے۔

۳۹۸- احمد بن سلیمان (رخ) بن ابی الطیب

انہوں نے ہشتم سے روایات نقل کی ہیں اور اسے ”ثقة“ قرار دیا گیا ہے۔

صرف شیخ ابو حاتم رازی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: یہ حافظ الحدیث ہیں اور ان کا مقام ”صدق“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ بغداد کے رہنے والے ہیں پھر انہوں نے ”مرؤ“ اور ”رے“ (تہران) میں

سکونت اختیار کی اور یہ بخارا کے سپاہیوں کے نگران بھی بنے۔ ان کے حوالے سے امام بخاری رحمہ اللہ اور ایک گروہ نے احادیث روایت کی ہیں۔

ابوبکر صناعی کی نقل کردہ مکرر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں منقول ہے۔

ان امرأۃ اهدت البھا تمرا فاکلت منه، فقالت البراءة: اقسست عليك الا ما اکلته کله فقال النسي
صلى الله عليه وسلم: الاثم على البھنت

”ایک عورت نے ان کی خدمت میں کھجوریں پیش کیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے انہیں کھانا شروع کیا تو وہ بولی: میں آپ کو قسم دیتی ہوں کہ آپ نے یہ تمام کھجوریں کھانی ہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بارے میں ارشاد فرمایا: جو قسم کو توڑے گا وہ گناہ گار ہوگا۔“

لیٹ نے اس روایت کو معاذ یمنی راوی کے حوالے سے مرسل روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور انہوں نے یہ نہیں کہا:

کہ یہ روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے منقول ہے۔

۳۹۹- احمد بن سلیمان بن زبان کنندی دمشقی

یہ اس روایت کو نقل کرنے والے ہیں جو انہوں نے ہشام بن عمار سے نقل کی ہے۔

ان کی (اپنے استاد سے) ملاقات کے حوالے سے ان پر الزام عائد کیا گیا ہے۔ یہ 338ھ کے بعد بھی زندہ تھے۔

کسانی نے انہیں ”داعی“ قرار دیا ہے۔

عبد الغنی مصری کہتے ہیں: ”یہ“ ثقة“ نہیں ہے۔

۴۰۰- احمد بن سلیمان حرانی ارمنی:

(احمد نامی یہ راوی) عمدہ نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اترغبون عن ذکر الفاجر، اذکروہ ليعرفہ الناس

”کیا تم فاجر شخص کا ذکر کرنے سے روگردانی کرتے ہو؟ تم اس کا تذکرہ کرنا کہ لوگ اس کو پہچان جائیں“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

النوم خدر، والغشيان حدث،

”نیند ایک پردہ ہے اور بے ہوشی حدث (بے وضو کرنے کا باعث) ہے۔“

یہ دونوں روایات موضوع (گھڑی ہوئی) ہیں۔

۴۰۱- احمد بن ابی سلیمان قواریری

انہوں نے حماد بن سلمہ اور قديم راویان حدیث سے روایات نقل کی ہیں۔

ازدی اور دیگر حضرات نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے اس لیے اس سے خوش نہیں ہوا جاسکتا۔

یہ 260ھ کے بعد بھی زندہ تھا۔

ان سے محمد بن مخلد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ضعیف“ ہے۔

۴۰۲- احمد بن سہیل واسطی

انہوں نے یزید بن ہارون سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو احمد حاکم کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ مکرر روایات ہیں۔

۴۰۳- احمد بن شعیب بن سعید

یہ صدوق راویوں میں سے ہیں اور انہوں نے اپنے والد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے:

الحلال بین والحرام بین

”حلال بھی واضح ہے اور حرام بھی واضح ہے۔“

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ منکر الحدیث“ ہے اور ناپسندیدہ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ابو حاتم نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۴۰۴- (صح) احمد بن شیمان الرملی،

یہ سفیان بن عیینہ کے شاگرد ہیں اور یہ ”صدوق“ ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ غلطی کرتے ہیں، لیکن صدوق راوی بھی غلطی کر جاتے ہیں۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۴۰۵۔ احمد بن صالح (صح، خ)، ابو جعفر مصری

یہ حافظ الحدیث اور ثقہ راوی ہیں۔ جلیل القدر اہل علم میں سے ایک ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے ان کے بارے میں کلام کر کے اپنے آپ کو اذیت دی ہے ان کی پیدائش 170ھ میں ہوئی تھی۔ انہوں نے ابن عیینہ، ابن وہب اور ایک حقوق سے احادیث روایت کی ہیں۔ ان کے حوالے سے احادیث روایت کرنے والے آخری فروان ابو داؤد ہیں۔

ابن نمیر نقل کرتے ہیں: ابو نعیم نے یہ بات کہی ہے ہمارے پاس ایسا کوئی شخص نہیں آیا جو اہل حجاز کی نقل کردہ روایات کے بارے میں اس نوجوان سے زیادہ علم رکھتا ہو۔ ان کی مراد احمد بن صالح تھے۔ احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے مجھ سے دریافت کیا: تم نے مصر میں اپنے پیچھے کسے چھوڑا ہے؟ تو میں نے جواب دیا: احمد بن صالح کو تو امام احمد اس کا تذکرہ بن کر خوش ہوئے اور انہوں نے اس کے لیے دعائے خیر کی۔

فسوی کہتے ہیں: میں نے ایک ہزار سے زیادہ مشائخ سے احادیث نوٹ کی ہیں لیکن ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جسے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حجت کے طور پر پیش کر سکوں۔ صرف احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور احمد بن صالح رحمہ اللہ ایسے فرد ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احمد بن صالح ثقہ ہیں۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا جس نے کسی دلیل کی بنیاد پر ان کے بارے میں کلام کیا ہو۔

ابن وارہ کہتے ہیں: احمد بن صالح مصر میں احمد بن حنبل بغداد میں محمد بن عبد اللہ بن نمیر کوفہ میں، تفسلی حران میں یہ سب لوگ ارکان دین ہیں۔

امام ابو حاتم برصی، بخلی اور دیگر اہل علم نے یہ بات بیان کی ہے: ”یہ ثقہ“ ہیں۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں موجود ہر غلطی کو برقرار رکھتے تھے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ”یہ ثقہ اور مامون“ نہیں ہے۔

ابو سعید بن یونس کہتے ہیں: ہمارے نزدیک احمد بن صالح ویسے نہیں ہیں جیسے امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے۔ ان میں تکبر کے علاوہ اور کوئی خرابی نہیں تھی۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے یہ بھی کہا ہے: محمد بن یحییٰ نے اسے متردک قرار دیا ہے جب کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اس پر جھوٹے ہونے کا الزام لگایا ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں: امام نسائی رحمہ اللہ کی ان کے بارے میں اچھی رائے نہیں تھی۔ انہوں نے ان کی روایات کو مکرر قرار دیا ہے۔ میں نے محمد بن ہارون کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ خراسان کا رہنے والا شخص احمد بن صالح کے بارے میں کلام کرتا ہے۔ ایک مرتبہ میں احمد بن صالح کی محفل میں موجود تھا۔ انہوں نے اپنی محفل میں سے نسائی کو باہر نکلوا دیا۔ اسی وجہ سے نسائی نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ آگے چل کر شیخ ابن عدی کہتے ہیں: اگر میں نے یہ شرط عائد نہ کی ہوتی کہ میں اپنی کتاب میں ہر اس راوی کا تذکرہ کروں گا جس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے تو میں احمد بن صالح کا تذکرہ نہ کرتا۔

معاویہ بن صالح نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: احمد بن صالح جھوٹا تھا اور یہ فلسفے میں اشتغال رکھتا تھا۔ میں نے اسے دیکھا ہے یہ مصر کی جامع مسجد میں (اپنے شکوک و شبہات کا اظہار کر رہا تھا) (ذہبی کہتے ہیں:) احمد بن صالح کے بارے میں زیادہ تر روایات ہم نے اپنی کتاب ”تاریخ اسلام میں نقل کی ہیں اور ان کے حوالے سے بلند سند والی ایک روایت بھی ہم تک پہنچی ہے۔

ان کا انتقال 248 ہجری میں ہوا۔

۴۰۶۔ احمد بن صالح مکی السواق،

انہوں نے مؤثر بن اسماعیل اور ایک گروہ سے اور ان سے حسن بن الیث رازی نے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابو ذر عدرازی فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔ لیکن یہ ”ضعیف“ اور ”مجبول“ راویوں سے روایات نقل کرتا ہے۔
ابن ابی حاتم کہتے ہیں: اس مؤثر کے حوالے سے فقہ کے بارے میں کچھ روایات نقل کی ہیں جو اس کے معاملے کے کم تر ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۴۰۷۔ احمد بن صالح شمونی

انہوں نے لیث کے کاتب ابو صالح سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ مستند راویوں کے حوالے سے ”مستعمل“ روایات نقل کرتا ہے۔

۴۰۸۔ احمد بن صدوق، ابو علی الصبیح

اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے تاہم میں اس سے واقف نہیں ہو سکا۔

۴۰۹۔ احمد بن صلت حرانی

یہ احمد بن محمد بن صلت ہے۔

یہ بلاکت کا شکار ہونے والا ہے اور اس کا انتقال 300ھ سے پہلے ہو گیا تھا۔

۴۱۰۔ احمد بن صالح

اس نے زوالنون مصری امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

اقتدوا بالذین من بعدی

”میرے بعد ان دو لوگوں کی پیروی کرنا“

یہ روایت غلط ہے اور احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس پر اعتقاد نہیں کرتے تھے۔

۴۱۱- احمد بن حارق الکفرکی محدث

انہوں نے ابن خلا یہ اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

حافظ ضیاء الدین کہتے ہیں: یہ غالی شیعہ تھا۔

(امام ذہبی، بیئۃ المفتر ماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 600 ہجری سے پہلے ہوا۔

اس نے ہمارے شیخ احمد بن ابوالخیر کو اجازت دی تھی۔

۴۱۲- احمد بن طاہر سمرقندی

انہوں نے فح میں سکونت اختیار کی تھی۔

انہوں نے عمرو بن احمد عمری سے منکر روایات نقل کی ہیں اور ان سے ابو حفص حمویہ سمرقندی نے روایات نقل کی ہیں۔

تو خرابی کی بنیاد یہ ہے یا اس کے حوالے سے روایت نقل کرنے والا راوی ہے۔ یہ بات اور ایسی نے ذکر کی ہے۔

۴۱۳- احمد بن طاہر بن حرملة بن یحییٰ مصری

انہوں نے اپنے دادا سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی بیئۃ المفتر ماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

شیخ ابن عدی بیئۃ المفتر ماتے ہیں: اس نے اپنے دادا کے حوالے سے امام شافعی بیئۃ المفتر سے جھوٹی حکایات نقل کی ہیں جن کے ذکر کو اس

نے طول دیا ہے اس نے یہ بات بیان کی ہے کہ اس راوی نے ابن رملہ میں ایک بندہ رکھا جو مرنے والا تھا۔

اس نے ایک روایت بھی نقل کی ہے جو منکر ہے اور جس کا متن یہ ہے:

ابی اللہ ان یوزق المؤمن الامن حیث لا یعلم

”اللہ تعالیٰ نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ وہ مومن کو رزق دے ماسوائے اس جگہ کے جس کے بارے میں اسے علم بھی نہ

ہو۔“ (یعنی اللہ تعالیٰ نے یہ بات طے کی ہے کہ وہ مومن کو وہیں سے رزق دے گا جو اس مومن کے علم میں بھی نہیں ہوگا)۔

۴۱۴- احمد بن طاہر بن عبد الرحمن

انہوں نے بشر بن مطر سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے عبد اللہ ابن ابراہیم الہندونی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ہندونی سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے اسے ”واہی“ قرار دیا اور یہ کہا: اگر اس سے یہ پوچھا جائے کہ کیا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تمہیں کوئی حدیث سنائی ہے؟ تو یہ جواب دے گا: ”جی ہاں“

۴۱۵- احمد بن ابوطیب

یہ احمد بن سلیمان ہے جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۳۱۶- احمد بن عاصم ملخی، ابو محمد

ابن ابی حاتم نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور یہ راوی ”مجبول“ ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: بلکہ یہ راوی مشہور ہے اس کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ نے ”الادب المفرد“ میں روایت نقل کی ہے۔

۳۱۷- احمد بن عباس صنعانی

انہوں نے محمد بن یوسف فریابی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس میں کچھ خالی ہے۔ ابن عدی نے بھی اس کا تذکرہ کیا ہے اور ابن جوزی نے بھی اس کے بارے میں حکایت نقل کی ہے جہاں تک میرا تعلق ہے تو میں نے اس کا تذکرہ صرف اس لیے کیا ہے کیوں کہ میں نے اس کا ذکر ابن عدی کی کتاب میں دیکھا ہے۔

۳۱۸- احمد بن عباس، ابو بکر ہاشمی

انہوں نے محمد بن عبد اللہ اعلیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ فرماتے ہیں: اس سے استدلال درست نہیں ہے۔ میں اس کے پاس آیا تو اس نے مجھے کچھ احادیث املا کروائیں۔ ان میں سے ایک وہ روایت ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اربعة لعنتهم لعنتهم الله، وكل نبي عجايب الدعوة: الزائد في كتاب الله، والمكذب بقدر الله، والمستحل من عترتي ما حرم الله، والمتعزز بالمجبروت لينزل من اعز الله

”چار آدمی ایسے ہیں جن پر میں نے بھی لعنت کی ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ان پر لعنت کی ہے اور ہر وہ نبی جس کی دعا مستجاب ہوتی ہے اس نبی نے بھی لعنت کی ہے۔ وہ شخص جو اللہ کی کتاب میں اضافہ کرے وہ شخص جو اللہ کی تقدیر کو جھٹلائے وہ شخص جو میری عزت سے متعلق ان چیزوں کو حلال قرار دے جو اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دی ہیں اور وہ شخص جو اس لیے اقتدار حاصل کرنا چاہتا ہو کہ اس شخص کو ذلیل کرے جسے اللہ تعالیٰ نے عزت عطا کی ہے۔“

یہ روایت ابن عدی نے احمد بن حنبل نامی اس راوی کے حوالے سے ذکر کی ہے اور یہ کہا ہے: یہ منکر روایات نقل کرتا ہے۔

۳۱۹- احمد بن عباس بن جمویہ، ابو بکر الخلال

اس پر (جھوٹ بولنے کا) کا الزام ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ملعون من سب اباہ فذكر حديثاً طويلاً

”وہ شخص ملعون ہے جو اپنے باپ کو برا کہے۔ اس کے بعد انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے۔“

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کی سند میں اس کے علاوہ ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس پر اس روایت کی خرابی کا وزن ڈالا جاسکے۔

۳۲۰- احمد بن عبد اللہ بن خالد جو باری

(اور ایک قول کے مطابق) اس کا اسم منسوب جو باری ہے۔

جو باری ہرات صوبے کی آبادی ہے۔ یہ شخص ”توق“ کے نام سے بھی معروف ہے۔

انہوں نے ابن عیینہ اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ابن کرام کے لیے اپنی طرف سے جھوٹی روایات بنالیتا تھا جو اس کی خواہش ہوتی تھی۔ ابن کرام اس حوالے سے منقول تحریرات میں اس روایت کو نقل کر دیتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

یکون فی امتی رجل یقال له ابو حنیفۃ یحسد اللہ سنتی علی یدہ الحدیث

”میری امت میں ایک شخص ہوگا۔ جس کا نام ابو حنیفہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے میری سنت کی تجدید کرے گا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

اطلبوا العلم ولو بالصین

”علم کو تلاش کرو۔ خواہ وہ چین میں ہو۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من اعتشط قالها د کبه الدین

”جو شخص کھڑا ہو کر کنگھی کرتا ہے قرض اس پر سوار ہو جاتا ہے۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ابوی جو باری ہے جو دجالوں میں سے ایک دجال ہے۔

اس نے امر کے حوالے سے کئی ہزار ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں سے کوئی ایک بھی ان امر نے بیان نہیں کی۔

ان میں سے ایک روایت وہ ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور

پر نقل کی ہے۔

الایمان قولی ، والعمل شرانعه ، لا یزید ولا ینقص

”ایمان قول کا نام ہے، عمل اس کی شرائع ہیں اور ایمان میں کوئی کمی و بیشی نہیں ہوتی۔“

امام نسائی رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جو باری ان افراد میں سے ہے جو جھوٹا ہونے کے حوالے سے ضرب النمل کی

حیثیت رکھتے ہیں۔

اس کی قیامت خیز روایات میں سے ایک روایت یہ ہے:

حضور مجتہد عالم خیر من حضور الف جنازۃ، ومن الف رکعة، ومن الف حجة، ومن الف غزوة
 ”عالم کی محفل میں حاضر ہونا ایک ہزار جنازوں میں شریک ہونے سے ایک ہزار رکعات ادا کرنے سے ایک ہزار حج کرنے
 سے اور ایک ہزار جنگوں میں شرکت کرنے سے زیادہ بہتر ہے۔“
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قال: اها عنيت ان السنة تقضى على الفقر آن
 ”کیا تم یہ بات نہیں جانتے کہ سنت قرآن کے مطابق فیصلہ دیتی ہے۔“
 امام بیہقی بیہقی نے یہ روایت نقل کی ہے کہ جو باری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے، حضرت
 عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ایک ہزار کے قریب مسائل روایت کیے ہیں۔
 فلسطینی کہتے ہیں: یہ راوی معروف نہیں۔

جو باری نامی یہ راوی ”متروک“ ہے۔
 امام بیہقی بیہقی فرماتے ہیں: جہاں تک جو باری کا تعلق ہے تو میں اسے اچھی طرح جانتا ہوں کہ یہ نبی اکرم ﷺ کے حوالے سے
 جھوٹی احادیث بیان کرتا ہے اور اس نے ایک ہزار سے زیادہ جھوٹی روایات ایجاد کی ہوئی ہیں۔
 میں نے امام حاکم بیہقی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: یہ کذاب اور ضعیف ہے اور اس نے اعمال کے فضائل کے بارے میں بہت سی
 جھوٹی روایات ایجاد کی ہیں۔ اس کی نقل کردہ حدیث کو کسی بھی صورت میں روایت کرنا جائز نہیں ہے۔
 میں نے امام حاکم بیہقی کو یہ بھی کہتے ہوئے سنا ہے: لوگوں نے اس مسئلے کے بارے میں اختلاف کیا ہے کہ حسن بصری نے
 حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے یا نہیں؟ میں اس بات کا پتہ چلا ہے کہ ایک مرتبہ یہی مسئلہ جو باری کے سامنے پیش کیا
 گیا تو اس نے ایک مستند حدیث روایت کر دی کہ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے اور اس میں یہ بتایا ہے کہ یہ روایت حسن بصری
 نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنی ہوئی ہے۔

۳۶۱- احمد بن عبد اللہ بن حکیم، ابو عبد الرحمن فریانی مروزی

شیخ ابن عدی بیہقی فرماتے ہیں: اس نے فضیل بن عیاض اور عبداللہ بن مبارک اور ان کے علاوہ دیگر حضرات کے حوالے سے منکر
 روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی بیہقی نے کہا ہے: یہ ”فقہ“ نہیں ہے۔

حافظ ابو نعیم اصفہانی کہتے ہیں: یہ حدیث گھڑنے کے حوالے سے مشہور ہے۔

امام ابن حبان بیہقی فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے
 طور پر نقل کی ہے۔

من تختم بفص یا قوت نفی عنه الفقر

”جو شخص یا قوت کے ٹکپنے والی انگلی پھنستا ہے اس سے غربت دور ہو جاتی ہے۔“

یہ روایت ابن عدی نے حسن بن سفیان کے حوالے سے اس راوی سے نقل کی ہے اور یہ روایت جھوٹی ہے۔
میں نے امام بخاری رحمہ اللہ کو دیکھا ہے کہ انہوں نے اس کے حوالے سے کتاب ”الضعفاء“ میں روایت نقل کی ہے۔

۴۲۲- احمد بن عبد اللہ بن میسرہ نہاوندی، ثم حرائی، ابو میسرہ

انہوں نے یحییٰ بن سلیم، ابو بدر سکونی اور ابو معاویہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں اور یہ لوگوں کی احادیث چوری کر لیتا تھا۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَاكُ آخِرَ النَّهَارِ وَهُوَ صَائِمٌ

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری حصے میں روزے کے دوران سواک کر لیتے تھے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: صحیح یہ ہے کہ یہ روایت ”موقوف“ ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۴۲۳- احمد بن عبد اللہ بن حسین ضریر

اس نے محمد بن عبد الملک دقفی سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور اس میں جھوٹی ہونے کا وبال اس کے ذمے ہے اور اپنی سند

کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے)

اَتَانِي جِبْرَائِيلُ وَعَلَيْهِ قَبَاءُ اسود، وخف اسود، ومنطقة، وقال: يا محمد، هذا زى بنى عمك من

بعدك

”جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے انہوں نے سیاہ قباء اور مٹی ہوئی تھی اور سیاہ موزے پہنے ہوئے تھے اور سیاہ پتکے باندھا ہوا

تھا۔ دو بولے: اے حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)! یہ آپ کے بعد آپ کے چچا زاد لوگوں کا علامتی نشان ہوگا۔“

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے۔

۴۲۴- احمد بن عبد اللہ بن عیاض مکی

انہوں نے عبد الرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ قصہ گو (یعنی عوامی خطیب) تھا۔

۴۲۵- احمد بن عبد اللہ بن حنبلین

انہوں نے ابوقاسم بغوی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ رافضی تھا اور (صحابہ کرام سے) بغض رکھے والا تھا۔ یہ بغداد میں رہتا تھا۔ ابوالقاسم تنوخی نے اس کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

۴۲۶- احمد بن عبد اللہ

(اور یہ بھی کہا گیا ہے): ابن واقد، یہ امام عبدالرزاق کا بھانجا ہے۔

انہوں نے اپنے ماموں سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے امام عبدالرزاق کی طرف کچھ روایات منسوب کی ہیں۔ تو امام عبدالرزاق سے منقول ان روایات میں منکر روایات شامل ہیں۔ اس میں خرابی کی بنیاد بھی محض ہوگا۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

۴۲۷- احمد بن عبد اللہ بن ربیعہ بن عجلان

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا صلی احدکم فلیصبت خلف الامام، فان قراءتہ لہ قراءۃ وصلاتہ لہ صلاۃ

”جب کوئی شخص نماز ادا کرے تو امام کی اقتداء میں خاموش رہے کیوں کہ امام کا قرأت کرنا ہی مقتدی کا قرأت کرنا ہوگا اور امام کی نماز ہی مقتدی کی نماز شمار ہوگی۔“

یہ روایت اس سیاق کے اعتبار سے ”منکر“ ہے۔ خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے محمد بن العیثم واسطی نے یہ روایت نقل کی ہے۔

۴۲۸- احمد بن عبد اللہ بن یزید مہمشی مؤدب ابو جعفر

انہوں نے امام عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سامرہ میں احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

هذا امير البررة، وقاتل الفجرة، انا مديفة العلم وعلي بابها

”یہ (علی) نیک لوگوں کا امیر ہے، گناہ گاروں کے ساتھ لڑنے والا ہے۔ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے۔“

ان سے ابو معاویہ ضریر اور اسماعیل بن ابان غتوی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مخلد نے کہا ہے: ان کا انتقال 271 ہجری میں ہوا۔

۴۲۹- احمد بن عبد اللہ بن یزید بن قاسم طبرکی:

میں یہ سمجھتا ہوں اسی شخص نے یہ درج ذیل روایت ایجاد کی ہے جو حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”الحیاء من الایمان، والایمان فی الجنة، والبذاء من الجفاء، والجفاء فی النار
”حیا ایمان کا حصہ ہے اور ایمان جنت میں لے جاتا ہے اور قحش گوئی جفا کا حصہ ہے اور جفا جہنم میں ہوگی۔“

۴۳۰- احمد بن عبد اللہ، ابو مضر عسقلانی

انہوں نے ابن ابوسری عسقلانی سے روایات نقل کی ہیں۔
ابو عبد اللہ بن مندہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ منکر روایات ہیں۔

۴۳۱- احمد بن عبد اللہ، ابو علی الکندی خراسانی

یہ ”لجاج“ کے نام سے معروف ہے اور اس سے منکر و باطل روایات منقول ہیں۔
یہ بات ابن عدی نے کہی ہے۔

پھر انہوں نے اس راوی کی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔
رخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثمن کتب الصيد
”نبی اکرم ﷺ نے شکاری کتے کی قیمت (حاصل کرنے) کی اجازت دی ہے۔“

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے کہ یہ کچھ روایات کو نقل کرنے میں منفر د ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے نقل کی ہیں۔

عبد الحق کہتے ہیں۔ یہ روایت جھوٹی ہے۔

۴۳۲- احمد بن عبد اللہ بن مسمار

اس نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں ابو ربیع زہرانی کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔
اس کے علاوہ اس نے ایک اور جھوٹی روایت نقل کی ہے جو اس نے ربیع بن سلیمان کی طرف منسوب کی ہے۔ حالانکہ خرابی کی بنیاد یہی شخص ہے۔ ابن نجار نے اسے ”وای“ قرار دیا ہے۔

۴۳۳- احمد بن عبد اللہ شاشی:

انہوں نے مسمر سے روایات نقل کی ہیں۔
ابو الفتح ازودی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

۴۳۴- احمد بن عبد اللہ کوفی

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟
اس نے نعیم بن حماد کے حوالے سے ایک منکر روایت نقل کی ہے۔

۴۳۵- احمد بن عبد اللہ الابلی

انہوں نے حمید الطویل سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔
اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے گویا کہ اس نے خود اسے بنایا ہے۔

۴۳۶- احمد بن عبد اللہ ثاقبی

انہوں نے ابوقاسم بن حبابہ سے روایات نقل کی ہیں۔
ابوبکر خطیب بغدادی نے اسے "لین" قرار دیا ہے اور یہ اکابر شافعی فقہاء میں سے ایک ہے اس کی کثیت ابولہر نجار ہے۔

۴۳۷- (صح) احمد بن عبد اللہ الحافظ ابو نعیم اصہبانی

یہ جلیل القدر اہل علم میں سے ایک ہیں۔
یہ "صدوق" ہیں ان کے بارے میں کسی دلیل کے بغیر کلام کیا گیا ہے۔ تاہم یہ بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک سزا کی حیثیت رکھتی ہے جو کہ انہوں نے اپنی خواہش نفس سے ابن مندہ کے بارے میں کلام کیا تھا۔
خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے ابو نعیم کے حوالے سے کچھ ایسی چیزیں دیکھی ہیں جن میں انہوں نے تساہل سے کام لیا ہے۔
ان میں سے ایک چیز یہ ہے کہ یہ اجازت کے بارے میں مطلق طور پر لفظ "اخبارنا" استعمال کر لیتے ہیں اور وضاحت نہیں کرتے ہیں۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ ان حضرات کے موقف کے مطابق ہے جو اس کو درست سمجھتے ہیں۔ جس میں ابو نعیم اور دیگر حضرات بھی شامل ہیں اور یہ تدلیس کی ایک قسم ہے۔

ابو نعیم کے بارے میں ابن مندہ نے جو کلام کیا ہے وہ انتہائی غلط ہے میں اسے نقل کرنا پسند نہیں کروں گا اور میں ان دونوں میں سے کسی ایک کا قول دوسرے کے بارے میں قبول نہیں کروں گا۔ میرے نزدیک یہ دونوں مقبول ہیں۔ میرے علم کے مطابق ان کی خرابی صرف یہی ہے کہ یہ موضوع روایات نقل کر دیتے ہیں اور اس کے بارے میں خاموش رہتے ہیں۔

میں نے یوسف بن احمد شیرازی کی تحریر میں یہ بات پڑھی ہے: وہ کہتے ہیں: میں نے ابن طاہر مقدسی کی تحریر میں یہ بات نوٹ کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ابو نعیم کی آنکھوں کو گرم رکھے جس نے ابو عبد اللہ بن مندہ کے بارے میں کلام کیا ہے حالانکہ لوگوں کا ان کی امامت پر اتفاق ہے اور ابو نعیم لاحق کے بارے میں خاموش رہے ہیں حالانکہ لوگوں کا اتفاق ہے کہ یہ راوی جھوٹا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: معاصرین کے بارے میں کلام کرتے ہوئے ان کے معاصرین کی پردہ انہیں کی

جاتی، وہ بھی خاص طور پر اس وقت جب آپ کے سامنے یہ بات واضح ہو کہ ان میں آپس میں کوئی عداوت یا مذہبی اختلاف یا حسد پایا جاتا ہے اس چیز سے نجات دہی شخص حاصل کر سکتا ہے جسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور میرے علم کے مطابق ایسا کوئی زمانہ نہیں گزرا جس زمانے کے لوگ اس چیز سے محفوظ رہے ہوں۔ البتہ انبیاء کرام اور صدیقین کا حکم مختلف ہے۔ اگر میں چاہتا تو اس موضوع پر کئی رجسٹر تحریر کر سکتا تھا۔

اللهم فلا تجعل في قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم

”اے اللہ! ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لیے رکاوٹ نہ بنانا جو ایمان لائے ہیں۔ اے ہمارے پروردگار! بے شک تو مہربان، رحم کرنے والا ہے۔“

۴۳۸- احمد بن عبد اللہ ابن قلان

انہوں نے فضل بن عبد اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر احادیث گھڑنے کا الزام لگایا ہے۔

۴۳۹- احمد بن عبد اللہ بن محمد، ابو الحسن بکری

یہ کذاب اور دجال ہے جو جھوٹے واقعات ایجاد کرتا ہے ان کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی تو یہ کتنا جاہل ہے اور اس میں حیا کی کتنی کمی ہے۔ اس نے کسی سند کے ساتھ کوئی ایک بھی علمی بات روایت نہیں کی ہے۔ لیکن بازار میں اس کی یہ کتابیں مل جاتی ہیں۔

”ضیاء الانوار، رأس الغول، شر الدہر، کتاب ”کلندچہ“، ”حصن الدولاب“، ”المحصل السبحة“ و صاحبہا ہمام بن الجحاف، حروب الامام علی ع (اور اس کے علاوہ کچھ دوسری کتابیں ہیں)۔“

۴۴۰- احمد بن عبد اللہ نہروانی

اس نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ بات مذکور ہے ”جنت میں ایک نہر زیچون کے تیل کی ہوگی۔“ ابن ماکولا اور دیگر حضرات نے اس پر جہت عائد کی ہے۔

۴۴۱- احمد بن عبد اللہ بن سلیمان، ابو العلاء معری لغوی الشاعر

اس نے یحییٰ بن مسر کے حوالے سے ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ جرائی سے ایک جزو روایت کیا ہے۔

اس کے کچھ ایسے اشعار ہیں جو اس کے زندقہ ہونے پر دلالت کرتے تھے۔ میں نے اس کا تفصیلی تذکرہ اپنی بڑی تاریخ میں کیا ہے۔

۴۴۲- احمد بن عبد الجبار عطاردی

انہوں نے ابو بکر بن عیاش اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

کئی محدثین نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اہل علم کو دیکھا ہے جو اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔ تاہم مجھے ان کے حوالے سے کسی منکر روایت کا علم نہیں ہو سکا۔

محمد شین نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے کیوں کہ اس نے جن حضرات کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں ان سے اس نے ملاقات نہیں کی ہوئی۔

مطین کہتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابو کریب نے اس کی تعریف کی ہے۔ اس کے بارے میں ہمارے مشائخ کے درمیان اختلاف ہے تاہم یہ علم حدیث کے ماہرین میں سے نہیں ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

ان کے صاحبزادے عبدالرحمن کہتے ہیں: میں نے اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھیں پھر میں اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کرنے سے رک گیا کیوں کہ لوگوں نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن مقفہ اس کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کیا کرتے تھے۔

انہوں نے یہ بات بھی ذکر کی ہے ان کے پاس اس کے حوالے سے ایک رجسٹر تحریر ہے۔ جس میں یہ مذکور ہے کہ اس میں کسی بھی راوی کے حوالے سے حدیث بیان کرنے سے پرہیز نہیں کیا ہے۔

ان کا انتقال 272 ہجری میں ہوا۔

۳۴۳- احمد بن عبدالرحمن بن وہب (م)، ابو عبید اللہ مصری:

یہ عیسیٰ کے نام سے معروف ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے مصر کے مشائخ کو دیکھا ہے وہ اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔ تاہم جو لوگ مصر کے رہنے والے نہیں ہیں۔ انہوں نے اس سے احادیث حاصل کرنے سے منع نہیں کیا: جیسے امام ابوزر عہ، امام ابو حاتم اور ان کے بعد کے افراد۔

عبدان نے مجھے یہ بات بتائی ہے ہمارے زمانے میں اس کا معاملہ بالکل ٹھیک تھا اور جس روایت کو اس نے حرمہ سے لاحق نہیں کیا۔ اس پر میں اعتماد کرتا ہوں اور ہر وہ روایت جسے ابن وہب کے حوالے سے نقل کرنے میں یہ منفرد ہے۔ اسے اہل علم نے ابو عبد اللہ کے پاس پالیا ہے۔ اس میں سے ایک ”کتاب الرجال“ ہے۔

محمد بن محمد بن اعیث کہتے ہیں: ایک مرتبہ ہم ابن وہب کے بھتیجے کے پاس موجود تھے ان کے پاس سے ہارون بن سعید اہلی گزرے۔ وہ سوار تھے۔ انہوں نے اسے سلام کیا پھر وہ بولے: کیا میں آپ کو ایک بات بتاؤں۔ میرے پاس علم حدیث کے کچھ ماہرین آئے اور انہوں نے آپ کے بارے میں سوال کیا تو میں نے کہا: ابو عبید اللہ سے تو ہمارے بارے میں دریافت کیا جاسکتا ہے ہم سے ان

کے بارے میں سوال نہیں کیا جاسکتا۔

یہ وہی صاحب ہیں جو اپنے چچا کی موجودگی میں ہمیں الماء کروایا کرتے تھے اور یہ وہی صاحب ہیں۔ جو ہمارے سامنے (احادیث) پڑھا کرتے تھے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر وہ روایت جس کو محدثین نے اس کے حوالے سے منکر قرار دیا ہو تو اس میں احتمال ہوگا اگر اس روایت کو اس کے علاوہ کسی اور نے نقل نہ کیا ہو۔ تو ہو سکتا ہے اس کے چچا نے اسے بطور خاص وہی روایت سنائی ہو۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یکون فی آخر الزمان قوم یحلون الحرام، ویحرمون الحلال، ویقیسون الاصور برأیہم
”آخری زمانے میں کچھ ایسے لوگ آئیں گے۔ جو حرام کو حلال قرار دیں گے اور حلال کو حرام قرار دیں گے اور مسائل میں اپنی رائے کے ساتھ قیاس کرتے ہوئے (فتویٰ دیں گے)“

یہ روایت فہم بن حماد کے حوالے سے عیسیٰ سے منقول ہونے کے طور پر معروف ہے، لیکن یہ روایت اس سے سوید بن سعید، عبد الوہاب بن ضحاک اور حکم بن مبارک خاشعی نے چوری کر لی۔ ابو سعید اللہ کی اس روایت کو بھی اہل علم نے منکر قرار دیا ہے۔ انہوں نے اپنے چچا سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا کان الجہاد علی باب احدکم فلا یحرج الا باذن ابویہ

”جب کسی شخص کے دروازے پر جہاد آجائے تو وہ اپنے ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لیے نہ نکلے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یاتی علی الناس زمان یرسل الی القرآن فیرفع من الارض

”لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا جب وہ قرآن کو چھوڑ دیں گے اور پھر اسے زمین پر سے اٹھالیا جائے گا۔“

اس روایت کو ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کرنے میں احمد بن عبد الرحمن نامی یہ راوی متفرد ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ اس نے اپنی آخری عمر میں کچھ منکر روایات نقل کی ہیں جیسا کہ اس نے اپنے چچا کے حوالے سے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

ان اللہ زادکم صلاة الی صلاتکم وہی الوتر

”بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری نمازوں کے ساتھ ایک اور نماز کا اضافہ کر دیا ہے اور وہ وتر کی نماز ہے۔“

یہ روایت ابن وہب کی گھڑی ہوئی ہے۔

حاکم بیان کرتے ہیں: میں نے محمد بن یعقوب کو سنا۔ وہ کہتے ہیں: میں نے ابو بکر محمد بن اسحاق کو سنا۔ ان سے پوچھا گیا۔ کیا وجہ ہے کہ آپ احمد بن عبد الرحمن کے حوالے سے روایت نقل کر دیتے ہیں جب کہ سفیان بن وکیع کے حوالے سے روایت نقل نہیں کرتے۔ تو

انہوں نے جواب دیا: اس کی وجہ یہ ہے کہ احمد نامی راوی کی جن روایات کو منکر قرار دیا گیا۔ جب وہ ان کے سامنے پیش کی گئیں تو انہوں نے آخر میں ان سے رجوع کر لیا تھا سوائے اس حدیث کے جو انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے

إذا حضر العشاء

”جب رات کا کھانا آ جائے۔“

جہاں تک سفیان بن عیینہ کا تعلق ہے تو ان کے کا تب نے ان کی روایات میں بہت سی جھوٹی روایات داخل کر دیں۔ لیکن سفیان نے ان سب کو نقل کر دیا۔ ہم نے ان روایات کے بارے میں ان سے گفتگو کی۔ تو انہوں نے ان روایات سے رجوع نہیں کیا۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یجهر بسم اللہ الرحمن الرحیم فی الصلاة

”نبی اکرم ﷺ نماز کے دوران بلند آواز میں بسم اللہ پڑھتے تھے۔“

شیخ احمد دوفی اور شیخ شہاب نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ہمیں سنائی ہے۔

ابن یونس کہتے ہیں: یہ راوی مستند نہیں ہو سکتا۔

ان کا انتقال 264 ہجری میں ہوا۔

۴۴۴- احمد بن عبد الرحمن (ت، س، ق) بسری، ابوالولید،

یہ دمشق کا رہنے والا ہے اور صدوق ہے۔ اس کے حوالے سے امام ابن ماجہ نے احادیث روایت کی ہیں۔ البتہ اسماعیل بن عبد اللہ نے اس کے بارے میں کہا ہے یہ خواثین کو حلال کر دیا کرتا تھا (یعنی یہ حلال کیا کرتا تھا) انہوں نے ولید بن مسلم سے روایات نقل کی ہیں۔

قاضی اسماعیل بن عبد اللہ کہتے ہیں: ابوالولید نے ولید بن مسلم سے کسی بھی روایت کو نہیں سنا ہے اور اگر وہ میرے سامنے اس بارے میں گواہی دے تو میں اس کو قبول نہیں کروں گا کیوں کہ وہ حلال کرنے والا شخص ہے جو خواثین کو حلال کر دیا کرتا تھا۔ اسے تھوڑی سی رقم دی جاتی تھی اور وہ طلاق دے دیتا تھا۔ دمشق میں اس کا حال بہت برا تھا تو تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جھوٹے راویوں سے احادیث سننے سے بچو۔ جہاں تک بکار کا تعلق ہے تو میں اس کی گواہی کو بھی درست قرار نہیں دیتا یہ وہی شخص ہے جس نے اس کی طرف کتابیں بھیجی تھیں اور یہ دونوں جھوٹے ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ابوالولید کی حالت وہ نہیں ہے جو ابوبکر باغندی سکری کے حوالے سے نقل کی ہے بلکہ وہ اہل صدق میں سے تھے۔

ان کے حوالے سے امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے اور آپ کے لیے اتنی ہی کافی ہے۔ دمشق کہتے ہیں: یہ صالح آدمی تھے۔

۴۴۵- احمد بن عبد الرحمن بیروٹی

انہوں نے اوزاعی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ نہیں پتہ چل سکا کہ یہ کون ہے۔
۴۴۶- احمد بن عبد الرحمن کفر توئی:

اس کا لقب ”محمد“ ہے۔

شیخ ابن عدی نے بیان فرماتے ہیں: یہ ضعیف ہے اور یہ حدیث میں مرقہ کیا کرتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

محبوس هذه الاممة الذين يكذبون بالقدر ان مرضوا فلا تعودوهم الحديث
”اس امت کے مجوسی وہ لوگ ہیں جو تقدیر کو جھٹلاتے ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو تم ان کی عیادت نہ کرو (آگے پوری حدیث ہے)۔“

چھ حضرات نے یہ روایت اپنی سند کے ساتھ ہمیں امام اوزاعی کے حوالے سے سنائی ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

الجنة دار الاسخياء

”جنت خبی نوگوں کا ٹھکانہ ہے۔“

یہ روایت بقیہ کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ امام اوزاعی سے منقول ہے جس میں یوسف نامی راوی ساقط ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت معاذ بن جبلؓ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لو يعلم الناس ما لهم في الجنة لاشتروها بوزنها ذهباً
”اگر لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جہنم (جنت) میں انہیں کتنا فائدہ ہے تو وہ اسے ضرور خرید لیں گے اگرچہ اس کے وزن جتنے سونا دینا پڑے۔“

اس کی مانند ایک روایت اس نے عقبہ کے حوالے سے ثور سے نقل کی ہے۔

۴۴۷- احمد بن عبد الرحمن سقطی:

یہ عمر سیدہ رادی معروف نہیں ہے۔ صرف مقیدہ طور پر اس کی شناخت ہو سکی ہے۔

اس نے یزید بن ہارون سے حمید کے حوالے سے حضرت انسؓ سے ایک موضوع روایت نقل کی ہے۔

۴۴۸- احمد بن عبد الرحمن جر جانی ہاشمی

اور کسی کہتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔

اس نے اہم اور اس کے معاصرین سے احادیث روایت کی ہیں پھر یہ اوپر جو کریم بن مسیب سے روایات نقل کرنے لگا: یعنی ان افراد سے جس کا زمانہ اس نے پایا ہی نہیں ہے۔

۴۴۹- احمد بن عبد الرحمن بن جابر و الرقی

انہوں نے ربیع المرادی اور اکابر راویوں سے روایات نقل کی ہیں۔

360ھ کے آس پاس حافظ ابو نعیم نے ان سے ملاقات کی تھی اور ان سے احادیث کا سماع کیا تھا۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ جھوٹا ہے۔

اس کی بیان کردہ جھوٹی روایات میں ایک یہ روایت بھی ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

جمال الرجل فصاحة لسانه

”آدمی کی خوبصورتی اس کی زبان کی فصاحت میں ہوتی ہے۔“

۴۵۰- احمد بن عبد الرحمن بن عقال حرائی

انہوں نے ابو جعفر ثعلبی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو عمرو کہتے ہیں: یہ اپنے دین کے اعتبار سے قابل اعتماد نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ابن عدی اور طبرانی نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کی کسبت ابو الفوارس ہے۔

۴۵۱- احمد بن عبد الرحیم، ابو جعفر جر جانی

اس نے جریر بن عبد الحمید کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور حیا کی کمی کی وجہ سے 300ھ کے آس پاس میں جریر کے حوالے

سے روایات نقل کی ہیں۔ ابن عدی نے اس کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور یہ بات بیان کی ہے جو ان لوگوں کے

حوالے سے احادیث بیان کرتا ہے جن کا زمانہ بھی اس نے نہیں پایا بلکہ وہ اس سے کافی عرصہ پہلے فوت ہو چکے تھے۔

۴۵۲- احمد بن عبد الصمد، ابو ایوب انصاری الزرقی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ثم القينة سحت، وثمان الكلب سحت

”فاحشہ عورت کی کمائی حرام ہے، کتے کی قیمت حرام ہے۔“

احمد نامی یہ راوی معروف نہیں، اور یہ روایت ”منکر“ ہے۔

۴۵۳- احمد بن عبد العزیز مؤدب

یہ پیشی کے نام سے معروف ہے۔

انہوں نے عبد الرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

اگر اس سے واسطی مراد ہو جو ردہ میں مقیم ہو گیا تھا تو پھر اس کے حوالے سے ایک موضوع روایت بھی منقول ہے۔

۴۵۴- احمد بن عبد العزیز، ابو حاتم، وراق،

یہ بعد کے زمانے کا عمر رسیدہ شخص ہے۔

ابن طاہر کہتے ہیں: اس نے جھوٹی احادیث ایجاد کی ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مظن کے حوالے سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ اس نے صحیح سند کے ساتھ ایک جھوٹی روایت بیان کی

ہے۔

۴۵۵- احمد بن عبد القاہر

انہوں نے منبہ بن عثمان سے اور ان سے طبرانی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۴۵۶- احمد بن عبد الملک الفارسی الاظم

اس کا انتقال 360ھ سے پہلے سمرقند میں ہوا۔

اس نے عمران بن موسیٰ سختیانی سے احادیث نقل کی ہیں۔

اور یہی کہتے ہیں: ہم نے اس سے احادیث نوٹ کی ہیں۔ حصول کے اعتبار سے یہ بہت برا ہے جو روایات میں کمی بیشی کرتا ہے اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا۔

۴۵۷- احمد بن عبد المؤمن:

انہوں نے رواد بن جراح سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن یونس کہتے ہیں: اس نے موقوف روایات کو ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

۴۵۸- احمد بن عبید اللہ بن ابی ظبیہ

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالقاسم بغوی کہتے ہیں: 225ھ میں میری اس سے ملاقات ہوئی تو اس نے مجھ سے کہا۔ میں 127ھ کے رمضان کے مہینے سے مسلسل روزے رکھ رہا ہوں۔ تو میں یہ کہتا ہوں کہ اس راوی کی کوئی حیثیت نہیں ہے اور یہ قابل اعتماد نہیں ہے۔

۴۵۹- احمد بن عبید اللہ، ابو العزیز کا دش:

یہ راوی مشہور ہے اور ابن عساکر کے مشائخ میں سے ہے۔

اس نے احادیث ایجاد کرنے کا اقرار کیا تھا پھر اس نے توبہ کر لی اور نیک آدمی بن گیا۔

۴۶۰- احمد بن عبید اللہ بن عمار المعروف بخمار العزیز:

یہ شیخ کے اکابرین میں سے ہے۔

اس نے عثمان بن ابوشیبہ اور دیگر حضرات کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بات بھی بیان کی گئی ہے یہ قدریہ کا عقیدہ رکھتا تھا۔

۴۶۱- احمد بن عبید بن ناصح، ابو عسیدۃ نخوی

یہ حدیث نقل کرنے میں کم تر درجے کا نیک شخص ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

ابو احمد حاکم کہتے ہیں۔ اس کی نقل کردہ زیادہ تر روایات کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

اس نے یزید بن ہارون کا زمانہ پایا ہے اور اس نے محمد بن مصعب کے حوالے سے وہ روایت نقل کی ہے جس میں یہ بات منقول

ہے کہ امام اوزاعی نے خلیفہ منصور کو نصیحت کی تھی۔ اس میں بہت سی منکرات تھیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سب باتوں کے باوجود میرے نزدیک یہ اہل صدق میں سے ہے اور یہ منکر روایات نقل کرتا

ہے۔

۴۶۲- احمد بن عبدۃ (صح، عم، عمو) ضعی

یہ بصری ہیں۔

انہوں نے حماد بن زید اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو حاتم اور نسائی نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

شیخ ابن خراش فرماتے ہیں: لوگوں نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے، لیکن ابن خراش کے اس شخص کے بارے میں اس قول کی

تصدیق نہیں کی گئی۔ اس اعتبار سے یہ شخص حجت ہے۔

۴۶۳- احمد بن عتاب مروزی

انہوں نے عبدالرحیم بن زید الحمی سے روایات نقل کی ہیں۔

احمد بن سعید بن معدان کہتے ہیں: یہ صالح بزرگ ہے اس نے فضائل سے متعلق روایات اور منکر روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ہر وہ شخص جو منکر روایات نقل کرتا ہے ضعیف قرار دیا جائے گا۔ میں نے اس شخص کا

تذکرہ یہاں اس لیے کیا ہے کیوں کہ حافظ یوسف شیرازی نے اپنی تصنیف ”الضعفاء“ کے پہلے جزو میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۴۶۴- احمد بن عثمان نہروانی، ابوالحسن

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

فكُلْ شَيْءَ زَكَاةٍ، وَزَكَاةَ الدَّارِ بَيْتِ الضَّمَانَةِ

”ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور گھر کی زکوٰۃ ضیافت کا کمرہ ہے۔“

نفاش نے اپنی کتاب ”موضوعات“ میں یہ بات بیان کی ہے اس روایت کو احمد (بن عثمان نہروانی) یا اس کے استاد نے خود ایجاد کیا

ہے۔

۴۶۵- احمد بن عصام موصلی

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے اور ان سے یوسف بن یعقوب بن زیاد واسطی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

۴۶۶- احمد بن عصمۃ نیشاپوری:

انہوں نے اسحاق بن راہویہ سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر تہمت عائد کی گئی ہے اور یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔

اس پر یہ الزام ہے کہ اس نے موضوع روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک روایت یہ ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت

ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لما ولد ابوبکر في تلك الليلة اطلع الله على جنة عدن فقال: وعزتي وجلالي لا ادخلك الا من احب

هذا البولود

”جب اس رات میں ابوبکر پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے جنت عدن کی طرف جھانک کر دیکھا اور فرمایا: مجھے اپنی عزت و جلال کی

قسم! میں تمہارے اندر صرف اس شخص کو داخل کروں گا۔ جو اس نومولود بچے سے محبت کرے گا۔“

۴۶۷- احمد بن عطاء بن یحییٰ بصری الزاہد

انہوں نے خالد العبد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

ابن اعرابی نے اپنی سند کے ساتھ اس اعرابی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا ہے:

ما من نبي الا وله نظير في امتي، فابوبكر نظير ابراهيم، وعمر نظير موسى، وعثمان نظير هارون،

وعلي نظيري

”ہر نبی کی میری امت میں کوئی نہ کوئی نظیر ہے پس ابو بکر رضی اللہ عنہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نظیر ہے، عمر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نظیر ہے۔ عثمان حضرت ہارون علیہ السلام کی نظیر ہے اور علی میری نظیر ہے۔“
(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) کہ غلابی نامی راوی نے اس کو ایجاد کیا ہے۔

۴۶۸- احمد بن عطاء، روضہ باری الزاہد، ابو علی

اس راوی نے اسماعیل صفار کے حوالے سے وہ روایات نقل کی ہیں جنہیں صفار نے بھی روایت نہیں کیا۔ تو ہو سکتا ہے اسے کوئی غلط فہمی ہوئی ہو اس لیے اس پر اعتنا نہیں کیا جاسکتا۔

۴۶۹- احمد بن علی بن سلمان، ابو بکر مروزی

انہوں نے علی بن حجر سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے: یہ احادیث اپنی طرف سے بتا لیتا تھا۔

۴۷۰- احمد بن علی بن صدقہ

اس راوی نے اپنے والد کے حوالے سے امام علی بن موسیٰ رضا سے روایات نقل کی ہیں اور یہ نسخہ جھوٹ کا مجموعہ ہے۔ اس نے قلعنی سے روایت نقل کی ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس پر احادیث گھڑنے کا الزام لگایا ہے۔

۴۷۱- احمد بن علی

یہ عبد القدوس کا بھانجا ہے۔

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس راوی کا نام محمد بن علی بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے۔ تاہم اس کے حوالے سے جس راوی سے روایت نقل کی گئی ہے اس پر بھی الزام عائد کیا گیا ہے اور وہ راوی برکہ بن محمد حلبی ہے جس میں اس کے حوالے سے امام مالک، امام نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

العربون لمن عربین

”بیعتہ اس کی ملکیت ہوگا جو بیعتہ دے گا۔“

۴۷۲- احمد بن علی انصاری

انہوں نے احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”واہی“ ہے اور اس کا انتقال 318ھ میں ہوا۔

امام حاکم بخیر فرماتے ہیں: یہ ایک پرندہ تھا جو ہم پر اڑ کر آ گیا۔
(امام ذہبی بخیر فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: حاکم نے ان الفاظ کے ذریعے اس کی توثیق کی ہے۔)

۴۷۳- احمد بن علی نمیری (د)

انہوں نے عبید اللہ بن عمرو الرقی سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی بخیر فرماتے ہیں: یہ راوی "مترک" ہے۔
امام ابو حاتم بخیر فرماتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس کی نقل کردہ روایات درست ہیں۔ اس کے حوالے سے صرف محمود بن خالد نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ شخص کارہنہ والا ہے۔
انہوں نے ثور بن یزید، عبید اللہ بن عمر اور صفوان بن عمر سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے یزید ابن عہد، یزید ابن محمد بن ابی اسامہ نے روایات نقل کی ہیں۔

۴۷۴- احمد بن علی بن مہدی رقی

اس راوی نے امام علی رضا بخیر کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے باقی اللہ سے ہی مدد لی جاسکتی ہے۔
یہ وہی ابن صدقہ ہے جس کا ذکر ہو چکا ہے اور وہ احمد بن علی بن مہدی بن صدقہ ہے۔
میرے علم کے مطابق امام رضا کے حوالے سے کوئی بھی روایت مستند طور پر منقول نہیں ہے۔

۴۷۵- احمد بن علی بن حسن بن مقبری عیشا پوری، ابو حامد،

یہ امام حاکم بخیر بخیر فرماتے ہیں: یہ "ثقة" نہیں ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ "ثقة" نہیں ہے۔

(امام ذہبی بخیر فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ بات بیان کی گئی ہے اس نے ان حضرات کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں جن کا زمانہ وہاں اس نے نکس پایا۔ جیسے امام مسلم بخیر اور دیگر کئی محدثین ہیں۔)

امام حاکم بخیر فرماتے ہیں: اگر یہ شخص اپنی ان روایات پر استکفاء کر لیتا جنہیں اس نے واقعی سنا ہے تو یہ اس کے لیے زیادہ بہتر تھا۔
پھر اس نے ایک ایسی جماعت کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں جن کے بارے میں میں اللہ کا نام لے کر گواہی دے سکتا ہوں کہ اس نے ان حضرات سے احادیث سنی ہوں گی۔ البتہ اس کے بارے میں مجھے یہ علم نہیں ہے کہ کسی حدیث کو اس نے خود ایجاد کیا ہو یا کوئی سند اس نے خود بنائی ہو۔

۴۷۶- احمد بن علی نصیبی،

یہ ایک بڑی عمر کا شخص ہے جو 300ھ کے بعد ہوا تھا اس نے ایک انتہائی کمزور روایت گھڑی ہے جس کی وجہ سے اسے رسوائی کا

سامنا کرنا پڑا۔ اس نے محمد بن مسعود طرسوی کے حوالے سے امام عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔
۴۷۷- احمد بن علی نعیمی، ابوالحسنین،

یہ دمشق کا قاضی ہے اور پانچ کے قریب ہجری کے درمیان کا ہے۔
اس پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے۔

۴۷۸- احمد بن علی نعیمی

اس نے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔ یہ چوتھی صدی ہجری سے تعلق رکھتا ہے۔

۴۷۹- احمد بن علی خیطی:

اس نے ابن بشر واسطی کے حوالے سے جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

۴۸۰- احمد بن علی بن ماسی، ابونعیم ہمدانی

انہوں نے طاہر نیشاپوری سے روایات نقل کی ہیں۔
الکلیا شرویہ کہتے ہیں ہمدانی یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۴۸۱- احمد بن علی بن یحییٰ الاسد ابا ذی مقری

انہوں نے ابوقاسم صیدلانی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ اختلاف کا حکار شخص تھا۔ جو الفاظ میں کمی بیشی کر دیتا تھا۔ اس نے بذات خود ابوبکر شاذان سے ابوسعید خدری کی تفسیر سنی ہے۔
یہ بات خطیب بغدادی نے کہی ہے۔ (ابن خیرون نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔)
اس کا انتقال شاید 362ھ میں حمیرہ میں ہوا۔

۴۸۲- احمد بن علی طرابلسی

یہ ابوعبداللہ ہوازلی کا استاد ہے اور اس کے حوالے سے ایک موضوع روایت منقول ہے۔

۴۸۳- احمد بن علی اسد ابا ذی،

یہ خطیب کا ہم عصر عمر رسیدہ آدمی ہے۔ ابونفضل ابن خیرون نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

۴۸۴- احمد بن علی، ابونصر ہباری،

یہ قرأت کرنے والوں میں سے ایک ہے۔

شیخ ابوالکرم شہرزدوری نے اس کے سامنے (احادیث کی) قرأت کی تھی۔

اس پر چھوٹے ہونے کا الزام ہے۔

۳۸۵۔ احمد بن علی بن فرات دمشقی،

یہ چار سو اسی 480ھ کے بعد کے راویوں میں سے ایک ہے یہ رافضی اور مقبض تھا۔

۳۸۶۔ احمد بن علی بن حسین ہمدانی

اس نے محمد بن رقی سے ان کی تاریخ روایت کی ہے۔

ابن یونس کہتے ہیں: یہ زیادہ "مستند" نہیں ہے۔

۳۸۷۔ احمد بن علی بن بدران حلوانی مقری

یہ 500 ہجری کے بعد کا ہے اور "صدوق" ہے۔

شیخ ابن ناصر نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

۳۸۸۔ احمد بن علی بن زکریا، ابو بکر طریثی:

یہ سلفی کا استاد ہے۔

اس کے سماع کے بارے میں کچھ کلام کیا گیا ہے۔ سلفی تو یہ کہتے ہیں: کہ اس نے اپنے پاس موجود اصل سے احادیث روایت کی ہیں۔

جب کہ ابن ناصر نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔ ابن طاہر کہتے ہیں: میں نے بغداد میں اہل علم کو دیکھا کہ وہ اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔

ان کا انتقال 490 ہجری کے آس پاس ہوا۔

۳۸۹۔ احمد بن علی بن عون اللہ، ابو جعفر اندلسی مقری الحصار

اہل علم نے اس کی شیخ ابو عبد اللہ بن غلام القرس دانی سے ملاقات کے بارے میں کام کیا ہے۔

اس نے ابن ہذیل کے سامنے تلاوت کی ہے۔ (یعنی ان سے علم قرأت سیکھا ہے)

۳۹۰۔ احمد بن علی غزنوی، ابو الحسن

یہ بغداد میں "کردخی" کے آخری زمانے کے شاگردوں میں سے ایک ہیں۔

ابن نجار کہتے ہیں۔ اس کا عقیدہ خراب تھا۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔

(امام زہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ 620ھ کے آس پاس تک زندہ تھا۔

۳۹۱۔ احمد بن علی بن محمد بن جبیر،

یہ ابن بطلانی کے نام سے معروف ہے۔

انہوں نے طرود سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن نقطہ کہتے ہیں۔ اس نے اپنے آپ کو ضائع کر دیا تھا اور خود کو مذموم صفات سے آراستہ کر لیا تھا۔ اسی لیے شیخ حافظ ابن ناصر نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

۴۹۲- احمد بن علی بن حمزہ

بعض حفاظ نے اسے متروک قرار دیا ہے۔ میں اس سے واقف نہیں ہوں، لیکن میں نے کتاب ”المغنی“ میں اپنی تحریر میں اس کا ذکر پایا ہے۔

۴۹۳- احمد بن علی توزی،

یہ خطیب بغدادی کا استاد ہے۔

یہ محدث ہے، لیکن قوی نہیں ہے۔ اس نے یزید بن ہارون کے قول کو ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کر دیا۔ اس بارے میں اسے وہم ہوا تھا۔

۴۹۴- احمد بن علی بن احمد بن صبیح

شیخ ابو طاہر سلفی کہتے ہیں: یہ بہت زیادہ جھوٹ بولتا ہے۔

۴۹۵- احمد بن علی بن اسحاق

اس نے یحییٰ بن زہد کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم خرابی کی بنیاد یہ ہے یا اس کا استاد ہے۔

۴۹۶- احمد بن عمار دمشقی،

یہ ہشام بن عمار کا بھائی ہے۔

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے:

لیس للدين حواء الا الوفاء والحمد

”قرض کی دوا یہی ہے کہ پورا ادا کیا جائے اور (دینے والے کی) تعریف کی جائے۔“

یہ روایت ”منکر“ ہے۔

۴۹۷- احمد بن عمران الاخنسی

انہوں نے عبدالسلام بن حرب اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا نام محمد بن عمران بیان کیا ہے ایک قول یہ ہے کہ دونوں ایک ہی فرد ہے۔ اہل علم نے اسے ترک کر دیا تھا۔

امام ابو زرہ عذرازی فرماتے ہیں: محدثین نے اسے متروک قرار دیا ہے۔ ابو حاتم نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

۳۹۸- احمد بن عمران بن سلمہ:

اس نے سفیان ثوری کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں یہ نہیں معلوم کہ یہ راوی کون ہے۔ تاہم محمد بن علی نام محدث نے اس کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ بات نقل کی ہے (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے)

قسمت الحکمة فجعل فی علی تسعة اجزاء، وفي الناس جزء واحد
”فکنت (دانی) کو تقسیم کیا گیا تو مجھے نو اجزاء دیے گئے اور تمام لوگوں کو ایک جزء دیا گیا۔“
یہ روایت جھوٹی ہے۔

۳۹۹- احمد بن ابی عمران جرجانی:

اس کے حوالے سے شیخ ابوسعید نقاش نے روایات نقل کی ہیں اور انہوں نے حلف اٹھا کر یہ بات کہی ہے کہ یہ اپنی طرف سے احادیث بنالیا کرتا تھا۔ یا ابن مسویٰ ہے (یعنی اس کا نام احمد بن مسویٰ ہے)

۵۰۰- احمد بن عمر قصی

انہوں نے مسلم بن محمد ثقفی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ”مجبول“ ہے۔

۵۰۱- احمد بن عمر بن عبید

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ”مجبول“ ہے۔
انہوں نے وہب بن وہب ابی نصری سے روایات نقل کی ہیں۔

۵۰۲- احمد بن عمر بن روتج

انہوں نے ابوقاسم بغوی سے روایات نقل کی ہیں۔
عقین نے اسے ”نہن“ قرار دیا ہے۔
ابن ابی الخوارس کہتے ہیں: یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۵۰۳- احمد بن عمر بن سعید، ابو الفتح جہازی:

جہال کہتے ہیں: قاضی علی بن حسن بن غلیل نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۵۰۴- (صح) احمد بن عمرو الحافظ، ابو بکر بزار،

یہ بڑی سند (یعنی سند بزار) کے معصق ہیں۔

یہ صدوق (یعنی سچے اور) مشہور ہیں۔

ابو احمد حاکم کہتے ہیں: یہ سند اور متن میں غلطی کرتے ہیں۔

انہوں نے فلاس بندار اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو بولے: یہ سند اور متن میں غلطی کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنے حافظے کی بنیاد پر مصر میں سند بیان کی یہ لوگوں کی کتابیں دیکھا کرتے تھے اور پھر اپنے حافظے کی بنیاد پر حدیث بیان کر دیتے تھے۔ کیوں کہ ان کے پاس اپنی کوئی تحریر نہیں تھی اس لیے یہ حدیث بیان کرتے ہوئے بہت زیادہ غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے ان پر جرح کی ہے جب کہ یہ ثقہ ہیں۔ البتہ غلطیاں بہت زیادہ کرتے ہیں۔

ابن یونس کہتے ہیں: یہ ”حافظ الحدیث“ ہیں۔

ان کا انتقال 292ھ میں رملہ میں ہوا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابی شیبہ سے یہ روایت نقل کی ہے:

لو ان رجلین دخلا فی الاسلام فاقتجرا کما احدهما خارجا من الاسلام حتی یرجع، یعنی الظانم منہما)

”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”اگر دو آدمی اسلام میں داخل ہوں اور دونوں ایک دوسرے سے لاتعلق ہو جائیں۔ تو ان دونوں میں سے کوئی ایک اسلام سے خارج ہو جائے گا اس وقت تک جب تک وہ لوٹ نہیں آتا۔“

(راوی کہتے ہیں: یعنی ان دونوں میں سے جو زیادتی کرنے والا ہو گا وہ ایسا ہو گا)

ابن قتان کہتے ہیں: امام بزار نے اپنی سند کے ساتھ ابو ہریرہ کے حوالے سے وہ روایت نقل کی ہے جس میں امام کے ضامن ہونے کا ذکر ہے لیکن انہوں نے اس روایت کے متن میں ان الفاظ کا اضافہ کر دیا۔

قالوا: یا رسول اللہ، لقد ترکنا نتنافس فی الاذان بعدک قال: انه یکون قوم بعدک سفلتهم مؤذنوهم

”لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ہمیں اس حال میں چھوڑ دیا ہے کہ ہم آپ ﷺ کے بعد ان کے بارے میں ایک دوسرے کے ساتھ جھگڑا کرتے رہیں۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تمہارے بعد ایسے لوگ آئیں گے

جن کے شیخ لوگ ان کے مؤذن ہوں گے۔“

تو یہ اضافہ منکر ہے۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔

۵۰۵۔ احمد بن عمیر بن جوصاء الجافظ ابو الحسن

یہ ”صدوق“ ہیں۔ تاہم ان سے غریب روایات منقول ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ قوی نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے پاس ایک ”مٹائی“ حدیث تھی جو معاویہ بن عمرو، حریر عثمان کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے منقول تھی اور بڑھاپے کے بارے میں تھی۔

ان سے ایک اور مٹائی حدیث بھی منقول ہے۔

میں نے حمزہ کتانی کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ میرے پاس ابن جوصاء کے حوالے سے دو سوا جزاء تحریر پڑے ہوئے ہیں۔ کاش! وہ سادہ کاغذی ہوتے۔ ابن مندہ کہتے ہیں: حمزہ کتانی نے سرے سے ان سے روایت کرنا ہی ترک کر دیا تھا۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ابن جوصاء ثقہ مسلمانوں میں سے ایک ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 320 ہجری میں دمشق میں ہوا۔

۵۰۶۔ احمد بن عیسیٰ (صحیح، بخ، م) مصری تفسری الجافظ،

انہوں نے بعد میں بغداد میں سکونت اختیار کر لی۔

انہوں نے ابن وہب اور ایک گروہ سے احادیث روایت کی ہیں اور ان کے سب سے مقدم استاد ضمام بن اسماعیل ہیں۔ انہوں نے

فیہم بن سالم سے بھی احادیث کا سماع کیا ہے۔ یہ ایک متروک راوی ہے جس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے حوالے سے امام بخاری، امام مسلم، امام نسائی، امام ابن ماجہ اور بغوی رحمہم اللہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ثقہ ہیں۔ البتہ ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے اللہ کے نام کا حلف اٹھا کر یہ

بات بیان کی تھی کہ یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے مصر میں بتایا گیا کہ یہ وہاں آئے تھے اور انہوں نے ابن وہب کی کتابیں خرید لی تھیں اور منضل بن

فضالہ کی کتابیں بھی خریدی تھیں (اور پھر انہی کتابوں میں سے روایت کرنا شروع کر دیا)

سعید بردی کہتے ہیں: میں امام ابو زرہ کے پاس موجود تھا ان کے سامنے صحیح مسلم کا ذکر ہوا۔ تو وہ بولے: یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے

مخصوص وقت سے پہلے ہی آگے نکلتا چاہتے تھے تو انہوں نے ایسے اعمال سرانجام دیے جس کے ذریعے یہ مشہور ہو جائیں۔

انہوں نے اپنی صحیح میں احمد بن عیسیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔ میں نے اہل مصر کو نہیں دیکھا کہ وہ اس بارے میں شک کرتے ہوں

انہوں نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بات کہی۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے نہیں دیکھا کہ کسی شخص نے ان کے بارے میں دلیل کی بنیاد پر کھام کیا ہو جس کے نتیجے میں ان کی نقل کردہ روایت سے استدلال کرنے کو ترک کرنا لازم ہوا ہو۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: صحاح ستہ کے مؤلفین نے ان سے روایات نقل کی ہیں اور مجھے ان کی کوئی ایسی روایت بھی نظر نہیں آئی جو منکر ہوئی۔ درندہ سے میں یہاں ذکر کر دیتا۔

۵۰۷۔ احمد بن عیسیٰ التمیمی الخشاب

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے منکر روایات منقول ہیں۔ ان میں سے ایک روایت یہ ہے: جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

دخلت الجنة فاذا اكثر اهلها البله

”میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں رہنے والوں کی اکثریت کمزور لوگوں کی تھی۔“

تو یہ روایت اس سند کے اعتبار سے باطل ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الاھناء عند الله ثلاثة: جبريل، وانا، ومعاوية

”اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تین لوگ امین ہیں: جبریل علیہ السلام، میں ﷺ اور معاویہ۔“

لیکن یہ جھوٹ ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

ابن طاہر کا کہنا ہے: یہ راوی ”کذاب“ ہے اور یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کتاب ”المضعف“ میں کیا ہے اور اس راوی کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ”مرفوع“

حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

ان للقب فرحة عند اكل اللحم، وما دام الفرح بأحد الاشر ويطير، فمره وصره

”گوشت کھاتے وقت دل کو ایک خاص خوشی ہوتی ہے۔ یہ خوشی اس وقت تک برقرار رہتی ہے جب تک اسے چیرا اور کات

کر (نکھایا جائے) اس کی کڑواہٹ کڑواہٹ ہوتی ہے۔“

۵۰۸۔ احمد بن عیسیٰ باشمی

انہوں نے ابن ابی فدیہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

امام رامبرمزی نے اپنی کتاب ”الفاصل“ کے آغاز میں اس راوی سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الہم ارحم خلفائی قلنا: من خلفاؤک؟ قال: الذین یروون احادیثی، ویعلمونہا الناس

”اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما، ہم نے عرض کی: آپ ﷺ کے خلفاء کون ہوں گے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: وہ

وہ جو میری احادیث روایت کریں گے اور لوگوں کو ان احادیث کی تعلیم دیں گے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت جھوٹی ہے اور احمد نامی یہ راوی احمد بن عیسیٰ بن عبداللہ ہے اس کے باپ

کا تذکرہ منقریب آگے آئے گا۔

۵۰۹- احمد بن عیسیٰ بن خلف بن زعربہ بغدادی

عبدالغنی اردی کہتے ہیں: اس سے کوئی اصول منقول نہیں ہے جس کی طرف رجوع کیا جاسکے۔ اس نے شیخ ابوالقاسم بغوی اور دیگر

حضرات کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں۔ اس کی کثیت ابومعمر تھی اور یہ کاتب تھا۔

۵۱۰- احمد بن عیسیٰ بن ابی موسیٰ،

اس نے محمد بن عطاء کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ یہ روایت زید بن ابی بلال نے اس کے حوالے سے نقل کی ہے

اور یہ راوی بھی ”مجهول“ ہے۔

۵۱۱- احمد بن عیسیٰ بن زید

اس کے حوالے سے ”کتاب الصیام“ منقول ہے۔

انہوں نے حسین سے اور ان سے محمد بن منصور کوئی نہ روایت نقل کی ہیں۔

۵۱۲- احمد بن عیسیٰ بن علی بن ماہان

اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کے بارے میں زنج رازی کے حوالے سے ایک منکر روایت نقل کی ہے اور اس کے حوالے سے

قاضی بکرم نے نقل کی ہے۔

خطیب بغدادی نے اپنی ”تاریخ“ میں نقل کیا ہے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے

”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لما اسری من دخلت الجنة، فاعطاني جبرائيل تفاحة فانفذت، فخرج منها حوراء، فقلت: لمن

انت؟ قالت: لعلی

”معراب کی رات جب میں جنت میں داخل ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے مجھے ایک سیب دیا میں نے اسے چیرا تو اس میں سے ایک

حورنکی۔ میں نے دریافت کیا تم کس کے لیے ہو؟ اس نے جواب دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے۔
یہ جھوٹ ہے۔

اسی کی مانند ایک اور روایت بھی منقول ہے۔ تاہم اس میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی بجائے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا تذکرہ ہے اور وہ اسی سند کے ساتھ منقول ہے۔

اس کا تذکرہ عبداللہ بن سلیمان نامی راوی کے حالات کے ضمن میں آئے گا۔ یہ روایت دو اور سندوں کے ساتھ بھی منقول ہے جو ساقط ہے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔ اس روایت کو نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

۵۱۳- احمد بن قرات (صح، د) ابو مسعود الرازی،

یہ حافظ الحدیث اور "ثقة" ہیں۔

ابن عدی نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن غلط کیا ہے کیونکہ میرے سامنے تو ان کی یہی خرابی آئی ہے کہ ابن مقفہ نے ابن خراش کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ دونوں راہضی اور بدعتی ہیں۔

وہ فرماتے ہیں: ابن خراش جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق اس سے کوئی منکر روایت منقول نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس حوالے سے ابن خراش کا قول جھوٹ ہو جاتا ہے۔

۵۱۴- احمد بن الفرج، ابوعلی حشمی

انہوں نے عباد اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن کثیر نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔ یہ بات خطیب بغدادی کا قول ہے۔

۵۱۵- احمد بن الفرج، ابوبتہ حمصی المعروف بالحجازی،

یہ بقیہ کے باقی رہ جانے والے شاگردوں میں سے ہیں۔

محمد بن عوف طائی نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

یہ درمیانے درجے کا راوی ہے۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: اس کا کمال "صدق" ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 270 ہجری کے آس پاس "مقص" میں ہوا۔

۵۱۶- احمد بن فضل بن فضل دینوری، ابوبکر مطوعی

انہوں نے جعفر فریابی اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

حافظ ابوالقاسم دمشقی کہتے ہیں: اس سے ”مکرر“ روایات منقول ہیں اور ان افراد میں سے نہیں ہے جن کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

۵۱۷۔ احمد بن قاسم بن ریان لکھی

ان کے حوالے سے بلند پایہ اسناد کا حامل احادیث کا ایک مجموعہ منقول ہے جسے ابو نعیم نے ان سے روایت کیا۔ امیر ابن ماکولانہ نے انہیں ”لیث“ قرار دیا ہے۔ حسن بن علی بن عمرو زہری کہتے ہیں: یہ پسندیدہ شخصیت نہیں ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ”المؤلف والاختلاف“ (نامی کتاب) میں انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۵۱۸۔ احمد بن ابوقاسم بن سبلتہ بغدادی

یہ بعد کے زمانے کے بزرگ ہیں۔

ان کا انتقال 619 ہجری میں ہوا۔

انتقال سے چار سال پہلے یہ ”اختلاط“ کا شکار ہو گئے تھے۔

۵۱۹۔ احمد بن قسی اندلسی

یہ کتاب ”طبع العلین“ کے مصنف ہیں۔ یہ فلسفی صوفی اور بدعتی ہے۔ اس نے بغاوت کا ارادہ کیا تھا لیکن عبداللہ بن عمر نے (اس کی بغاوت) پر قابو پا کر اسے قید کر دیا تھا۔

۵۲۰۔ احمد بن کامل بن شجرۃ قاضی بغدادی الحافظ

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”لیث“ قرار دیا ہے اور اور یہ کہا ہے: یہ تسامی سے کام لیتا ہے اور دیگر حضرات نے اس بارے میں ان کا ساتھ دیا ہے۔ ویسے یہ شخص علم حدیث کے ماہرین میں سے ایک ہے۔ یہ اس بارے میں اپنے حافظے پر اعتماد کرتا تھا۔

۵۲۱۔ احمد بن کنانہ شامی

انہوں نے ابن مکرر اور ان جیسے دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مکرر الحدیث“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا ذهب الايمان من الارض وجد ببطن الاردن

”جب ایمان روئے زمین سے رخصت ہو جائے گا تو وہ اردن کی وادی میں پایا جائے گا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

ما اطعم طعام علي مائدة ولا جلس عليها، وفيها اسمي، الا قد سواني كل يوم مرتين

”جو ایسا دسترخوان ہو جس پر کھانا کھایا جائے اور اس پر بیٹھا جائے اور اس میں میرا نام ہو تو وہ روزانہ دوسرے تقدیس بیان کریں گے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

ما اجتماع قوم فی مشورۃ فیہم من اسمہ محمد الحدیث

”جب بھی کچھ لوگ آپس میں مشورہ کرنے کے لیے اکٹھے ہوں اور ان میں محمد نام کا کوئی شخص ہو۔ اس کے بعد پوری حدیث ہے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں یہا حدیث جھوٹی ہے۔

۵۲۲- احمد بن محمد بن احمد بن یحییٰ

میں اس سے واقف نہیں ہوں تاہم شیخ الاسلام ہروی نے اس کے حوالے سے ایک موضوع روایت نقل کی ہے اس راوی کے علاوہ اس روایت کے دیگر تمام راوی ”تقدیس“ ہیں تو اس حوالے سے اس راوی پر الزام ہے۔

۵۲۳- احمد بن محمد بن ابراہیم بن حمدان الفارسی، ابو الحسن مذکر زاہد

انہوں نے عبدان الاہوازی اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

اور یہی کہتے ہیں: میں نے اس سے احادیث نوٹ نہیں کی ہیں کیوں کہ یہ بعض چیزیں خلط ملط کر دیتا ہے۔

۵۲۴- احمد بن محمد بن ابراہیم بن حازم، ابو یحییٰ سمرقندی الکراہیسی،

انہوں نے محمد بن نصر مروزی ابن خزیمہ سے اور ان سے اور یہی نے روایات نقل کی ہیں۔

اور یہ کہا ہے: اس پر الزام ہے کہ اس نے ابن نصر سے بکثرت روایات نقل کی ہیں۔

میں نے محمد بن نصر کی وہ تحریر دیکھی ہے جس میں انہوں نے اس راوی کو اپنی مستند روایات کی اجازت دی ہے۔

۵۲۵- احمد بن محمد بن ابراہیم، ابو عبد اللہ بن ابی زون مقرئ الانباری ملکوف حمزی

انہوں نے بہلول بن اسحاق سے روایات نقل کی ہیں۔

ازہری اور ابن ابی نوارس نے انہیں ”لین“ قرار دیا ہے اور ان دونوں حضرات کا کہنا ہے ہمیں امید ہے یہ جان بوجھ کر جھوٹ نہیں

بولتا ہوگا۔

اس کا انتقال 324 ہجری میں ہوا۔

۵۲۶- احمد بن محمد بن احمد بن عمر بن میمون، ابو نصر سلمی الغزالی،

یہ ابن دتار کے نام سے معروف ہے اور ”رافضی“ ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: روایت (حدیث) میں اس پر اعتد نہیں کیا جاسکتا اور یہ شیخہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔
شجاع ذہلی کہتے ہیں: اس نے ابن مظفر سے روایات نقل کی ہیں۔

میں نے اس سے یعقوب فسوی کے مشائخ کے بارے میں نوٹ کیا تھا جب حضرت ابو بکر حفصہؓ حضرت عمرؓ کی فضیلت سے متعلق کوئی روایت آجاتی تو یہ اسے ترک کر دیتا تھا۔

(امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ غلط ہے اور شجاع نے اس راوی کا زمانہ نہیں پایا وہ کوئی دوسرا شخص ہوگا۔

۵۲۷- احمد بن محمد بن احمد بسطامی قاضی

انہوں نے عبد اللہ بن محمد بن زیاد عدل اور مغلدی سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے اس سے احادیث نوٹ کی ہیں اس کی روایات میں کچھ قابل اعتراض اور ناپسندیدہ چیزیں ہیں۔

(امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے امام مالکؒ کے حوالے سے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

حبلۃ العلم خلفاء الانبياء وفي الآخرة من الشهداء
”اہل علم انبیاء کے جانشین ہیں اور آخرت میں ان کا شمار شہداء میں ہوگا۔“

۵۲۸- احمد بن محمد بن احمد ابوالعباس القارمہذانی صوفی

انہوں نے ابو عبد اللہ بن فکیم سے روایات نقل کی ہیں۔

الکلیا کہتے ہیں: میں نے اس سے روایت ترک کر دی ہے کیوں کہ میں نے ایک مجموعے میں دیکھا کہ اس نے ایک راوی کا نام مانا کہ اس کی جگہ اپنا نام لکھ دیا تھا۔

۵۲۹- احمد بن محمد بن الازہر بن حریر بن جستانی

انہوں نے علی بن حجر اور اس کے مرتبے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبانؒ فرماتے ہیں: یہ ان افراد میں سے ایک ہے جو احادیث یا روایات کے درپے رہتے تھے اور اس فن کے ماہرین کے ساتھ ہوتے تھے۔ اس کے سامنے جب بھی کوئی موضوع ذکر کیا گیا تو اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے اس بارے میں کوئی غریب روایت نقل کر دی اور اس نے اس موضوع سے متعلق مستند راویوں کے حوالے سے ایسی روایات نقل کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی۔ میں نے بہت سے موضوعات کے بارے میں اس سے بات چیت کی اور اس نے ہمیشہ اس موضوع کے بارے میں کوئی غریب روایت میرے سامنے پیش کر دی۔ ایک مرتبہ میں نے اس سے ”انسباط“ کے بارے میں کوئی روایت پیش کرنے کا مطالبہ کیا۔ تو اس نے میرے سامنے چند روایات پیش کیں۔ جن میں سے ایک روایت یہ ہے جو حضرت عبد الرحمن بن عمروؓ کے حوالے سے منقول ہے (نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا تھا)

لائال الامارۃ

”تم امارت (حکومت) کا سوال مت کرنا۔“

اس نے یہ روایت علی بن حجر کے حوالے سے سنائی حالانکہ یہ روایت علی بن حجر کی کتاب میں نہیں ہے بلکہ ان کی اس کتاب میں ہے جو انہوں نے قرآن کے احکام کے بارے میں تحریر کی ہے۔

پھر اس نے ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت مجھے سنائی۔ میں نے اس سے کہا: اے ابوالعباس! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ مجھے اپنی اصل تحریر دکھائیں (جہاں یہ احادیث نوٹ ہیں) تو اس نے اپنی تحریر میں ایک مجموعہ مجھے نکال کر دکھایا۔ اس نے اس سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی تھی اس کے بعد ایک اور روایت بھی تھی۔ پھر اس نے بتایا کہ علی بن حجر نے یہ تین روایات ہمیں بیان کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: گویا کہ اس نے یہ عمل اپنی جوانی یا بے دینی کے زمانے میں کیا تھا۔ اس نے محمد بن مصطفیٰ کے حوالے سے پانچ سو سے زیادہ روایات نقل کیں۔ میں نے اس سے دریافت کیا: تم نے انہیں کہاں دیکھا تھا اس نے جواب دیا۔ میں نے 246ھ میں انہیں مکہ میں دیکھا تھا۔

میں نے دریافت کیا: اے ابوالعباس! میں نے شام کے پرہیزگار شخص محمد بن عبید اللہ کو ”تخص“ میں یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں محمد بن مصطفیٰ کے ساتھ تخص سے مکہ 246ھ میں گیا تھا۔ جھگڑے کے مقام پر وہ شدید بیماری میں مبتلا ہو گئے، جب ہم مکہ پہنچے تو انہیں کسی چیز پر سوار کر کے طواف کروایا گیا پھر ہم منی گئے تو ان کی بیماری شدید ہو گئی علم حدیث کے ماہرین ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بولے: کیا آپ ہمیں ان کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت دیں گے تو میں نے کہا انہیں شدید تکلیف ہے پھر میں نے ان لوگوں کو اجازت دے دی وہ ان کے پاس گئے۔ پھر علم حدیث کے طلباء نے ان کے سامنے ابن جریر کے حوالے سے منقول امام مالک رحمہ اللہ سے نقل ہونے والی ایک روایت پڑھی جو موت کے بارے میں ہے اور عبید اللہ بن عمر کے حوالے سے منقول وہ روایت پڑھی۔ جس کے یہ الفاظ ہیں:

ليس من البر الصيام في السفر

”سفر کے دوران روزہ رکھنا نیکی نہیں ہے۔“

پھر وہ طلباء وہاں سے چلے گئے اور محمد بن مصطفیٰ کا انتقال ہو گیا۔ ہم نے انہیں منیٰ میں دفن کر دیا۔

(ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں:) ابوالعباس میری طرف دیکھتا رہا۔

پھر ایک مرتبہ اس نے مجھے بتایا کہ یزید بن موہب نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔ میں نے اس سے دریافت کیا: تم نے اسے کہاں دیکھا ہے اس نے جواب دیا: 246ھ میں مکہ میں دیکھا تھا۔ تو میں نے اسے کہا کہ میں نے ابن حبیب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ہم نے یزید بن موہب کو رملہ میں 232ھ میں دفن کر دیا تھا۔ وہ میری طرف دیکھتا رہا۔

(ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میرا یہ خیال ہے کہ اس کو کچھ ایسی کتابیں مل گئی ہیں جن میں یزید بن موہب کے حوالے سے روایات منقول ہوں گی تو وہ یہ سمجھا کہ شاید یہ یزید بن موہب ہے اور اس نے یزید بن موہب کے حوالے سے وہ روایات نقل کر دیں۔

سلمیٰ کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے ازہری کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے: ابن حریث جستانی، ”منکر الحدیث“ ہے۔ تاہم مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ امام ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اس کے بارے میں اچھی رائے رکھتے تھے اور فخر کے لیے یہی کافی ہے۔ شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: احمد بن محمد بن ملازم بن حریث ہجری نیشاپور میں رہتے تھے۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

امرت بالحق والنعلمین

”مجھے انگوٹھی اور جو تے (پینے) کا حکم ملا ہے۔“

یہ باطل ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عمر نامی راوی متروک ہے۔

۵۳۰- احمد بن محمد بن احمد، ابو منصور صیرفی

انہوں نے ابو عمر ابن خیوہ اور اس کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ رافضی ہے اور اس کا سماع درست ہے۔

۵۳۱- احمد بن محمد بن موسیٰ بن صلت مجہری

یہ بانیاسی کا استاد ہے۔

برقانی نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور دیگر حضرات نے اسے قوی قرار دیا ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے برقانی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ صلت کے دونوں بیٹے ضعیف ہیں۔

حمزہ بن محمد کہتے ہیں: یہ دین دار اور صالح آدمی تھا۔

میں نے عبدالعزیز کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ صلت کے بیٹے نے شیخ ابن ابی دنیا کی کتابیں حاصل کیں اور ان کتابوں کو بردی کے

حوالے سے بیان کر دیا حالانکہ وہ روایات بردی کے پاس بھی نہیں تھیں۔

۵۳۲- احمد بن محمد بن احمد بن موسیٰ بن ہارون بن صلت اہوازی

انہوں نے محاطی اور ابن عقیقہ سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ان سے خطیب نے روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے: ”صدوق“ اور نیک تھا اور مزید یہ کہا ہے: میں نے برقانی کو یہ کہتے ہوئے

سنا ہے کہ صلت کے دونوں بیٹے ضعیف ہیں۔

۵۳۳- احمد بن محمد بن اسحاق اصہبانی

ابن طاہر کہتے ہیں: اس نے اسراف سے کام لیا اور ان روایات کا دعویٰ کیا جو اس نے سنی نہیں ہیں۔

اس نے طبرانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں۔

۵۳۳- احمد بن محمد بن بکر، البوروق ہزانی:

انہوں نے فلاس اور ایک بڑی تعداد سے روایات نقل کی ہیں۔

میرے خیال میں یہ راوی سچا ہے، لیکن ابوالعباس منصور نے اس راوی کی سند کے ساتھ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور ان کے آباء اجداد کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

اول من قاس ابلیس، فلا تقبسا

”سب سے پہلے شیطان نے قیاس کیا تھا اس لیے تم لوگ قیاس نہ کرو۔“

تو اس میں خرابی منصور نامی راوی میں ہے جو ”ظاہری“ ہے اس کا تذکرہ آگے آ رہا ہے۔

۵۳۵- احمد بن محمد (د) بن ایوب، ابوجعفر الوراق

یہ مغازی (یعنی میرت کے موضوع سے متعلق کتاب) کا مصنف ہے جو اس نے ابراہیم بن سعد کے حوالے سے نقل کی ہے۔

یہ ”صدوق“ ہے، امام ابوداؤد رحمہ اللہ اور دیگر افراد نے اس سے احادیث روایت کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اسے ”ثین“ قرار دیا ہے جب کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور علی بن مدینی رحمہما اللہ نے اس کی تعریف کی ہے۔

اس راوی کے حوالے سے منکر روایات منقول ہیں ان میں سے ایک روایت وہ ہے جس کو ابن عدی نے نقل کیا ہے۔ جسے انہوں نے

اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

من یرد اللہ بہ خیراً یفقہ فی الدین ویلہمہ رشدہ

”اللہ تعالیٰ جس شخص کے بارے میں بھلائی کا ارادہ کر لے اسے دین کی سمجھ بوجھ عطا کر دیتا ہے اور اسے دین کی رہنمائی

الہام کر دیتا ہے۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احمد بن محمد بن ایوب نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث

کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

فصل ثیابک علی الادیم صدقہ

”تمہارے کپڑے کا دسترخوان پر فضیلت رکھنا صدقہ ہے۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی متروک نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

۵۳۶- احمد بن محمد بن جوری عکبری

اس نے خیمہ کے حوالے سے ایک موضوع روایت نقل کی ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ منکر روایات ہیں اور حافظ ابو نعیم نے اس کے حوالے سے احادیث

نہیں بیان کی ہیں۔

۵۳۷- احمد بن محمد الحجاج بن رشد بن سعد، ابو جعفر مصری

شیخ ابن عدی یوسف فرماتے ہیں: لوگوں نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے اور میں نے اس کی کچھ روایات کو منکر سمجھا ہے۔
(امام ذہبی یوسف فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے جو جھوٹی روایات نقل کی ہیں ان میں سے ایک وہ روایت ہے جو امام طبرانی یوسف اور دیگر حضرات نے اس کے حوالے سے نقل کی ہے، جو درج ذیل ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قالت الجنة: يارب، اليس وعدتني ان تزينني بركنين؟ قال: ألم ازينك بالحسن والحسين! فمأست الجنة كما تبيس العروس

”جنت کہتی ہے: اے میرے پروردگار! کیا تو نے مجھ سے یہ وعدہ نہیں کیا تھا کہ تو ارکان سے مجھے آراستہ کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: کیا میں نے تجھے حسن اور حسین کے ساتھ آراستہ نہیں کیا؟ تو اس پر جنت یوں نازاں ہوئی۔ جس طرح دلہن نازاں ہوتی ہے۔“

۵۳۸- احمد بن محمد بن حرب ملکی جرجانی

انہوں نے علی بن جعد اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی یوسف فرماتے ہیں: یہ جان بوجھ کر جھوٹ بولتا تھا اور احادیث ایچہ دیکھتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

من قال القدر آن مخلوق فهو كافر والایمان یزید وینقص

”جو شخص اس بات کا قائل ہو کہ قرآن مخلوق ہے تو وہ کافر ہوگا اور ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

لیس الخبر كالبعانة

”خبر براہ راست دیکھنے کی طرح نہیں ہوتی۔“

اس نے ہمیں یہ روایت بھی سنائی ہے کہ ابراہیم بن حکم نے جرجان میں ان لوگوں کو یہ روایت سنائی تھی حالانکہ یہ بات اس نے حیا کی کمی کی وجہ سے کی ہے کیوں کہ ابراہیم بن حکم نامی راوی کبھی بھی جرجان نہیں گئے تھے اور وہ اس راوی کی پیدائش سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے۔

اس کا یہ بھی کہا ہے کہ ابوجلد کہتے ہیں:

”میں نے حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کو دیکھا جسے مسخ کر کے پتھر بنا دیا گیا اُسے ہر مہینے حیض آتا تھا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ ”مرفوع“ حدیث کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

الباذنجان شفاء من کل داء

”بازنجان (نامی بوٹی) میں ہر بیماری کے لیے شفاء ہے۔“

۵۳۹- احمد بن محمد بن حسن، ابوبکر بلخی قبہی

یہ 300 ہجری کے بعد کے زمانے کے محدث ہیں، اور یہ شراب پینے کے حوالے سے مشہور تھے۔

یہ بات اسماعیل نے کہی ہے۔

امام حاکم بوسنیہ فرماتے ہیں: ان کی کچھ تحریرات ان کی اپنی تحریر میں مجھ تک پہنچی ہیں، جن میں عجیب و غریب روایات ہیں۔ انہوں نے فلاس اور اس کے طبقے کے دیگر افراد سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

اس کا انتقال 314ھ میں ہوا۔

۵۴۰- احمد بن محمد بن حسن بن مقسم مقری

اس نے باغندی کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوالقاسم ازہری کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: حافظ ابونعیم، محمد بن عمر بن کبیر اور خلیل نے اس کے حوالے سے احادیث ہمیں بیان کی ہیں۔ یہ نیک اور شریف آدمی تھے، لیکن علم حدیث میں ثقہ نہیں ہیں۔ حمزہ سہمی کہتے ہیں: اس نے اس شخص کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں جسے اس نے دیکھا بھی نہیں ہے۔

ثقیلی کہتے ہیں: اس کا انتقال 308ھ میں ہوا۔

۵۴۱- احمد بن محمد بن ابی نصر سکری

اس نے ابان بن عثمان کے حوالے سے وہ روایت نقل کی ہے، جس میں یہ بات مذکور ہے کہ نبی اکرم ﷺ مختلف قبائل کے پاس تشریف لے گئے۔ تاہم یہ روایت مستند نہیں ہے۔ یہ بات ابوالفتح ازہری رحمہ اللہ کا قول ہے۔

یہ روایت عقیلی نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

حدثني علي بن النسي صلى الله عليه وسلم عرض نفسه على قبائل العرب الحديث بطوله

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے یہ بتایا: نبی اکرم ﷺ عربوں کے مختلف قبائل کے پاس تشریف لے گئے (اس کے بعد پوری

حدیث ہے)۔“

عقیلی کہتے ہیں: اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

۵۴۲- احمد بن محمد بن ریح بن ذکیع، ابوسعید نسوی الحافظ

ان کا انتقال 357 ہجری میں ہوا۔

اس کی تصانیف بھی ہیں اور اس نے اشیخ ابوخلیفہ حمی کا زمانہ پایا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ثقہ“ اور ”مامون“ ہیں۔

ابن ابوفوارس کہتے ہیں: ”یہ ثقہ“ ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: ”صحیح یہ ہے کہ یہ ثقہ اور ثبت ہیں۔“

ابونعیم اور ابوذر عاکشی نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

۵۴۳- احمد بن محمد بن حمید، المقرئ:

انہیں ان کے مولیٰ کے وجہ سے ہاتھی کا لقب دیا گیا تھا۔

انہوں نے عمرو بن صباح اور دیگر حضرات کے سامنے احادیث کی قرأت کی ہے اور یحییٰ بن ہاشم کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں۔ انہوں نے ان کے سامنے بھی احادیث کی قرأت کی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ قوی“ نہیں ہے۔

ان کے حوالے سے ابن مجاہد نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۴۴- احمد بن محمد بن حسین سقطی

انہوں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

علاء کا کہنا ہے اس نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ

رضی اللہ عنہا کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من تعلم القرآن ادخله الله الجنة وشفعه في عشرة من اهل بيته كل قد استوجب النار

”جو شخص قرآن کا علم حاصل کرے ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے اہل خانہ میں سے دس ایسے افراد

کے بارے میں اس کی شفاعت قبول کرے گا جن کے حق میں جہنم واجب ہو چکی ہو۔“

ابن جوزی کہتے ہیں: یہ روایت سقطی نے ایجاد کی ہے۔

۵۴۵- احمد بن محمد بن حسین بن فاذاشاہ،

یہ طبرانی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں۔

اس کا سماع صحیح ہے تاہم یہ شیعہ معتزلی اور بدعتیہ تھا۔

یحییٰ بن مندہ کہتے ہیں: اس کا انتقال 433 ہجری میں ہوا۔

۵۴۶- احمد بن محمد بن داؤد صنعانی

اس نے ایسی روایت نقل کی ہے جو (سچ ہونے کا) احتمال ہی نہیں رکھتی ہے۔ یہ روایت اسماعیل نامی راوی نے اس کے حوالے سے

اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

نزل جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بهذا الدعاء من السماء فی احسن صورة لم ينزل فی مثلها قط ضاحكاً مستبشراً۔ قال: یا محمد، ان اللہ بعثنی الیک بهدیة قال وما تلذذ الہدیة یا جبریل؟ قال: کلمات من کنوز العرش الزمک اللہ بہن، قل یا من اظهر الجمیل، وستر القبیح، ولم یؤخذ بالجریرة، ولا یهتک السر، یا عظیم العفو، یا حسن التجاوز، یا واسع المغفرة، یا باسط الیدین بالرحمة، یا صاحب کل فجوی، ومنتهی کل شکوی الحدیث بطولہ

”حضرت جبریل علیہ السلام سے بہترین شکل میں یہ دعا لے کر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اتنی اچھی شکل میں وہ اس سے پہلے کبھی نہیں نازل ہوئے تھے وہ مسکرا رہے تھے اور خوش تھے۔ انہوں نے کہا: اے حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف ایک تحفہ بھیجا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا جبریل علیہ السلام کو تحفہ کیا ہے؟ تو حضرت جبریل علیہ السلام نے عرض کی: یہ عرش کے فرانوں میں سے کچھ کلمات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آپ ﷺ کے لیے لازم کیے ہیں۔ آپ ﷺ یہ پڑھا کریں۔“

”اے وہ ذات جو خوبصورتی کو ظاہر کرنے والی ہے جو بری چیزوں کی پردہ پوشی کرنے والی ہے جو غلطی پر مواخذہ نہیں کرے گی اور ستر کی پردہ پوشی نہیں کرے گی۔ اے عظیم معافی دینے والے! اے بہترین تجاوز کرنے والے! اے وسیع مغفرت کرنے والے! اے رحمت کے ساتھ دونوں باتھوں کو پھیلانے والے! اے ہر سرگوشی کے ساتھی! اے ہر شکایت کے منتہی!“

(اس کے بعد طویل حدیث ہے)

اہم حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے۔

(اہم ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ایہ ہرگز نہیں ہے۔ اس کے تمام راوی مدثر منورہ کے رہنے والے ہیں اور تمام راوی ثقہ ہیں تو میں ان میں سے احمد نامی راوی پر تہمت عائد کرتا ہوں جہاں تک الفح نامی راوی کا تعلق ہے تو ابن ابی حاتم نے اس کا تذکرہ کیا ہے تاہم انہوں نے اسے ضعیف قرار نہیں دیا۔

۵۴۷- احمد بن محمد بن سعید بن عقدۃ الحافظ ابو العباس،

یہ کوثر کا محدث ہے اور شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا اور یہ درمیانے درجے کا ہے۔

کئی محدثین نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے جب کہ بعض دیگر افراد نے اسے قوی قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ علم حدیث میں معرفت رکھتا تھا۔ احادیث کا حافظ تھا اور مقدم حیثیت کا مالک تھا۔ جس نے بغداد کے مشائخ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کی خدمت کرتے تھے پھر ابن عدی نے اس کے معاملے کو قوی قرار دیا اور یہ بات بیان کی اگر میں نے یہ شرط عائد نہ کی ہوتی کہ میں ہر اس راوی کا تذکرہ کروں گا جس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے تو میں اس راوی کا تذکرہ نہ کرتا، کیوں کہ اس میں فضیلت اور معرفت پائی جاتی ہے۔ اس کے بعد ابن عدی نے اس کے حوالے سے کوئی منکر روایت نقل نہیں کی۔

انہوں نے ”عطار دی“ کے حالات میں یہ بات بیان کی ہے: ابن عقدہ نے اس راوی سے احادیث کا سماع کیا ہے، لیکن انہوں نے اس کے حوالے سے احادیث بیان نہیں کی ہیں، کیوں کہ ان کے نزدیک یہ ضعیف ہے۔

اس نے ابو جعفر بن منادی، یحییٰ بن ابوطالب اور دیگر اکابرین سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

اس کے حوالے سے ابو عمر بن مہدی ابن صلت اور ابوالحسن بن معین نے احادیث نقل کی ہیں۔

عقدہ اس کے والد کا لقب ہے، کیوں کہ وہ علم صرف اور علم نحو کے ماہر تھے عقدہ نیک اور پرہیزگار آدمی تھے۔

شیخ ابوالفضل نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: تمام اہل کوفہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے زمانے کے بعد شیخ ابوالعباس عقدہ سے بڑا حافظ الحدیث نہیں دیکھا گیا۔

احمد بن حسن کہتے ہیں: میں ابن عقدہ کے پاس موجود تھا تا کہ ان کے حوالے سے احادیث نوٹ کروں۔ اس محفل میں ایک ہاشمی شخص بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے حفاظت والی حدیث بیان کی تو شیخ ابوالعباس نے کہا میں اس کے جواب میں اہل بیت کے حوالے سے تین لاکھ حدیثیں سن سکتا ہوں، جو ان کے علاوہ دیگر حوالوں سے منقول ہوں گی پھر اس نے اپنا ہاتھ اس ہاشمی شخص کے ہاتھ پر مارا۔

شیخ ابوالعلاء واسطی محمد بن عمر علوی کا قول نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ ابن عقدہ میرے والد کے پاس موجود تھے۔ انہوں نے ان سے کہا: لوگوں نے تمہارے حافظے کی بڑی تعریف کی ہے میں یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے بھی کوئی روایت سناؤ۔ تو ابن عقدہ رک گئے۔ انہوں نے دوبارہ فرمائش کی اور اصرار کیا تو ابن عقدہ بولے: مجھے ایک لاکھ احادیث سند اور متن کے ساتھ یاد ہیں اور میں تین لاکھ احادیث پر گفتگو کر سکتا ہوں۔

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن عمر علوی کا یہ قول نقل کیا ہے: میرے والد نے ابن عقدہ سے کہا: مجھے پتہ چلا ہے کہ تمہیں بکثرت احادیث یاد ہیں۔ تمہیں کتنی روایت یاد ہیں۔ تو اس نے جواب دیا: مجھے سند اور متن کے ساتھ ڈھائی لاکھ حدیثیں یاد ہیں اور سند متون مرسل، مقطوع روایات کے حوالے سے مجھے چھ لاکھ روایات یاد ہیں۔

شیخ عبدالحی بن سعید کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے ابن عقدہ اس چیز سے واقف تھے۔ جو لوگوں کے پاس موجود ہے، لیکن لوگ اس چیز سے واقف نہیں تھے جو ان کے پاس موجود ہے۔

شیخ ابوسعید مالکی کہتے ہیں: ابن عقدہ نے ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے کا ارادہ کیا تو ان کے پاس موجود کتابیں چھ سو اونٹوں پر لادی گئیں۔

برقانی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا آپ یہ بتائیں کہ آپ کو ابن عقدہ پر کیا اعتراض ہے؟ تو انہوں نے کہا وہ بکثرت منکر روایات نقل کرتا ہے۔

حمزہ بن محمد نے امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: وہ ایک برا آدمی تھا۔ امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے رافضی ہونے کی طرف اشارہ کیا تھا۔

میں نے یوسف بن احمد شیرازی کی تحریر میں یہ بات پڑھی ہے۔ دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ سے ابن عقدہ کے بارے میں سوال کیا گیا وہ بولے:

اس کا دین قوی نہیں تھا تاہم جن لوگوں نے اس پر یہ الزام لگایا ہے کہ وہ احادیث ایجاد کرتا تھا میں ان کو جھوٹا قرار دیتا ہوں اس کی خرابی صرف ان وجوہات کے حوالے سے تھی۔

شیخ ابو عمر کہتے ہیں: ابن عقیلہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خامیاں املاء کروایا کرتا تھا (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خامیاں املاء کروایا کرتا تھا۔ اس لیے میں نے اس کی حدیث کو ترک کر دیا۔

ابن عدی کہتے ہیں: میں نے اس میں مجازات دیکھے ہیں یہاں تک کہ مجھے کہتا تھا کہ فلاں خاتون نے مجھے یہ بات بتائی ہے۔ اس نے یہ کہا ہے۔ فلاں کی کتاب میں یہ بات تحریر ہے۔ جس میں میں نے یہ پڑھا ہے وہ یہ کہتا ہے کہ فلاں نے مجھے یہ حدیث سنائی ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں۔ شیخہ میں یہ مقدم ہے۔

ابن عدی کہتے ہیں۔ میں نے ابوبکر بن ابوعالب کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے ابن عقیلہ علم حدیث میں قابل اعتماد نہیں تھا چوں کہ اس نے کوفہ میں بعض محدثین کو جھوٹی روایات فراہم کیں۔ اس کے نسخے تیار کر کے انہیں دیے اور انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ اسے روایت کریں۔ پھر ابن عقیلہ نے ان کے حوالے سے وہ روایات نقل کر دیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 332 ہجری میں 84 برس کی عمر میں ہوا۔

۵۳۸- احمد بن محمد بن سعید، ابواسحاق ہروی

اس نے 350ھ کے آس پاس سمرقند میں ایک جھوٹی روایت بیان کی تھی۔

۵۳۹- احمد بن محمد بن سکن الحافظ

انہوں نے اسحاق بن موسیٰ الحطمی اور اس کی مانند افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

احمد بن عبدان شیرازی نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ابن مردودہ کہتے ہیں: یہ ان میں سے ہے جو حدیث میں سرقت کیا کرتے تھے۔

شیخ ابوالاحمد عساکر نے اس کے معاملے کو اچھا قرار دیا ہے اور انہوں نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کی کنیت ابوالحسن تھی اور بغداد کا رہنے والا تھا۔ ابن کبیر اٹھا کی اور ایک بڑی تعداد نے بھی اس سے ملاقات کی ہے۔

۵۵۰- احمد بن محمد بن سوادہ

یہ حشیش کے نام سے معروف ہے۔ کوفہ کا رہنے والا تھا اس نے بعد میں بغداد میں رہائش اختیار کر لی تھی۔ وہاں اس نے عبیدہ بن جہید کے حوالے احادیث بیان کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔ (یعنی وہ ضعیف ہوتی ہے)۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے محمد بن خالد نے روایات نقل کی ہیں۔ میں نے تو یہی دیکھا ہے کہ اس کی نقل کردہ

روایات درست ہیں۔

۵۵۱۔ احمد بن محمد بن السری بن یحییٰ بن ابی دارم محدث

اس کی کنیت ابو بکر ہے اور یہ کوفہ کا رہنے والا ہے۔ یہ رافضی اور کذاب ہے۔

ان کا انتقال 357 کے آغاز میں ہوا۔

اور ایک قول کے مطابق: یہ ابراہیم قصار سے ملا ہوا ہے۔

انہوں نے احمد بن موسیٰ، حمار اور موسیٰ بن ہارون اور ایک بڑی تعداد سے روایات نقل کی ہیں۔

حاکم نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہ کہا ہے: یہ رافضی اور غیر ثقہ ہے۔

محمد بن احمد کوفی نے اس کی تاریخ وفات بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ زیادہ عرصہ اس کا معاملہ ٹھیک رہا پھر آخری ایام میں اس نے بکثرت وہ روایات نقل کرنا شروع کر دیں جن کو اس کے سامنے پڑھا گیا تھا اور جن میں (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید) کی گئی تھی۔ ایک دفعہ میں اس کے پاس موجود تھا۔ ایک شخص نے اس کے سامنے یہ روایت پڑھی۔

ان عمر رفس فاطمة حتی اسقطت بمحسن

”حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مارا جس کے نتیجے میں ان کے صاحبزادے محسن کا حمل ساقط ہو گیا۔“

ایک اور روایت میں یہ بات ”قول ہے: اللہ تعالیٰ کے فرمان ”فرعون آیا“ سے مراد حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور اس سے پہلے سے مراد حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں اور ”الموتفکات“ سے مراد سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ خضہ رضی اللہ عنہا ہیں تو اس نے اس بارے میں اس کی موافقت کی۔

پھر جب لوگوں میں اذان دینے کا نیا طریقہ رائج ہوا تو اس نے ایک اور حدیث گھڑی۔ جس کا متن یہ تھا:

تخرج نادر من قعر عدنان تلتقط مبعضی آل محمد

”عدنان کے گڑھے سے ایک آگ نکلے گی جو آل محمد رضی اللہ عنہم سے بغض رکھنے والوں کو نگل لے گی۔“

میں نے اس کی موافقت کی۔

اس حدیث کے معاملے میں ابن سعید میرے پاس آیا۔ اس نے مجھ سے دریافت کیا تو یہ بات اسے بہت شاق گزری اور اس نے ہر برائی کے ساتھ اس کا بکثرت ذکر کیا تو میں نے اس کی حدیث ترک کر دی۔

میں نے اپنے ہاتھ کے ساتھ وہ تمام روایات نکالیں جو میں نے اس کے حوالے سے نوٹ کی تھیں۔ لوگ اذان کے بارے میں اس کی نقل کردہ روایت کو دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان نقل کیا ہے: فرماتے ہیں: میں نوجوان تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اجعل فی آخر اذانک حی علی خیر العمل

تم اپنی اذان کے آخر میں ”حی علی خیر العمل“ شامل کرلو۔

میں روایت ایک اور سند کے ساتھ منقول ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

اجعل فی آخر اذانک : الصلاة خیر من النوم

”تم اپنی اذان کے آخر میں ”الصلاة خیر من النوم“ شامل کرلو۔“

(راوی کہتے ہیں:) تو میں نے اسے ترک کر دیا اور میں اس کے جنازے میں بھی شریک نہیں ہوا۔

۵۵۲- احمد بن محمد بن شعیب جزوی، ابوسہل

انہوں نے محمد بن معمر بحرانی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے حسن بن نفیس نے ایک چھوٹی روایت نقل کی ہے جو بحرانی سے اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے اور یہ موضوع حدیث کے طور پر ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

طعام الکریہ دواء وطعام البخیل داء

”معرز آدمی کا کھانا دوا ہوتی ہے اور کنجوس کا کھانا بیماری ہوتی ہے۔“

۵۵۳- احمد بن محمد بن محمد بن صاعد

یہ کنجی کا بھائی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اہل علم کو دیکھا ہے وہ اس کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔

خطیب بغدادی نے اسے ”قوی“ قرار دیا ہے۔

اہم دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

۵۵۴- احمد بن محمد بن حلیت بن مغلس حمانی

انہوں نے اپنے چچا جبارہ بن مغلس عفان اور ابو نعیم سے اور ان سے ابوغلی بن الصواف اور حبابی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ کذاب ہے اور احادیث ایجاد کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض محدثین نے تمسک کرتے ہوئے اس کا نام احمد بن عطیہ بیان کیا ہے جب کہ بعض نے احمد بن حلیت بیان کیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اسے 297 ھ میں دیکھا تو میں نے اندازہ لگایا کہ اس کی عمر ساٹھ سال یا اس سے زیادہ ہے۔

ان کا انتقال 308 ہجری میں ہوا۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے کوئی ایسا ”کذاب“ نہیں دیکھا جس میں اس سے کم حیو۔

ابن قانع کہتے ہیں: یہ ”لحد“ نہیں ہے۔

ابن ابوفوارس کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیا تھا۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے ساتھیوں نے مجھ سے اصرار کیا کہ میں اس کے پاس جاؤں اور اس سے احادیث کا سماع کروں۔ تو میں نے اس سے ایک جزو حاصل کیا تاکہ اس میں سے روایت منتخب کروں چنانچہ میں نے اس میں یہ روایت دیکھی۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

رد دانی من حرام افضل عند اللہ من سبعین حجة مبرورة

”حرام کا ایک آنہ واپس کر دینا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مترقبوں کی حوجوں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

رد دانی من حرام افضل عند اللہ من مائة الف تنفق في سبيل اللہ

”حرام کا ایک آنہ واپس کرنا اللہ کی راہ میں ایک لاکھ خرچ کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔“

چنانچہ مجھے پتہ چل گیا کہ یہ شخص احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا اس لیے میں پھر اس کے پاس نہیں گیا۔

میں نے اس کے بارے میں یہ بات بھی نوٹ کی ہے کہ اس نے ایسے لوگوں کے حوالے سے احادیث روایت کی ہیں جن کے بارے میں میرا یہ گمان ہے کہ اس نے انہیں دیکھا تک نہیں ہوگا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 308 ھ میں ہوا۔

امام حاکم رحمہ اللہ کی لکھی ہوئی تاریخ فیشاپور میں اس راوی کے حوالے سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا یہ قول منقول ہے:

”میں نے اپنے والد کے ساتھ حج کیا اس وقت میری عمر اٹھارہ سال تھی۔ ہمارا گزر ایک حلقہ کے پاس سے ہوا۔ وہاں ایک

صاحب موجود تھے میں نے دریافت کیا: یہ کون صاحب ہیں؟ تو لوگوں نے بتایا (یہ صحابی رسول ﷺ) حضرت عبداللہ بن

حارث زبیدی رضی اللہ عنہ ہیں۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت جھوٹی ہے کیوں کہ ان صحابی کا انتقال مصر میں ہوا تھا اور اس وقت امام

ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی عمر چھ سال تھی۔

۵۵۵- احمد بن محمد بن صالح بن عبد ربہ، ابوالعباس المنصور ی

یہ اہل منصورہ کا قاضی ہے۔

انہوں نے ابوروق ہزانی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور اس میں خرابی کی جڑ یہی ہے ہم نے ابوروق کے حالات

میں ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۵۵۶- احمد بن محمد بن غالب باہلی

یہ غلام خلیل ہے۔

انہوں نے اسماعیل بن ابی اویس، شیبان، قرۃ بن حبیب سے اور ان سے ابن کامل، ابن سناک اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بغداد کے بڑے پرہیزگار لوگوں میں سے ایک تھے۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے شیخ ابو عبد اللہ مہامدی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں نے غلام ظلیل سے کہا: یہ جو درنرم کرنے والی روایات ہیں۔ تم نے کہاں سے حاصل کی ہیں۔ اس نے جواب دیا: میں نے انہیں خود ایجاد کیا ہے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں کے دل نرم ہو جائیں۔

ابو ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے یہ اندیشہ ہے کہ یہ بغداد کا دجال تھا۔

ابو مرداس قطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کا انتقال 275ھ میں رجب کے مہینے میں ہوا۔ اس کا تابوت اٹھا کر بصرہ لے جایا گیا اور وہاں اس کی قبر پر گنبد بنایا گیا۔ یہ بہت زیادہ غم کا حافظ تھا۔ مہندی لگایا کرتا تھا اور خوراک میں صرف لوبیا کھایا کرتا تھا۔ شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا معاملہ واضح ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قال: من قبل غلاما بشهوة لعنه الله، فان عاتقه ضرب بسياط من نار، فان فسق به فخل النار

”جو شخص کسی لڑکے کو شہوت کے ساتھ بوسہ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر لعنت کرتا ہے اگر وہ اسے گلے لگا لیتا ہے تو اسے جہنم کے

کونڑوں کے ذریعے مارا جائے گا اور اگر وہ اس کے ساتھ گنہگار کرتا ہے تو جہنم میں جائے گا۔“

اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جو اس نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے۔ نبی

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اقتدوا بالذین من بعدی، ابی بکر وعمر

”میرے بعد ان دو افراد کی پیروی کرنا“ ابو بکر اور عمر۔“

یہ روایت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کی گئی ہے۔

شیخ ابو بکر نقاش کہتے ہیں: یہ ”واہی الحدیث“ تھے۔

ابو جعفر بن شعیب کہتے ہیں: غلام ظلیل نے بکر بن عسیٰ کے حوالے سے ابو عوانہ سے روایت نقل کی تو میں نے اس سے کہا: اے اللہ

کے بندے یہ کون ہے؟ یہ تو وہ شخص ہے جس کے حوالے سے احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روایات نقل کی ہیں اور یہ پرانے زمانے کا ہے تم نے تو

اس کا زہ نہ پایا ہی نہیں ہے۔ تو وہ اس بارے میں غور و فکر کرنے لگا۔ پھر میں اس سے ڈر گیا۔ تو میں نے کہا: بوسہ لگایا ہے اس نام کا یہ کوئی دوسرا

فرد ہو۔ تو وہ خاموش رہا۔

جب اگلا دن ہوا تو اس نے مجھ سے کہا: اے ابو جعفر! تمہیں پتہ ہے میں نے آج صبح ان لوگوں کا جائزہ لیا۔ جن سے میں نے بصرہ

میں احادیث سنی ہیں اور جن کا نام بکر بن عیسیٰ ہے تو ایسے ساتھ افراد تھے۔

۵۵۷- احمد بن محمد بن عبید اللہ تمار مقلی

یہ بغداد میں رہتا تھا۔

انہوں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ سے اور ان سے ابو حفص کتانی نے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی اور ابن طاہر فرماتے ہیں: ”غیر ثقہ“ ہیں

اور اس نے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالقاسم ازہری کہتے ہیں: یہ ابوسعید عدوی کی مانند ہے۔

(۱۰۰:۱) یہی بڑھاپہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: عدوی نامی راوی احادیث ایجاد کرتا تھا۔

تاریخی یہ راوی 325ھ میں یا اس کے بعد فوت ہوا۔

۵۵۸- احمد بن محمد بن عمر بن یونس بن قاسم حنفی، ابوہلیمائی

انہوں نے اپنے دادا اور امام عبدالرزاق سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوحاتم اور ابن صاعد نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ضعیف“ ہے اور ایک قول کے مطابق یہ ”مترک“ ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں اور یہ عجیب و غریب روایات نقل کرتا

تھا۔

شیخ قاسم کہتے ہیں: میں نے اس کے حوالے سے پانچ سو احادیث نوٹ کی ہیں۔ دوسرے کسی شخص کے پاس ان میں سے کوئی ایک

حرف بھی نہیں ہے۔

عبید کشوری کہتے ہیں: یہ تمہارے درمیان واقعی کی طرح ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی کہ اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا

ہے۔

لما قدم رسول الله صلى الله عليه وسلم من الغار يريد المدينة اخذ ابو بكر بغرزه، فقال: لا

ابشرك يا ابا بكر! ان الله يتجلى للخلائق يوم القيامة عامة، ويتجلى لك خاصة

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب غار سے تشریف لائے اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی

رکاب تھام لی۔“

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

۔ ”اے ابوبکر! کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ دوں۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ساری مخلوق کے سامنے عام تجلی کرے گا اور تمہارے لیے خاص تجلی کرے گا۔“

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دخل غیضة فاجتنی سواکین احدها مستقیم والآخر معوج، ومعہ انسان، فاعطاه المستقیم، وحسن المعوج فقال: یا رسول اللہ، انت احق بالمستقیم منی فقال:

انه لیس من صاحب یصاحب صاحباً ولو ساعة الا ساله اللہ عن مصاحبتہ ایاء

”نبی اکرم ﷺ ایک جھاڑی میں داخل ہوئے آپ ﷺ نے وہاں سے دو مسواکیں چنیں۔ ان میں سے ایک ٹھیک تھی اور دوسری ٹیز تھی۔ آپ ﷺ کے ساتھ ایک اور صحابی تھے آپ ﷺ نے سیدھی دالی اسے عطا کر دی اور ٹیزھی دالی اپنے پاس رکھی۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ ﷺ سیدھی مسواک کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جو بھی شخص کسی دوسرے کے ساتھ ہوتا ہے اگرچہ وہ ایک گھڑی کے لیے ہی کیوں نہ ہو تو اللہ تعالیٰ اس شخص کے دوسرے کے ساتھ ہونے کے بارے میں اس سے حساب لے گا۔“

۵۵۹- احمد بن محمد بن عبد الحمید جعفی کوئی

اس راوی نے دو سندوں کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

وعظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما، فصعق صاعق، فقال: من ذا الملبس عیننا دیننا ”ایک دن نبی اکرم ﷺ نے وعظ کیا اسی دوران بجلی کڑکی۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کون شخص ہمارے دین کے بارے میں ہمارے ساتھ تلخ کر رہا ہے۔“

یہ روایت جھوٹی ہے ابن طاہر نے اسے ذکر کیا ہے۔

اس راوی کے حوالے سے ابن عقدہ اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۶۰- احمد بن محمد سرخسی مؤدب

اس پر (جھوٹا ہونے) کا الزام ہے۔

اس نے اپنے حافظے کی بنیاد پر اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ان للناس وجوها، فاکرموا وجوه الناس

”لوگوں کی مختلف حیثیتیں ہوتی ہیں تو تم لوگوں کی حیثیت کی عزت افزائی کرو۔“

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: مؤدب نامی راوی کے علاوہ اس کے تمام راوی ”فقہ“ ہیں۔

۵۶۱- احمد بن محمد ابوالطیب ضراب

اس نے سمرقند میں بغوی اور دیگر افراد کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔ ابو-عدادیسی کہتے ہیں: میں نے اس کی کوئی اصل نہیں دیکھی جس پر میں اعتماد کر سکوں۔ اس نے اپنے حافظے کی بنیاد پر یہ روایات بیان کی ہیں۔

۵۶۲- احمد بن محمد بن عثمان نہروانی،

یہ احمد بن عثمان ہے۔ اس کی نسبت اس کے دادا کی طرف ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۵۶۳- احمد بن محمد بن عبد اللہ، ابوالحسن بزی مکی مقرر

یہ قرأت کے نام ہیں اور اس فن میں مستند حیثیت رکھتے ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بجلوس من مجالس الانصار وهم يمزحون ويضحكون،

فقال: اكثروا ذكر حاتم اللذات

”ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ انصار کی ایک محفل کے پاس سے گزرے وہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ مذاق کر رہے تھے اور

ہنس رہے تھے تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: لذات کو ختم کرنے والی چیز (موت) کو بکثرت یاد کرو۔“

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اس کے حوالے سے اس کے بیٹے نے یہ روایت نقل

کی ہے اور احمد نامی یہ راوی ”لیعن اللہ علیہ“ ہے۔

عقلی فرماتے ہیں: یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف الحدیث ہے میں اس کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کرتا ہوں۔

ابن ابی حاتم کہتے ہیں: اس نے منکر حدیثیں روایت کی ہیں۔

عقلی فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

الدليل الأبيض الاثرق حبيبي وحبيب حبيبي جبريل، يحرم من بيته وستة عشر بيتا من جيرانه

الحديث

”ما نگ والا سفید مرغاً میرا پسندیدہ ہے اور میرے پسندیدہ جبرائیل علیہ السلام کا بھی پسندیدہ ہے یہ گھر کی حفاظت کرتا ہے اور

پڑوس کے سولہ گھروں کی بھی حفاظت کرتا ہے۔“

عکرمہ بن سلیمان کہتے ہیں: میں نے اسماعیل بن عبد اللہ کے سامنے قرأت کی جب میں نے سورہ والضحیٰ کی تلاوت کی تو وہ بولے

اب تم ہر سورت کے آخر میں تکبیر کہا کرو کیوں کہ میں نے عبد اللہ بن کثیر کے سامنے قرآن پڑھا تھا تو جب میں سورہ والضحیٰ تک پہنچا تو وہ

بولے تم جب تک قرآن فہم نہیں کرتے اس وقت تک (ہر سورت) کے آخر میں تکبیر کہو۔

انہیں انہیں کثیر نے یہ بتایا تھا کہ اس نے مجاہد کے سامنے یہ قرأت کی تھی تو مجاہد نے انہیں یہ ہدایت کی تھی اور انہیں یہ بتایا تھا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد کو اس بات کی ہدایت کی تھی اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجاہد کو بتایا تھا کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے ان کو اس بات کی ہدایت کی تھی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو یہ بتایا تھا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس بات کا حکم دیا تھا۔

یہ حدیث ”غریب“ ہے۔ یہ ان راویوں میں سے ایک ہے جن کو علی المرتضیٰ نے منکر قرار دیا ہے۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت ”منکر“ ہے۔

۵۶۴- احمد بن محمد بن عبد الکریم، ابو طلحہ فزاری، الوساوی

انہوں نے نصر بن علی جعفی اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔ برقانی نے انہیں ”فقہ“ قرار دیا ہے۔

۵۶۵- احمد بن محمد بن حنفیہ، العباس الامیر ابو الحسن

انہوں نے بخاری اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ 390ھ کے آس پاس تک زندہ تھے۔ حسن بن عیسیٰ نے انہیں ”واہی“ قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے: اللہ کی قسم! نہ تو اس نے کوئی حدیث سنی ہے اور نہ ہی اس کی عمر اس بات کا تقاضا کرتی ہے۔
ان سے ابو الحسن ابن المجدی باللہ نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۶۶- احمد بن محمد ابو حنظل سقطی

یہ راوی ”منکر“ ہے۔ اس نے ایک موضوع روایت ابی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

فی الجنة شجرة، الورقة منها تغطي جزيرة العرب الحديث بطوله

”جنت میں ایک درخت ہے جس کا ایک پتہ پورے جزیرہ عرب کو ڈھانپ لیتا ہے (اس کے بعد طویل حدیث ہے)“

۵۶۷- احمد بن محمد بن نافع

مجھے نہیں معلوم کہ یہ کون ہے۔ ابن جوزی نے ایک مرتبہ اس کا تذکرہ کیا ہے اور یہ کہا ہے: اہل علم نے اس پر (جھوٹا ہونے کا) الزام

لگایا ہے۔

ابن جوزی نے صرف یہی کہا ہے مزید کچھ نہیں کہا۔

۵۶۸- احمد بن محمد بن ابراہیم ضریر

یہ ابن کبیر بغدادی کا استاد ہے اور اس نے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

۵۶۹- احمد بن محمد بن صالح تمار

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جعفی بن جنادہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

كنت جالسا عند ابي بكر . فقال : من كان له (حاجة) عند رسول الله صلى الله عليه وسلم (وله) عدة فليقم فقام رجل فقال : ان رسول الله صلى الله عليه وسلم وعدني ثلاث حثيات من تمر فقال : ارسلوا الي علي فجاء . فقال : يا ابا الحسن ، ان هذا يزعم كذا وكذا ، فاحث له فحثاها له . فقال ابو بكر : عذوها فعدوها فوجدوها كل حثية سبعين تمرة لا تزيد واحدة فقال ابو بكر : صدق الله ورسوله . قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم ليلة الهجرة في العار : كفى وكفى علي في العدل سواء

”ایک مرتبہ میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا (اس وقت جب وہ خلیفہ بن چکے تھے) انہوں نے فرمایا جس شخص کی نبی اکرم ﷺ سے کوئی حاجت تھی یا نبی اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ کوئی وعدہ کیا تھا تو وہ کھڑا ہو جائے تو ایک شخص کھڑا ہو گیا اس نے کہا نبی اکرم ﷺ نے مجھ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ آپ ﷺ میں لب کھجوریں مجھے دیں گے تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ بولے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دو وہ وہاں آیا اور بولا: اے ابوالحسن! یہ شخص یہ کہہ رہا ہے تو آپ اسے اتنی کھجوریں دے دیں تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اتنی کھجوریں انہیں دے دیں۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کی گنتی کرو جب گنتی کی گئی تو ہر ایک لب میں ساٹھ کھجوریں آئی تھیں کوئی ایک بھی زیادہ نہیں تھی تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے سچ کہا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ہجرت کی رات میں مجھ سے فرمایا تھا: میری اور علی کی عقلیں مآپنے میں برابر ہے۔“

۵۷۰- احمد بن محمد بسطامی

خطیب بغدادی نے اس کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت اپنی تاریخ میں نقل کی ہے اور خرابی کی بنیاد یہی شخص ہے۔

۵۷۱- احمد بن محمد بن عبد اللہ وقاصی

اس نے ابن جریج کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے یہ نہیں پتہ کہ یہ کون شخص ہے؟

۵۷۲- احمد بن محمد بن علی بن حسن بن شقیق مروزی

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتھ تھیں۔

ابن عدی کہتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من سقى اخاه فى موضع يوجد فيه الماء فكأنما اعتق رقبة، وان سقاها فى موضع لا يوجد فيه الماء فكأنما احيا نسبة مؤمنة

”جو شخص اپنے کسی بھائی کو ایسی جگہ پانی پلاتا ہے جہاں پانی مل جاتا ہے تو گویا اس نے ایک غلام آزاد کر دیا اگر وہ کسی ایسی جگہ پر پانی پینے کے لیے دیتا ہے جہاں پانی نہیں ملتا تو گویا اس نے ایک مومن جان کو زندہ کر دیا۔“ (امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ روایت اس کی ایجاد کردہ ہے۔)

۵۷۳- احمد بن محمد بن عمر، ابو بکر منکدری خراسانی

یہ 300ھ کے بعد کا ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے منفر داور عجیب و غریب روایات منقول ہیں۔

اس کا انتقال مرو میں 314ھ میں ہوا۔ اس وقت یہ خراسان کے تمام علاقے گھوم پھر چکا تھا۔

اس نے عبد الجبار بن علاء، ہارون بن اسحاق ہمدانی، یونس بن عبد الاعلیٰ، اور ان کے طبقے کے افراد سے احادیث روایت کی ہیں۔ اس کے زمانے میں ”منکدری“ خراسان کے حافظ تھے۔

اور کسی کہتے ہیں: اس جیسا شخص اگر اللہ نے چاہا تو جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا ہوگا۔ میں نے محمد بن سعید سمرقندی سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو میں نے دیکھا کہ ان کی رائے ان کے بارے میں اچھی تھی۔ میں نے انہیں یہ بیان کرتے ہوئے سنا وہ کہتے ہیں: میں نے منکدری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے تین لاکھ احادیث کی تحقیق کی ہے۔

تو میں نے کہا: کیا آپ نے تین عقدہ کے بعد منکدری سے بڑا حافظ دیکھا تو انہوں نے جواب دیا: نہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ مدیہ منورہ کا رہنے والا تھا۔ جس نے عجم میں سکونت اختیار کر لی تھی۔)

۵۷۴- احمد بن محمد بن عمران ابو حسن بن جندی

ابن صاعد کے شاگردوں میں سے بغداد میں رہنے والا یہ آخری فریق تھا۔ اور شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کی روایت میں اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے اور اس کے مذہب (یعنی مسلک) کے حوالے سے اس پر طعنہ زنی کی گئی ہے۔

ازہری نے مجھ سے کہا ہے: یہ راوی ”لیس بشیء“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس سے ایک قلوک نے احادیث روایت کی ہیں اور اس نے بغوی کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔)

۵۷۵- احمد بن محمد بن عیسیٰ ابن جراح الحافظ مصری، ابو العیاس النحاس:

اس نے مختلف علاقے گھومے پھرے ہیں۔

انہوں نے بغوی اور ابو عمرو بہ سے روایات نقل کی ہیں۔

اس نے نیشاپور میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

ان کا انتقال 396 ہجری میں ہوا۔

ابوالحسن الحجاجی نے اس پر جھوٹے ہونے کا الزام عائد کیا ہے۔ اس نے دو جھوٹی روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک درج ذیل

ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تولوا الاذان من يدغدغ الهاء

”ایسے شخص کو مؤذن مقرر نہ کرو۔ جو ”ه“ میں اوغام کرتا ہے۔“

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس روایت کو اس کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

۵۷۶- احمد بن محمد بن عیسیٰ الواعظ

انہوں نے یوسف بن حسین رازی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے جس کے حوالے سے ان پر (جھوٹا ہونے) کا

الزام ہے۔

۵۷۷- احمد بن محمد بن عیسیٰ سکونی

انہوں نے ابو یوسف قاضی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور یہ کہا ہے: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے اور بغدادی ہے۔

۵۷۸- احمد بن محمد بن فضل قیس الالبلی

انہوں نے جند نیشاپور میں پڑاؤ اختیار کیا۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں ان کی ہستی کی طرف گیا تھا۔ میں نے ان کے حوالے سے پانچ سو کے قریب احادیث نوٹ

کیں تھیں، لیکن وہ سب موضوع تھیں۔

(ابن حبان رحمہ اللہ) کہتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور

پر نقل کی ہے۔

لو بغی جبل علی جبل ليعمله الله دكا

”اگر کوئی ایک پہاڑ کسی دوسرے پہاڑ کے ساتھ زیادتی کرے تو اللہ تعالیٰ اسے بھی ریزہ ریزہ کر دے۔“

اس نے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

خير الرزق ما كفى

”سب سے بہترین رزق وہ ہے جو کفایت کر جائے۔“

اس نے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

المنہم بادلک لاهتی فی بکورہا یوم خمیسہا

”اے اللہ میری امت کی جمعرات کی صبح (کے کاموں) میں ان کے لیے برکت کر دے۔“

اس نے یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

ترك الشر صدقة

”برائی کو چھوڑنا بھی صدقہ ہے۔“

اس آدمی نے ائمہ متوہین کے حوالے سے تین ہزار سے زیادہ جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

۵۷۹- احمد بن محمد بن فضل بختانی

انہوں نے دانش میں پڑاؤ اختیار کیا۔

یہ ”فقہ“ ہیں۔

ان سے ابو احمد حاکم اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۸۰- احمد بن محمد بن قاسم مذکر ابو حامد سرخسی

حاکم نے ان کے حوالے سے ایک حدیث سنی ہے اور یہ بات بیان کی ہے یہ جھوٹی اور منکر ہے اور اس کی سند میں مجہول راوی ہے۔

اس پر جھوٹا ہونے کا الزام ہے۔

۵۸۱- احمد بن محمد (بن عمرو) بن مصعب بن بشر بن فضالہ

ان کی کنیت ابو بشر مروزی ہے اور یہ فقیہ ہیں۔

امام ابن حبان بیہودہ فرماتے ہیں: یہ شخص متون ایجاد کرتا تھا اور سندوں کو تبدیل کر دیتا تھا۔ چنانچہ یہ اس بات کا مستحق ہے کہ اسے

ترک کر دیا جائے۔ شاید اس نے فقہ راویوں کے حوالے سے دس ہزار سے زیادہ روایات کو الٹ پٹ کر دیا ہے میں نے ان میں سے تین

ہزار سے زیادہ روایات نوٹ کی ہیں۔ جس کے بارے میں مجھے شک نہیں ہے کہ اس نے انہیں الٹ پٹ کر دیا ہے۔ پھر اس نے اپنی عمر

کے آخری حصے میں ایسے مشائخ سے احادیث روایت کرنے کا دعویٰ کیا جنہیں اس نے دیکھا بھی نہیں تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ اس

کا سب سے پرانا شیخ کون سا ہے تو اس نے جواب دیا: احمد بن سیار پھر جب اسے ایک آزمائش میں مبتلا ہونا پڑا اور اسے بخارا لے جایا گیا

تو وہاں اس نے غلی بن خشرم کے حوالے سے روایات نقل کرنی شروع کر دیں۔ تو میں نے اس کی اس بات کا انکار کرتے ہوئے اسے خط

بھیجا تو اس نے جوابی خط میں مجھ سے معذرت کی اور بولا: جب میں مشغول تھا۔ اس وقت یہ روایات میرے سامنے پڑھی گئی تھیں۔ اس

کے بعد یہ جحشان چلا گیا۔ وہاں اس نے پہلے کی طرح غلی بن خشرم اور فریانی کے حوالے سے روایات نقل کیں۔

پھر امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے تقریباً تیس انہی روایات نقل کی ہیں جن کی سند میں تبدل ہو چکی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔ اس کی زبان چمبھی تھی اور حافظ الحدیث تھا۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 323 ہجری میں ہوا۔)

۵۸۲- احمد بن محمد بن یاسین، ابواسحاق ہروی الحداد:

یہ تاریخ ہرات کا مصنف ہے۔

اس نے عثمان دارمی اور معاذ بن ثنی سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

جب کہ اس سے ابوبلی منصور خالدي اور ایک مخلوق نے احادیث کا سماع کیا ہے۔

ان کا انتقال 234 ہجری میں ہوا۔

سلمی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ سے ابواسحاق بن یسین عرووی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: یہ ابوبشر مروزی سے بھی زیادہ برا ہے۔ دارقطنی رحمہ اللہ نے ان دونوں کو جھوٹا قرار دیا۔

اور می کہتے ہیں: یہ احادیث یاد کرتا تھا میں نے اس کے شہر کے لوگوں کو سنا ہے کہ وہ اس پر طعن کرتے تھے۔ وہ اس سے راضی نہیں تھے۔

۵۸۳- احمد بن محمد بن فضل جرجانی

ابو بکر اسماعیلی کہتے ہیں: یہ راوی "لیس بشیء" ہے۔

انہیں ابن مملک بھی کہا جاتا ہے ایک نسخے میں اسی طرح منقول ہے۔

درست یہ ہے کہ ان کا (نام و نسب) یہ ہے: احمد بن محمد بن فضل بن عبید اللہ بن عبد الرحمن بن یحییٰ بن مالک
انہوں نے محمد بن عبد المؤمن جرجانی اور ربیع بن رجاہ سے اور ان سے ابن عدی، غطر لہی نے روایات نقل کی ہیں۔

۵۸۴- احمد بن محمد بن مالک بن افس بن ابی عامر اصمعی

انہوں نے اپنے والد اور اسماعیل بن ابوالیس سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ "ضعیف" ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ "مسکرات الحدیث" ہے اور "مقلوب" روایت نقل کر دیتے تھے۔

۵۸۵- احمد بن ابو حنیفہ، محمد بن ماہان

عبد الرحمن بن ابی حاتم کہتے ہیں: یہ "مجبول" ہے۔

۵۸۶- احمد بن محمد بن مسروق، ابوالعباس طوسی

یہ "الفتانہ" کے موضوع پر مشتمل ایک مجموعہ احادیث کے مؤلف ہیں۔

انہوں نے خلف بزاز اور ابن مدنی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ”قوی“ نہیں ہے اور ”معتدل“ روایات نقل کر دیتے ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں۔ ان کا انتقال 300 ہجری سے پہلے ہوا۔ یہ بلند شان کے مالک تھے ان کا شمار

”ابدال“ میں ہوتا ہے۔

۵۸۷۔ احمد بن محمد بن ہارون ابو جعفر برقی

ابن یونس نے ان کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ فرمایا: یہ راوی ”کذاب“ ہے اور حدیث کا فہم رکھتے تھے۔

۵۸۸۔ احمد بن محمد بن محمد، ابو الفتوح طوسی الواعظ

ان کا انتقال 520 میں ہوا۔

ان کے حوالے سے ایسی روایات منقول ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ اختلال کا شکار ہو گئے تھے اور احادیث ایجاد بھی کرتے تھے۔

۵۸۹۔ احمد بن محمد بن موسیٰ ابو بکر ملحمی

انہوں نے ابو ظیفہ ثمالی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن مردویہ کہتے ہیں: یہ راوی ”ذہاب الحدیث“ ہے۔ یہ انتہائی ”ضعیف“ ہے۔

۵۹۰۔ احمد بن محمد بن ہارون، ابو بکر رازی الحری مرقی

انہوں نے جعفر فریابی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”وائی“ ہے اور اس کا کہنا ہے کہ اس نے مسون بن ابیہثم کے بارے میں احادیث کی قرأت کی ہے، لیکن اس بات کو منکر

قرار دیا گیا ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: قرأت کے حوالے سے یہ مقبول نہیں ہے۔

۵۹۱۔ احمد بن محمد بن نیرک

انہوں نے ابو اسامہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا معاملہ کل نظر ہے اور اس بارے میں دیگر حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

۵۹۲۔ احمد بن محمد بن یحییٰ بن حمزہ تلمیذ مشقی

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں اور اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

ابو احمد حاکم کہتے ہیں: یہ کل نظر ہے۔

ابو جہم مشغرائی نے اس کے حوالے سے جھوٹی روایت نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ روایت ہے:
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ما استدرکنا عنہ عبد الا حظیر عنہ العلم والادب

”اللہ تعالیٰ کسی بھی بندے کو صرف اسی صورت میں ذمہ کرتا ہے کہ اس سے علم اور ادب کو چھین لیتا ہے۔“

اس راوی نے اپنے والد اور دادا کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من احب ان یشم والنحتی فنیثم الورد
”جو شخص میری خوشبو سونگھنا چاہتا ہو وہ پھول کو سونگھ لے۔“

۵۹۳- احمد بن محمد بن عبد الواحد الکلتانی

اس کا اسم منسوب کتان کی فروخت کے حوالے سے ہے۔

انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو سعید عبد الرحمن بن احمد بن یونس لافظ کہتے ہیں: یہ زیادہ مستند نہیں ہے۔

۵۹۴- احمد بن محمد بن ابی دارم الحی فوطی

اس نے ابراہیم بن عبد اللہ انصاری کا زمانہ پایا ہے اور یہ بات پہلے نثر چکی ہے۔

ابو حاتم ریشی نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور کہا ہے یہ رافضی ہے اس پر اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔

۵۹۵- احمد بن محمد

یہ بیت شمس کا مصنف ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں: اس نے ابو مالک بن نويرة کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور ”مترک“ ہے۔

(نام ذہبی نے کتبہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ روایت موضوع ہے۔ علی بن محمد بخاری نے اس کے حوالے سے

روایات نقل کی ہیں۔

۵۹۶- احمد بن محمد بن یزید اور اراق

انہوں نے شایبہ بن واثق سے روایات نقل کی ہیں۔

نام ذہبی نے کتبہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

۵۹۷- احمد بن محمد بن سندی، ابو الفوارس بن صابونی مصری

یہ انشاء اللہ صدوق ہے تاہم میں نے اسے دیکھا ہے کہ محمد بن حماد کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کرنے میں یہ منفرد ہے۔
یوں لگتا ہے جیسے اس نے ان کی طرف یہ روایت منسوب کی ہے۔

۵۹۸- احمد بن محمد بن ابی الموت مکی

انہوں نے علی بن عبد العزیز بخوی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ معمولی سا ضعیف ہے۔

۵۹۹- احمد بن محمد بن احمد بن عبدوس زعفرانی

یہ بعد کے زمانے کا بزرگ ہے۔
انہوں نے ابن ماسی سے روایات نقل کی ہیں اور اس کا بعض سامع ٹھیک نہیں ہے۔

۶۰۰- احمد بن محمد،

یہ ابن احمد جرجانی ہے۔
انہوں نے ابن علیہ اور اس کی مثل افراد سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن حدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات درست نہیں ہیں۔

۶۰۱- احمد بن محمد، ابو عقیقہ انصاری

انہوں نے عبد الاعلیٰ بن عبد الاعلیٰ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۶۰۲- احمد بن محمد بن یحییٰ بن کثیر زہری

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔

۶۰۳- احمد بن محمد بن یحییٰ بن عمرو جعفی

اسے ”ثقة“ قرار دیا گیا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ وہ نہیں ہے جس کے ذریعے استدلال کیا جاسکے۔
یہ روایت حمزہ سہمی نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت کی ہے جب کہ امام حاکم رحمہ اللہ نے دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اس کے حوالے سے ابن عقدہ نے بکثرت روایات نقل کی ہیں اور ابن صاعد نے بھی روایات نقل کی ہیں۔

۶۰۴۔ احمد بن محمد بن ہارون بن مرزوق، ابو عمر و مذکر

یہ قدریہ فرقے کا مبلغ تھا۔ یہ بات حافظ الحدیث حسن بن علی بن عمرو نے بیان کی ہے۔

۶۰۵۔ احمد بن محمد بن یعقوب (بن میدان)، ابو بکر الفارسی الوراق الکافعی

انہوں نے بغوی اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابی الفوارس کہتے ہیں: ”یہ انتہائی ضعیف“ ہے۔ جیسا کہ ابن منیع نے اس بات کا دعویٰ کیا ہے۔ متاخرین سے اس کے سماع میں

کوئی حرج نہیں ہے اور یہ شخص بد مذہب بھی تھا۔

عقیلی کہتے ہیں: ”یہ ثقہ“ ہیں۔

اس کا انتقال 390ھ میں ہوا۔

۶۰۶۔ احمد بن محمد بن ابراہیم خازمی تمار

یہ پسندیدہ شخصیت نہیں ہے۔

یہ بات حافظ الحدیث حسن بن علی ابن عمر ذہری نے بیان کی ہے۔

۶۰۷۔ احمد بن محمد بن یوسف بن محمد بن دوست (العلاف) الحافظ العلامة، ابو عبد اللہ بغدادی

یہ ابو بکر العلاف بزاز کا والد ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے بغوی کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔ ان کے علاوہ ابن عیاش

قطان، ابی عبد اللہ کلینی، محمد بن جعفر المطیری صفار، اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے ابو محمد الخلال، وابو القاسم الازہری، وہب اللہ اللاکائی، والخطیب، ووزق اللہ تھمی اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی

ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے اس سے ایک جزء سماع کیا ہے۔ بکثرت روایات نقل کرنے والا علم کا ماہر اور حافظ الحدیث

تھا۔ ایک طویل عرصے تک جامع المصنوع میں مخلص کی وفات کے بعد احادیث الملاء کروانا رہا۔ پھر اس کے بعد اس نے اس سلسلے کو ترک

کر دیا اور اپنے گھر میں بیٹھنے لگا۔ اس کی پیدائش صفر کے مہینے میں 333ھ میں ہوئی تھی۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے حسین بن محمد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے جب ابن حبابہ کا انتقال ہوا تو ”جامع المصنوع“ میں ابن

دوست نے اس کی جگہ الملاء کروانا شروع کیا اور وہ ایک سال تک اپنے حافظے کی بنیاد پر اسی طرح الملاء کروانا رہا۔ پھر اس کے بارے میں

ابن ابی الفوارس نے کلام کیا جو اس روایت کے بارے میں تھا، جسے اس نے مطیری کے حوالے سے نقل کیا تھا اور انہوں نے اس پر طعن کیا۔

میں نے ازہری کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ابن دوست ضعیف ہے۔ میں نے اس کی کتابوں کو دیکھا ہے وہ سب ناقابل اعتبار ہیں۔

وہ ذکر کرتے ہیں کہ اس کی تمام تحریرات ڈوب گئی تھیں تو اس نے ان کے نسخوں کا استہراک کیا تھا۔

میں نے برقائی سے ابن دوست کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے یہ اپنے حافظے کی بنیاد پر احادیث بیان کرتا رہا لیکن علماء نے اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

یہ بات بھی بیان کی گئی ہے یہ شخص احادیث کے اجزاء تحریر کرتا تھا اور پھر انہیں منیٰ میں لوٹ پوٹ کر دیتا تھا تاکہ یہ پتہ چسے کہ یہ پرانے ہیں۔

حمزہ بن محمد کہتے ہیں: ابن دوست سترہ برس تک احادیث علماء کرواتا رہا جب بھی اس سے کسی چیز کے بارے میں دریافت کیا گیا تو اس نے اس موضوع کے بارے میں اپنے حافظے سے روایت امداء کروادی۔ جس کے بارے میں اس سے سوال کیا گیا تھا۔

اس کے بعد عیسیٰ ہمدانی نے یہ بات بیان کی ہے: ابن دوست کو علم حدیث کا فہم حاصل تھا۔ وہ امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کا عالم تھا۔ اس کے پاس اسماعیل صفار کے حوالے سے منقول روایات کا ایک پلندہ صندوق میں موجود تھا۔ وہ امام دارقطنی رحمہ اللہ کی موجودگی میں احادیث پر بحث کرتا تھا اور علم حدیث کے بارے میں کلام کرتا تھا۔ اسی وجہ سے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

ابن ابوالنوار اس نے پہلے ہم پر انکار کیا کہ ہم اس کے پاس کیوں جاتے ہیں اور اس سے احادیث کا سماع کیوں کرتے ہیں؟ لیکن پھر وہ خود اس کے پاس گئے اور اس سے احادیث کا سماع کیا۔

حمزہ بن محمد کہتے ہیں: میں نے اپنے ماموں ابو عبد اللہ بن دوست سے کہا میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ محفلوں میں اپنے حافظے سے احادیث امداء کروادیتے ہیں آپ اپنی تحریر کے حوالے سے علماء کیوں تحریر نہیں کرواتے۔ وہ بولے: تھران چیزوں کا جائزہ لو۔ جو میں نے امداء کروائی ہیں۔ اگر اس میں کوئی غلطی یا کوتاہی ہو تو پھر میں اپنے حافظے کی بنیاد پر امداء نہیں کرواؤں گا اور اگر وہ سب ٹھیک ہے تو پھر تحریر کی طرف جانے کی ضرورت کیا ہے۔

اس راوی کا انتقال 407ھ میں رمضان کے مہینے میں ہوا۔

۶۰۸- احمد بن محمد مخزومی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

لما قتل ابن آدم اخاه قال آدم عليه السلام:

فوجه الارض مغبر قبيح

تغيرت البلاد ومن عليها

وقل بشاشة الوجه المليح

تغير كل ذي طعم ولون

فواحر با مضى الوجه الصبيح

قتل قابيل هبيل اخاه

فاجابه ابليس:

ففي في الخلد ضاق بك الفسيح

تنح عن البلاد وساكنيها

”جب حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے نے اپنے بھائی کو قتل کر دیا تو حضرت آدم علیہ السلام نے یہ اشعار پڑھے۔“

”مختلف شہزواران پر موجود سب چیزیں متغیر ہو گئی ہیں۔ زمین کا چہرہ ابراہیم اور براہیم ہو گیا ہے۔ ہر ذائقے دار اور رنگ والی چیز

متغیر ہو گئی ہے اور خوبصورت چہرے کی بشارت کم ہو گئی ہے۔ قاتیل نے اپنے بھائی ہانیل کو قتل کر دیا ہے تو کیا تکلیف ہے جو ایک صبیح چہرے پر گزرتی ہے۔“

تو شیطان نے ان کو جواب دیتے ہوئے یہ شعر کہنا:

”شہروں اور ان کے رہنے والوں سے الگ ہو کر رہو۔ میری وجہ سے جنت میں کشادہ چیز بھی تمہارے لیے تنگ ہو گئی تھی۔“

یہ روایت ابو نعیم بن عبد اللہ بن محمد بن شاہر نے اس کے حوالے سے روایت کی ہے اور یہ اس سے ابو نعیم بن عبد اللہ بن عباس نے سنی ہے تو خرابی کی بنیاد یا تو بخیری ہے یا اس کا استاد ہے۔

۶۰۹- احمد بن محمد بن احمد

یہ حافظ الحدیث اور ”ثقہ“ ہیں اور ان کی (کنیت واسم منسوب) ابو طاہر سلفی ہے۔

میرے علم کے مطابق کسی بھی محدث نے اس سے تعرض نہیں کیا یہاں تک کہ مجھے یہ پتہ چلا کہ ابو جعفر بن زبیر نے محمد بن احمد نامی جو ایک ضعیف راوی ہے، اس کے حالات میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کے حوالے سے ایک منفرد روایت نقل کی ہے اس میں انہوں نے یہ بات ذکر کی ہے کہ اس نے جامع ترمذی کی سند بیان کی ہے جو سلفی، ابو فتح حداد، ابن نیاں کے حوالے سے ہے۔

پھر سلفی نے یہ استدراک کیا ہے کہ یہ چیز اس کو اجازت کے طور پر ملی ہے اور اس نے اس بات پر متنبہ بھی کیا ہے۔

تو اس مقام پر ابو جعفر نے سلفی کے بارے میں ابن بادش پر کلام کیا ہے جو ایسا کلام ہے جس کی طرف کسی نے توجہ نہیں کی کیوں کہ ابن بادش طویل القدر عالم دین ہے بلکہ لوگوں نے تو ابن بادش سے ہی خوراک حاصل کی ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: سلفی شیخ الاسلام ہے اور راویوں کی محبت ہے۔

ان کا انتقال 576 ہجری میں 102 سال کی عمر میں ہوا۔

۶۱۰- احمد بن محمد بن سفیان ار جانی

حمزہ بھی کہتے ہیں: اس نے ”اہلہ“ کے مقام پر ثقہ راویوں کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں۔

۶۱۱- احمد بن محمد بن رزاق صہبانی الواعظ

اس نے امام طبرانی رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

یہ غالی مستحلی تھا اور ابو الخیر کا والد ہے۔

۶۱۲- احمد بن محمد ابو عبید اللہ زہری

انہوں نے ابو مسہر اور اس کی مانند افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر جھوٹ بولنے کا الزام ہے (اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں) سے ایک درج ذیل ہے:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لولا الامصار لاحترق اهل القرى
 "اگر شہر نہ ہوتے تو دیہاتوں والے جل جاتے۔"

۶۱۳- احمد بن محمد انصاری

انہوں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے شاگرد فضل بن زیاد سے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ راوی "ثقة" نہیں ہے۔

یہ وہ والا ابو عقیدہ نہیں ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔
 اس نے جزیرہ میں پر ادا اختیار کیا تھا۔
 ابن حبان رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے اسے واقعی قرار دیا ہے۔

۶۱۴- احمد بن محمد ابوالحسن قسری

اس نے سفر کیا اور ابوالفرج غلام بن عبدوف، عمر بن ابراہیم ستانی کے سامنے احادیث کی قرأت کی جب کہ اس کے سامنے کافی کے مصنف ابن شریک نے احادیث کی قرأت کی ہے۔
 شیخ دانی کہتے ہیں۔ یہ مکہ میں ایک طویل عرصے تک لوگوں کے سامنے احادیث کی قرأت کرتا رہا، لیکن یہ نہ تو ضابطہ تھا اور نہ ہی حافظہ اللہ ریث تھا۔

اس کا انتقال مکہ مکرمہ میں 438 ہجری میں ہوا۔

۶۱۵- احمد بن محمد بن علی، ابو عبد اللہ الآسنوسی

برقانی کہتے ہیں: اس نے امام ترمذی رحمہ اللہ کی جامع سنی ہوئی نہیں تھی، لیکن خود کو یہ ظاہر کیا کہ گویا اس نے سنی ہوئی ہے۔
 اس نے دین اور اس کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سامع کیا ہے۔
 ان کا انتقال 400 ہجری سے پہلے ہوا۔

۶۱۶- احمد بن محمد الحافظ، ابو حامد بن شری

یہ مشہور امام ہیں اور حجت ہیں۔
 سنی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ سے ان کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے۔ یہ "ثقة" اور "مأمون" ہیں۔
 میں نے کہا پھر کیا وجہ ہے کہ ابن عقدہ نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے تو وہ بولے: "سبحان اللہ! کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ ان کے بارے میں اس جیسے کلام اثر انداز ہوگا۔ اگر ابن عقدہ کی جگہ ابن معین نے بھی کلام کیا ہوتا (تو یہ پھر بھی ضعیف القدر امام ہی رہتے)
 (ابن زبین رحمہ اللہ فرماتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں: یہی وجہ ہے کہ حافظ ابوطی یہ فرمایا کرتے تھے۔ ابوطی کی یہ حیثیت نہیں ہے کہ شیخ ابو حامد کے بارے میں اس کا کلام سنا جائے۔

۶۱۷- احمد بن محمد بن موسیٰ بن یحییٰ اصہبانی

حسن بن علی زہری کہتے ہیں: یہ پسندیدہ شخصیت نہیں ہے۔

۶۱۸- احمد بن مالک تمیمی

انہوں نے محمد بن حلت توڑی سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

۶۱۹- احمد بن مروان دینوری مالکی

یہ ”الجالس“ نامی کتاب کے مصنف ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے ان پر بہت عائد کی ہے اور اس بارے میں دیگر حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

۶۲۰- احمد بن مصعب مروزی

انہوں نے عمر بن ہارون ثنی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔ عمر نامی راوی اگرچہ ضعیف ہے، لیکن اس سے اس روایت کا احتمال نہیں ہو سکتا۔

۶۲۱- احمد بن مظفر بن سوسن تمار

انہوں نے ابو علی بن شاذان سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن سعانی کہتے ہیں: یہ اجزاء (یعنی مجموعہ ہائے حدیث میں) اپنا نام شامل کر دیتے تھے۔

۶۲۲- احمد بن معاویہ بابلی

انہوں نے نصر بن حمیل سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جھوٹی روایات بیان کرتا ہے اور حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

هذا يا العيال غشول

”سرکاری اہل کاروں کو دیے جانے والے تحائف ناجائز ہوتے ہیں۔“

۶۲۳- احمد بن معدان عبیدی

انہوں نے ثور بن یزید سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے اور دوسرے قول کے مطابق:

یہ ”واقعا“ اور ”مجہول“ ہے۔

۶۲۴- احمد بن الفضل (م، د، س) کوئی حفری

انہوں نے ثوری اسباط بن نصر اور اسماعیل سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے ابو زرعہ اور ابو حاتم نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مکر المحدث“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی بن النعمان کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یا علی، اذا تقرب الناس الى خالقهم بأنواع البر فتقرب اليه بأنواع العقل

”اسے علی! جب لوگ مختلف طرح کی نیکیوں کے ساتھ اپنے خالق کا قرب حاصل کریں اس وقت تم مختلف طرح کی عقلی

باتوں کے ذریعے اس کا قرب حاصل کرو۔“

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ شیعہ مسلک کے اکابرین میں سے تھا۔ تاہم ”صدوق“ تھا۔

۶۲۵- احمد بن ابی مقاتل

(اور یہ بھی کہا گیا ہے): اس کا نام محمد بن ابی مقاتل ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

أوحى الله الى داود

”اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کی طرف وحی کی۔“

تو اس نے ایسی روایت نقل کی جو درست نہیں ہے۔ یہ روایت احمد بن محمد نے اس کے حوالے سے نقل کی ہے۔

۶۲۶- احمد بن مقاتل دہقان

اس نے سمرقند میں شیخ ابو حاتم رازی کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے۔

۶۲۷- احمد بن مقاتل بن مظلوم السوسی

ابن عساکر کہتے ہیں: یہ ”ثقة“ ہیں۔

اس نے کچھ چیزوں کو توڑ مروڑ کر متغیر کر دیا ہے۔ اس کے حوالے سے اسباط بن نصر اور اسماعیل کی روایات منقول ہیں جب کہ

ابو زرعہ اور ابو حاتم نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۲۸- احمد بن مقدم (ص، خ) ابوالفتح عجمی

یہ مستدرادوں میں سے ایک ہیں۔

ابن خزیمہ کہتے ہیں: یہ علم حدیث کے بڑے ماہر تھے۔

انہوں نے حماد بن زید اور دیگر اکابرین کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو داؤد بخاری نے ان سے روایت کو اس لیے ترک کر دیا تھا کیوں کہ یہ بہت ”مخولے“ تھے۔ امام ابو داؤد بخاری نے یہ بات ذکر کی ہے: بصرہ میں کچھ شرارتی لوگ تھے جو درہم کی تھیلی راستے میں رکھ کر اس کا دھیان رکھتے رہتے تھے۔ جب کوئی شخص آتا اسے دیکھتا اور اٹھانے لگتا تو یہ لوگ چیخ کر اسے شرمندہ کرنے کی کوشش کرتے۔ چنانچہ ابواصف نے انہیں یہ طریقہ تعلیم دیا کہ وہ ایسی تھیلی حاصل کریں جس میں شیشہ موجود ہو پہلے تو جب لوگ درہم کی تھیلی اٹھاتے تھے تو تھیلی کا اصل مالک چیخ پڑتا تھا لیکن اب انہوں نے اس کی جگہ شیشے والی تھیلی رکھنا شروع کر دی۔

امام ابو داؤد بخاری فرماتے ہیں: ”یہ شرارتی بدتمیز لوگوں کو طریقے تعلیم دیا کرتا تھا۔“

امام ابوحاتم بخاری فرماتے ہیں: ”یہ“ صالح الحدیث“ ہے۔

۶۲۹- احمد بن منذر بن جارد

امام ابوحاتم بخاری فرماتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

انہوں نے حماد بن مسعود سے روایات نقل کی ہیں اور

اس کا مقام ”صدق“ ہے۔

۶۳۰- احمد بن مملک جرجانی

اسہیلی کہتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۶۳۱- احمد بن منصور (ق) ابو بکر رمادی

یہ حافظ الحدیث، ”ثقہ“ اور مشہور ہیں۔

انہوں نے یزید بن ہارون اور امام عبد الرزاق سے احادیث کا سماع کیا ہے جب کہ ان سے محاملی، صفار اور ایک مخلوق نے احادیث کا سماع کیا ہے۔

امام دارقطنی بخاری و دیگر حضرات نے انہیں ”ثقہ“ قرار دیا ہے۔

محمد بن رجا بصری کہتے ہیں: میں نے امام ابو داؤد بخاری سے کہا: آپ کو رمادی کے حوالے سے احادیث بیان کرتے ہوئے نہیں دیکھا ہے تو انہوں نے فرمایا: میں نے اسے دیکھا ہے کہ یہ رافضیوں کے ساتھ رہتا ہے۔ اس لیے میں نے اس کے حوالے سے احادیث بیان نہیں کیں۔

(امام ذہبی بخاری فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 265 ہجری میں ہوا۔)

۶۳۲- احمد بن منصور شیرازی

امام دارقطنی بخاری فرماتے ہیں: اس نے مصر کے مشائخ کی ایک جماعت کی طرف احادیث منسوب کی ہیں۔ اس نے میرے قریب

ہونے کی کوشش کی اور میری طرف کچھ تحریریں بھی لکھ کر بھیجی تھیں۔

۶۳۳- احمد بن منصور ابوالسعادات

انہوں نے امام طبرانی رحمہ اللہ کے شاگردوں سے اور ان سے ابوہشام عبد الصمد عمری نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن مندہ کہتے ہیں: یہ لحد اور "کذاب" ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جو احادیث اس نے ایجاد کی ہیں ان میں سے ایک روایت وہ بھی ہے جس میں اس نے کہا ہے۔

پروردگار کے سامنے ایک "لوح" ہے جس میں ان لوگوں کے نام ہیں جو (پروردگار کے لیے) شکل و صورت، اس کا دیدار

اور اس کی کیفیت کو ثابت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے ان لوگوں پر فخر کا اظہار کرتا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: تیسرے عقیدے کا قائل یہ بوڑھا اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بھی حیا نہیں کرتا اس نے کس طرح جھوٹ باندھا ہے۔

۶۳۴- احمد بن مہران، شیخ ہمدانی

اس کا لقب "حمیل" ہے۔ یہ قابل اعتماد نہیں ہے۔

خطیب بغدادی نے انتہائی غیر مستند سند کے ساتھ یہ بات نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

والذی نفسی بینہ لیخرجن من امتی ناس من قبورہم فی صوۃ الحنازیر بما داہنوا اہل المعاصی

دکفوا عن نہیم دہم یستطیعون

"اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے میری امت میں سے کچھ لوگ اپنی قبروں میں سے خزیروں کی

شکل میں نکلیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو گنہگاروں کا ساتھ دیتے تھے اور انہیں منع کرنے سے رک جاتے تھے حالانکہ وہ اس

کی استطاعت رکھتے تھے۔"

۶۳۵- احمد بن موسیٰ، ابو الحسن بن ابی عمران جزجانی الغرضی

اس کا انتقال 360ھ کے بعد ہوا۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے۔ یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا اور اسانید کو متون کے

ساتھ مرکب کر دیتا تھا۔

حمزہ سبکی بیان کرتے ہیں: اس نے مجہول راویوں کے حوالے سے ایسی منکر روایات نقل کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی اس لیے

علماء نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

انہوں نے عمران بن موسیٰ سختیانی، احمد بن عبد الکریم الوزان سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۳۶- احمد بن موسیٰ

یہ عمر رسیدہ بزرگ ہیں اور یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

اس نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے۔

احمد بن سعید رحمہ اللہ کہتے ہیں: یوسف بن یزید نے احمد بن موسیٰ (یعنی اس راوی) کے حوالے سے امام مالک رحمہ اللہ سے ایک روایت نقل کی ہے اور وہ روایت موطا امام مالک رحمہ اللہ میں بھی موجود ہے۔

۶۳۷- احمد بن موسیٰ نجار

یہ ایک وحشی حیوان ہے۔

اس نے یہ بات بیان کی ہے محمد بن سہل اموی کہتے ہیں: عبد اللہ بن محمد بنوی نے ہمیں بیان کیا ہے: اس کے بعد اس نے امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک جھوٹی روایت بیان کی ہے جو شخص اس پر غور و فکر کرے گا اس کے لیے فضیحت ہوگی۔

۶۳۸- احمد بن محمد بن ابی نعیم فضل بن دکین کوفی، ابوالحسن

انہوں نے اپنے دادا اور علی بن قادم کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ مقلوب روایات نقل کر دیتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قرأ القرآن یا کل به الناس جاء يوم القيامة ووجهه عظم لمس عنیه لحم قراء القرآن ثلاثة:

رجل قرأه فاتخذہ بضاعة فاستجر به المنيك، واستمال به الناس ورجل قرأ القرآن فاقام حروفه

وضیع حنوده، کثر هؤلاء من قراء القرآن، لا کثرهم الله ورجل قرأ القرآن، فوضع دواء القرآن

على قلبه، فاسهر به ليله، واطمأ به نهاره، فاقاموا به مساجدهم، بهؤلاء يدغم الله البلاء، ويزيل

الاعداء، وينزل غيث السماء، فوالله لهؤلاء من قراء القرآن اعز من الکبريت الاحمر

”جو شخص قرآن کی تلاوت اس لیے کرے تاکہ اس کے ذریعے لوگوں سے مال حاصل کر سکے جب وہ قیامت کے دن آئے گا

تو اس کے چہرے پر جما ہوا خون ہوگا جس پر گوشت نہیں ہوگا۔ قرآن کا علم حاصل کرنے والے تین طرح کے لوگ ہیں: ایک

وہ شخص ہے جو اس کا علم حاصل کرتا ہے اور اسے اپنے لیے ہتھیار بنا لیتا ہے تاکہ اس کے ذریعے بادشاہوں سے معاوضہ

وصول کرنے اور لوگوں سے مال حاصل کرے۔ ایک وہ شخص ہے جو قرآن اس لیے سیکھتا ہے تاکہ اس کے حروف کو یاد رکھے

اور اس کے احکام کو ضائع کر دے، قرآن کا علم حاصل کرنے والوں میں اس طرح کے لوگ بہت زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان

لوگوں کو زیادہ نہ کرے۔ ایک وہ شخص ہے جو قرآن کا علم حاصل کرتا ہے تو قرآن کی دعا کو اپنے دل پر رکھ لیتا ہے اور رات بھر اس کے ساتھ جاگتا رہتا ہے اور دن کے وقت اس کے ساتھ بیٹھا رہتا ہے یہ لوگ اس کے ذریعے اپنی مساجد کو قائم رکھتے ہیں۔ تو اس طرح کے لوگوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ آزمائشوں کو دور کرتا ہے اور دشمنوں کو ختم کرتا ہے۔ آسمان سے بارش نازل کرتا ہے۔ اللہ کی قسم! قرآن کے ایسے عالم ”کبریت احمر“ سے بھی زیادہ معزز ہیں۔ (یعنی قیمتی یا نایاب ہیں)

۶۳۹- احمد بن حنبلہ

اس سے شریح بن نعمان نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے اور اس کی کنیت ابو صالح ہے۔
اس نے زیاد بن سعد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔
دخلني النبي صلى الله عليه وسلم في الهيكل المحرم
”نبی اکرم ﷺ نے محرم شخص کو (رقم وغیرہ سنبھالنے والی) تھیلی باندھنے کی اجازت دی ہے۔“
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت درست نہیں ہے اور احمد نامی راوی کی شناخت صرف اسی روایت میں ہو سکتی ہے۔ یہ روایت ”موقوف“ حدیث کے طور پر منقول ہے اور یہی زیادہ مناسب ہے۔

۶۳۰- احمد بن ابی نافع، ابوسلمہ موصلی

انہوں نے المعانی سے روایات نقل کی ہیں۔
ابو یعلیٰ کہتے ہیں۔ اس نے انہیں دیکھا ہے تاہم ان کے حوالے سے روایات نقل نہیں کی ہیں۔ مجھے بھی کہتے ہیں: یہ شخص احادیث کا اہل نہیں تھا۔
ابن عدی نے اپنی کتاب ”الکامل“ میں اس کے حوالے سے ”منکر“ روایات نقل کی ہیں۔

۶۳۱- احمد بن یوسف ثعلبی

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
لا يحصن الشرك بالله شيئا
”اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا کسی کو حصن نہیں کرتا۔“

۶۳۲- احمد بن نصر بن حماد

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے جو انتہائی منکر ہے۔

لا يترك الله احدا يوم الجمعة الا غفر له

”جسے کہ دن اللہ تعالیٰ کسی بھی ایسے شخص کو نہیں چھوڑتا مگر یہ کہ اس کی مغفرت کر دیتا ہے۔“
یہ روایت خطیب بغدادی نے ذکر کی ہے۔

۶۴۳- احمد بن نصر الذاریع بغدادی

یہ بغدادی مشہور ہیں۔

اس نے حارث بن ابواسامہ اور ان کے طبقہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور ایسی مکرر روایات نقل کی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ راوی ”ثقة“ نہیں ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ رجال ہے اس کی کنیت ابو بکر تھیں۔ اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جسے اس نے امام علی رضا کے حوالے سے ان کے والد (امام موسیٰ کاظم) کے حوالے سے امام جعفر صادق کے حوالے سے ان کے والد (امام باقر کے حوالے سے) ان کے دادا (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے اور ان کے والد (حضرت علی رضی اللہ عنہ) کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

خرجت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم، فصاحت نخلة بأخري: هذا النسي المصطفى، وعلى

المرتضى الحديث

”میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ نکلا۔ تو کھجور کے ایک درخت نے چیخ کر دوسرے سے کہا: یہ نبی مصطفیٰ ﷺ ہیں اور یہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ ہیں (اس کے بعد پوری حدیث ہے)“

وفيه: فقال: يا علي، انما سبي نخل المدينة صوحانيا، لانه صاح بفصلي وفصلك

اس روایت میں یہ الفاظ بھی منقول ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”اے علی! مدینہ منورہ کے کھجور کے درخت کا نام ”صوحانی“ رکھا گیا ہے کیوں کہ اس نے چیخ کر میری اور تمہاری فضیلت کا اعتراف کیا۔“

ایک اور سند کے ساتھ اس راوی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے:

لما قتل علي عمرو بن عبدود هبط جبرائيل بأترجة من الجنة، فقال للنبي صلى الله عليه وسلم: ان

الله يقول لك: حي بهذه عليا، فدفعها اليه فانفلقت في يده، فاذا فيها حريرة بيضاء مكتوب فيها

بصفرة: تحية من الطالب الغالب الي علي بن ابي طالب

”جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمرو بن عبدود کو قتل کرویا تو جبرائیل علیہ السلام جنت میں سے ”اترجہ“ (تھال یا صندوق وغیرہ) لے کر

آئے انہوں نے نبی اکرم ﷺ سے گزارش کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ سے یہ فرمایا ہے: اس کے ساتھ علی کو سلام کہیں اور

یہ اس کے سپرد کریں۔ جب میں نے اس کے ہاتھ میں سے یہ لیا تو اس میں ایک سفید ریشمی کپڑا تھا۔ جس میں زرد رنگ

سے تحریر تھا۔ طلب کرنے والی غالب ذات (یعنی اللہ تعالیٰ) کی طرف سے علی بن ابوطالب کے لیے سلام ہے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) ذارغ نامی اس راوی کا یہ جھوٹ ہے۔

۶۳۳- احمد بن ابی العباس ہاشم

یہ رملہ کا رہنے والا ایک عمر رسیدہ شخص ہے۔

انہوں نے ضمرہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے اور اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

ابو بکر بن داؤد کہتے ہیں: اس کے پاس ضمرہ کے حوالے سے بارہ ہزار احادیث موجود ہیں۔

۶۳۵- احمد بن ہاشم خوارزمی

انہوں نے عباد بن صہیب سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اس پر تہمت لگائی ہے۔

اس کے حوالے سے ایک وہ روایت بھی منقول ہے جو اس نے یزید بن ہارون سے نقل کی ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۶۳۶- احمد بن ہارون، ابو جعفر البلدی

ابن عدی رحمہ اللہ نے اس پر الزام لگاتے ہوئے اسے ”کذاب“ اور ”مقیم“ قرار دیا ہے۔

ابو عمرو نے بھی اس پر تہمت لگائی ہے۔

۶۳۷- احمد بن ہارون،

اس کے حوالے سے (ایک قول کے مطابق) حمید مصحی کی روایات منقول ہیں۔

یہ ثقات کے حوالے سے ”منکر“ روایات نقل کرنے والا ہے۔ یہ ابن عدی کا قول ہے۔

ان میں سے ایک روایت یہ ہے: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ مسندہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت زید بن خالد جعفی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ

روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من من فرجه فليتوضأ

”جو شخص اپنی شرمگاہ کو چھو لیتا ہے اسے وضو کرنا چاہیے۔“

۶۳۸- احمد بن ولید مخزومی

انہوں نے ابو یمان سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن بخلد کہتے ہیں: یہ ایک سکے کے برابر بھی نہیں ہے۔

۶۳۹- احمد بن یحییٰ خوارزمی

انہوں نے ابن قہر اذ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۶۵۰- احمد بن یحییٰ کوفی الاحول

انہوں نے امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ احمد بن یحییٰ بن المنذر ہے جو موسیٰ بن اسحاق اور مطین کا استاد ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۶۵۱- احمد بن ابی یحییٰ انماطی، ابو بکر بغدادی

ابراہیم بن اور مرہ کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے ایک اور روایت بھی منقول ہے جو ثقہ راویوں سے منقول ہے لیکن ”مکرر“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور ان جیسے دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۵۲- احمد بن یحییٰ بن حجاج اصہبانی، ابو بکر شیبانی

انہوں نے سلیمان الشاذلی اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے ایسی روایات منقول ہیں جو مکرر قرار دی گئی ہیں۔ ابن مردیہ نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۶۵۳- احمد بن یحییٰ بن منذر مدینی، ابو عبد اللہ

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک مکرر روایت نقل کی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔ یحییٰ بن ذہلی نے اس کے حوالے سے ایک حدیث نقل کی ہے۔

۶۵۴- احمد بن یحییٰ المصیصی

اس نے ولید بن مسلم کے حوالے سے مکرر روایات نقل کی ہیں۔

ابن طاہر کہتے ہیں: عمران بن عبد الرحیم نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۵۵- احمد بن یحییٰ

یہ ابو عبد الرحمن شافعی ہے جس کا تذکرہ کنیت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۶۵۶- احمد بن ابی یحییٰ حضرمی

انہوں نے حرمہ مجیشی سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوسعید بن یونس نے اسے "لین" قرار دیا ہے۔

۶۵۷- احمد بن یحییٰ دہقی

اس نے قاضی المرستان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ اس نے مختلف لوگوں سے احادیث کے سماع کا جھوٹا بیان دیا ہے اور اس پر

اصرار بھی کیا ہے۔

جمال الدین بن یحییٰ اور دیگر حضرات نے اس کی سنی ہوئی اصولی روایات میں سے بعض روایات اس سے سنی ہیں۔

ان کا انتقال (تین سو یا چار سو) بارہ ہجری میں ہوا۔

۶۵۸- احمد بن یحییٰ انباری

انہوں نے ثابت بن محمد زابد سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی "معروف" نہیں۔

اس کی نقل کردہ روایت "منکر" ہے جو اس کے حوالے سے مطین نے نقل کی ہے۔

۶۵۹- احمد بن یزید بن ورتیس (ح)، ابوالحسن حرانی

انہوں نے فتح اور مسعودی سے اور ان سے فہد بن سلیمان، اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوحاتم رازی رحمہ اللہ نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے اور اس بارے میں دیگر حضرات نے ان کا ساتھ دیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انہ مر ببقعة بین البقیع والمناصع، فقال: نعم موضع الحمام هذا! فاتخذ حماما

"ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ قبیع اور مناصع کے درمیان ایک جگہ سے گزرنے لگے تو آپ ﷺ نے فرمایا: حمام کے لیے یہ کتنی

اچھی ہے تم یہاں حمام بنا لو۔"

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت باطل ہے۔

۶۶۰- احمد بن یزید حلوانی مقرئ

یہ قالون کا شاگرد ہے۔

اس نے ابونعیم کا حب الیث، ابورزق زہرائی، ابوحذیفہ اور سعید ابن منصور کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔

امام ابوزر عدرازی رحمہ اللہ حدیث میں اس سے راضی نہیں تھے۔

۲۶۱- احمد بن یزید بن عبد اللہ حنفی

ان کی نقل کردہ حدیث تحریر میں کی جائیں گی۔ یہ ازوی کا قول ہے۔
 ذکر یہ ساجی نے اس کا تذکرہ اس حدیث سے تعلق رکھنے والے ضعیف راویوں میں کیا ہے۔ یوں گتا ہے کہ شاید یہ ابو یونس محمد بن احمد کا
 والد ہے۔

اس سے منقول مکرر روایت میں سے ایک روایت یہ ہے: جو سیّدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر منقول ہے۔

ما علی احد حرج به همه ينتقلد قومه ينفي بذلت همه

”کسی شخص کے لئے کوئی حرج نہیں ہوگا اگر اس کی خواہش اسے کھینچ رہی ہو اور وہ اپنی کمان اپنی گردن میں نہ کالے گا کہ اس کے
 ذریعے اپنی خواہش کی نفی کر دے۔“

ساجی کہتے ہیں: یہ روایت ”مکرم“ ہے۔

۲۶۲- احمد بن یعقوب الخزاز

اس نے موضوع روایت نقل کی ہیں چنانچہ اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوامرؤ بن ثعلبہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث
 کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تستشيروا الحاکمة ولا المعلمین، فان الله سلبهم عقولهم، ونزع البركة من اكسابهم

”ذکایت بیان کرنے والوں اور معلمین سے مشورہ نہ کرو کیوں کہ اللہ نے ان کی عقل کو سلب کر لیا ہوتا ہے اور ان کی
 کمان سے برکت و انعام لیا ہوتا ہے۔“

۲۶۳- احمد بن یعقوب بن عطاء، ابو بکر قرشی

انہوں نے ابو حاتم حنفی اور دیگر حضرات سے روایت نقل کی ہیں۔
 امام حاکم بیہقی فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنا لیتے تھے چنانچہ میں نے اس کا پتہ نہ کیا اور اسے جانچ تو مجھے اس کی
 فصاحت اور براعت سے حیا آگئی۔

۲۶۴- احمد بن یعقوب بن عبد الجبار ماموی مروانی جر جانی

انہوں نے عبد الجبار جانی سے اور ان سے ابو حاتم عہدی اور ایک ثروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
 امام بیہقی بیہقی کہتے ہیں: اس نے موضوع روایات نقل کی ہیں اور اس سے کسی بھی روایت کو نقل کرنے کو میں حلال قرار نہیں دیتا۔
 اس نے اپنی سند کے ساتھ ابن شہاب زہری کا یہ بیان نقل کیا ہے: ایک مرتبہ وہ غنیہ عبد الملک کے پاس موجود تھے۔ جب وہ کھانا کھا
 کر فارغ ہوئے تو خادموں نے خرودہ پیش کیا تو ابن شہاب نے کہا: اے امیر المؤمنین! ابو بکر بن عبد الرحمن نے اپنے والد کے حوالے سے
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پچو پچھی صاحب کا ایک بیان نقل کیا ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرما دیا ہے۔

”کھانے سے پہلے خربوزہ کھائیندے کھانا دیتا ہے اور بیماری کو جڑ سے ختم کر دیتا ہے۔“

راوی کہتے ہیں: تو خلیفہ نے ابن شہاب کو ایک لاکھ درہم دینے کا حکم دیا۔

ابام حاکم بخاری فرماتے ہیں: یہ احمد بن یعقوب بن مطاقر قرشی ابو بکر جرجانی ہے جو احادیث اپنی طرف سے بنالیت تھا۔

یہ لوگوں کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور مجہول راویوں کے حوالے سے روایات سناتا تھا۔ میں اس کی طرف گیا تھا تاکہ اس کی جانچ اور پرکھ کر سکوں تو جب میں نے اس کی فصاحت و بلاغت دیکھی تو پھر مزید جانچنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

اس کا انتقال طبران میں 367ھ میں ہوا۔

۶۶۵- احمد بن یعقوب الجلی

انہوں نے سفیان بن عیینہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

اس نے ”مکسر“ اور عجیب وغریب روایات نقل کی ہیں۔

۶۶۶- احمد بن یوسف بن یعقوب بن بہلول

یہ ابو قاسم ہتھوٹی کا استاد ہے۔

انہوں نے محمد بن جریاد اور اس کے طبقے کے افراد سے صحیح سماع کی بنیاد پر روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابوالغوار اس کہتے ہیں: یہ معتزلہ کے مذہب کا مبلغ تھا۔

”ایک قول یہ ہے: ان کا انتقال 378 ہجری میں ہوا۔

یہ ”مکسر“ تھا۔

۶۶۷- احمد بن سمرقندی

یہ راوی ”مکسر“ ہے یہ معروف نہیں۔ اس کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہوتی ہے۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم سئل عن المرجئة فقال: لعن اللہ المرجئة، قوم یقنونون: الصلاة

والصوم والنحو لیس بفریضة، فان عنت فحسن، وان لم تعمل فلا حرج

”نبی اکرم ﷺ سے مراد کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مرید پر لعنت کی ہے یہ وہ لوگ

ہیں جو کہتے ہیں: نماز، روزہ، حج فرض نہیں ہے۔ اگر تم عمل کر لیتے ہو تو اچھی بات ہے اگر کچھ عمل نہیں کرتے تو کوئی حرج نہیں

ہے۔“

۶۶۸- احمد بن یوسف منجی

یہ راوی معروف نہیں ہے اور اس نے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

ابو نعیم نے اپنے ”امالی“ میں اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

خَلَقَنِي اللَّهُ مِنْ نُورِهِ، وَخَلَقَ أَبَا بَكْرٍ مِنْ نُورِي، وَخَلَقَ عُمَرَ مِنْ تَوَدِّ أَبِي بَكْرٍ، وَخَلَقَ أُمِّيَّ مِنْ نُورِ عُمَرَ، وَعُمَرَ سِرَاجِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

”اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے نور سے پیدا کیا ہے اور ابو بکر کو میرے نور سے پیدا کیا ہے اور عمر کو ابو بکر کے نور سے پیدا کیا ہے اور امی کو عمر سے پیدا کیا ہے۔“
میری امت کو عمر کے نور سے پیدا کیا ہے۔ عمر اہل جنت کا چراغ ہے۔“
ابو نعیم کہتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے اور اللہ کی کتاب کے مخالف ہے۔

پھر ابو نعیم نے اس روایت کے رجال پر کلام کیا ہے جو مفید نہیں ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں: ابو معشر نامی راوی ”متروک“ ہے۔ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے روایت نقل نہیں کی ہیں۔ جہاں تک ابو شعیب کا تعلق ہے وہ بھی ”متروک“ ہے اور اس کے متروک ہونے پر اتفاق ہے۔ ضمیمہ نامی راوی کی بھی یہی حالت ہے اس کے حوالے سے صحیحین میں کوئی روایت منقول نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان تینوں میں سے کسی ایک نے بھی یہ روایت بیان نہیں کی ہے اس میں خرابی کی بنیاد میرے نزدیک احمد بن یوسف نامی یہی راوی ہے۔

۶۶۹- احمد الشاشی

یہ کنا نہ کا بیٹا ہے۔

۶۷۰- احمد بن اخت عبد الرزاق،

احمد (نامی) یہ راوی امام عبد الرزاق کا بھانجا ہے اور یہ احمد بن داؤد ہے۔
ایک قول کے مطابق: یہ احمد بن عبد اللہ ہے۔

۶۷۱- الاحنف بن حکیم حبشانی

انہوں نے حماد بن سمہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ یہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟
اس سے منکر روایات منقول ہیں۔

۶۷۲- الاحنف بن شعیب

یہ عمر رسیدہ شخص ہے اور ”معروف“ نہیں ہے۔
انہوں نے عاصم ابن ضمرہ سے روایات نقل کی ہیں۔

۶۷۳- احوص بن جواب (م، د، ت، س)

یہ ”صدوق“ اور مشہور ہیں۔

اس کی کنیت ”ابو الجواب“ ہے، اور کوفہ کا رہنے والا ہے۔

انہوں نے سلیمان بن قرم، عمار بن رزق، محمد بن عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ، جو اس کا سب سے بڑا استاد ہے، سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابن نمیر، ابو یوسف، ابو بکر صغانی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم بخاری فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

یحییٰ بن معین بخاری فرماتے ہیں: یہ زیادہ ”قوی“ نہیں ہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: یہ ”ثقة“ ہیں۔

۶۷۴- احوص بن حکیم (د، ق) حمصی

انہوں نے حضرت انس بن مالک بخاری سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین بخاری کہتے ہیں: یہ بے حیثیت ہے۔

امام نسائی بخاری نے کہا ہے: یہ ”ضعیف“ ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشی“ ہے اور

ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی اور ایک قول کے مطابق: یہ دُشقی ہے۔

الکامل ابن عدی میں اس کے طویل حالات منقول ہیں اور

اس کے حوالے سے عیسیٰ بن یونس ربلی نے روایت نقل کی ہیں۔

ابن عدی کہتے ہیں: ابن عیینہ، احوص بن حکیم (نامی اس راوی) کو سفیان ثوری پر علم حدیث میں فضیلت دیتے تھے۔ جہاں تک

یحییٰ بن سعید کا تعلق ہے تو انہوں نے اس سے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے اور یہ احتمال رکھتا ہے۔

امام احمد بن حنبل بخاری فرماتے ہیں: ابو بکر بن ابی مریم، احوص نامی راوی سے زیادہ مثالی ہے۔ پھر ابن عدی نے اس کے حوالے

سے روایات نقل کی ہیں اور یہ بات بیان کی ہے کہ احوص نے جو بھی منکر روایت نقل کی ہے وہ اس نے ایسی اسانید کے ساتھ نقل کی ہے

جس کی متابعت نہیں کی گئی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

علیکم بالعمائد فانھا سیما البلائکة وارخوالها خلف ظهورکم

”تم پر عمامہ پہننا لازم ہے، کیوں کہ یہ فرشتوں کا علامتی نشان ہے اور تم اس کا شملہ اپنی کمر پر لٹکایا کرو۔“

۶۷۵-۱- احوس بن مفضل بن غسان، ابوامیہ الغلابی بزاز قاضی

اس نے اپنے والد کے حوالے سے ”تاریخ“ روایت کی ہے اور اس کے علاوہ اس نے ابن ابوشوارب اور احمد بن عبدہ غمی کے حوالے سے بھی روایت نقل کی ہے۔

ابن فرات نامی وزیر اس کے ہاں چھپ گیا تھا اور اس نے اس سے کہا تھا کہ اگر میں وزیر بن گیا تو تم کیا پسند کرو گے کہ میں تمہیں کہاں کا والی بناؤں؟ اس نے جواب دیا: کسی بڑے کام کا۔ اس نے کہا تم تو امیر بن سکتے ہو نہ قائد بن سکتے ہو نہ عاقل بن سکتے ہو نہ سپاہیوں کے بڑے افسر بن سکتے ہو۔ تو کیا میں تمہیں قاضی بنا دوں اس نے کہا: ٹھیک ہے۔ پھر جب وہ وزیر حاکم بنا تو اس نے انہیں بصرہ واسطہ اور اہواز کا قاضی بنا دیا۔ وہ ان تمام علاقوں میں آتے جاتے رہے۔ اس کے بعد وہ اس منصب پر اس وقت تک فائز رہے جب تک بصرہ کے گورنر ابن کندان نے ابن فرات پر ناراض ہو کر ان سے یہ عہدہ واپس نہیں لے لیا اور انہیں قید نہیں کر دیا۔ پھر ان کا اسی قید کے دوران انتقال ہوا۔

احمد بن کامل کہتے ہیں: ایک مرتبہ میں ابوامیہ کے پاس گیا۔ تو وہ بولے اس کا کیا معنی ہے کہ ”جب بھی ہم اکٹھے ہوتے تو تکبیر کہتے“ کا کیا معنی ہے میں نے کہا: شور مچانا۔ قاضی جبر جو وہاں بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے یہ کہنا شروع کیا یہ تو اللہ کی کتاب میں ہے: کنا طرائق قدر (ہم مختلف طریقوں سے بٹے ہوئے تھے) تو میں نے اس سے کہا: تم خاموش رہو۔

وہ بیان کرتے ہیں: ایک دن میں اس کے پاس گیا تو وہ بولا اس کا کیا معنی ہے کہ جنس والی عورت نے قرصہ رکھ لیا تو میں نے کہا یہ لفظ قرصہ اور قرصہ کپڑے کے گڑے کو کہتے ہیں: یا مشک لگی ہوئی روٹی کو کہتے ہیں اور محدثین نے اس لفظ کو ف پر پیش کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اس نے میری بات کو ترک کر دیا اور لفظ قرصہ یا شاید قرصہ الماء کر دیا۔

جہاں تک امام دارقطنی رحمہ اللہ کا تعلق ہے تو انہوں نے بھی یہ فرمایا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن قانع کہتے ہیں: اس کا انتقال 300ھ میں بصرہ میں ہوا۔

یہ بات خلیب بغدادی نے ذکر کی ہے۔

۶۷۶- انصر بن عجلان (عو)

انہوں نے تابعین سے اور ان سے یحییٰ قطان اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے اور شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

اس کی نقل کردہ غریب روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جو ابو بکر حنفی سے منقول ہے اور وہ مشہور نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت

انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع قدحا وحلسا فبمن یزید

”رسول اللہ ﷺ نے ایک پیالہ اور ایک ٹاٹ نیلامی کے ذریعے بیچا تھا۔“

عینی بن یونس اور دیگر حضرات نے اخضر کے حوالے سے اسی طرح اسے نقل کیا ہے جب کہ معتمر نے یہ روایت اس راوی سے حنفی کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک انصاری سے نقل کی ہے۔

۶۷۷- اخضر بن خلیفہ

انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث روایت کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے ”لین“ قرار دیا ہے جب کہ امام ابو حاتم، راذی اور حضرات نے اسے ”قوی“ قرار دیا ہے۔ یہ بہت کم روایات نقل کرتا ہے۔

اس راوی سے اس کے بیٹے کبیر نے روایت نقل کی ہیں۔

۶۷۸- اوریس بن ابراہیم

اس نے شریحیل کے حوالے سے مدینہ منورہ کے شکار حرام ہونے کے بارے میں روایت نقل کی ہے جس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۶۷۹- اوریس بن جعفر عطار

یہ آخری فرد ہے جس نے یزید بن ہارون کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور امام طبرانی رحمہ اللہ اس سے ملے ہوئے ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترکک“ ہے۔

خطیب بغدادی اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں: اوریس بن جعفر نے ابودر کے حوالے سے پانچ روایات نقل کی ہیں جب کہ اس کے حوالے سے ابن سہاک، خطیب، جعفر بن محمد نے روایات نقل کی ہیں۔ اہل بغداد اس کے حوالے سے منقول کسی مسند روایت سے واقف نہیں ہیں سوائے ان روایات کے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے بھی اس کے حوالے سے یزید بن ہارون سے روایت نقل کی ہے اس کے علاوہ یزید بن ہارون اور عبدالعزیز بن ابان نے اس سے متعدد روایات نقل کی ہیں۔

شعبہ بن فضال نے اس سے روایت نقل کی ہے جو یزید بن ہارون سے منقول ہے اور یہ ایک ہی روایت ہے۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

ان فضل البفسج علی سائر الاحھان کفضلنی علی سائر الناس

”بفسج کو تمام تیلوں پر اسی طرح فضیلت حاصل ہے جس طرح مجھے تمام لوگوں پر فضیلت حاصل ہے۔“

اسماعیل خطیبی کہتے ہیں: اوریس بن جعفر نے مجھے یہ بات بتائی ہے میں نے ان سے اس کی عمر کے بارے میں دریافت کیا تو بولے:

اس کی عمر (166) سال ہے۔

۶۸۰- اوریس بن سنان صنعانی،

یہ وہب بن منہ کا پوتا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترکک“ ہے۔

ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے عبدالمعمر نے روایات نقل کی ہیں اور ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ اپنی ”تاریخ“ میں کیا ہے۔

۶۸۱- اور یس بن صبیح الاودی (ق)

انہوں نے سعید بن مسیب سے اور ان سے حماد بن عبد الرحمن نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجبول“ ہے۔ یہ ابو حاتم کا قول ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ کتاب الثقات میں فرماتے ہیں: یہ اپنی کم علمی کی وجہ سے غلطی کر جاتا ہے۔

۶۸۲- اور یس بن یزید نخعی

اس نے احمد بن عبد العزیز کے حوالے سے ایک موضوع روایت نقل کی ہے۔

۶۸۳- اور یس بن ابی رباب شامی

یہ ابن جوصا کا استاد ہے۔

شیخ ابو الفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔

۶۸۴- آدم بن ابی اوفی

یہ معمر بن سلیمان کا استاد ہے اور ان کی شناخت نہیں ہو سکی۔

۶۸۵- آدم بن عیینہ ہلالی

یہ سفیان کا بھائی ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ راوی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۶۸۶- اربدة (یا بھر) اربد التیمی (د)

یہ مفسر ہے اور انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو اسحاق کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔

اس راوی کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان منقول ہے۔

کنا فتحدث ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عهد الی علی بسبعین عہدا لم یعہدھا الی غیرہ

”ام لوگ یہ بات کیا کرتے تھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بطور خاص 70 ایسے عہد لیے تھے جو

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی سے نہیں لیے۔“

اس روایت کو سند نامی راوی سے نقل کرنے میں احمد بن فرات نامی راوی منقود ہے اور یہ روایت ”منکر“ ہے۔

۶۸۷- ارطاة بن اشعث:

انہوں نے اعمش سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے داعی قرار دیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الغنم بركة، والابل عز، والبعيل في نواصيها الخير، والعبد اخوك، فان عجز فاعنه

”بکریاں برکت کا باعث ہیں۔ اونٹ عزت کا باعث ہیں۔ گھوڑوں کی پیشانی میں بھلائی ہے اور تمہارا غلام تمہارا بھائی ہے

اگر وہ کسی کام سے عاجز آجائے تو تم اس کی مدد کرو۔“

یہ شخص اس کے حوالے سے متہم ہے۔

۶۸۸- ارطاة بن المنذر

انہوں نے ابن جریج سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ شخص بصرہ کا رہنے والا ہے اور اس کی کثیت ابو حاتم ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قال: ما احدث اعظم عندى يدا من ابى بكر، واسانى بنفسه وماله، وانكحى ابنته

”کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے جس نے ابو بکر رضی اللہ عنہ سے زیادہ میرے ساتھ بھلائی کی ہو۔ اس نے اپنی جان اور مال کے ساتھ

میرا ساتھ دیا اور اپنی بیٹی کے ساتھ میری شادی کی۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ارطاة نامی اس راوی سے اس کے علاوہ دیگر روایات بھی منقول ہیں۔ ان میں سے بعض میں غلطی

پائی جاتی ہے اور بعض دیسے ہی غلط ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جہاں تک ارطاة بن منذر نامی راوی کا تعلق ہے تو یہ مشہور تابعی ہیں جو

”محض“ کے رہنے والے تھے انہوں نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہوئی ہے اور انہوں نے مجاہد اور دیگر اکابرین سے روایات کا

سماع کیا ہے۔

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ ابو الیمان ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے یہ ثقہ فقیر عبادت

گزار بلند شان کے مالک شخص ہیں۔

۶۸۹- ارقم بن ابی الارقم

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ارقم بن شریک نہیں ہیں وہ کوئی دوسرا شخص ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ارقم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا: حضرت محمد ﷺ نے اپنے پروردگار کا دیدار کیا ہے؟ تو انہوں نے دو مرتبہ یہ جواب دیا: جی ہاں!

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بزرگ مجہول ہے اور معروف صرف اسی روایت کے حوالے سے ہے۔
یہ سلم بن قتیبہ کا قول ہے۔ وہ کہتے ہیں: حمید نے ارقم بن ابی ارقم کے حوالے سے ہمیں یہ بات بیان کی ہے۔

۶۹۰- ارقم بن شریک (ق):

یہ پڑیں اودی کا بھائی ہے اور یہ کوفہ کا رہنے والا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ کتاب "الضعفاء" میں کیا ہے اور فرمایا ہے: اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے احادیث کا منہ کیا ہے۔

انہوں نے ابوقیس اور ابواسحاق سے روایت نقل کی ہیں اور ابواسحاق نے ان سے سماع کا ذکر نہیں کیا۔
میں یہ کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا ذکر مستند ہونے کے طور پر نہیں کیا کیوں کہ انہوں نے تو اس کا ذکر کتاب الضعفاء میں کیا ہے۔

اس کے حوالے سے اس کے بھائی اور عبداللہ بن ابی صفر نے بھی روایت نقل کی ہیں۔
ابوزر عہ اور دیگر کئی حضرات نے انہیں "ثقة" قرار دیا ہے۔

۶۹۱- ازہر بن بسطام،

یہ راوی معروف نہیں اور ان کی نقل کردہ روایات "منکر" ہیں۔ اس نے جواسہ بیان کی ہیں وہ تاریک ہیں۔

۶۹۲- ازہر بن راشد (س)

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اور ان سے عوام بن حوشب نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ "مجہول" ہے۔

۶۹۳- ازہر بن راشد کا بھائی

انہوں نے خضر بن قواس سے اور ان سے مروان بن معاویہ اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی "مجہول" ہے۔

۶۹۴- ازہر بن راشد ہوزنی، شامی:

یہ جریر بن عثمان کے اساتذہ میں سے ہیں۔

انہوں نے اسماء بن قیس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جنہیں محبت کا شرف حاصل ہے۔ میرے علم کے مطابق ان میں کوئی حرج نہیں ہے اور انہیں صرف ممتاز کرنے کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔

۶۹۵- (صح) از ہر بن سعد سمان (خ، م)

یہ ”لقہ“ اور مشہور ہیں۔

انہوں نے سلیمان التیمی اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے ابن راہویہ، محمد بن یحییٰ اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کی انتقال کے وقت عمر (94) چورانوے برس تھی۔

عقیلی نے کتاب الفضلاء میں مکر راوی ہونے کے طور پر اس کا ذکر کیا ہے اور اس نے اس کے بارے میں جو ذکر کیا ہے اس میں زیادہ سے زیادہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہ قول ہے کہ ابن ابوعدی میرے نزدیک از ہر سمان سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

پھر عقیلی نے ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جس میں یہ مذکور ہے کہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے ہاتھ خراب ہونے کی شکایت کی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں شیعہ پڑھنے کا حکم دیا تھا۔

از ہر نامی راوی نے اسے ”موصول“ روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور اس بارے میں اس سے اختلاف کیا گیا ہے تو یہ ایسی کوئی بات نہیں۔

۶۹۶- از ہر بن سلیمان خراسانی الکاتب

ابوالفتح از دی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۶۹۷- از ہر بن سنان (ت)

انہوں نے محمد بن واسع اور ابن جدعان سے اور ان سے ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات زیادہ متکثر نہیں ہیں۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس شیء“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ معاویہ بن قرہ کے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ذهب لاسلم حين بعث محمد صلى الله عليه وسلم، فقلت لعلي: ادخل مع رجلين او ثلاثة في

الاسلام، فأتيت الباء حيث مجتمع الناس، فاذا أنا براعي القرية، فقال: لا ارضي لكم قالوا: لم؟ قال:

يجيء الذئب كل ليلة فيأخذ شاة، وصنكم هذا قائم لا يضر ولا ينفع فذهبوا وانا ارجو ان يسلموا

فلما أصبحنا جاء الراعي يشتد يقول: البشري! قد جيء بالذئب مقبوط فهو بين يدي الصنم بغير

قباط، فذهب معهم، فقبلو وسجدوا له وقالوا: هكذا فأصنم قال: فدخلت على رسول الله صلى

اللہ علیہ وسلم فحدثته هذا الحديث، فقال: لعب بهم الشيطان

”جب حضرت محمد ﷺ مبعوث ہوئے تو میں اسلام قبول کرنے کے لیے گیا۔ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا: میں دو یا شاید تین آدمیوں کے ساتھ اسلام میں داخل ہوں گا۔ تو میں اس پانی کے پاس آیا جہاں لوگ اکٹھے ہوتے تھے۔ میرے سامنے اس بستی کا ایک چرواہا آیا وہ بولا: کیا میں تم لوگوں کے لیے بکریاں نہ چراؤں۔ لوگوں نے کہا: وہ کیوں۔ اس نے کہا روز اندرات کے وقت ایک بھیریا آتا ہے اور ایک بکری لے جاتا ہے اور تمہارے یہ بت کھڑے رہتے ہیں نہ یہ کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں نہ کوئی فائدہ دے سکتے ہیں۔ تو وہ لوگ چلے گئے۔ مجھے امید تھی کہ یہ لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔“

اگلے دن صبح وہ چرواہا آیا اور اس نے بلند آواز میں کہا خوشخبری ہو بھیریے کو باندھ کر لایا گیا اور وہ رشتی کے بغیر بتوں کے سامنے پڑا ہوا ہے۔

(حضرت قرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:) میں ان لوگوں کے ساتھ وہاں گیا۔ تو ان لوگوں نے اس بت کو بوسہ دیا اور اس کو سجدہ کیا۔ لوگوں نے کہا: آئندہ بھی تم ایسے ہی کرنا۔

راوی کہتے ہیں: جب میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو اس بارے میں بتایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ”شیطان نے ان کے ساتھ کھیل کیا ہے۔“

اسی راوی نے اپنی سند کے ساتھ محمد بن واثل کا یہ بیان نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں:

میں بلال بن ابوربدہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا آپ کے والد نے اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان مجھے بتایا ہے:

”جنہم میں ایک کنواں ہے جس کا نام ”ہب ہب“ ہے۔ اللہ تعالیٰ پر یہ بات لازم ہے کہ وہ اس میں ہر خالم شخص کو رکھے۔ تو اے بلال! تم اس بات سے بچنا کہ کہیں تم منکبر نہ ہو جاؤ۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قال في السوق لا اله الا الله وحده وذكر الحديث

”جو شخص بازار میں لا اله الا الله وحده پڑھتا ہے (پھر اس کے بعد انہوں نے پوری حدیث ذکر کی ہے)“

۶۹۸- از ہر بن عبد اللہ حرازی حمصی (دس، ت)

ایک قول کے مطابق اس کا نام از ہر بن سعید ہے۔ یہ تابعی ہے اور حدیث کے حوالے سے ٹھیک ہے، لیکن ”ناصبی“ تھا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں گستاخی کرتا تھا۔

۶۹۹- از ہر بن عبد اللہ خراسانی

انہوں نے ابن عجلان سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

عقلی کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات محفوظ نہیں ہیں۔ اس کے حوالے سے ان روایات کو عبد الرحمن بن مغراء نے نقل کیا ہے۔

۷۰۰۔ ازہر بن قاسم (د، س، ق)

انہوں نے ہشام و ستوائی اور اس کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ 200 ہجری کے بعد کے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے ”ثبتہ“ قرار دیا ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۷۰۱۔ ازور بن غالب

انہوں نے سلیمان بنی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔ اس نے ایسی روایات نقل کی ہیں جو (حجی ہونے کا) احتمال نہیں رکھتی ہیں مگر یا اس نے جھوٹ بولا ہے۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

القرآن کلام اللہ ولیس بمخلوق

”قرآن اللہ کا کلام اور یہ مخلوق نہیں ہے۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احمد بن حفص نے اپنی سند کے ساتھ یہ مذکورہ بالا روایت نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

فی کل یوم جمعة ستیائة الف عتیق من النار

”ہر جمعہ کے دن چھ لاکھ لوگ جہنم سے آزاد ہوتے ہیں۔“

۷۰۲۔ اسامہ بن احمد، ابو سلمہ النخعی مصری

ان سے ابو سعید بن انس نے روایات نقل کی ہیں اور کہا ہے کہ یہ ”معروف“ ہے لیکن ”منکر“ ہے۔

۷۰۳۔ اسامہ بن حفص

انہوں نے عبید اللہ بن عمر سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ”صدوق“ ہے۔

ابو الفتح ازدی رحمہ اللہ نے کسی دلیل کے بغیر انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

لاکھائی کہتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: چار کتابوں کے مصنفین نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

۴۰۴۔ اسامہ بن زید (ق) بن اسلم

یہ ایک نیک آدمی ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے اس کے حافظے کی خرابی کی وجہ سے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ابن وہب کھسی اور اصبح نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جیسا کہ یہ بات بیان کی گئی ہے تاہم میرے خیال میں اصبح نے اس کا زائد نہیں پایا۔

امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات کا کہنا ہے یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ ”ضعیف“ ہیں۔

۴۰۵۔ اسامہ بن زید لیشی (عوم)، مولا ہم مدنی

انہوں نے طاؤس اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے ابن وہب، زید بن الحباب، عبید اللہ بن موسیٰ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشیء“ ہے۔ امام احمد کے صاحبزادے عبد اللہ نے اس راوی کے بارے میں دوبارہ ان سے دریافت کیا: تو انہوں نے فرمایا: جب تم اس کی نقل کردہ روایات میں غور و فکر کرو گے تو تمہیں ان میں منکر روایات نظر آئیں گی۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ثقة“ ہیں۔

یحییٰ بن سعید قطان نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن جوزی کہتے ہیں: اس حوالے سے ابن معین سے مختلف روایات نقل کی گئی ہے۔ ایک قول کے مطابق یہ ”ثقة“ اور صالح ہے۔

تیسرے قول کے مطابق اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے: اس کی روایات کو بعد میں ترک کر دیا گیا۔

اس بارے میں صحیح قول دوسرا ہے جو یحییٰ بن سعید کے حوالے سے منقول ہے۔

عباس اور احمد بن مریم نے ابو یحییٰ کا یہ قول بیان کیا ہے: یہ ”ثقة“ ہیں اور ابن ابی مریم نے ان کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ ”حجت“ ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی لیکن استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 153 ہجری میں ہوا۔)

۴۰۶۔ اسامہ بن سعد

یہ ایک بزرگ ہے جس سے حسین بن عبد الرحمن نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”بجہول“ ہے اور انہوں نے حسین نامی راوی کے حالات میں اس کا ذکر کیا ہے۔

۷۰۷- اسامہ بن عطاء

انہوں نے سوید بن غفلہ سے روایات نقل کی ہیں اور مستند نہیں ہے۔ تاہم اس نے ان سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ”واہی الحدیث“ تھے۔

۷۰۸- اسامہ بن مالک بن قہطم

یہ ابو العشرء ہے جس کا ذکر کنیت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۷۰۹- اسباط بن عبد الواحد

یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔ ابو الفتح ازدی رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

۷۱۰- (صح) اسباط بن محمد قرشی (ع) کوئی

یہ ”صدوق“ ہیں اور قریش کے آزاد کردہ غلام ہیں۔

انہوں نے امش اور ایک گروہ سے اور ان سے احمد بن نمیر اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

احمد بن عمار موصلی کہتے ہیں: میں نے ان سے تین ہزار احادیث سنی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ پھر انہوں نے یہ کہا اہل کوفہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور یہ بات ابن علابی نے یحییٰ سے نقل کی ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے: یہ ”ثقة“ ہیں تاہم ان میں ”ضعیف“ پایا جاتا ہے

عقلی فرماتے ہیں: یہ بعض اوقات وہم کا شکار ہو جاتے ہیں۔

حسن بن عسلی کہتے ہیں: میں نے ابن مبارک سے اسباط اور ابن فضل کے بارے میں دریافت کیا تو وہ خاموش رہے۔ کچھ دن بعد

انہوں نے مجھے دیکھا تو بولے: اے حسن! تم نے جن دو لوگوں کے بارے میں دریافت کیا تھا، میں سمجھتا ہوں ہمارے محدثین ان دونوں سے راضی نہیں ہیں۔

ابن سعد نے کہا ہے: اس کا انتقال 200 ہجری کے آغاز میں ہوا۔

ہارون بن حاتم نے کہا ہے: انہوں نے مجھے بتایا کہ ان کی پیدائش 150 ہجری میں ہوئی تھی۔

۷۱۱- اسباط بن نصر ہمدانی (م، عمو)

انہوں نے سماک اور اسماعیل سندھی سے اور ان سے ابو عسان النہدی، عمرو بن حماد اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے اور امام احمد نے توقف کیا ہے۔ ابو نعیم نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور امام نسائی بخاری نے کہا ہے: ”یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت زید بن ارقم سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لعلی وفاطمة وحسن وحسين: انا حرب لمن حاربتم وسلم لمن سالمکم

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا، حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جو تم سے جنگ کرے گا میں ان سے جنگ کروں گا اور جو تم سے مصالحت کرے گا میں اس سے مصالحت کروں گا۔“
اس روایت کو نقل کرنے میں اسباط نامی راوی منفرد ہے۔

۷۱۲- اسباط ابو سع (خ)

انہوں نے شعبہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے ایک دوسرے راوی کے ہمراہ روایت نقل کی ہے۔

ان سے محمد بن عبد اللہ بن حوشب اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ”ثقة“ راویوں کی مخالفت کرتے تھے اور شعبہ کے حوالے سے کچھ روایات نقل کی ہیں تاہم یہ شعبہ کوئی دوسرے ہیں۔“

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ”مجبول“ ہے۔“

۷۱۳- اسحاق بن ابراہیم بن عمران مسعودی

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے ایک ایسی مرفوع روایت نقل کی ہے جس میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

ان سے مطلب بن زیاد نے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس کا متن یہ ہے:

من اعتق مملوكه فليس للمملوك من ماله شيء

”جو شخص اپنے غلام کو آزاد کر دے تو اس کے مال میں سے غلام کو کچھ نہیں ملے گا۔“

ابن عدی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان سے قاسم بن عبد الرحمن نے روایات نقل کی ہیں۔

۷۱۴- اسحاق بن ابراہیم (ق) بن سعید مدنی الصواف

انہوں نے صفوان بن سلیم سے اور ان سے ابراہیم بن منذر، ابن کاسب نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: ”یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔ اور ”قوی“ نہیں ہے۔“

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ”لین“ ہے۔

۷۱۵- اسحاق بن ابراہیم ثقفی (د، س، ق، قوفی)

انہوں نے ابن مکتدر، ابو اسحاق سے اور ان سے ابو نعیم اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے تقدیر ادویوں کے حوالے سے ایسی روایات نقل کی ہیں جن میں اس کی متابعت نہیں کی گئی۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعث الی عثمان یستعینہ فی غزاة غزاہا، فبعث الیہ عثمان بعشرة
آلاف دینار، فوضعہا بین یدیه الحدیث

”نبی اکرم ﷺ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو پیغام بھیجا تا کہ جنگ میں ان سے کچھ مدد حاصل کریں تو حضرت عثمان نے آپ
ﷺ کی خدمت میں 5 سو ہزار دینار بھجوائے جو آپ ﷺ کے سامنے رکھ دیئے گئے۔“
یہ روایت ”مکمر“ ہے کیوں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ایک ہزار دینار لے کر آئے تھے۔

۷۱۶- اسحاق بن ابراہیم

انہوں نے ابو قتادہ سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ان کے حوالے سے فضائل کے بارے میں جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔

۷۱۷- اسحاق بن ابراہیم اسرائیلی بصری

انہوں نے حمید الطویل سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ کل نظر ہے اور انہوں نے ”خرجان“ میں سکونت اختیار کی تھی۔

ابن عدی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور پھر ان کی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یطوف علی نساءہ بغسل واحد

”نبی اکرم ﷺ اپنی تمام ازواج کے ساتھ محبت کرنے کے بعد ایک ہی مرتبہ غسل کرتے تھے۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے اس کی حمید سے ملاقات کے بارے شک ہے۔

(امام زہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابن عدی نے سچ کہا ہے کیوں کہ اس نے 240ھ کے بعد حمید کے حوالے سے

روایات نقل کی ہیں اور یہ ممکن نہیں ہے۔

۷۱۸- اسحاق بن ابراہیم بن جونی

ابن حزم کہتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

۷۱۹- اسحاق بن ابراہیم طبری

یہ ”صناعہ“ کے رہنے والے تھے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

يدعى الناس يوم القيامة بأسماء أهلكتهم سترامن الله عليهم،

”قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے نام سے بلایا جائے گا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی پردہ پوشی ہوگی۔“

یہ روایت ”مکر“ ہے۔

اور اس راوی نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت بھی نقل کی ہے۔

جاء رجل الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فشكى اليه دينه وفقرا، فقال: ايمن انت من صلاة

الملائكة وذكر الحديث

”ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کی خدمت میں اپنے مقروض اور غریب ہونے کی شکایت

کی تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم فرشتوں کی نماز کیوں نہیں پڑھتے۔“

چنانچہ یہ روایت بھی جھوٹی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے ابن عیینہ اور فضیل بن عیاض سے روایات نقل کی ہیں۔ اور اس کی روایات کو انہیابی مکر

قرار دیا گیا ہے یہ ”نقد“ راویوں کے حوالے سے موضوع روایات نقل کرتا ہے اور اس کی نقل کردہ روایات کو تحریر کرنا جائز نہیں ہے البتہ

تعجب کے طور پر ایسا کیا جاسکتا ہے۔ پھر انہوں نے اس کی نقل کردہ کچھ واپس روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک روایت درج ذیل ہے:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

من كبر تكبيرة في سبيل الله كانت صحرا في ميزانه اثقل من السموات السبع وما فيها وما

تحتهن، واعطاه الله رضوانه الاكبر، وجمع بينه وبين المسلمين في دار الجلاله الحديث

”جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک مرتبہ تکبر کہتا ہے تو یہ ایک ایسی چٹان کی مانند ہوتی ہے جو اس کے نامہ اعمال میں ساتوں

آسمانوں اور ان میں اور ان کے نیچے موجود تمام چیزوں سے زیادہ وزنی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اسے اپنی سب سے بھی رضا

مندی عطا کر دیتا ہے اور عظمت والے گھر میں اسے اور رسولوں کو اکٹھا کرے گا۔“

یہ روایت جھوٹی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ابوالوفی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة في بعض عمره، فجعل اهل مكة يرمونه بالقضاء بالفساد،

ونحن نستتر عنه

”نبی اکرم ﷺ کسی عمر کے دوران مکہ میں داخل ہوئے تو اہل مکہ نے آپ ﷺ کو خراب کلمیاں مارنی شروع کیں تو

ہم نبی اکرم ﷺ کو ان سے بچا رہے تھے۔

یہ روایت جھوٹی ہیں کیوں کہ نبی اکرم ﷺ مکہ میں معاہدہ کرنے کے بعد اور امان لینے کے بعد داخل ہوئے تھے۔

صحیح روایت وہ ہے جو اسماعیل نامی راوی نے حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں۔

طاف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وسعی، ونحن نستردہ ان یرصہ احد من اهل مکة، او یصیہ بشیء

”نبی اکرم ﷺ نے جب طواف کیا اور سعی کی تو ہم آپ ﷺ کی حفاظت کر رہے تھے تاکہ اہل مکہ میں سے کوئی آپ ﷺ

کو کوئی ننگری نہ مار دے یا آپ ﷺ کو کوئی اور چیز نہ مار دے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: تو حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں ذکر کیا کہ کسی نے آپ ﷺ کو کوئی

چیز ماری تھی انہوں نے تو یہ بات بیان کی ہے کہ صحابہ کرام محتاط تھے۔

۷۰- اسحاق بن ابراہیم طوسی

یہ راوی معروف نہیں اور اس کی نقل کردہ روایات جھوٹی ہیں۔

مکی بن احمد نے ان کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے یہ کہتے ہیں: میں نے ہندوستان کے ایک بادشاہ ”سربانک“ کو دیکھا

ہے وہ 925 سال کا ہے اور وہ مسلمان ہے۔ اس نے یہ بھی بتایا کہ نبی اکرم ﷺ نے اس کی طرف دس افراد بھجوائے تھے

جن میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بھی تھے تو اس نے نبی اکرم ﷺ کی دعوت کو قبول کیا اور اسلام قبول کیا

اور نبی اکرم ﷺ کے مکتوب کو بھی قبول کیا۔“

۷۱- اسحاق بن ابراہیم، ابو موسیٰ ہروی، ثم بغدادی

انہوں نے ہشیم، ابن عیینہ سے اور ان سے عبداللہ بن احمد اور بغوی نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

عبداللہ بن علی اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں اور ابو موسیٰ ہروی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا

ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”وارث کے لیے وصیت نہیں ہو سکتی“ یہ روایت سفیان نے عمرو کے حوالے

”مرسل“ روایت کے طور پر نقل کی ہے۔

۷۲- اسحاق بن ابراہیم بن سطر اس مدنی

انہوں نے حضرت اہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”ضعیف“ ہے۔

انہوں نے سعید بن اسحاق سے روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اسماعیل بن ابوالیس اور دیگر حضرات نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔

۷۲۳- (صح) اسحاق بن ابراہیم ابو النضر دمشقی

یہ عمر بن عبدالعزیز کے غلام ہیں اور ”فراولسی“ کے نام سے معروف ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے حوالے سے روایات نقل کرتے ہوئے ان کی نسبت ان کے دادا کی طرف کر کے یہ کہا ہے: اسحاق بن یزید نے ہمیں یہ حدیث سنائی ہے۔ ابو زرعہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ ابن عدی نے اس کا تذکرہ ”اکمال“ میں کیا ہے اور اس سے یہ روایت نقل کی ہے۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الاعمال بالحوادث

”اعمال کا دار و مدار خاتمے پر ہوگا۔“

یہ روایت ہشام سے منقول ہونے کے حوالے سے محفوظ نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے 20 روایات نقل کی ہیں لیکن سب کی سب غیر محفوظ ہیں اور اس سے کچھ صالح روایات بھی منقول ہیں۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا استاد یزید ”ساقط الاعتبار“ ہے لہذا الزام یزید پر آئے گا۔

۷۲۴- اسحاق بن ابراہیم

انہوں نے ابن شہاب زہری کا یہ قول نقل کیا ہے: ”شطح باطل کا حصہ ہے۔“

یہ ”مجبول“ ہے، یہ ابو حاتم کا قول ہے۔

۷۲۵- اسحاق بن ابراہیم حسینی (واق)

انہوں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ نامانوس روایات نقل کرتے ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کے ”ضعیف“ ہونے کے باوجود اس کی احادیث تحریر کی جائیں گی۔

انہوں نے اس راوی کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: احب النبیوت الی اللہ بیت فیہ یتیم مکرہ

”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: ”اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم رہتا ہو اور اس

کی عزت کی جاتی ہو۔“

عقلی فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

جاء جبریل الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاضحی، فقال: کیف رأیت ناسکنا هذا؟ فقال:

تباهی به اهل السماء، اعلم یا محمد ان الجذع من الضان خیر من السنۃ من المعز ومن السنۃ

من البقر، اعلم ان الجذر من الثمان خير من المسنة من الابل - لو علم الله ذبحا هو افضل منه
لفدى به ابراهيم عليه السلام

”حضرت جبرائیل نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں عید الاضحیٰ کے دن حاضر ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تم نے ہماری اس قربانی کو کیا پایا؟ انہوں نے عرض کیا: آسمان والے اس پر فخر کر رہے ہیں اے محمد! آپ جان لیجیے بھیڑ کا آنٹ ماہ کا بچہ بکری اور گائے کے ایک سال والے سے بہتر ہے اور اونٹ کے سال والے سے بھی بہتر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں اس سے بہتر قربانی ہوتی تو ابراہیم علیہ السلام فدیہ میں دی دیتے۔

عقلی فرماتے ہیں: جہاں تک امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کردہ روایت کا تعلق ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں۔ جہاں تک ہشام کے حوالے سے منقول روایت کا تعلق ہے تو وہ ابن زید دیمون کے حوالے سے حضرت انس بن مالک سے نقل کی ہے اور وہ مجموعہ بولاکرنا تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔
امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ”یہ ثقہ نہیں ہے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ مدنی ہے اس نے طرسوس میں سکونت اختیار کی تھی ابو احوص عکبری اور دیگر لوگ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ اس کا انتقال 216 ہجری میں ہوا۔ ان سے جن لوگوں نے استفادہ کیا ہے ان میں سب سے زیادہ مقدم سفیان ثوری ہیں یہ نیک اور عبادت گزار شخص تھے۔
عبد اللہ بن یوسف تلمیسی کہتے ہیں: امام مالک رحمہ اللہ حنفی کی تعظیم کرتے تھے۔

۷۲۶- اسحاق بن ابراہیم بن بشیر

میں اس سے واقف نہیں ہوں اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۷۲۷- اسحاق بن ابراہیم بن عمار ابو یعقوب انصاری عبادی ٹیشاپوری

اس نے عمر بن شیبہ محمد بن رافع اور دونوں کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں اور حسان بن محمد فقہ سے ترک کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۷۲۸- اسحاق بن ابراہیم واسطی (خ) المودب

انہوں نے یزید بن ہارون سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن عدی نے انہیں دیکھا ہوا ہے اور ان کی جھوٹی حدیثیں بیان کرنے کی وجہ سے انہیں ”کذاب“ قرار دیا ہے۔ ازوی نے بھی انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

نحوی نے اس کے بارے میں کہا ہے: یہ اسحاق بن ابراہیم بن یعقوب بن عبد بن عوام ہے۔

۷۲۹- اسحاق بن ابراہیم بن سنین قتلی

یہ ”المدیج“ کے مؤلف ہیں۔

امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”قوی“ نہیں ہے اور دوسرے قول کے مطابق یہ ”ضعیف“ ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”قوی“ نہیں ہے۔

ابن منادی نے اس کا سن وقت 283 ہجری بیان کیا ہے۔ ایک قول کے مطابق ان کی عمر 80 برس ہوئی۔

انہوں نے علی بن الجعد، ابی نصر تمار، ہشام بن عمار اور ان کے طبقے کے افراد سے احادیث کا سماع کیا ہے جب کہ ان سے ابن الساک، ابو بکر تھان، ابو بکر الشافعی نے روایات نقل کی ہیں۔

۷۳۰- اسحاق بن ابراہیم بن ابی بن نافع

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ دجال (انجائی بھولا) ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کے حوالے سے حمزہ بن یوسف سہمی نے یہی بات نقل کی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمرو بن معدی کرب سے یہ روایت نقل کی ہے۔

كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لعائشة: حب يحمل من الهند يقال له الداذي، من

شرب منه لم تقبل له صلاة أربعين سنة فان تاب تاب الله عليه

”میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تھا آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا ایک ایسا داند ہے جو ہندوستان سے لایا جاتا ہے

اس کا نام داذی ہے جو شخص اسے پی لے گا اس کی چالیس سال تک نماز قبول نہیں ہوگی اگر وہ توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی

توبہ کو قبول کرے گا۔“

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس کے راویوں کی شناخت نہیں ہو سکی۔

۷۳۱- اسحاق بن ابراہیم بن علاء زبیدی حمصی بن زبریق

انہوں نے اقیہ اور ایک گروہ سے اور ان سے امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ”الادب المفرد“ میں روایت نقل کی ہے۔

ان سے ابو حاتم، ابو اسحاق جوز جانی نے روایات نقل کی ہیں۔ ان کے آخری شاگردوں میں یحییٰ بن عمرو بن مصری شامل ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو ان کی تعریف کرتے ہوئے سنا

ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ”یہ“ اللہ“ نہیں ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”یس شی“ ہے۔

محدث حمص محمد بن عوف طائی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔ ان کا انتقال 238 ہجری میں مصر میں ہوا۔

۷۳۲۔ (صح) اسحاق بن ابراہیم دبري

یہ امام عبدالرزاق کے شاگرد ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام عبدالرزاق نے انہیں کمتر قرار دیا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ شخص حدیث کا ماہر نہیں ہے اس کے والد نے اسے کچھ روایات سنائی تھیں اس کا صرف انہی سے واسطہ ہے اس نے امام عبدالرزاق سے ان کی تصانیف سنی ہیں اس وقت اس کی عمر سات برس کے لگ بھگ تھی۔ تاہم اس نے امام عبدالرزاق کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں جس کی وجہ سے ان کی روایات میں تردد پیدا ہو گیا ہے کہ کیا یہ روایات امام عبدالرزاق سے منقول ہیں اور انہیں نقل کرنے میں یہ راوی منفرد ہے یا پھر وہ روایات معروف ہیں جنہیں نقل کرنے میں امام عبدالرزاق منفرد ہیں۔ ابو عوانہ نے اپنی صحیح میں اور دیگر راویوں نے ”دبری“ سے روایات نقل کی ہیں۔ طبرانی نے اس کے حوالے سے کثرت سے روایات نقل کی ہیں۔

حاکم نے دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ راوی ”صدوق“ ہے۔ مجھے اس کے بارے میں کسی اختلاف کا علم نہیں ہے اور یہ بھی کہا گیا: یہ کوئی بلند پایے کا آدمی نہیں ہے۔ میں نے ان سے پوچھا: کیا ان سے صحیح روایت نقل کی جاسکتی ہے انہوں نے جواب دیا: جی ہاں (اللہ کی قسم! ایسا ہو سکتا ہے)۔

حافظ ابوبکر شیلی کی روایات میں ”کتاب الحروف“ ہے جس میں دبري نے غلطی کی ہے اور قاضی محمد قرطبی سے منقول مصنف عبدالرزاق سے اس میں تصحیف کی ہے۔ دبري 287 ہجری تک زندہ رہے تھے۔

۷۳۳۔ اسحاق بن ابراہیم (دس) بن کا بجر امروزی، ابو یعقوب ابن ابی اسرائیل

یہ مشہور حافظ الحدیث ہیں انہوں نے بغداد میں سکونت اختیار کی اور طویل عرصہ زندہ رہے۔

انہوں نے حماد بن زید، کثیر ابن عبداللہ الالبلی اور ایک مخلوق سے اور ان سے ابو داؤد بغوی اور (بہت سے) لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے مشائخ میں سے عبدالرحمن بن مہدی نے ان سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

صالح جزرہ کہتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔ تاہم اس میں خرابی یہ ہے کہ قرآن کے بارے میں یہ خاموشی اختیار کرتا تھا اور اسے غیر مخلوق نہیں بلکہ یہ کہتا تھا کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور خاموش ہو جاتا تھا۔

ساجی کہتے ہیں: محدثین نے اس کی اس خاموشی کی وجہ سے اس سے روایت نقل کرنا ترک کر دیا تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: جن لوگوں نے اس سے روایات اخذ کرنا ترک کیا تھا وہ بہت کم ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے اس کے مذہب کے بارے میں کلام کیا ہے۔

ابو عباس سراج کہتے ہیں: اسحاق بن ابواسرائیل کو یہ کہتے ہوئے سنا: یہ سچ کہتے ہیں کہ قرآن غیر مخلوق ہیں تو پھر یہ لوگ یہ کیوں نہیں کہتے کہ یہ اللہ کا کلام ہے اور خاموش ہو جائیں، اس نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے گھر کی طرف اشارہ کر کے یہ بات کہی تھی۔
شیخ عبدوس غیشاوری یہ کہتے ہیں: یہ بڑے حافظ تھے حفظ اور ورع میں ان کی مانند کوئی نہیں تھا۔ تاہم ان کے وقوف کرنے کی وجہ سے ان پر الزام عائد کیا گیا۔

اسحاق بن ابواسرائیل کا انتقال 246ھ میں ہوا۔

یہ امام شافعی رحمہ اللہ کے معاصرین میں سے ہیں، کیوں کہ ان دونوں کی پیدائش ایک ہی سال میں ہوئی تھی۔

۷۳۴ھ - (صحیح) اسحاق بن ابراہیم (رخ، ہم، دہس) بن محمد

یہ حافظ الحدیث ابو یعقوب خطمی بن راہویہ (یعنی اسحاق بن راہویہ) ہیں اور حلیل القدر ائمہ میں سے ایک ہیں۔ ”فقہ“ اور ”حجت“ ہیں۔

انہوں نے معتز بن سلیمان، عبد العزیز العینی، عیسیٰ بن یونس سے اور ان سے امام ابن ماجہ کے علاوہ صحاح ستہ کے تمام مؤلفین نے روایات نقل کی ہیں۔

ایک محدث کہتے ہیں: میں نے امام ابو عبد اللہ کو سنان سے اسحاق بن راہویہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: کیا اسحاق بن راہویہ کے بارے میں دریافت کیا جاسکتا ہے۔ اسحاق ہمارے نزدیک مسلمانوں کے آئمہ میں سے ایک ہیں۔
امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”فقہ“ اور ”مامون“ ہیں۔

ابو عبید اللہ جری کہتے ہیں: امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اسحاق بن راہویہ کے انتقال سے پانچ ماہ پہلے ان کے حافظے میں تغیر آ گیا تھا۔ میں نے ان سے انہی ایام کے دوران روایات سنیں تو انہیں مشکوک قرار دیا۔
ان کا انتقال 238 ہجری میں ہوا۔

امام ابو حاتم کہتے ہیں: میں نے امام ابو زرہ کے سامنے اسحاق بن راہویہ کا ذکر کیا اور ان کے اسانید اور متون کو یاد کرنے کا ذکر کیا تو ابو زرہ نے فرمایا: لوگوں نے اسحاق سے بڑا حافظ نہیں دیکھا ہوگا۔

ہمارے شیخ ابوالحاج کے سامنے ایک حدیث ذکر کی گئی تو انہوں نے فرمایا: یہ بات بیان کی گئی ہے کہ آخری عمر میں اسحاق اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ وہ روایت ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس رحمہ اللہ کے حوالے سے سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے نقل کی ہے جو کہ چوہے کے بارے میں ہے چنانچہ سفیان کے دیگر شاگردوں کے علاوہ اسحاق نے اس میں مزید یہ الفاظ نقل کئے ہیں۔

وان کان ذاقہا فلا تقر بوجہ

”اگر وہ گھی جما ہوا نہ ہو تو تم اس کے قریب نہ جاؤ۔“

یہاں یہ امکان ہو سکتا ہے کہ یہ غلطی اسحاق کے بعد آنے والے کسی راوی کی طرف سے ہوئی ہو۔ اسی طرح ایک روایت وہ بھی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے:

”كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ فَزَالَتِ الشَّمْسُ صَلَّى الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ، ثُمَّ ارْتَحَلَ
”اگر نبی اکرم ﷺ سفر کر رہے ہوتے اور پڑاؤ کے دوران سورج ڈھل جاتا تو نبی اکرم ﷺ ظہر اور عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد روانہ ہوتے تھے۔“

اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا راوی منکر ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ نقل کیا ہے جس میں یہ الفاظ ہیں:

”اِذَا كَانَ فِي سَفَرٍ وَارَادَ الْجُمُعَ اخْرَ الظُّهْرَ حَتَّى يَدْخُلَ وَقْتُ الْعَصْرِ، ثُمَّ يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا
”نبی اکرم ﷺ جب سفر میں ہوتے اور آپ ﷺ دو نمازیں ایک ساتھ ادا کرنے کا ارادہ کرتے تو آپ ظہر کی نماز کو مؤخر کر دیتے تھے یہاں تک کہ عصر کا وقت آ جاتا اور آپ ﷺ یہ دونوں نمازیں ایک ساتھ ادا کر لیتے تھے۔“

زعفرانی نے شبابہ کے حوالے سے اس کی متابعت کی ہے۔ امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے جس کے یہ الفاظ ہیں:

”اِذَا عَجَلَ بِهِ السَّيْرُ اخْرَ الظُّهْرَ اِلَى اَوَّلِ وَقْتِ الْعَصْرِ فَيَجْمَعُ بَيْنَهُمَا
”جب نبی اکرم ﷺ نے تیزی سے سفر کرنا ہوتا تو آپ ﷺ ظہر کی نماز کو عصر کے وقت تک مؤخر کر دیتے تھے پھر ان دونوں کو ایک ساتھ ادا کر لیتے تھے۔“

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اسحاق لوگوں کو اپنے حافظ سے روایات بیان کرتے تھے، لیکن ہو سکتا ہے انہیں اس حوالے سے کوئی شبہ لاحق ہو گیا ہو باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

۷۳۵- اسحاق بن اورلیس الاسواری بصری، ابو یعقوب

انہوں نے ہام، اہان سے اور ان سے عمر بن شبہ اور ابن شہابی نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن مدینی نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

امام ابو زرہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”وہ ابی الحدیث“ تھے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (محدثین) نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”منکر الحدیث“ ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے اور یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیا تھا۔

۷۳۶- اسحاق بن اورلیس

انہوں نے ابراہیم بن جلاء سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر احادیث گھڑنے کا الزام ہے ہو سکتا ہے یہ وہ شخص ہو جس پر الزام ہے اور یہ مجہول ہو۔

۷۳۷- اسحاق بن اسماعیل الرملی

وہی ہیں جنہوں نے ”اصہبان“ میں احادیث بیان کی ہیں۔

انہوں نے آدم ابن ابی ایاس اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو نعیم الحافظ کہتے ہیں: یہ اپنے حافظہ سے احادیث بیان کرتے تھے اور غلطی کر جاتے تھے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ صراح ہے۔

۷۳۸- اسحاق بن اسید (روح)

انہوں نے عطاء کے حوالے سے نافع سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ خراسانی ہیں لیکن انہوں نے مصر میں رہائش اختیار کی۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کے ساتھ مشغول نہیں ہوا چا سکتا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے حوالے سے یحییٰ بن ایوب اور لیث نے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے احادیث نقل کرنا جائز ہے اور ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھا۔

۷۳۹- اسحاق بن بزرغ

یہ لیث بن سعد کے استاد ہیں۔ ان سے ایک حدیث منقول ہے جو حمید کے دن زریب دزینت اختیار کرنے کے بارے میں ہے۔

شیخ ابوالفتح ازہوی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۷۴۰- اسحاق بن بشر، ابو حذیفہ البزری

یہ کتاب ”المبتدأ“ کے مصنف ہیں۔

محمد شین نے انہیں ”متروک“ قرار دیا ہے اور علی بن مدینی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سے حدیث صرف تعجب کے طور پر نقل کی جاسکتی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ اور متروک ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے ابن اسحاق ابن جریج اور ثوری کے حوالے سے بڑی روایات نقل کی ہیں۔

اسحاق کو حج کہتے ہیں: ابو حذیفہ ہمارے پاس آئے انہوں نے ابوطاؤس اور اکابر تابعین کے حوالے سے روایات نقل کیں جو حمید

طیب سے پہلے فوت ہو چکے تھے تو ام نے ابو حذیفہ سے دریافت کیا: آپ نے حمید طیب کے حوالے سے یہ نوٹ کیے ہیں تو وہ گھبرا گئے

اور بولے تم لوگ میرا مذاق اڑا رہے ہو میرے دادا نے بھی حمید کو نہیں دیکھا ہو گا تو ہم نے ان سے کہا: پھر آپ ان لوگوں کے حوالے سے

کیسے روایات بیان کر رہے ہیں جو حمید سے بھی پہلے فوت ہو چکے تھے۔ اس سے ہمیں یہ پتہ چلا کہ یہ ”ضعیف“ ہیں اور اسے یہ بھی نہیں پتا

ہے کہ وہ کیا بیان کر رہا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

مرض یوم یکفر ثلاثین سنة، ان المرض یتبع الذنوب فی المفاصل حتی یسلہ سلا، فیکفر من مرضہ کیوم ولدتہ امہ۔

”ایک دن کی بیماری تیس دن کے گناہوں کا کفارہ بن جاتی ہے اور بیماری جوڑوں کے اندر تک گناہوں کے پیچھے جاتی ہے یہاں تک کہ اسے شتم کر دیتی ہے اور جب آدمی بیماری سے تندرست ہوتا ہے تو اس طرح ہوتا ہے جیسے اس دن جب اس کی والدہ نے اسے جنم دیا تھا۔“

تاہم ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کے حالات کو ”کاہلی“ کے حالات میں خلط ملط کر دیا ہے اور انہوں نے کاہلی کا تذکرہ نہیں کیا۔ اسی طرح ابن جوزی کو بھی غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے ان کے بارے میں یہ کہا: یہ کاہلی ہیں اور یہ بنو ہاشم کے غلام ہیں۔ ان کا یہ کہنا کہ یہ کاہلی ہے یہ درست نہیں ہے۔

یہ اسحاق بن بشر بن محمد بن عبد اللہ بن سالم ہیں انہوں نے جریر، مقاتل بن سلیمان، الأعشى سے بھی روایات نقل کی ہیں۔ اس کے حوالے سے سلمہ بن شیبہ اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من طاف بالبيت فليست له الا مكان كلها

”جو شخص بیت اللہ کا طواف کرتا ہے اسے تمام ارکان کا استلام کرنا چاہیے۔“

اس روایت کو نقل کرنے میں دار الجرح و منقرد ہیں جنہوں نے ابو حذیفہ کو ”ثقة“ قرار دیا ہے تاہم ان کے اس قول کی طرف کسی نے التفات نہیں کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ ابو حذیفہ کی صورت حال مخفی نہیں ہے اور ان کی حالت اندھوں کی مانند ہے۔

احمد بن سيار مروزی کہتے ہیں: یہ ان راویوں سے روایات نقل کرتے ہیں جن کا زمانہ بھی انہوں نے نہیں پایا۔

اور اس میں بھی یہ غلطی کا شکار ہو جاتے ہیں باوجودیکہ یہ حافظے کے اعتبار سے وزنی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اسمى فى القرآن محمداً، فى الانجيل احمداً، فى التوراة احمداً، لاني احمداً امتي عن النار فاحبوا العرب بكل قلوبكم

”میرانا قرآن میں محمد، انجیل میں احمد، تورات میں احمدا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اپنی امت کو جہنم سے بچاؤں گا تم لوگ پورے دل کے ساتھ عربوں سے محبت رکھو۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من صلی النجف یوم الجمعة ثم وحده الله حتمی تطعم الشمس غفر له واعطى اجر حجة وعمرة،
"جو شخص جمع کے دن فجر کی نماز ادا کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اعتراف کرتا رہے یہاں تک کہ سورج نکل آئے تو اس کی مغفرت ہو جاتی ہے اور اس شخص کو ایک حج اور عمرے کا ثواب دیا جاتا ہے۔"

اور یہ کہا ہے: لا یقطع الصلاة شیء

"نماز کو کوئی چیز نہیں توڑتی ہے۔"

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے طور پر نقل کی ہے۔

من أصبح وهمه غير الله فليس من الله في شيء ومن لم يهتد للسبيل فليس منهم
"جس شخص کی صبح کے وقت یہ حالت ہو کہ اس کی توجہ صبح کے وقت اللہ کی بجائے کسی اور طرف ہو تو اس کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی حصہ نہیں ہوگا اور جو شخص مسلمانوں کی خیر خواہی کے بارے میں نہیں سوچتا وہ ان میں سے نہیں ہے۔"

مقاتل نامی یہ راوی اپنی طرف سے روایات بنا لیتا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اسحاق کا انتقال رجب کے مہینے میں 206ھ میں بخارا میں ہوا۔ یہ غنجا کا قول ہے

۴۱- اسحاق بن بشر بن مقاتل، ابو یعقوب الکاملی کوئی

انہوں نے کامل ابی العلاء، ابی معشر السندی، مالک، کثیر بن سلیم، حفص القاری اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے عمر بن حفص سدوسی، اسحاق بن ابراہیم بختانی، محمد بن علی ازدی، احمد بن حفص سعدی نے روایات نقل کی ہیں۔

مطین بیان کرتے ہیں: میں ابو بکر بن شیبہ کو اسحاق کا علی کے علاوہ اور کسی کو بھی اسے جھوٹا کہتے ہوئے نہیں سنا۔ اسی طرح موسیٰ بن ہارون اور ابو زرہ نے بھی انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

شیخ فداں اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی "متروک" ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جو اپنی طرف سے جھوٹی احادیث بنا لیتے تھے۔ موسیٰ بن ہارون نے اس کی تاریخ وفات 228ھ بیان کی ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: میرے علم کے مطابق اس کے حوالے سے سب سے زیادہ قابل مذمت روایت وہ ہے جسے عقیلی نے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عمرؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

بینا نحن قعود مع النبي صلى الله عليه وسلم على جبل من جبال تهامة اذ اقبل شيخ في يده عصا،

فسلم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فرد علیہ السلام ثم قال : نغمة الجن وغنتهم ، انت من ؟ قال : انا هامة بن الهميم بن لا قیس ابن ابلیس قال : و لیس بینک و بین ابلیس الا ابوان ! قال : نعم قال : فکم اتی لک من النہر ؟ قال : قد انبتت الدنیا عبرہا الا قلیلا ، (لیا لی قتل قابیل ہابیل) کنت وانا غلام ابن اعوام ، افہم الکلام ، امر بالاکام ، امر بانساد الطعام وقطیعة الارحام فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : یس لعمر اللہ عمل الشیخ المتوسم او الشاب المتلوم قال : زدنی من التعداد ، فانی تأتب الی اللہ ، انی کنت مع نوح فی مسجدہ مع من آمن بہ من قومہ ، فلم ازل اعاتبہ علی دعوتہ علی قومہ حتی بکی عنہم وابکانی فقال : لا جرم ، انی علی ذلک من النادمین ، فاعوذ باللہ ان اکون من الجاہلین قلت : یا نوح ، انی ممن تشک فی حم السعید ہابیل بن آحمر ، فهل تجدنی من توبۃ عند ربک ؟ قال : یا ہامۃ ، ہم بالخیر ، افعلہ قبل الحسرة والتدایۃ ، انی قرأت فیما انزل اللہ علی انہ لیس من عبد تأتب الی اللہ بالغاً ذنبہ ما یبغ الا تاب اللہ علیہ ، فقم فتوضاً واسجد للہ سجدتین قال : ففعلت من ساعتی ما امرنی بہ ، فنادانی : ارفع رأسک ، فقد انزلت توبتک من السماء . فخررت للہ ساجداً وکنت مع ہود فی مسجدہ مع من آمن بہ من قومہ ، لم ازل اعاتبہ علی دعوتہ علی قومہ حتی بکی عنہم وابکانی وکنت زوارا ليعقوب ، کنت من یوسف بالمکان مکین ، کنت القی الیاسفی الادیۃ وانا القاه الآن وانی لقیتم موسیٰ فعلمنی من التورۃ ، وقال : ان انت لقیتم عیسیٰ فاقراء منی السلام وانی لقیتم عیسیٰ فاقراءہ من موسیٰ السلام ، ان عیسیٰ قال لی : ان لقیتم محمداً فاقراء منی السلام قال : فارسل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عینیہ ویکمی ثم قال : علی عیسیٰ السلام ما دامت الدنیا ، علیک یا ہامۃ بأدائک الامانة فقال : یا رسول اللہ ، افعل بی ما فعل بی موسیٰ ، فانه علمنی من التورۃ فعلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم " المرسلات " ، " عم یتساء لون " ، " اذا الشمس کورت " ، " البعودتین " و " قل هو اللہ احد " وقال : ارفع الینا حاجتک یا ہامۃ ولا تدعن زیارتنا قال : فقبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم ینعہ الینا فلست ادری احی هو او میت

”ایک مرتبہ ہم نے نبی اکرم ﷺ کے ساتھ تہامہ کے ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ایک بوڑھا آدمی آیا جس کے ہاتھ میں عصا تھا اس نے نبی اکرم ﷺ کو سلام کیا نبی اکرم ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اس کا لہجہ جنت جیسا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت کیا: تم کون ہو؟ تو اس نے عرض کی میں ہامہ بن العیم بن لایس بن ابلیس ہوں تو نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو واسطے ہیں؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے دریافت کیا: تمہاری کتنی عمر ہے؟ اس نے جواب دیا: دنیا کی تو ابھی تھوڑی سی عمر گزری ہے جن

دلوں کا تیل نے ہاتھل کو قتل کیا تھا ان دنوں میں چند سال کا بچہ تھا۔ میں بات سمجھ لیا کرتا تھا۔ پہاڑوں کے پاس سے گزرا کرتا تھا۔ کھانے خراب کر دینے اور رشتے داری کے حقوق پامال کرنے کی ہدایت کرتا تھا۔ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کی قسم! اس شیخ کا جس پر نشان ہو اور اس نوجوان کا جس پر ملامت کی گئی ہو وہ عمل برائے تو وہ جن بولا: آپ ﷺ میری طرف سے عذر قبول کریں میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں۔ میں حضرت نوحؑ کے ساتھ ان کی مسجد میں موجود تھا اور ان کے ساتھ ان کی قوم کے وہ افراد بھی تھے جو ان پر ایمان لے آئے تھے میں پہلے ان کے اپنی قوم کو دعوت دینے پر ان سے ناراض ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنی قوم پر رو پڑے اور انہوں نے مجھے بھی رلا دیا۔ پھر وہ بولا: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مجھے اس پر ندامت ہے لیکن میں اللہ تعالیٰ کی اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ میں جاہل ہو جاؤں تو میں نے کہا: اے حضرت نوح! میں ان لوگوں میں سے ایک ہوں جنہوں نے حضرت آدم علیہ السلام کے صاحبزادے ہاتھل کے خون میں حصہ لیا تھا تو کیا آپ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں میرے لیے توبہ کی گنجائش پاتے ہیں؟ تو حضرت نوح نے کہا تھا: اے ہام! تم بھلائی کا ارادہ کرو اور حسرت اور ندامت کا شکار ہونے سے پہلے اسے سرانجام دے دو۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر جو چیز نازل کی ہے میں نے اس میں یہ بات پڑھی ہے کہ جو بھی بندہ اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے تو اس نے کتنے ہی گناہ کیوں نہ کئے ہوں اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے تم انھیں وضو کرو اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دو سجدے کرو۔ ہام کہتا ہے: انہوں نے مجھے جس بات کی ہدایت کی تھی میں نے اسی وقت وہ کر لیا انہوں نے مجھے بلند آواز میں کہا تم اپنا سراغھاؤ تمہاری توبہ قبول ہونے کا حکم آسمان سے نازل ہو گیا ہے تو میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جھک گیا۔ پھر میں حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ ان کی مسجد میں موجود تھا اور ان کے ساتھ وہ لوگ بھی تھے جو ان پر ایمان لائے تھے پہلے میں اپنی قوم کو ان کے دعوت دینے پر ان سے ناراض ہوتا رہا یہاں تک کہ وہ اپنی قوم پر رو پڑے لگے اور انہوں نے مجھے بھی رلا دیا میں حضرت یعقوبؑ سے ملنے بھی جاتا رہا ہوں اور میں حضرت یوسفؑ کے ساتھ اس جگہ بھی تھا جہاں انہیں غلبہ حاصل ہوا تھا۔ میں حضرت الیاسؑ کو مختلف وادیوں میں لے جایا کرتا تھا۔ میں ان سے اب بھی ملاقات کرتا ہوں۔ میری حضرت موسیٰؑ سے بھی ملاقات ہے انہوں نے مجھے تورات کی بھی تعلیم دی تھی اور مجھے یہ کہا تھا کہ اگر تمہاری حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات ہو تو ان کو میرا سلام دے دینا پھر میری حضرت عیسیٰؑ سے ملاقات ہوئی اور میں نے انہیں حضرت موسیٰؑ کا سلام پہنچایا تو حضرت عیسیٰؑ نے مجھ سے کہا: اگر تمہاری حضرت محمد ﷺ سے ملاقات ہو تو تم انہیں میرا سلام دینا۔ راوی کہتے ہیں: کہ نبی اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور آپ ﷺ رونے لگے پھر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”حضرت عیسیٰؑ کو بھی سلام ہو اس وقت تک جب تک دنیا باقی ہے اور اے ہام! تم نے جو اپنی امانت کو ادا کیا ہے اس کی وجہ سے تم پر سلام ہو اس نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ ﷺ میرے ساتھ وہی مہربانی کیجیے جو حضرت موسیٰؑ نے کی تھی انہوں نے مجھے تورات سکھائی تھی (آپ ﷺ قرآن سکھا دیں) تو نبی اکرم ﷺ نے اسے سورہٴ مرسلات، سورہٴ عم، سورہٴ یسٰء، لون اور سورہٴ تکویر معوذتین اور سورہٴ اخلاص کی تعلیم دی۔

پھر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ہام! تم اپنی ضرورت ہمارے سامنے پیش کرو اور ہم سے ملنا نہ چھوڑنا۔ حضرت عمرؓ کہتے

ہیں: نبی اکرم ﷺ کا وصال ہو گیا پھر اس کے ساتھ ہماری ملاقات نہیں ہوئی مجھے نہیں پتہ دوڑندہ ہے یا مر گیا ہے۔“

اس روایت کا دہال کا علی نامی راوی پر ہے اللہ تعالیٰ اسے برکت دے۔ باوجودیکہ عبدالعزیز بن جرثامی راوی جو متروک ہے اس نے بھی اس روایت کو ابو معشر کے حوالے سے طویل روایت کے طور پر نقل کیا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے اس روایت کو نسبتاً بہتر سند کے ساتھ نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابویعلیٰ غفاری سے یہ روایت نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

ستكون فتنة بعدى فالزموا عليا، فانه اول من يرانى، اول من يصادفنى يوم القيامة، هو معي في

السماء العليا، هو الفاروق بين الحق والباطل

”میرے بعد ایک فتنہ آئے گا تو تم علی کے ساتھ رہنا“ کیوں کہ وہ قیامت کے دن پہلا شخص ہوگا جو میری زیارت کرے گا اور میرے ساتھ مصافحہ کرے گا وہ میرے ساتھ اوپر والے آسمان میں ہوگا وہ حق اور باطل کے درمیان فرق کرنے والا ہے۔“

۷۴۲- اسحاق بن بشر رازی

اگر یہ وہ راوی ہے جس نے سفیان بن عیینہ سے روایات نقل کی ہیں تو پھر یہ ”صدوق“ ہے۔

۷۴۳- اسحاق بن ثعلبہ

انہوں نے کھول سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مجہول“ اور ”مستراحدیث“ ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس نے کھول کے حوالے سے حضرت سرہ رحمہ اللہ سے ایسی روایت نقل کی ہیں جنہیں اس کے علاوہ اور کسی نے نقل نہیں کیا اور ”وہابی الحدیث“ تھے۔

ان سے بقیہ عثمان طراکی نے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سرہ رحمہ اللہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من كتم علي غايل فهو مثله

”جو شخص کسی خیانت کرنے والے کو چھپائے گا وہ اس کی مانند ہوگا۔“

اور یہ روایت بھی نقل کی ہے:

نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم ان نتلا عن بلعنة الله او بالناذر

”نبی اکرم ﷺ نے ہمیں اس بات سے منع کیا ہے کہ ہم کسی پر لعنت بھیجتے ہوئے اللہ کی یا جنہم کی لعنت بھیجیں۔“

اور یہ روایت بھی نقل کی ہے:

اذا كان احدكم سابا صاحبه لا مجانة فلا يفتر عليه ولا يسب والده. فان كان يعلم فليقل انك

جبان، انك بخيل

اگر کسی شخص نے راز کی اپنے کسی ساتھی کو برا کہن ہو تو وہ اس پر جھوٹا الزام نہ لگے اور اس کے باپ کو گالی نہ دے۔ اگر اسے یہ ہو کہ اس میں یہ خاق ہے تو پھر یہ کہہ دے تم بزدل ہو یا بخیل ہو۔

۷۴۲- اسحاق بن حارث کوئی

انہوں نے عامر بن سعد، نعمان بن سعد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل، ابو یوسف اور دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ان سے ان کے صاحبزادے عبد الرحمن بن اسحاق نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان، ابو یوسف فرماتے ہیں: مجھے یہ نہیں معلوم کہ روایات میں غلط ملط کرنے کا عمل اس کی طرف سے ہوا یا اس کے بیٹے کی طرف سے ہوا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت کریم بن ابی السائب انصاری سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال: خرجت مع ابي ابي المدينة في حاجة فأوانا البيت التي راع، فلما انتصف الليل جاء الذئب فأخذ حملاً، فوثب فقال: يا عامر الوادي جارك، يا عامر الوادي جارك، فإذا مناد لا تراء يقول: يا سرحان ارسده، فجاء الحمل يشهد حتى دخل في الغنم لم تصبه كدعة، فأنزل الله: والله كان رجال من الانس يعوذون برجال من الجن فزادوهم رهقاً

”وہ بیان کرتے ہیں میں اپنے والد کے ساتھ مدینہ منورہ کسی کام کے سسلے میں گیا تو ہم رات کے وقت ایک چرواہے کے پاس ٹھہرے جب نصف رات گزر گئی تو ایک بھیڑیا آیا اور اس نے بکریوں کے پاؤں پر حملہ کیا تو وہ بولا: اے اس آبادی کو آباد کرنے والے تمہارا پڑوسی اے اس آبادی کو آباد کرنے والے تمہارا پڑوسی تو وہاں کوئی شخص بلند آواز میں کہہ رہا تھا لیکن ہمیں وہ نظر نہیں آیا وہ کہہ رہا تھا اے سرحان اسے چھوڑ دو پھر ایک حمل آیا اور بکریوں میں داخل ہو گیا انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی:

”اور انسانوں سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد جنات سے تعلق رکھنے والے کچھ افراد سے پناہ مانگتے ہیں تو اس بات نے ان جنات کی سرکشی میں اضافہ کر دیا۔“

۷۴۵- اسحاق بن حارث

یہ مشق کے رہنے والے عمر رسیدہ شخص ہیں۔ ان کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔

ان کے حوالے سے ابراہیم ترمذی نے روایات نقل کی ہیں اور ان کی ان سے ملاقات ۱۷۰ھ کے آس پاس ہوئی ہوگی لہذا اس طرح کے مجہول راوی کی روایات قبول نہیں کی جاسکتی ہیں۔

۷۴۶۔ اسحاق بن حازم (ق)

ایک قول کے مطابق: ابن ابی حازم مدنی ہیں۔
ان سے عبدالرحمن بن مہدی نے روایات نقل کی ہیں۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے علم کے مطابق یہ بھلے آدمی تھے۔
ابو الفتح ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ قدریہ کا عقیدہ رکھتے تھے۔

۷۴۷۔ اسحاق بن حسن حربی

یہ ”ثقة“ اور ”جست“ ہیں۔
انہوں نے ہودۃ، حسین بن محمد، قعنی سے احادیث کا سماع کیا ہے اور ان سے نجاد، ابو بکر شافعی، قطعی نے روایات نقل کی ہیں۔
ابراہیم حربی، جو ان کے رفیق ہیں، اور امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔
جہاں تک ابن منادی کا تعلق ہے تو وہ یہ کہتے ہیں: لوگوں نے اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھیں، لیکن پھر انہیں ناپسندیدہ قرار دیا کیوں کہ یہ بین السطور میں ”مرسل“ روایات شامل کر دیتے ہیں جن سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ موضوع ہیں۔

۷۴۸۔ اسحاق بن حمدان نیشاپوری

انہوں نے بخارا میں رہائش اختیار کی تھی۔
انہوں نے حمزہ بن نوح کے حوالے سے عجیب و غریب اور ”منکر“ روایات نقل کی ہیں اور ان سے ابو اسحاق مزکی نے روایات نقل کی ہیں۔
ابو علی نیشاپوری نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۷۴۹۔ اسحاق بن خالد

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے ”منکر“ روایات نقل کی ہیں ابن عدی کے قول کے مطابق یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۷۵۰۔ اسحاق بن خالد

انہوں نے ابو داؤد طیالسی سے روایات نقل کی ہیں۔
اس نے ایک گھڑی ہوئی حدیث نقل کی ہے جس کا متن یہ ہے ”قرآن مخلوق نہیں ہے“

۷۵۱۔ اسحاق بن خالد بن یزید بالسی

اس نے ”منکر“ روایات نقل کی ہیں جو اس کے ”ضعیف“ ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ یہ ابو احمد بن عدی کا قول ہے۔

وہ فرماتے ہیں مجھے یہ اتفاق نہیں ہو سکا کہ میں اس کی روایات میں سے کوئی چیز نقل کرتا۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ وہ راوی ہے جو اپنے والد کے حوالے سے روایات نقل کرتے ہیں۔

۷۵۲۔ اسحاق بن خلیفہ

انہوں نے عاصم بن بہدلہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ”مجهول“ ہے۔

۷۵۳۔ اسحاق بن راشد جندی

یہ ”صدوق“ ہیں۔
انہوں نے یحییٰ بن مہران، زہری سے اور ان سے موسیٰ بن ائین اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن مہران نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔
امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔
ابن خزیمہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات کو دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جاسکتا۔

۷۵۴۔ اسحاق بن رافع

انہوں نے صفوان بن سلیم سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

۷۵۵۔ اسحاق بن الربیع البصری، ابو حمزہ عطار

انہوں نے ابن سیرین سے اور ان سے شیبان، طاہوت اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ فلاس نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔
قال: کان آخراً علیہ السلام کأنه نخلة سحق
”حضرت آدم ایسے تھے جیسے مگھور کا وہ درخت ہوتا ہے جو آبادی سے الگ ہو“۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس مفہوم کی روایت صحیح میں منقول ہے۔

۷۵۶۔ اسحاق بن الربیع عصفری کوفی

انہوں نے علاء بن میتب اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن عدی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور ان کے حوالے سے دو غریب روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک کا متن یہ ہے:

کل معروف صدقة

”ہر نیکی صدقہ ہے۔“

یہ روایت ان کے حوالے سے احمد بن بدیل نے نقل کی ہے اگر اللہ نے چاہا تو اسحاق نامی یہ راوی ”صدوق“ ہوگا۔

۷۵۷۔ اسحاق بن رفیع ذماری

انہوں نے ابن جریر سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے ایک مجہول راوی نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔

۷۵۸۔ اسحاق بن سعد بن کعب بن عجرة انصاری

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ اپنے والد اور دادا کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے۔

من اقام الصلاة (المدریث)

”جو شخص نماز قائم کرے۔“

ان سے عبد الرحمن بن نعمان نے روایات نقل کی ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ کتاب ”الضعفاء“ میں کیا ہے۔

یہ روایت سعد بن اسحاق بن کعب نے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے ابن محیریز سے نقل کی ہے اگر ان کی مراد سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرة ہے تو یہ راوی ”ثقة“ ہے جس کے حوالے سے امام مالک رحمہ اللہ اور یحییٰ بن سعید قطان نے احادیث نقل کی ہیں۔ جہاں تک اسحاق بن سعد کا تعلق ہے تو یہ نہیں پتہ چل سکا یہ کون ہے؟ یا یہ ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی وجود نہ ہو بلکہ میں تو یہ سمجھ سکتا ہوں کہ عبد الرحمن بن نعمان نے اس کا نام تبدیل کر دیا ہے یہی وجہ ہے کہ اس راوی کا تذکرہ عام طور پر ان حضرات نے نہیں کیا جنہوں نے ”ضعیف“ راویوں کے بارے میں کتابیں تحریر کی ہیں۔ باقی اللہ بہتر جانتا ہے۔

۷۵۹۔ اسحاق بن سالم (د)

یہ راوی معروف نہیں۔

انہیں بن ابی یحییٰ نے اس راوی کے حوالے سے بکر بن مبشر سے یہ بات نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں:

كنت اغدو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم الى المصلى يوم العيد

”میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ عید کے دن عید گاہ کی طرف گیا۔“

تاہم ابن سکین کا کہنا ہے اس کی سند صالح ہے۔ اسحاق اور بکر نامی دونوں راویوں کی اس روایت کے علاوہ اور کوئی شناخت نہیں ہو

سکتی۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اسحاق اور بکر نامی راویوں کی اس روایت کے علاوہ شناخت نہیں ہو سکتی۔

۷۰- اسحاق بن سعد بن عبادہ

ان کے حوالے سے ایک روایت منقول ہے، لیکن ان کا تعارف حاصل نہیں ہو سکا۔ میں نے اپنی اس کتاب میں ان تمام راویوں کا ذکر نہیں کیا جن کی شناخت نہیں ہو سکی، بلکہ میں نے ان میں سے کئی ایک کا ذکر کیا ہے اور پوری کوشش کی ہے کہ ان تمام راویوں کا ذکر کر دوں جن کے بارے میں شیخ ابو حاتم نے یہ کہا ہے کہ یہ ”مجہول“ ہے۔ اس راوی نے اپنے والد سعد کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں، جب کہ ان سے سعید صراف نے اور بات نقل کی ہیں۔

۷۱- اسحاق بن سعد

مجھے نہیں معلوم یہ کون ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ شامی ہے اور ”مکر الحدیث“ ہے۔

۷۲- اسحاق بن سعید بن ارکون

انہوں نے خلیلہ بن علی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ثقة“ نہیں ہے۔

۷۳- اسحاق بن سعید بن جبیر

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں اور یہ راوی ”مجہول“ ہے۔

۷۴- اسحاق بن شاکر

انہوں نے قتادہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں اور راوی ”مجہول“ ہے۔

۷۵- اسحاق بن صباح اشعثی

انہوں نے عبد الملک بن عمیر سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین، امام دارقطنی رحمہ اللہ اور ان دونوں کے علاوہ دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں وہ بہت کم ہیں۔

ان سے خرسبی نے روایات نقل کی ہیں۔

۷۶- اسحاق بن صدوق

امام حاکم رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۷۶۷- اسحاق بن صلت

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے ایک ایسی روایت نقل کی ہے جو انتہائی ”منکر“ ہے اور اس کی سند تاریک ہے۔ یہ بات خطیب بغدادی نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے جس میں امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے روایت کرنے والوں کا تذکرہ ہے۔

۷۶۸- اسحاق بن ابی طریفہ

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے یعقوب بن محمد نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۷۶۹- اسحاق بن عبداللہ بن ابی فروة مدنی (د، ق)

یہ عثمان بن عفان کی آل کا غلام ہے۔

انہوں نے مجاہد، نافع اور ایک گروہ سے اور ان سے ولید بن مسلم، ابن سائبور نے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے حوالے سے عبدالسلام بن حرب نے یہ بات بیان کی ہے:

”ایک مرتبہ حضرت معاویہ نے ہمیں خطبہ دیا اس وقت انہوں نے سبز رنگ کی چادر اوڑھی ہوئی تھی۔“

یہ روایت بھی منقول ہے کہ زہری نے اسحاق کو یہ روایت بیان کرتے ہوئے سنا: نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: زہری نے ان سے

کہا: اے ابن ابوفروہ! اللہ تعالیٰ تمہیں برباد کرے تم اللہ کے بارے میں کیسی جرأت کا مظاہرہ کر رہے ہو کیا تم حدیث کی سند بیان نہیں کرتے ہو۔ تم ایسی حدیثیں بیان کر رہے ہو جن کا کوئی سر پیر نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے انہیں ”متروک“ قرار دیا ہے۔

امام احمد نے ان کی روایات (نقل کرنے سے) منع کیا ہے۔ شیخ جوزجانی فرماتے ہیں: میں نے امام احمد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:

میرے نزدیک اسحاق بن ابوفروہ کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

امام ابوزرعدہ رازی اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

ان کا انتقال 144 ہجری میں ہوا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: میں نے ایسا کوئی شخص نہیں دیکھا جس نے ان کا ساتھ دیا ہو۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

ابن عدی نے ان کے حوالے سے منکر روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت درج ذیل ہے:

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت نبی اکرم ﷺ کے فرمان کے طور پر نقل کی ہے۔

الصحة تمنع الرزق، او قال: بعض الرزق

”تندرستی رزق کو روک دیتی ہے۔“ (راوی کو شک ہے شاید یہ الفاظ ہیں) کچھ رزق کو روک دیتی ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا یقطع الصلاة لا کذب ولا حصار ولا امرأة، اندراً ما استطعت ولا طمہ قاتما تلاطمہ شیطانا
”نماز کو کوئی کتا گدھ یا عورت آگے سے گزر کر نہیں توڑتے ہیں البتہ جہاں تک تم سے ہو سکے انہیں پرے کرنے کی کوشش کرو
اور ان سے جھگڑا کرو کیوں کہ اس صورت میں تم شیطان سے جھگڑا کرو گے۔“

اس نے اپنی سند کے یہ روایت بھی نقل کی ہے کہ ایک شخص نے اپنے غلام کو قتل کر دیا تھا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے ایک سو کوڑے لگوائے تھے اس روایت کو عبدالحق نے اپنی کتاب ”الاحکام“ میں نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من بدل دینہ فاضربوا عنقه

”جو شخص اپنے دین کو تبدیل کرے اس کی گردن اڑادو۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من اشترى سرقة وهو يعلم فقد شرك في عارها واثمها

”جو شخص چوری شدہ چیز کو خریدے اور وہ یہ بات جانتا ہو تو وہ اس کی شرمندگی اور گناہ میں شریک ہو جائے گا۔“

ابن عدی نے اس کے حوالے سے یہ تمام روایات نقل کر کے فرماتے ہیں: میں نے جو روایات ذکر کی ہیں ان کی اسانید اور بعض روایات کے متون کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا یعجبکم اسلام امرء حتی تعلموا ما عقدت عقله

”جبہیں کسی شخص کا اسلام اس وقت تک پسند نہ آئے جب تک تم یہ نہیں جان لیتے کہ اس کی عقل کی گرہ کیا ہے۔“

۷۰- اسحاق بن عبد اللہ بن ابوالمہاجر

یہ ولید بن مسلم کے استاد ہیں۔ دمشق کے رہنے والے ہیں اور معروف نہیں۔

۷۱- اسحاق بن عبد اللہ بن کیسان مروزی

یہ عبد العزیز ابن قیب کے استاد ہیں۔

ابو احمد حاکم نے انہیں ”لیثین“ قرار دیا ہے۔

۷۲- اسحاق بن عبد اللہ، ابو یعقوب دمشقی

انہوں نے ہشام بن عروہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”ذائب الحدیث“ ہے۔

۷۷۳- اسحاق بن عبدالرحمن شامی

انہوں نے عطاء فراسانی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۷۷۴- اسحاق بن عبدالواحد قرشی موصلی

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ابوعلی الحافظ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

النظرة سهم من سهام ابليس مسوم، فمن تركها لله آتاه الله اياديا يجد حلاوته في قلبه
”نظر (یعنی دیکھنا) شیطان کے زہر میں بچھے ہوئے تیروں میں سے ایک تیر ہے جو جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے اسے
چھوڑ دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے ایمان نصیب کرتا ہے جس کی حلاوت وہ اپنے دل میں محسوس کرتا ہے۔“

عبدالرحمن بن احمد موصلی کہتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اسرى بي البارحة جبرائيل، فادخلني الجنة الحديث،

”کل رات جبرائیل مجھے اپنے ساتھ میرے پر لے گئے وہ مجھے جنت میں لے گئے۔“

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: اس روایت میں حامی عبدالرحمن نامی راوی میں ہے پھر انہوں نے یہ فرمایا ہے: اسحاق ابن عبدالواحد
موصلی اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: بلکہ یہ ”واہی الحدیث“ تھے۔

۷۷۵- اسحاق بن عمر

انہوں نے موسیٰ بن دروان سے روایات نقل کی ہیں اور ”مجهول“ ہے۔

۷۷۶- اسحاق بن عمر

انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے متروک قرار دیا ہے۔

اس راوی نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ما صلى رسول الله صلى الله عليه وسلم صلاة لوقتها الآخر (الا) مرتين

”نبی اکرم ﷺ نے کبھی بھی کوئی نماز اس کے آخری وقت میں ادا نہیں کی صرف دوسرے ایسا ہوا۔“
اس راوی کے حوالے سے سعید بن ہلال نے روایت نقل کی ہے۔

۷۷۷- اسحاق بن عمر

انہوں نے سفیان ثوری کے شاگردوں سے روایات نقل کی ہیں۔
ازدی نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے اور کہا ہے: اس کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

۷۷۸- اسحاق بن عمنہ

میں نے امام ابواسحاق شیرازی کی کتاب ”مسائل خلاف“ میں پڑھا ہے یہ راوی ”ضعیف“ ہے۔
اس راوی کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے:
لا یجتمع عشر وخراج ”عشر اور خراج اکٹھے نہیں ہو سکتے۔“
تاہم درست یہ ہے کہ اس روایت کا راوی یحییٰ بن عمنہ ہے۔

۷۷۹- اسحاق بن فرات قاضی مصر (س)

یہ ”صدوق“ اور فقیہ ہیں میں نے ان کا ذکر اس لیے کیا ہے کیوں کہ دیگر حضرات نے ان کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ان کی شہادت نہیں ہو سکی اور اس سے مراد ابوحاتم کا قول ہے: یہ بزرگ ہیں جو مشہور نہیں ہیں البتہ ان کے بارے میں ابوسعید بن یونس کا کہنا ہے ان کی نقل کردہ روایات میں ایسی صورت جھوٹ ہے جیسے وہ مقلوب روایات ہوں۔
محمد بن عبد اللہ کہتے ہیں: میں نے ان سے زیادہ فضیلت والا فقیہ نہیں دیکھا۔ شیخ عبدالحق نے ان کے حوالے سے نقل کردہ ایک روایت جیسے نقل کرنے میں وہ منقرض ہیں وہ روایت انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کی ہے۔
”نبی اکرم ﷺ نے قسم اٹھانے پر حقدار کے حق کو لوٹا دیا تھا۔“
سلیمانی کہتے ہیں: اسحاق بن فرات منکر الحدیث ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 200 ھ ہجری کے بعد ہوا۔

۷۸۰- اسحاق بن کثیر

انہوں نے تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔
ان کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک منکر روایت منقول ہے۔

۷۸۱- اسحاق بن کعب

انہوں نے موسیٰ بن عمیر سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازوی ہونہ فرماتے ہیں: ”مکر الحدیث“ ہے۔

۷۸۲- اسحاق بن کعب (د، ت، ہ) بن عجر ۵

یہ تابعی ہیں اور مستور الہالی ہیں۔ انہوں نے اپنے والد سے اور ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے سعد نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی اس روایت کو نقل کرنے میں منفرد ہیں۔

سنة المغرب، عليكم بها في البيوت

”مغرب کی سنتوں کے بارے میں تم پر لازم ہے کہ تم انہیں گھر میں ادا کرو۔“

یہ روایت انتہائی غریب ہے البتہ سنن ابوداؤد سنن نسائی اور جامع ترمذی میں منقول ہے۔

۷۸۳- اسحاق بن مالک شنی

یہ یمنی ہیں اور محمد بن خالد نے ان سے احادیث نقل کرنے سے منع کیا ہے۔ یہ ازوی کا قوی ہے۔

۷۸۴- اسحاق بن مالک حضری

یہ شام کے رہنے والے ہیں اور بقیہ کے اساتذہ میں سے ہیں۔ شیخ ابوالفتح ازوی ہونہ فرماتے ہیں: ”ضعیف“ ہے۔
امام دارقطنی ہونہ نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

من حلف احدا بيمين فانه على الذي لم يبره

”جو شخص کسی دوسرے کو قسم دیدے تو اس کا گناہ اس شخص کے ذمے ہو گا جس نے اسے پورا نہیں کیا۔“

۷۸۵- اسحاق بن محمد نخعی الاحمر

یہ صحابی ثمالی اور بے دین ہے۔

انہوں نے عبید اللہ بن محمد عثی، ابراہیم بن یسار مادی سے اور ان سے ابن مرزبان، ابوسهل قطان اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: عبد الواحد کہتے ہیں کہ میں نے اسحاق بن محمد غنی کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ”یہ راوی بہ مذہب تھا اور یہ کہتے تھے حضرت علی رضی اللہ عنہ اچھے ہیں۔ یہ پھلسمی پر کوئی ایسا تیل لگا تا تھا جو اسے ختم کر دیتا تھا اس لیے اس کا نام ”احمر“ رکھا گیا۔“

انہوں نے یہ بات بھی بیان کی ہے: ”اسحاق بن مالک میں ایک گروہ ہے جو خود کو اس کی طرف منسوب کرتے ہیں انہیں ”اسحاقیہ“ کہا جاتا ہے۔“

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے کسی شیعہ سے اسحاق کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے مجھے وہی جواب دیا جو اس کے بارے میں عبد الواحد نے بیان کیا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: علم جرح کے ماہرین نے اپنی کتابوں میں اس کا شمار ”ضعیف“ راویوں میں نہیں کیا اور انہوں نے بالکل ٹھیک کیا ہے کیوں کہ یہ راوی زندہ تھے۔

ابن جوزی نے ان کا تذکرہ کیا ہے اور کہا ہے: یہ جھوٹ تھا اور غالی رافضی تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: رافضی ہرگز یہ نہیں کہتے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نبی خدا ہیں بلکہ جو شخص اس عقیدے تک پہنچ جائے وہ کافر اور ملعون ہے اور عیسائیوں کا بھائی ہے اور یہ عیسائیوں کا ہی تہفہ ہے۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

قال علی: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم عند الصفا وهو مقبل على شخص في صورة الغيل وهو يلعنه، فقلت: من هذا الذي تلعنه يا رسول الله؟ فقال: هذا الشيطان الرجيم فقلت: والله يا عدو الله لاقتلنك ولا ريعن الامة منك قال: ما هذا جزائي منك قلت: وما جزاؤك مني يا عدو الله! قال: والله ما ابغضت احد قط الا شركت ابادة في رحم امة

”حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک مرتبہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو صفا کے پاس دیکھا آپ ﷺ ایک ایسے شخص کی طرف آرہے تھے جس کا چہرہ باقی کی مانند تھا اور آپ ﷺ اس پر لعنت کر رہے تھے میں نے دریافت کیا: یا رسول اللہ! آپ ﷺ یہ کس شخص پر لعنت کر رہے تھے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مردود شیطان ہے۔ میں نے عرض کی اللہ کی قسم! اللہ کے دشمن میں تمہیں ضرور قتل کر دوں گا اور امت کو تجھ سے نجات دلوا دوں گا تو اس نے کہا: کیا آپ کی طرف سے مجھے یہی بدلہ ملے گا تو میں نے کہا: پھر تمہیں میری طرف سے اور کیا بدلہ ملنا چاہئے؟ اے اللہ کے دشمن! تو وہ بولا: اللہ کی قسم! جو شخص آپ کے ساتھ (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ) بغض رکھے گا اس کی ماں کے رحم میں میں اس کے باپ کے ساتھ شریک ہو جاؤں گا۔“

ہو سکتا ہے کہ یہ اسحاق احمدی ایجاد کردہ روایت ہو تو اسے نقل کرنا دوبارہ گناہ ہے میں اللہ کی عظیم ذات سے مغفرت طلب کرتا ہوں۔ میں نے اس کے حوالے سے یہ روایت اس لیے نقل کی ہے تاکہ اس کی حالت کے کمتر ہونے کا اظہار کر سکوں۔ اس سے کسی چور نے اس کی (اسناد یا جمع کردہ روایات) چوری کر لی تھیں تو اس نے ان کے لیے سندیں ایجاد کر لی تھیں۔

خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ اس کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے وہ بیان کرتے

ہیں:

قال: بينا نحن بفناء الكعبة ورسول الله صلى الله عليه وسلم يحدثنا اذ خرج علينا ما يلي الركن اليماني شيء كأعظم ما يكون من الفيلة، فقتل رسول الله صلى الله عليه وسلم، وقال: لعنت. فقال علي: ما هذا يا رسول الله؟ قال: هذا ابليس قال: فوثب اليه، فقبض علي ناصيته وجذبه فأزاله عن موضعه، وقال: يا رسول الله، اقتله؟ قال: او ما علمت انه قد انظر، فتركته فوق ناحية، ثم

قال: مائى ولت يابن ابى طالب! والله ما ابغضك احد الا قد شاركت اباه فيه وذكر الحديث

”ایک مرتبہ ہم لوگ منہ کعبہ کی عمارت کے پاس موجود تھے نبی اکرم ﷺ ہمارے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ اسی دوران رکن یمانی کی طرف سے ایک چیز ہمارے سامنے آئی جو ہاتھی سے بڑی تھی تو اس کا آنا نبی اکرم ﷺ پر بہت گراں گزرا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ”تم پر لعنت کی گئی ہے“ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ کیا چیز ہے؟ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ شیطان ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کی طرف بڑھے اور انہوں نے اسے اس کی پیشانی سے پکڑ کر کھینچا تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ حضرت علی نے عرض کی یا رسول اللہ! میں اسے قتل کر دوں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اسے مہلت دی جا چکی ہے (حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: تو میں نے اسے چھوڑ دیا وہ ایک کنارے میں جا کر کھڑا ہو گیا اور پھر بولا: اے ابوطالب کے صاحبزادے! میرا آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا جھگڑوں! اللہ کی قسم! جو آپ رضی اللہ عنہ سے بغض رکھے گا میں اس کے بارے میں اس کے باپ کے ساتھ حصہ دار بن جاؤں گا۔“

اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے اس حدیث کے تراوی ”ثقتہ“ ہے صرف ابن ابوالاثر ”ثقتہ“ نہیں ہیں اور اس روایت کا وبال اسی کے ذمہ ہوگا۔

خطیب بغدادی نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ کہیں بن زیادہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

اخذ بیدی امیر المؤمنین علی، فخرجنا الی الجبان الحدیث

”امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ تھاما اور ہم لوگ جہان کی طرف نکل گئے۔“

حسن بن یحییٰ نے غالیوں کی تردید میں اپنی کتاب میں یہ بات تحریر ہے:

”ہمارے زمانے میں غلو میں جس شخص نے انتہا پسندی اختیار کی وہ اسحاق بن محمد احمر ہے جو اس بات کا دعوے دار ہے کہ حضرت

علی رضی اللہ عنہ ہی اللہ ہیں۔ پھر انہوں نے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ اور پھر امام حسین رضی اللہ عنہ میں ظہور کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وہ شخصیت ہیں جنہوں نے حضرت محمد ﷺ کو معبود کیا۔“

انہوں نے اپنی کتاب میں یہ بات بھی تحریر کی ہے اگر یہ لوگ ایک ہزار ہوں تو بھی ایک ہی ہوں گے۔ آگے چل کر انہوں نے یہ

بات کہی ہیں: انہوں نے توحید کے بارے میں ایک کتاب بھی تحریر کی ہے جس میں جنوں (پاگل پن) اور تکلیف (دو چیزوں کو ایک دوسرے میں خلط ملط کر دینا) ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: بلکہ انہوں نے زندقوں اور قریظوں کا سطر زعم اختیار کیا ہے۔

۸۶۷- اسحاق بن محمد (خ، ق، م) بن اسماعیل بن عبد اللہ بن ابی فروقہ ابو یعقوب القروی مدنی

انہوں نے مالک، محمد بن جعفر بن ابی کثیر اور ان دونوں کے طبقے کے افراد سے اور ان سے بخاری اور ذہبی نے روایات نقل کی ہیں۔

مختصر یہ کہ یہ ”صدوق“ ہیں اور علم حدیث کے ماہر ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔ ان کی یمانی رخصت ہو گئی تھی اس لیے بعض اوقات انہیں تکفیر کرنی پڑتی تھی

تاہم ان کی تحریرات درست ہیں۔

دوسرے قول کے مطابق: یہ اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔

عقبیٰ فرماتے ہیں: اس نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے کئی ایسی احادیث نقل کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ ”الاعقاب“ میں کیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”فقہ“ نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہیں متروک قرار نہیں دیا جائے گا۔ انہوں نے یہ بھی کہا ہے: یہ ”ضعیف“ ہیں۔

اس کے حوالے سے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے اور علم جرح کے ماہرین نے اس حوالے سے ان پر توجیح کی ہے۔ اسی

طرح امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بھی ان کا تذکرہ کیا ہے اور انہیں انتہائی واضح قرار دیا ہے۔ تاہم انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے

واقعات کے بارے میں جو روایت نقل کی ہے ہم اسے درست قرار دیتے ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے جو روایات نقل کرنے میں یہ منفرد ہے ان میں

سے ایک روایت یہ ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من اقال نادما اقاله الله يوم القيامة

”جو شخص ندامت کا شکار ہو کر اقالہ کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے اقالہ کرے گا۔“

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے۔

من قتل دون ماله فهو شهيد

”جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شخص شہید ہے۔“

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کا سن و فوات 226 بیان کیا ہے۔

۷۸۷- اسحاق بن محمد بیرونی

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ”متروک“ ہے۔

اس راوی کی نقل کردہ مکرر روایات میں سے ایک وہ روایت ہے جس کو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے

حوالے سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں:

قلت: يا رسول الله، ارسل واتوكل اقال: بل قيد وتوكل

”میں نے عرض کی یا رسول اللہ! کیا میں اپنے جانور کو کھول کر اللہ تعالیٰ پر توکل کروں؟“ تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں۔ تم

اسے باندھ کر پھر توکل کرو۔“

تو یہ روایت اس سند کے حوالے سے جھوٹی ہے ویسے یہ دوسری سند کے ساتھ منقول ہے جس میں کچھ ضعف پایا جاتا ہے۔

۷۸۸- اسحاق بن محمد بن عبید اللہ عرزی

انہوں نے شریک سے اور ان سے ابو الدرداء مروزی نے روایات نقل کی ہیں۔
ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

۷۸۹- اسحاق بن محمد

انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے۔
یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۷۹۰- اسحاق بن محمد (بن خالد) ہاشمی

انہوں نے ابن ابی مرزہ کوئی سے اور ان سے امام حاکم رحمہ اللہ نے روایات نقل کی ہیں۔ اور ان پر تہمت عائد کی ہے۔

۷۹۱- اسحاق بن محمد بن مروان کوئی قطان

یہ جعفر کے بھائی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان دونوں کی نقل کردہ روایات سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۷۹۲- اسحاق بن محمد (د) مسیبی مدنی مرقی

یہ نافع کے شاگرد ہیں اور یہ ”صالح الحدیث“ ہے۔

انہوں نے ابن ابی ذئب سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کا انتقال 206 ہجری میں ہوا۔

ابو الفتح ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہیں اور قدریہ کا عقیدہ رکھتے ہیں

۷۹۳- اسحاق بن حمزاد

ابو الفضل تیمی نے اس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جس کو اس نے حیا کی کمی کی وجہ سے خود ایجاد کیا ہے اس کا متن یہ

ہے:

یجی، فی آخر الزمان رجل یقال له محمد بن کرام تحیا السنة بہ

”آخری زمانے میں ایک شخص آئے گا جس کا نام محمد بن کرام ہوگا اس کے ذریعے سنت کو زندہ کیا جائے گا۔“

اس نے محمد بن کرام کے بارے میں ایک کتاب بھی تصنیف کی ہے تو تعریف کرنے والے افراد اور جس شخص کی تعریف کی گئی ہے اس

کا آپ خود ہی جائزہ لے سکیں اور اس کی نقل کردہ احادیث کی سند مجہول ہے

۷۹۴- اسحاق بن مرۃ

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
ابو الخلیفہ ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔

۷۹۵- اسحاق بن ناصح

انہوں نے قیس بن ربیع سے روایات نقل کی ہیں۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سب سے جھوٹا شخص تھا اور (عثمان) الحقی کے حوالے سے ابن سیرین سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موقف کے مطابق روایات نقل کرتا تھا۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشیء“ ہے۔
امام ابویاقح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ قیس کے حوالے سے جھوٹی روایات نقل کرتا تھا۔
۷۹۶- اسحاق بن نجیح ملطی

انہوں نے عطاء غراسانی، ابن جریج اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کی کثرت ابوصالح ہے۔ (اور یہ بھی کہا گیا ہے): ابویزید ہے۔
اس سے علی بن حجر، سوید بن سعید، احمد بن بشار، میر فی، محمد بن منصور طوسی، حسین بن ابی زید دبارغ، ابراہیم ابن راشد آدی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ سب سے بڑا جھوٹا ہے۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ جھوٹ کے حوالے سے معروف ہے اور احادیث ایجاد کرتا ہے۔
یعقوب نسوی کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔
امام نسائی رحمہ اللہ اور دارقطنی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔
فلاس کہتے ہیں: یہ صریح طور پر احادیث اپنی طرف سے بنا لیتا تھا۔
عقلمی نے اس کا تذکرہ کیا ہے وہ کہتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ردھا مذہبة السائل، لو یبطل دأمن الذباب

”سوال کرنے والے کی مذمت لو بٹا دو اگرچہ کبھی کے سر کے برابر ہو۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس حدیث کا راوی یہ والا ملطی نہیں ہے بلکہ یہ دوسرا شخص ہے اور اس روایت میں خرابی عثمان وقاصی نامی راوی کی طرف سے ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان نکل نسی خلیلا من امتہ . ان خلیلی عثمان
 ”ہر نبی کا اس کی امت میں سے ایک خلیل ہوتا ہے اور میرا خلیل عثمان ہے۔“

یہ روایت جھوٹی ہے اور اس کی دلیل نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

لو کنت متخذنا خلیلا من هذه الامۃ لا اتخذت ابا بکر خلیلا
 ”اگر میں نے اس امت میں سے کسی کو خلیل بنانا ہوتا تو میں ابو بکر کو خلیل بنا لیتا۔“

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جیسا کہ ان کے صاحبزادے عبد اللہ بن احمد نے ان کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے وہ فرماتے ہیں: اسحاق بن شیخ سب سے جھوٹا شخص ہے یہ البقی اور ابن سیرین کے حوالے سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے موقف کے مطابق (جھوٹی روایات) نقل کرتا ہے۔

احمد بن محمد بن قاسم کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: اسحاق بن شیخ ملطی کذاب ہے۔ یہ اللہ کا دشمن ہے اور انتہائی برا آدمی ہے۔ عبد اللہ بن علی بن مدنی کہتے ہیں: میں نے اپنے والد سے اسحاق ملطی کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اپنے ہاتھ کے ذریعے اس طرح اشارہ کیا یعنی یہ کوئی چیز نہیں ہے۔

ملطی کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ما زنی عینا فاحسن الا ابتلی فی اہلہ

”جو بھی بندہ زنا کا ارتکاب کرتا ہے اور ہمیشہ اس کا ارتکاب کرتا رہتا ہے تو وہ اپنے اہل خانہ کے بارے میں یعنی بیوی کے بارے میں آزمائش کا شکار ہوتا ہے۔“

اس سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر منقول ہے۔

لہی عن اللعۃ کلہ حتی الصبیان بالکعب

(نبی اکرم ﷺ نے) ہر طرح کے کھیل سے منع کیا ہے یہاں تک کہ بچوں کے کعب (اس کا مطلب روز کا مقابلہ ہو سکتا ہے) کے ساتھ کھیلنے سے بھی منع کیا ہے۔

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے۔

لا یحل لامرأة تؤمن باللہ ان تفرج علی السرج .

”اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھنے والی کسی بھی عورت کے لیے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ زین پر کشادہ ہو کر بیٹھے۔“

من منع الماعون لزمنہ طرف من البخل .

”جو شخص ماعون (روزمرہ کی استعمال کی چیزیں) دینے سے روکتا ہے تو اس کے ساتھ کجی کا کنارہ مل جاتا ہے۔“

من حفظ علی امتی اربعین حدیثا
”جو شخص میری امت پر چالیس احادیث حفظ کرے گا۔“

وعفوا تعف نسأؤکم

”تم پاکدامنی اختیار کرو تمہاری خواتین کو بھی پاکدامنی دی جائے گا۔“

اس کی نقل کروہ جہول روایات میں سے ایک روایت یہ ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا یزال العبد یشی مطلقا ما خص بطنه

”جب تک بندہ مطلق طور پر چلتا رہتا ہے اس وقت تک اس کا پیٹ بھوکا (یا پتلا) نہیں ہوتا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لو یعلم الناس ما فی الصف الاولی المقدم والاذان وخدمة القوم فی السفر لافترعوا

”اگر لوگوں کو یہ بات پتہ چل جائے کہ پہلی صف اذان اور سفر کے دوران لوگوں کی خدمت کرنے میں کیا اجر و ثواب ہے تو وہ قرعہ اندازی کریں۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لعن الناظر والمنظور

”دیکھنے والے اور جس کی طرف دیکھا گیا ہے اس پر لعنت کی گئی ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تقولوا مسیجدا ولا مصیحف، نہی عن تصغیر الاسماء، ان یسمی حمدون او علوان او نعوش

”لفظ ”مسیحہ“ یا لفظ ”مصحف“ استعمال نہ کرو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسماء کو اسم تصغیر کے طور پر استعمال کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے منع کیا ہے کہ حمدون، علوان، ناموس نام رکھا جائے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قال فی دیننا برأیہ فاقتلوه

”جو شخص ہمارے دین کے بارے میں اپنی رائے سے کوئی بات بیان کرے اسے قتل کر دو۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان تمام روایات کو اس نے خود ایجاد کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ایک وصیت نقل کی ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت

علی رضی اللہ عنہ کو کی تھی اور یہ پوری وصیت محبت کے عمل کے بارے میں ہے۔ تو آپ اس دجال کا جائزہ لیں کہ اس نے کس جرأت (بدتمیزی) کا مظاہرہ کیا ہے۔

۷۹۷۔ اسحاق بن نجیح (د)

یہ بچہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ مالک بن حمزہ کے جد اعلیٰ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

اكتبوهم بالنبل، استبقوا نبلکم ۲

ان پر تیروں کے ذریعے چھا جاؤ اور تیر اندازی کرتے ہوئے آگے بڑھو۔
اس سے محمد بن یحییٰ بن طہا نے روایات نقل کی ہیں۔ شاید یہ ملطی ہے۔

۷۹۸۔ اسحاق بن واصل

انہوں نے امام محمد الباقر علیہ السلام سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ہلاکت کا شکار ہونے والوں میں سے ہے۔

اس کی نقل کردہ جھوٹی روایات میں سے ایک روایت یہ ہے جو اس راوی نے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من السرة الى الركبة عورة،

”ناف سے لے کر گھٹنے تک ستر ہے۔“

(اور ایک یہ روایت ہے:)

وشرار امتی الذین غنوا فی النعم، یا کلون الوانا، یلبسون الوانا، یرکبون الوانا، یتشدقون فی الکلام
”میری امت کے بدترین لوگ وہ ہیں جنہیں نعمتوں میں سے غذا دی جاتی ہے وہ رنگی برنگی چیزیں کھاتے ہیں رنگ برنگے
لباس پہنتے ہیں رنگ برنگے جانوروں پر سوار ہوتے ہیں اور کلام کرتے ہوئے الفاظ چبا کر کہتے ہیں۔“

(اور ایک یہ روایت ہے:)

ومن ابتداء باکل القشاء فلیاکل من رأسها،

”جو شخص گلڑی کو کھانا شروع کرے وہ اس کو اس کے سر کی طرف سے کھائے۔“

(اور ایک یہ روایت ہے:)

رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذ ثناء بشماله ورطباً بيمينه، یا کل من ذامرة ومن ذامرة
”میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں ہاتھ میں گلڑی پکڑی ہوئی تھی اور دائیں ہاتھ میں تر کھجور تھی آپ
صلی اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ اس میں سے کھا رہے تھے اور ایک مرتبہ اس میں سے کھا رہے تھے۔“

(اور ایک یہ روایت ہے:)

اطیب اللحم لحم الظهر

”سب سے پاکیزہ گوشت پشت کا گوشت ہوتا ہے۔“

لیکن یہ تمام روایات اصم بن حوشب نے نقل کی ہیں۔ اور یہ راوی اس کے حوالے سے روایات نقل کرنے میں ”ثقة“ نہیں ہے اور بلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔

۷۹۹- اسحاق بن وزیر

انہوں نے اسماعیل بن عبد الرحمن سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ نہیں پتہ چل سکا کہ یہ کون ہے۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مجهول“ ہے۔

۸۰۰- اسحاق بن وہب طبرمسی

انہوں نے ابن وہب سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ اور ”مترک“ ہے۔
یہ جھوٹی روایات بیان کرتا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صریح طور پر احادیث اپنی طرف سے بنالیا تھا۔
”طبرمس“ مصر کی ایک بستی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا نہیں خیال کہ اس نے ابن وہب کو دیکھا ہوگا۔

میں نے علی بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں اس شخص کی بستی میں 260ھ میں گیا تو میرا یہ اندازہ تھا کہ اس کی عمر 60 سال ہو چکی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لرد دائق: من حرام يعدل عند الله سبعين الف حجة

”حرام کا ایک واقعہ آند آجس کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ستر ہزار حج کرنے کے برابر ہے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ جھوٹی ہو سکتی ہے لیکن ابواسامہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کے طور پر یہ روایت نقل کی ہے۔

لرد دائق: من حرام افضل من انفاق مائة الف في سبيل الله

”حرام کا ایک واقعہ آند آجس کرنا اللہ کی راہ میں ایک لاکھ خرچ کرنے سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عمران بن موسیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

شرار الناس من نزل وحده، جلد عبده، منع دفعه

”سب سے برا شخص وہ ہے جو ایک لڑاؤ کو کرتا ہے اپنے غلام کو کوڑے لگاتا ہے اور عطیہ سے منع کرتا ہے۔“

جہاں تک اسحاق بن وہب علاف کا تعلق ہے تو وہ واسطہ کار بننے والا ہے اور ثقہ ہے۔ اس نے یزید بن ہارون کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔ تاہم اسحاق ابن وہب کوئی نے معصی سے روایات نقل کی ہیں۔ اسے مجروح قرار نہیں دیا گیا۔ ابن جوزی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۸۰۱- اسحاق بن لیس ہروی

یہ احادیث ایجاد کرتا ہے۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ابو بشر معصی سے زیادہ برا ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور یہ بڑے جھوٹوں میں سے ایک ہے۔
درست یہ ہے کہ یہ ابو اسحاق احمد بن محمد ہے جیسا کہ یہ بات گزر چکی ہے۔

۸۰۲- اسحاق بن یحییٰ بن علقمہ کلبی حمصی

یہ ”غوصی“ کے نام سے معروف ہے۔
انہوں نے ابن شہاب زہری سے اور ان سے صرف یحییٰ بن علقمہ نے روایات نقل کی ہیں۔
محمد بن یحییٰ ذہلی کہتے ہیں: یہ ”مجبول“ ہے۔
محمد بن عوف کہتے ہیں: یہ بات بیان کی گئی ہے اس نے اپنے والد کو نقل کر دیا تھا۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے ایک روایت ”ادب المفرد“ میں نقل کی ہے۔

۸۰۳- اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبید اللہ (ت، ق)۔

ان سے عبد اللہ بن مبارک و دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔
اس نے مسیب بن رافع سے روایات نقل کی ہیں۔
قطان کہتے ہیں: یہ بے حیثیت ہونے کے ساتھ مشابہت رکھتے ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ داوی ”متروک الحدیث“ ہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علماء نے ان کے حافظے کے بارے میں کلام کیا ہے
امام ابن حبان رحمہ اللہ اپنی تاریخ ”الثقات“ میں تحریر کرتے ہیں: ان کا انتقال مہدی کی حکومت میں ہوا۔ یہ خطا کرتے تھے اور ”وہم“ کا شکار ہو جاتے تھے ہم نے انہیں ”ضعیف“ لوگوں میں شامل کیا ہے کیوں کہ ان میں ”وہم“ پایا جاتا ہے پھر جب ان کی نقل کردہ روایات پھیل گئیں تو اجتہاد نے اس چیز کی طرف رہنمائی کی کہ ان کی نقل کردہ جن روایات کی تابعت نہیں کی گئی۔ انہیں ترک کیا جائے اور ان کی نقل کردہ جو روایات ثقہ راویوں کے مطابق ہیں۔ ان سے استدلال کیا جاسکتا ہے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ہم نے استخارہ کیا

تھا اس کے بعد یہ صورت حال سامنے آئی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ذكر الامراء عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فتكلم علي، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: انها ليست لك ولا لاحد من ولدك

”ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ کے سامنے اولیاء کا تذکرہ کیا گیا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس بارے میں کوئی عرض کی تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ تمہارے لیے یا تمہاری اولاد میں سے کسی کے لیے نہیں ہے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عثمان مای یہ راوی ”واعی الحدیث“ تھے۔

۸۰۴- اسحاق بن یحییٰ (ق)

انہوں نے اپنے چچا حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ زیادہ تر روایات محفوظ نہیں ہیں۔

یہ اسحاق بن یحییٰ ہیں جو حضرت عبادہ بن صامت کے بھتیجے ہیں ابن جوزی نے ان کا نام بھی نقل کیا ہے تاہم سنن ابن ماجہ میں یہ بات منقول ہے اسحاق بن یحییٰ بن ولید بن عبادہ بن صامت مدنی انہوں نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں، لیکن انہوں نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کا زمانہ نہیں پایا۔

۸۰۵- اسحاق بن ابی یحییٰ کعمی

یہ ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے اور مستند راویوں سے منکر روایات نقل کرتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

يَسِّرُ اللَّهُ أَوْلِيَاءَهُ حَتَّى يَطْهَرَ الْأَرْضَ مِنَ الْمُنَافِقِينَ

”اللہ تعالیٰ نے اپنے اولیاء کو متاثر کر دیا ہے تاکہ وہ زمین کو منافقین سے پاک کر دے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

مَنْ قَالَ أَنْتَ طَالِقٌ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، أَوْ غُلَامُهُ حَرٌّ إِنْ شَاءَ اللَّهُ، أَوْ عَلَيْهِ الْمَشْيُ الْيَوْمَ الْبَيْتُ إِنْ شَاءَ اللَّهُ - فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ

”جو شخص یہ کہتا ہے: تمہیں طلاق ہے اگر اللہ نے چاہا یا اس کا غلام آزاد ہے اگر اللہ نے چاہا یا اس پر بیت اللہ تک پیدل چل کر جانا لازم ہوگا اگر اللہ نے چاہا تو ایسے شخص پر کوئی چیز لازم نہیں ہوتی۔“

یہ روایت اس کے حوالے سے علی بن معبد نے بھی نقل کی ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے روایت نقل کرنے کے بعد یہ کہا ہے: اس کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔ البتہ

مانوی اعتبار سے روایت کیا جاسکتا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”ضعیف“ ہے اس کی نقل کردہ غیر مانوس روایت میں سے ایک وہ روایت ہے جو ابن جریرؒ کے حوالے سے منقول ہے۔ (جس کے یہ الفاظ ہیں)

ان كان اذانت سهلا سمعا والا فلا تؤذن

”اگر تو تمہاری اذان آسان اور نرم ہے تو ٹھیک ہے ورنہ تم اذان نہ دو۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے تقریباً اسی کے قریب مگر روایات نقل کی ہیں

۸۰۶- اسحاق ابویعقوب مدنی

یہ بقیہ کے استاد ہیں۔

امام ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: ان سے ایک حدیث منقول ہے اور وہ منکر ہے۔

۸۰۷- اسحاق بن ابی یزید

انہوں نے ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟

ان کی نقل کردہ روایت جھوٹی ہے جب کہ شیخ ابوسعید نقاش نے ان پر تنقید کی ہے۔

۸۰۸- اسحاق بن یسار

یہ ابن اسحاق کے والد ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۸۰۹- اسحاق ابوالفصن

انہوں نے قاضی شریح سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن سعید نے ان کی روایات کو متروک قرار دیا ہے۔

۸۱۰- اسحاق الغزال

انہوں نے ضحاک بن علی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اسی طرح اس کا استاد اسحاق جس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں وہ بھی اسی طرح (مجهول ہے)

من اسمہ أسد

﴿جن راویوں کا نام اسد ہے﴾

۸۱۱- اسد بن ابراہیم بن کلیب سلمیٰ حرانی قاضی

ان سے حسین بن علی صہری نے منکر اور موضوع روایات نقل کی ہیں۔
یہ بات خطیب بغدادی اور دیگر حضرات نے بیان کی ہے۔

۸۱۲- اسد بن خالد،

یہ خراسانی کا استاد ہے۔
یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔
جو روایت اس نے نقل کی ہے وہ جھوٹی ہے۔

۸۱۳- اسد بن عبد اللہ قسری

انہوں نے یحییٰ بن عقیف کی اولاد سے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔
یہ خراسان کے حکمران تھے۔

۸۱۴- اسد بن عطاء

انہوں نے عکرمہ سے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔
عقلی فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔ تاہم یہ مندل بن علی سے کم تر حیثیت کے مالک ہیں ہو سکتا ہے کہ
اس نے ان کے حوالے سے ہی روایات نقل کی ہوں۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت
”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا یقفن احد موقفا یضرب فیہ رجلا سوطا ظلماء فان اللعنة تنزل علی من حضره حیث لم یدفعوا
عنه الحدیث

”کوئی بھی شخص کسی ایسی جگہ پر کھڑا نہ ہو جس میں کسی نے کسی دوسرے شخص کو ظلم کے طور پر کوڑا مارا ہو کیوں کہ لعنت ہر اس شخص پر نازل ہوگی جو اس وقت وہاں موجود ہوگا۔ اس صورت میں جب وہ لوگ اس (ظلم کرنے والے کو) روکتے نہیں ہیں۔“

۸۱۵- اسد بن عمرو، ابوالمنذر ربیع

یہ واسطہ کے قاضی تھے۔

انہوں نے ربیعہ الرائے مطرف سے روایات نقل کی ہیں۔

یزید بن ہارون کہتے ہیں: ان کے حوالے سے احادیث نقل کرنا جائز نہیں ہیں۔

یحییٰ بن یحییٰ کہتے ہیں: یہ جھوٹا ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مسلک کے مطابق احادیث ایجاد کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

دوسرے قول کے مطابق: یہ ”صالح الحدیث“ ہے۔

یہ اصحاب رائے میں سے تھا اس سے پہلے ہم نے یحییٰ بن یحییٰ کا جو قول نقل کیا ہے اسے احمد بن سعید بن ابومریم نے نقل کیا

ہے۔

جب کہ محمد بن عثمان عینی نے یحییٰ کا یہ قول نقل کیا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عباس دوری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: یہ یوحنا بن دراج سے زیادہ ”فقہ“ ہیں اور اس میں کوئی حرج نہیں

ہے۔

انہوں نے ربیعہ رائے اور دیگر حضرات سے احادیث کا سماع کیا تھا جب ان کی بیعتی کمزور ہو گئی تو انہوں نے قاضی کے عہدے کو

چھوڑ دیا اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے۔

ابن عمار موصلی کہتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: انہوں نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی شاگردی اختیار کی ان سے علم ”فقہ“ سیکھا۔ ان کا

تعلق کوفہ سے تھا پھر یہ بغداد شریف لے آئے اور قاضی عوفی کے بعد یہ مشرقی حصے کے قاضی بنے تھے۔

فلاس نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات کا اعتبار کیا جائے گا۔

ابن سعد نے کہا ہے: اسد کا انتقال 190 ھ میں ہوا۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے ان کے حوالے سے کوئی منکر روایات نہیں دیکھی۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ان کا انتقال 190 ہجری میں ہوا۔ یہ ابن حبان رحمہ اللہ کا قول ہے۔

۸۱۶- اسد بن موسیٰ (دس) بن ابراہیم بن خلیفہ الولید بن عبد الملک ابن مروان اموی

یہ حافظ الحدیث ہیں اور ان کا لقب ”اسد السنہ“ ہے۔

اس کی پیدائش اس وقت ہوئی جب اس کے خاندان کی حکومت ختم ہو رہی تھی۔

انہوں نے ابن ابی ذئب، شعب، مسعودی اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے تصنیف اور احادیث جمع کرنے کا کام کیا۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”ثقة“ ہے اگر یہ تصنیف نہ کرتا تو اس کے لیے زیادہ بہتر تھا۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ مشہور الحدیث ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس سے استنباط کیا ہے۔ امام نسائی اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے بھی اس سے روایات نقل کی ہیں۔ البتہ ابن حزم

نے اس کا تذکرہ کتاب ”الصید“ میں کیا ہے اور یہ بات بیان کی ہے۔ یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 218 ہجری میں ہوا۔

ابن حزم یہ بھی کہتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے لیکن اس کو ”ضعیف“ قرار دینا مسترد کیا جائے گا۔

شیخ ابوسعید بن یونس نے ”الفرعاء“ میں یہ بات تحریر کی ہے۔ اس نے منکر روایات نقل کی ہیں تاہم امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرا یہ

خیال ہے کہ ان روایات میں خرابی اس کے علاوہ کسی دوسرے کی وجہ سے ہوگی۔

۸۱۷- اسد بن وائض

یہ شام کا رہنے والا ہے اور کم سن تابعین میں سے ہے یہ ”ناصحی“ تھا جو (حضرت علی رضی اللہ عنہ کو) برا بھلا کہتا تھا۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی از ہر حر از ی اور راویوں کی ایک جماعت حضرت علی رضی اللہ عنہ پر تنقید کرتی تھی۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”ثقة“ ہے۔

من اسمہ اسرائیل

﴿جن راویوں کا نام اسرائیل تھا﴾

۸۱۸- اسرائیل بن حاتم مروزی، ابو عبد اللہ

اس نے مقاتل بن حیان سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان مؤلف غریبہ سے ہیں۔ اس نے مقاتل نامی راوی کے حوالے سے موضوع غیر مانوس اور تباہ کن روایات نقل کی ہیں۔ ان میں سے ایک روایت وہ ہے جسے اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔ (وہ بیان کرتے ہیں)

لما نزلت (فصل لربك وانحر) قال: يا جبريل، ما هذه التحيرة؟ قال: يا مارك، ربك اذا تحرمت

للعصاة ان ترفع يدك اذا كبرت، اذا ركعت، واذا رفعت من الركوع الحديث

جب یہ آیت نازل ہوئی: ”تو تم اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھو اور قربانی دو“۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے جبرائیل! قربانی سے مراد کیا ہے؟ جبرائیل نے عرض کی: آپ کے پروردگار نے آپ کو یہ حکم دیا ہے جب آپ نماز کے لیے تکبیر تحریمہ کہیں تو رفع یدین کریں جب رکوع میں جائیں تو بھی رفع یدین کریں جب رکوع سے اٹھیں تو بھی رفع یدین کریں۔ (اس کے بعد پوری حدیث ہے)

۸۱۹- اسرائیل بن روح ساحلی

انہوں نے ابو ہریرہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ نہیں پتہ چلتا کہ یہ کون ہے۔

ان سے اسماعیل بن الحسن نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۲۰- (صحیح) اسرائیل بن موسیٰ (خ، د، ت، ہ) بصری۔

انہوں نے ”السند“ میں پڑھا اختیار کیا۔

انہوں نے حسن اور ایک جمعہ سے اور ان سے حسین بھی، یحییٰ تھانی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابو حاتم ابن معین اور شاذلی نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۵ ہم انہوں نے کہا ہے: اس میں ”نہین“ (کمزوری) پائی جاتی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

رَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخُصُّ لِعَابِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ كَمَا يَخُصُّ الرَّجُلُ التَّمْرَةَ
”میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا کہ آپ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہما کا عاب یوں چوس رہے تھے جیسے کوئی
فicus کھجور کو چوستا ہے۔“

یہ حدیث بہت زیادہ ”غریب“ ہے۔

۸۲۱- اسرائیل بن یونس (ع) بن ابواسحاق سمعی

یہ کوفہ کا رہنے والا ہے اور جمیل القدر اہل علم میں سے ہے۔

سمعی بن یونس کہتے ہیں: میرے بھائی اسرائیل نے مجھ سے کہا: میں ابواسحاق کی روایات یوں یاد کرتا تھا جس طرح میں قرآن کی
کسی سورت کو حفظ کرتا تھا۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”فقہ“ ہے۔ وہ اس کے حافظے پر حیرت کا اظہار کرتے تھے انہوں نے یہ بھی فرمایا ہے یہ
”ثبت“ ہے۔

یحییٰ بن قطان نے ابو یحییٰ نامی راوی کے حالات میں اس پر تنقید کی ہے اور وہ اسے پسند نہیں کرتے تھے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”صدوق“ ہے۔ یہ اور ابواسحاق کے شاگردوں میں سب سے زیادہ ”مستقن“ تھا۔

شیخ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: ”صالح احادیث“ ہے۔ اس کی نقل کردہ روایات میں کمزوری پائی جاتی ہے۔

محمد بن احمد بن علی بن مدینی کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اسرائیل یہ ”ضعیف“ ہے۔

ابن سعد نے کہا ہے: بعض حضرات نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ابن حزم کہتے ہیں: ”ضعیف“ ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اسرائیل نامی راوی پر اصولی روایات میں

اعتماد کیا ہے اور یہ ستون کی طرح مستند ہے اس لیے ان لوگوں کے قول کی طرف توجہ نہیں کی جائے گی جنہوں نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا
ہے۔

ابن شعبہ اس سے زیادہ مستند ہیں تاہم ابواسحاق کے حوالے سے منقول روایات میں یہ مستند ہے۔ اس کا انتقال 162 ھ میں ہوا۔

عبد الرحمن بن مہدی اس کے حوالے سے احادیث روایت کرتے تھے جہاں تک یحییٰ بن سعید قطان کا تعلق ہے تو وہ اس کے حوالے سے
احادیث روایت نہیں کرتے تھے اور شریک کے حوالے سے بھی روایت نقل نہیں کرتے تھے۔

انہوں نے ان راویوں کے حوالے سے احادیث نقل کر لی ہیں جو ان دونوں سے کم تر مرتبے کے مالک ہیں یہاں تک کہ انہوں نے
مجاہد نامی راوی سے روایات نقل کر لی ہیں۔ عباس دوری نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اگر میں نے صرف انہی لوگوں سے
روایات نقل کرنا ہوتیں جن سے میں راضی ہوں تو میں صرف پانچ آدمیوں سے روایات نقل کرتا۔

پھر یحییٰ بن معینؒ نے بتایا وہ پانچ آدمی یہ ہیں: زکریاؒ، زہیر اور اسرائیلؒ کی وہ روایات جو ابواسحاق کے حوالے سے منقول ہیں یہ تقریباً ایک ہی مرتبے کی ہیں اور ابواسحاق کے شاگردوں میں سے سفیان اور شعبہ۔

امام احمد بن حنبلؒ نے اپنی مسند میں اس راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرؓ رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

عن عمر انه قال: لا واثي فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مه انه من حلف بشيء دون الله فقد اشرك

”ایک مرتبہ حضرت عمرؓ رضی اللہ عنہ نے یہ کہا مجھے میرے باپ کی قسم ہے تو نبی اکرمؐ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم اٹھائی تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔“
یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

عباس دوری کہتے ہیں: جحین بن شفیٰ کہتے ہیں: اسرائیلؒ بعد اوائے نوک ان کے گرد اکٹھے ہو گئے۔ انہیں ایک اونچے اور نمایاں مقام پر بٹھایا گیا پھر ایک شخص کھڑا ہوا جس کے پاس ایک رجسٹر موجود تھا۔ اس نے ان سے سوالات کرنے شروع کئے وہ اس رجسٹر میں کچھ دیکھ نہیں رہا تھا۔ پھر جب اسرائیلؒ کھڑے ہوئے تو وہ شخص بیٹھ گیا اور اسرائیلؒ نے لوگوں کو وہ روایات اخذ کروادیں۔

(امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ان لوگوں کا اس طریقے سے احادیث کا سامع کرنا اس میں ”ضعف“ پایا جاتا ہے یہ اسرائیلؒ نامی راوی میں ”ضعف“ پر دلالت نہیں کرتا۔ حجاج اعور کہتے ہیں: ہم نے شعبہ سے کہا: آپ ہمیں ابواسحاق کے حوالے سے روایات سنائیں تو وہ بولے تم ان کے بارے میں اسرائیلؒ سے دریافت کرو کیوں کہ ان روایات کے بارے میں وہ مجھ سے زیادہ مستند ہیں۔

جہاں تک ابن مہدی کا تعلق ہے تو وہ یہ فرماتے ہیں: ابواسحاق کی روایات میں اسرائیلؒ نامی راوی شعبہ اور ثوری سے زیادہ مستند ہے۔ ابن عدی نے ان کا طویل ترجمہ تحریر کیا ہے اور ان کے حوالے سے متعین منفرد روایات نقل کرنے کے بعد یہ کہا ہے: یہ ان راویوں میں سے ایک ہیں جن سے استدلال کیا جاسکتا ہے۔ میسوی نے امام احمد بن حنبلؒ کا یہ قول نقل کیا ہے: اسرائیلؒ ”صالح الحدیث“ ہے۔ علی بن مدینیؒ یحییٰ بن عید کا یہ قول نقل کرتے ہیں اسرائیلؒ ابو بکر بن عیاشؒ نامی راوی پر فوقیت رکھتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ صدیقہؓ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔

نحو عن رسول الله صلى الله عليه وسلم يوم حججنا بقره

”سیدہ عائشہؓ بیان کرتی ہیں نبی اکرمؐ نے ہمارے حج کے موقع پر ہماری طرف سے ایک ایک گائے ذبح کی تھی۔“

یہ حدیث ”غریب“ ہے۔

اسرائیلؒ نامی یہ راوی اپنے حافظے اور عم کے ساتھ ساتھ انتہائی نیک اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والے اور جلیل القدر مرتبے کے مالک شخص تھے۔

اسعد واسفع واسلم

﴿جن راویوں کا نام اسعد، اسفع اور اسلم ہے﴾

۸۲۲- اسعد بن ابیروح، ابو فضل

یہ راغی ہے اور طراہس کا قاضی تھا۔ رفض کے بارے میں اس کی تصانیف ہیں۔ ابن عمار کے لیے اس نے قاضی کا عہدہ قبول کیا تھا ویسے یہ عبادت گزار اور راہب شخص تھا اور 520ھ سے پہلے ہلاک ہو گیا تھا۔

۸۲۳- اسفع بن اسلم (س)

انہوں نے سرہ بن جبہ سے روایات نقل کی ہیں۔

میرے علم کے مطابق سوید بن جریہ باہلی کے علاوہ اور کسی نے بھی اس سے روایت نقل نہیں کی۔

اس کے باوجود یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ ہر وہ راوی جو معروف نہ ہو وہ ”جست“ نہیں ہوگا لیکن یہ اصل ہے۔

۸۲۴- اسلم بن اہل واسطی

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ”ولین“ قرار دیا ہے اور اس نے ”تاریخ واسطی“ تحریر کی ہے۔ اس کا لقب ”عکشل“ تھا۔

اس نے وہب بن بقیہ اور ان جیسے دیگر افراد سے ملاقات کی ہے

اسماعیل

﴿جن راویوں کا نام اسماعیل ہے﴾

۸۲۵- اسماعیل بن ابان غنوی (کوفی) الخياط

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں جھوٹا قرار دیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے اس کے حوالے سے ہشام بن عروہ سے روایات نوٹ کی تھیں پھر اس نے موضوع روایات نقل کیں جو فطر اور دیگر راویوں کے حوالے سے منقول تھیں۔ تو ہم نے اسے ترک کر دیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے اس کی احادیث کو ترک کر دیا تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں:

اسماعیل بن ابان غنوی کی نقل کردہ مکرر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے

”مرفوع“ حدیث کے طور پر مقول ہے۔

قال: لا تسبوا الدنيا، فنعمة مصطفی المؤمن، علیها یبلغ الخیر، بها ینجو من الشر (نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں)۔ ”دنیا کو برا نہ کہو کیوں کہ یہ بندہ مومن کی بہترین سواری ہے جس پر سوار ہو کر وہ بھلائی (یعنی جنت) تک پہنچ جاتا ہے اور اسی کے ذریعے وہ شر (یعنی جہنم سے) نجات پالیتا ہے“۔
امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ثقہ راویوں کے حوالے سے احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔
اسی نے یہ روایت ایچ دی کی ہے۔

السابع من ولد العباس یلیس خضرة
”عباس کی اولاد میں سے ساتواں شخص سبز لباس پہنے گا“۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس نے سفیان کے حوالے سے احادیث ایجاد کی ہیں۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اھوی بیمنہ الی شیء وهو فی الطواف، کأنه یصافح قفلنا: یا رسول اللہ، ما هذا؟ قال: ذاک عیسیٰ بن مریم علیہ السلام انتظرته حتی قضی طوافہ، سلمت علیہ
”میں نے نبی اکرم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے اپنا دست مبارک کسی چیز کی طرف بڑھایا جیسے آپ ﷺ کسی سے مصافحہ کر رہے ہیں حالانکہ آپ ﷺ اس وقت طواف کر رہے تھے ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ایسا کس وجہ سے کیا ہے؟ تو نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: یہ عیسیٰ بن مریم تھے میں ان کا انتظار کر رہا تھا تا کہ یہ اپنا طواف مکمل کر لیں تو میں نے انہیں سلام کیا تھا“۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

یقفل حسین بن علی علی رأس ستین من مهاجری
”میری ہجرت کے ساٹھ سال پورے ہونے پر حسین بن علی کو قتل کر دیا جائے گا“۔
اس روایت کی سند میں سعد نامی راوی بھی ”واہی الحدیث“ تھے۔

(امام زہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتے ہوں: ان کا انتقال 210 ہجری میں ہوا۔
امام مسلم رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔
امام نسائی رحمہ اللہ کا دوسرا قول ہے: یہ ”ثقة“ نہیں ہے۔

۸۲۶-۱ اسماعیل بن ابان ازدی (خ، ت) کو فی الوراق،

یہ امام بخاری رحمہ اللہ کے استاد تھے۔

انہوں نے مسعر، عبدالرحمن بن غنبل سے اور ان سے یحییٰ اور احمد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: اس میں ”تشیع“ تھا۔

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ نے دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ میرے نزدیک ”قوی“ نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 216 ہجری میں ہوا۔)

۸۲۷- اسماعیل بن عباد (د، ت) ابو القاسم الصاحب

یہ روایات کا ماہر شیعہ اور معتزلی تھا اس سے بہت کم روایات منقول ہیں البتہ اس کی شاعری میں کوئی حرج نہیں ہے اس کے اشعار بہت عمدہ ہیں اور اس کی تشبیہت ضرب الخصال کی حیثیت رکھتی ہیں۔

۸۲۸- اسماعیل بن ابراہیم (ت، ق) بن مہاجر بکلی کوفی

انہوں نے اپنے والد اور عبدالملک بن عیسر سے اور ان سے ابونعیم اور ایک رُویہ نے روایات نقل کی ہیں۔

کئی محدثین نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کا والد اس سے زیادہ قوی ہے۔

اسماعیل بن ابراہیم کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو حضرت سعید بن حریت رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر منقول ہے۔

من باع داراً او عقاراً فبیعہم انہ مالاً فمن الایبارک لہ فیہ الا ان یجعلہ فی مشہ

”جو شخص کوئی گھر یا زمین فروخت کرے اور وہ یہ باتنا ہو کہ وہ مال (گھر یا زمین) رکھنے کے لائق ہے تو اس کے لیے اس میں

برکت نہیں رکھی جائے گی۔ البتہ اگر وہ اسے س کی مانند میں خرچ کرے۔“

اسماعیل بن ابراہیم کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“

حدیث کے طور پر منقول ہے۔

حکۃ من خلات باع ربا عھا

”کہ ”منافق“ ہے یہاں کی زمین کو فروخت نہیں کیا جاسکتا ہے۔“

۸۲۹- اسماعیل بن ابراہیم بن مُع

علی بن حنفیہ کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشیء“ ہے۔ اور انتہائی ”ضعیف“ ہے۔

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: شاید یہ ابراہیم بن اسماعیل ہو۔)

۸۳۰- اسماعیل بن ابراہیم (ت، ق)، ابو یحییٰ تمیمی کوئی

انہوں نے طارق اور مطرف سے روایات نقل کی ہیں۔

محمد بن مہزاد بن نمیر کہتے ہیں: یہ ”انتہائی ضعیف“ ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے، اسی طرح کئی محدثین نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

مجھے نہیں معلوم کہ ابن عدی کے علاوہ کسی اور نے اسے صالح قرار دیا ہو۔ ابن عدی کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں ایسی کوئی

روایت نہیں ہے، جس کے متن کو منکر قرار دیا جائے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

شیخ ابوبکر ربیع نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ان الله ملكا اعطاه سبع العباد كلهما، انه ليس من

احد يصلي على صلاة الا بلغنيها، اني سألت ربي الا يصلي على احد الا صلى الله عليه عشرة امثاله

”میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی آواز

یں سننے کی صلاحیت دی ہے۔ جو بھی شخص مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ فرشتہ درود مجھ تک پہنچا دیتا ہے۔ میں نے اپنے پروردگار سے

یہ درخواست کی ہے کہ مجھ پر جو بھی شخص درود بھیجے تو اللہ تعالیٰ اس پر اس کی مانند دس مرتبہ رحمت نازل کرے۔“

اس سند اور اس متن کے ساتھ اس روایت کو نقل کرنے میں اسماعیل نامی راوی منفرد ہے۔

۸۳۱- اسماعیل بن ابراہیم (ق) (النصاری

انہوں نے عطاء سے اور ان سے حماد بن عبد الرحمن کلبی نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۸۳۲- اسماعیل بن ابراہیم مطرقي

ضیاء مقدسی کی تحریر میں یہ لفظ اسی طرح ”قاف“ کے ساتھ (یعنی لفظ مطرقي) ہے۔

انہوں نے ابو ذر سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ یحییٰ بن عقبہ کا بھتیجا ہے۔ جس کا ذکر آگے آئے گا۔

۸۳۳- اسماعیل بن ابراہیم

انہوں نے یحییٰ بن عمر سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ”مجبول“ ہے اور اس نے جو روایت نقل کی ہے وہ حقیقت نہیں ہے۔
یہ ابو حاتم کا قول ہے۔

۸۳۴- اسماعیل بن ابراہیم، حجازی

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ نہیں پتہ چل سکا کہ یہ کون ہے۔ (اور ایک قول کے مطابق) اس کا نام ابراہیم بن اسماعیل ہے اور اس سے نماز کے بارے میں روایت منقول ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت کی سند مستند نہیں ہے۔
ابن حبان رحمہ اللہ کی تاریخ میں مذکور ہے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔
اذا صلی احدکم الفریضۃ و اراد ان یصلو غیر فلیتحول عن مکانہ
(نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں) ”جب کوئی شخص فرض نماز ادا کرے اور نفل نماز ادا کرنا چاہے تو اسے اپنی جگہ سے ذرا
بست جانا چاہئے۔“

لیٹ کتے ہیں: میں نے مجاہد کے سامنے اس کا تذکرہ کیا تو بولے جہاں تک مغرب کی نماز کا تعلق ہے تو جب تم وہ نماز ادا کر لو تو
اپنے دائیں طرف یا بائیں طرف ذرا سا ہٹ جاؤ۔

۸۳۵- اسماعیل بن ابراہیم (ق) کرامی

انہوں نے ابن عوف سے روایات نقل کی ہیں۔
انہوں نے علم کو چھپانے کے بارے میں ایک روایت ”مرفوعہ“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے حالانکہ درست یہ ہے کہ یہ روایت
موقوف ہے۔

۸۳۶- اسماعیل بن ابراہیم قرشی

انہوں نے ابن شہاب زہری سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ”جہت“ نہیں اسے ”وہم“ ہو چکا ہے۔ عقلی نے اس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جس کے الفاظ میں اس سے
اختلاف کیا گیا ہے۔

۸۳۷- اسماعیل بن ابراہیم بن شیبہ طائفی

انہوں نے ابن جریج سے منکر روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔
ابن منساکی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اسماعیل بن شیبہ طائفی ”منکر الحدیث“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتے ہوں: یہ ”مجهول“ ہے۔

۸۳۸- اسماعیل بن ابراہیم بن ہود واسطی ضریر

انہوں نے یزید بن ہارون ازدی، اسحاق الازرق سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ جہمی عقیدے کا مالک تھا اس لیے میں نے اس کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

۸۳۹- اسماعیل بن ابراہیم انصاری

انہوں نے اپنے والد اور ابوہریرہ سے اور ان سے ابن منکدر نے روایات نقل کی ہیں۔
اس کا شمار اہل مصر میں ہوتا ہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔

۸۴۰- اسماعیل بن ابراہیم بن میمون صانغ

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محمد شین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔
انہوں نے سلام بن مسلم کے حوالے سے سعید بن جبیر سے روایات نقل کی ہیں، لیکن انہوں نے خود سعید سے احادیث کا سماع نہیں کیا۔

کتاب ”الضعفاء“ میں اس کا ذکر اسی طرح ہے میں نے اس کے علاوہ کسی کو اس کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

۸۴۱- اسماعیل بن ابواسماعیل مؤدب

اس کے والد کا نام ابراہیم بن سلیمان بن رزین ہے۔
انہوں نے اپنے والد اور سلیمان بن ارقم سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے اور اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ضعیف اور ”منکر الحدیث“ ہے۔
ان سے حارث بن ابی اسامہ اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۴۲- اسماعیل بن ابراہیم (د، ع، س) بن عقبہ

انہوں نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ، نافع اور زہری سے اور ان سے ابن مہدی، سعید بن ابی مریم اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

شیخ ابوالفتح ازری رحمہ اللہ اور ساجی فرماتے ہیں: ”یہ ”ضعیف“ ہیں۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) امام ابو عبد اللہ اور امام ابو عبد الرحمن نے اسماعیل نامی اس راوی سے روایات نقل کی ہیں اور آپ کے لیے ان دونوں کا نقل کرنا ہی کافی ہے۔ اس کا انتقال سفیان ثوری کے انتقال کے قریب ہی ہوا تھا۔

۸۴۲- اسماعیل بن ابراہیم مکی (ع)

ذکر کیا ساجی نے یہ بات ذکر کی ہے کہ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اس کی نقل کردہ احادیث کی کوئی (استنادی) حیثیت نہیں

ہے۔

۸۴۳- (صح) اسماعیل بن ابراہیم بن مقسم (ع)

یہ امام اور محبت ہیں۔ (ان کی کنیت اور اسم منسوب) ابو بشر الاسدی ہے۔ (یہ بنو اسد سے نسبت والا، رکھتے ہیں) بصری یہ ابن علیہ (کے نام سے معروف ہیں)۔ یہ اصل میں کوفہ کے رہنے والے تھے۔

اس نے شیخ ابویاح سے ایک حدیث سنی ہے۔

انہوں نے عبدالعزیز بن مصیب، ابن عون، ایوب، سیمان التیمی، عبد اللہ بن ابی نجر، سمیل، ابن منکدر اور ایک مخلوق سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ جب کہ ان سے ابن جریج، شعبہ، یہ دونوں ان کے اساتذہ میں سے ہیں۔ حماد بن زید، ابن مہدی، ابن مدینی، احمد، اسحاق، ابن معین، بزار، ابو یوسف، ابن ثنی، ابن عرقہ اور بہت سے لوگوں نے احادیث روایت کی ہیں۔

اس کے علاوہ یہ حافظ الحمدیث اور فقیہ تھے اور جلیل القدر شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی پیدائش 110ھ میں ہوئی۔ یہ کہا کرتے تھے جو شخص مجھے ”ابن علیہ“ کہے اس نے میری ٹیبت کی۔

خلیفہ ہارون رشید کے زمانے میں یہ بغداد میں مظالم کے گمران بنے تھے اور وہاں حدیث بیان کرتے رہے یہاں تک کہ ان کا انتقال ہو گیا۔

مولیٰ بن ہشام کہتے ہیں: میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میری محمد بن منکدر سے ملاقات ہوئی میں نے ان سے چار احادیث سنیں میں نے یہ سوچا کہ یہ بڑے شیخ ہیں پھر جب میں بصرہ آیا تو وہاں ایوب یہ روایت بیان کر رہے تھے محمد بن منکدر نے ہمیں یہ روایت سنائی ہے کہ غندر نے یہ کہا ہے: میری نشوونما ہی علم حدیث سیکھنے میں ہوئی ہے لیکن کوئی بھی شخص ظلم حدیث میں ابن علیہ سے مقدم نہیں ہے۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین میں سے ہر ایک محدث روایت نقل کرتے ہوئے غلطی کر جاتا ہے سوائے ابن علیہ اور بشر بن مفضل کے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابن علیہ ”ثقة“ پر ہیز کار اور متقی ہیں۔ یونس بن کثیر کہتے ہیں: میں نے شعبہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ابن علیہ محدثین کے سردار ہیں۔ عبد الرحمن کے آزاد کردہ غلام اسماعیل بن کا اسم منسوب اسدی ہے اور ان کا تعلق اسد خزیمرہ (قبیلہ)

سے ہے۔ یہ کوفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ (اسماعیل نامی اس راوی) کے دادا مقسم خراسان اور زابلستان کے درمیان ایک جگہ قیقانیہ کے مقام پر قیدی ہوئے تھے۔ مقسم کے صاحبزادے ابراہیم کوفہ میں تجارت کرتے تھے وہ اپنی تجارت کا سامان لے کر بصرہ آیا کرتے تھے وہاں اپنا سامان فروخت کرتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ ان صاحب نے علیہ بنت حسان نامی خاتون کے ساتھ شادی کی جو بڑی سمجھ دار اور صاحب علم خاتون تھیں۔

صالح مری اور دیگر اہل بصرہ ان کے ہاں جایا کرتے تھے۔ یہ خاتون ان کے ساتھ بحث و مباحثہ کرتی تھیں۔ اس خاتون کے ہاں ۱۱۰ھ میں اسماعیل پیدا ہوئے۔ اسماعیل کا اسم منسوب اس خاتون کی طرف ہے پھر اس کے ہاں ربیع بن ابراہیم پیدا ہوئے۔ علی بن حجر نے کہا کہنا ہے: علیہ نامی خاتون اسماعیل کی والدہ نہیں بلکہ ان کی دادی ہیں۔ عیسیٰ کہتے ہیں: عبدالوارث نے مجھے یہ کہا ہے علیہ نامی خاتون اپنے صاحبزادے کے ساتھ میرے پاس آئی اور بولی: یہ میرا بیٹا ہے یہ آپ کے ساتھ رہے گا اور آپ سے اخلاق سیکھے گا۔

عبدالوارث کہتے ہیں: اسماعیل بصرہ کے سب سے خوبصورت نوجوان تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ کوئی شخص علم حدیث میں اسماعیل سے زیادہ مستند ہو سکتا ہے۔

زیاد بن ایوب کہتے ہیں: میں نے ابن علیہ کی کوئی تحریر کبھی نہیں دیکھی (یعنی وہ اپنے حافظے کی بنیاد پر روایات بیان کر دیتے تھے) یہ بات بھی کہی گئی ہے ابن علیہ حروف تک کی گفتی کیا کرتے تھے۔

قیمہ کہتے ہیں: علماء نے کہا کہنا ہے حافظ الحدیث چار لوگ ہیں:

اسماعیل بن علیہ عبدالوارث یزید بن زریع اور وہیب۔

قیمہ کہتے ہیں: جریری کے حوالے سے روایات نقل کرنے میں ان میں سب سے بہتر ابن علیہ ہیں۔

ابن مہدی کہتے ہیں: ابن علیہ اہم سے زیادہ مستند ہیں۔

ثیم بن خالد کہتے ہیں: بصرہ کے حافظین حدیث اکٹھے ہوئے تو اہل کوفہ نے ان سے کہا: اسماعیل کو ہمارے سامنے نہ لاؤ اس کے علاوہ تم جسے مرضی ہمارے سامنے لے آؤ۔

احمد بن سعید داری کہتے ہیں: ہمارے علم کے مطابق ابن علیہ نے حدیث نقل کرتے ہوئے کوئی غلطی نہیں کی صرف ایک روایت میں ان سے غلطی ہوئی ہے جو روایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے جس میں عبد بن غلام کا واقعہ مذکور ہے اس میں انہوں نے غلام کا نام وہ بیان کر دیا جو اس کے آقا کا نام تھا اور اس کے آقا کا نام وہ بیان کر دیا جو غلام کا نام تھا۔ حماد بن زید اس چیز کی پرواہ نہیں کرتے تھے اگر ثقفی یا وہیب نامی محدث ان سے مختلف روایات نقل کر دے لیکن وہ اس بات سے خوفزدہ ہو جاتے اگر ابن علیہ ان سے مختلف روایت نقل کرتے۔

ابن عمار کہتے ہیں: ابن علیہ "جنت" ہیں۔ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ ابن عیینہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع دیا۔ اسی طرح میں حماد بن زید کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکا لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی جگہ ابن علیہ کی خدمت میں حاضر ہونے کا موقع دیا۔

حماد بن سلمہ کہتے ہیں: ابیہ ابن علیہ کے عادات و اخلاق کو یونس بن عبید کے عادات و اخلاق سے تشبیہ دیا کرتے تھے۔ ہمارے بعض اصحاب نے یہ بات بیان کی ہے ابیہ ابن علیہ بیس سال سے کبھی ہنسے نہیں ہیں۔ ایک دن ابیہ علیہ کے ہاں رات کے وقت ٹھہر گیا تو انہوں نے ایک تہائی قرآن کی تلاوت کر لی میں نے انہیں کبھی بھی ہنسنے ہوئے نہیں دیکھا۔

نبیسی کہتے ہیں: دونوں حمادوں نے یہ بات بیان کی ہے ابیہ مبارک عمم حدیث کے بڑے ماہر بن گئے تھے۔ وہ یہ فرمایا کرتے تھے: اگر یہ پانچ حضرات نہ ہوتے تو میں اتنا بڑا ماہر نہیں بن سکتا تھا: دونوں سفیان، الفضیل بن عیاض، ابن سہاک اور ابیہ علیہ۔ تو وہ ابن سب کے لیے دعائے رحمت کیا کرتے تھے ایک سال وہ آئے تو انہیں بتایا گیا کہ ابیہ علیہ قاضی بن گئے ہیں تو وہ ابیہ علیہ کے پاس نہیں گئے اور ان سے نہیں ملے۔ ابن علیہ سوار ہو کر ان سے ملنے کے لیے آئے لیکن عبد اللہ بن مبارک رضی اللہ عنہ نے سر اٹھا کر ان کی طرف نہیں دیکھا۔ چنانچہ ابیہ علیہ واپس چلے گئے۔ اگلے دن انہوں نے ابن مبارک کو ایک رقعہ بھیجا جس میں انہوں نے یہ تحریر کیا تھا۔

”میں آپ کی طرف سے اچھائی کا منتظر تھا لیکن میں جب آپ کے پاس آیا تو آپ نے میری ساتھ بات چیت بھی نہیں کی۔ آپ کو میرے اندر کیا خامی نظر آئی ہے۔“

تو ابن مبارک بولے یہ صاحب چاہتے ہیں کہ ہم ان کے لیے عصا کو جھیل دیں۔ پھر انہوں نے ابن علیہ کو یہ اشعار بھجوائے۔

”اے وہ شخص جس نے ہم کو اپنے لیے باز بنالیا ہے جس کے ذریعہ وہ غریب لوگوں کے مال کا شکار کرتا ہے تم نے دنیا اور اس کی لذت کے لیے ایک ایسا حیلہ اختیار کیا ہے جو دین کو رخصت کر دے گا تو تم اس کی وجہ سے مجنون ہو گئے ہو حالانکہ اس سے پہلے تم مجنون لوگوں کے لیے دوا کی حیثیت رکھتے تھے۔ تمہاری وہ روایات کہاں گئیں جو تم نے بادشاہوں کے دروازے چھوڑنے کے بارے میں نقل کی تھیں۔ تمہاری وہ روایات کہاں گئیں جو پہلے تم نے ابن عوف اور ابن میرین کے حوالے سے نقل کی تھیں اگر تم یہ کہتے ہو کہ مجھے اس بات پر مجبور کیا گیا ہے تو یہ بات جھوٹ ہے۔ علم کا گدھا منی میں پھسل گیا ہے۔“

جب ابیہ علیہ کو ان اشعار کا پتہ چلا تو وہ اسی وقت مجلس تھنار سے کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ہارون الرشید کی بساط پاؤں کے نیچے روند دی اور بولے: اے اللہ! اے اللہ! میرے بڑے حاپے پر رحم کر کیوں کہ میں غلطی سے نہیں بچ سکوں گا۔

ضیفہ نے کہا: کہیں یہ پاگل تم پر حملہ نہ کر دے پھر اس نے انہیں معاف کر دیا۔ ابن مبارک رضی اللہ عنہ نے پھر ان کی خدمت میں ایک تھیلی بھیجی۔

یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ ابن مبارک نے انہیں یہ اشعار اس وقت لکھ کر بھیجے تھے جب وہ بصرہ کے صدقات کے نگران بنے تھے۔

نقی ابن خشرم کہتے ہیں: میں نے کعب سے کہا: میں نے ابیہ کو بنیز پیتے ہوئے دیکھا ہے یہاں تک کہ اسے گدھے پر لا کر واپس لایا گیا۔ وہ اس بات کا محتاج تھا کہ کوئی شخص اسے اس کے گھر پہنچا دے تو وہ بولے جب تم کسی بھی بصری شخص کو بنیز پیتے ہوئے دیکھو تو اسے عجم قرار دو۔

میں کہتا ہوں: کوئی دین داری حاصل کرنے کے لیے اسے پیتے تھے اور بصری دین داری حاصل کرنے کے لیے اسے ترک کرتے

تھے۔

حماد بن سلمہ کہتے ہیں: امام ابن علیہ کے اخلاق کو یونس بن عبیدہ کے اخلاق سے تشبیہ دیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان میں یہ خرابیاں آجئیں۔ دوسرے قول کے مطابق یہ الفاظ نقل کئے ہیں: یہاں تک کہ انہوں نے نیا طرز عمل اختیار کر لیا۔

ابراہیم حرلی کہتے ہیں: ابن علیہ خلیفہ اثنی عشری کے پاس آئے تو امین نے ان سے کہا: اے فلاں کے بیٹے! یعنی انہیں گالی دیتے ہوئے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ تو ابن علیہ نے کہا: میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرنا چاہتا ہوں مجھے علم نہیں تھا مجھ سے غلطی ہو گئی۔ راوی کا کہنا ہے ابن علیہ نے یہ حدیث بیان کی ہے:

”قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران اس طرح آئیں گی گویا کہ وہ دو بادل ہیں وہ دونوں اپنے پڑھنے والے کے لیے بحث کریں گی۔“

راوی کہتے ہیں: ابن علیہ سے کہہ دیا: کیا ان دونوں کی زبان ہوگی انہوں نے جواب دیا: جی ہاں ورنہ وہ کلام کیسے کر سکتی ہیں۔ یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ ابن علیہ قرآن کو حقوق مانتے تھے لیکن یہ بات غلط ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں آپ اس بات کا جائزہ لیں کہ پہلے زمانے میں کیا ہوتا تھا کہ لوگ ایسی صورتحال میں کلام کرنے سے رک جاتے تھے کیوں کہ اگر وہ یہ کہہ دیتے کہ وہ زبان کے بغیر کلام کریں گی تو لوگ انہیں غلط قرار دیتے جب کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ ”جس چیز کے بارے میں تمہیں علم نہیں ہے اس کے بارے میں رک جاؤ۔“ بعض حضرات کا کہنا ہے: قیامت کے دن سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران کا ثواب آئے گا لیکن یہ تمام تاویلات بناوٹی ہیں۔

ابن علیہ نے توبہ کر لی تھی اور اس بارے میں خاموشی اختیار کر لی تھی۔ ایک مرتبہ منصور بن سہر غزالی حدیث بیان کر رہے تھے ان کی زبان سے غلطی ہو گئی انہوں نے کہا: اسماعیل بن علیہ نے مجھے یہ حدیث بیان کی ہے پھر وہ بولے: نہیں، غلطی ہو گئی میں زہیر ہونا چاہ رہا تھا۔ پھر انہوں نے کہا کہ جو شخص گناہوں سے الگ ہو جاتا ہے وہ اس کی طرح نہیں ہو سکتا جو گناہوں سے الگ نہیں ہوتا میں اللہ کی قسم! اس پر تنقید کرنا چاہ رہا تھا یعنی ابن علیہ پر تنقید کرنا چاہ رہا تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں یہ جرح مردود ہے کیوں کہ اس میں غلو پایا جاتا ہے۔ فضل بن زیاد کہتے ہیں: میں نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے وہیب اور ابن علیہ کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: وہیب میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہیں ابن علیہ مرتے دم تک اپنی باتوں میں کانت چھانت کرتے رہے تھے جو انہوں نے بیان کی تھیں۔ میں نے کہا: کیا انہوں نے لوگوں کی موجودگی میں رجوع نہیں کر لیا تھا اور توبہ نہیں کر لی تھی تو امام احمد نے کہا: جی ہاں! لیکن مجھ تک یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک مرتبہ وہ بارون ارشید کے بیٹے امین کے پاس گئے جب اس نے انہیں دیکھا تو ان پر ناراض ہوا اور بولا: اے فلاں کے بیٹے! تم قرآن کے بارے میں کلام کرتے ہو تو اسماعیل نے کہا: اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر فدا کرے عالم سے غلطی ہو جاتی ہے پھر امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا: شہید اللہ تعالیٰ اس کی بھی مغفرت کر دے نہ امام احمد کی مراد بارون کا بیٹا امین تھا۔

میں نے ان سے کہا: اے ابو عبد اللہ! شیخ عبد الوہاب توبہ کہتے ہیں کہ میرے دل میں اسماعیل کی محبت کبھی نہیں آ سکتی میں نے اسے

خواب میں دیکھا ہے گویا کہ اس کا چہرہ سیاہ تھا تو امام احمد بولے: اللہ تعالیٰ عبد الوہاب کو معاف کرے۔ پھر انہوں نے فرمایا: ہمارے ساتھ انصار سے تعلق رکھنے والا ایک شخص تھا جو ابن علیہ کے پاس آیا جایا کرتا تھا ایک دن وہ مجھے لے کر اسماعیل کے پاس گیا جب اس نے مجھے دیکھا تو وہ غصے ہو گیا اور بولا اسے کون میرے پاس لے کر آیا ہے اس کلام کے بعد وہ ہمیشہ محدثین کے بارے میں ناپسندیدگی کا اظہار کرتا رہا تھا میں دس سال اس کے پاس آتا جاتا رہا تھا ماسوائے ان دنوں کے جب میں وہاں تھا ہی نہیں پھر اس نے اپنے سر کو حرکت دینا شروع کی جیسے وہ اسے جھار رہا ہے۔ پھر امام احمد نے فرمایا: وہ علم حدیث میں انصاف سے کام نہیں لیتا تھا اور سفارش کی بنیاد پر روایات بیان کر دیتا تھا تو اس بھارے نے کیا انصاف سے کام لینا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں یہ جانتا ہوں اسماعیل بن علیہ کا علم حدیث کا امام ہونا ایک قابل اعتماد حقیقت ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے اس کی طرف سے کچھ خرابیاں سامنے آئی تھیں لیکن اس نے توبہ کر لی تھی تو پھر ہم غیبت کے طور پر اس کا ذکر نہیں کر سکتے اور میں اس حوالے سے اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ جہاں تک قرآن کے (مخلوق ہونے) ہونے کا تعلق ہے تو عبد الصمد بن یزید کا کہنا ہے میں نے ابن علیہ کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے: قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ مخلوق نہیں ہے۔ فرس اور ایک جماعت نے یہ بات نقل کی ہے اسماعیل کا انتقال 193ھ میں ہوا دیگر راویوں کے مطابق ان کا انتقال ذی القعدہ کے مہینے میں بغداد میں ہوا تھا۔

۸۴۵- اسماعیل بن ابراہیم، ابو معمر ہندی قطعی الحافظ

انہوں نے اسماعیل بن جعفر، شریک ابن عبیدہ اور ایک حقوق سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے شیخین (یعنی امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ) ابو داؤد، مطین، ابو یعلیٰ نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن سعد نے کہا ہے: یہ قبیلہ ہذیل سے تعلق رکھتا ہے اور ان کا حصہ ہے یہ احادیث کا عالم صاحب فضیلت، ثقہ اور ثبت تھا۔ عبید بن شریک کہتے ہیں: سنت کے ساتھ اس کی نسبت کا یہ عالم تھا کہ وہ کہتا تھا اگر میرا یہ خچر کلام کرے تو یہ بھی کہے گا کہ یہ سنت کا عالم ہے۔ پھر انہوں نے مشکل کے بارے میں جواب دیا اور خوفزدہ ہو گئے۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے ابو معمر کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی وہ ”رمہ“ گئے اور وہاں پانچ ہزار احادیث بیان کیں جن میں سے تین ہزار احادیث میں انہوں نے غلطی کی۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت غلط ہے راوی نے اسے ابو جعفر علی بن حسین بن فہم کے حوالے سے نقل کیا ہے لا نکہ ابو معمر نے اس وقت تک حدیث بیان ہی نہیں کی جب تک یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا انتقال نہیں ہوا تھا۔

ابو یعلیٰ موصلی کہتے ہیں: ابو معمر نے موصل میں دو ہزار کے قریب احادیث اپنے ہفتے کے بنیاد پر بیان کی ہیں۔ جب وہ بغداد واپس گئے تو میں ان کے پاس وہ صحیح احادیث لے کر آیا جن کو بیان کرنے میں انہوں نے غلطی کی تھی۔ وہ تقریباً تیس یا چالیس تھیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: ابو معمر ”ثقلہ“ اور مامون ہیں

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 230 ہجری میں ہوا۔

۸۴۶- اسماعیل بن احمد

الآخری یہ لفظ ”خ“ کے ساتھ ہے۔

انہوں نے ابراہیم بن محمد الخواص سے روایات نقل کی ہیں۔
ابن جوزی نے ان پر تہمت لگائی ہے جب کہ تہمت کے لائق ان کا استار ہے۔

۸۴۷-۱- اسماعیل بن اسحاق النصاری، کوئی

انہوں نے مصر میں مسعر کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔
عقلی فرماتے ہیں: ”مکر الحدیث“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
”من غذا یطلب العلم صلت علیہ الملائکۃ و یورک لہ فی معیشۃ الحدیث
”جو شخص علم کی طلب میں نکلتا ہے فرشتے اس کے لیے دعائے رحمت کرتے ہیں اور اس کی زندگی میں اس کے لیے برکت رکھ
دی جاتی ہے۔“

عقلی فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور یہ ایسا شخص نہیں ہے جس کی نقل کردہ روایت مستند ہو۔

۸۴۸-۱- اسماعیل بن ابوالدریس

انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں ہے اور اس کے حوالے سے الیومہ والنہیہ میں روایت منقول ہے۔

۸۴۹-۱- اسماعیل بن اسحاق جرجانی

امام ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیا تھا۔
ابن جوزی نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

۸۵۰-۱- اسماعیل بن ابی اسحاق الملائکی (ت، ق)۔

یہ ابو اسراہیل الملائکی ہے جو ضعیف راویوں میں سے ایک ہے۔ اس کا تذکرہ کنیت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۸۵۱-۱- اسماعیل بن امیہ

ایک قول کے مطابق: ابن ابی امیہ ہے۔

انہوں نے ابوالاعلیٰ حبیب الطاطری سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ نے اسے ”متروک“ قرار دیا ہے۔

۸۵۲-۱- اسماعیل بن امیہ قرشی

انہوں نے عثمان بن مظفر سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۸۵۳- اسماعیل بن ابی عباد امیہ بصری

انہوں نے حماد بن سلمہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ذکر یا ساجی نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

جہاں تک اسماعیل بن امیہ اموی (ع) کا تعلق ہے تو اس نے سعید بن مسیب اور ان کے طبقے کے افراد سے روایات نقل کی ہیں اور اس کے ثقہ ہونے پر اتفاق ہے۔

ان کا انتقال 139 ہجری میں ہوا۔

۸۵۴- اسماعیل بن اوسط بخلی

یہ کوفہ کے گورنر تھے۔

یہ تاج کے ساتھیوں میں سے تھے اور یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ کو قتل کے لیے پیش کیا تھا ان کے حوالے سے احادیث روایت کرنا مناسب نہیں ہے۔

انہوں نے ابو کثیفہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ثقلہ“ قرار دیا ہے۔

انہوں نے ابو کثیفہ انصاری سے روایات نقل کی ہیں جب کہ ان کے حوالے سے مسعودی نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ کتاب ”الثقات“ میں فرماتے ہیں: یہ کوفہ کے گورنر تھے۔

ان کا انتقال 117 ہجری میں ہوا۔

پھر ابن حبان رحمہ اللہ نے یہ بات بیان کی ہے مجھے ان کے حوالے سے کوئی ایسی روایت یاد نہیں ہے جو مستند ہو اور انہوں نے کسی صحابی سے سنی ہو۔

۸۵۵- اسماعیل بن ابی اویس (خ، م)

یہ اسماعیل بن ابی اویس، عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی اویس بن مالک، ابن ابی عامر الاسدی (خ، م)، ابو عبد اللہ مدنی ہیں۔

یہ بکثرت روایات نقل کرنے والے محدث ہیں۔ اس میں ”طین“ (کنزوری) پائی جاتی ہے۔

انہوں نے اپنے ماموں امام مالک رحمہ اللہ اپنے بھائی عبد الحمید اپنے والد (عبد اللہ) سے روایات نقل کی ہیں اور جن مشائخ سے

ملاقات کی ہے ان میں سب سے مقدم عبد العزیز الماشون اور سلمہ بن وردان ہیں۔

ان سے صحیحین (یعنی صحیح بخاری و صحیح مسلم) کے مؤلفین قاضی اسماعیل اور دیگر اکابرین نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن ابی شیبہ نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: ”صدوق“ ہے لیکن ضعیف العقل ہے اور یہ زیادہ ”مستند“ نہیں ہے۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا محل صدق ہے، لیکن یہ غفلت کا شکار ہو جاتا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ کا کہنا ہے: یہ ”ضعیف“ ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں صحیح روایت میں اسے اختیار نہیں کروں گا ان کا انتقال 226ھ میں ہوا۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: احمد بن ابویحییٰ نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ اور اس کا باپ دونوں احادیث میں
مرقہ کے مرتکب ہوتے تھے۔

دوالابی نے کتاب ”الضعفاء“ میں نصر بن سلہ مردزی کا قول نقل کیا ہے: یہ راوی ”کذاب“ ہے اور یہ امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے
سے ابن وہیب کے مسائل بیان کر دیتا تھا۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسماعیل بن ابی داؤد کے دو بکے کی اوقات کا نہیں ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ابن عدی نے اس کے حوالے سے تین روایات نقل کی ہیں پھر یہ بات بیان کی ہے اس نے اپنے
ماتر امام مالک رحمہ اللہ سے غریب روایات نقل کی ہیں جن کے بارے میں کسی نے اس کی متابعت نہیں کی۔ اس نے سلیمان بن بلال سے
روایات نقل کی اور اس کے حوالے سے بخاری الکبیر نے روایات نقل کی ہیں۔)

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 226ھ ہجری میں ہوا۔
میں نے اپنی ”تاریخ اسلام“ میں تفصیل سے اس کا تذکرہ لکھا ہے

۸۵۶- اسماعیل بن ایاس بن عقیف الکندی

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔
انہوں نے یحییٰ بن سعید انصاری اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
اس نے یحییٰ بن سعید انصاری اور دیگر حضرات کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں اور اس نے اپنے دادا کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

كنت تاجرا فقد صحت الحج فأتيت العباس، فوالله اني لعنده اذ خرج رجل فنظر الى السماء، فلما رآها
مالته قائم يصلي، ثم خرجت امرأة من ذلك الحياء الذي خرج منه الرجل. فقامت خلفه تصلي،
فقلت للعباس: ما هذا يا ابا فضل؟ قال: هذا محمد بن عبد الله بن عبد المطلب ابن اخی. هذه
خديجة، ثم خرج غلام راهق الحليم، فقام يصلي معه، فقال: وهذا علي ابن عمه قلت: فماذا
يصنع؟ قال: يصلي وهو يزعم انه نبي، لم يبعه فوهم الا هذان، هو يزعم انه ستفتح عليه كنوز
كسرى وقیصر قال: فكان عقیف یقول: واسلم بعد ذلك: لو كان الله رزقني الاسلام يومئذ فاكون
ثانيا مع علي

میں تاجر تھا حج کرنے کے لیے آیا تو میں حضرت عباس کے پاس آیا اللہ کی قسم ابھی میں ان کے پاس ہی موجود تھا اسی دوران

ایک صاحب آئے انہوں نے آسمان کی طرف دیکھا جب انہوں نے دیکھا سورج کچھ ڈھل گیا تو وہ کھڑے ہو کر نماز ادا کرنے لگے پھر جس خیمے میں سے وہ آئے تھے اس خیمے میں سے ایک خاتون بھی باہر آئی اور ان کے پیچھے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگی تو میں نے حضرت عباس سے پوچھا: اے ابو الفضل! یہ کون ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ عبد اللہ بن عبد المطلب کے صاحبزادے محمد ﷺ ہیں اور میرے بھتیجے ہیں۔ یہ خدیجہ بٹھانیا ہیں (جوان کی اہلیہ ہے) پھر وہاں سے ایک لڑکا بہر آیا جو بالغ ہونے کے قریب تھا وہ بھی کھڑا ہو کر ان کے ساتھ نماز ادا کرنے لگا تو حضرت عباس نے بتایا یہ ان کا چچا زاد مطلق بنی النضر ہے میں نے دریافت کیا: یہ کیا کر رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: یہ نماز پڑھ رہے ہیں ان کا یہ کہنا ہے: یہ نبی ہیں ان کی پیروی صرف ابھی انہی دو افراد نے کی ہے۔ ان کا یہ بھی کہن ہے کہ غریب کسری اور قیصر کے خزانے ان کے لیے فتح ہو جائیں گے۔ راوی کہتے ہیں: عقیدت یہ کہنا کرتے تھے (کافی عرصہ گزرنے کے بعد) میں نے بھی اسلام قبول کر لیا تھا لیکن اگر اس دن اللہ تعالیٰ نے مجھے ایمان کی دوست عطا کی ہوتی تو میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرا فرد ہوتا۔

اسی کی مانند ایک روایت ایک اور سند کے ساتھ بھی منقول ہے تاہم امام بخاری رحمہ اللہ نے ان دونوں روایات کو مستند قرار نہیں دیا۔

۸۵۷- اسماعیل بن ابوبکر

انہوں نے عبدہ بن ابولبابہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی "مجبول" ہے۔

۸۵۸- اسماعیل بن بشیر بن سلیمان کوئی

عقیدہ فرماتے ہیں: یہ حدیث کے علاوہ میں "وہم" کا شکار ہو جاتا ہے۔

اس راوی نے اپنے والد کے حوالے سے قیس بن ابوحازم کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

کتنا عند ابن عمر وغلام یسلخ شاة، فقال: لا، ویلک! اذا فرغت فابدأ بیجارنا الیہودی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوصی بالیجار حتی ظننت انه سیورثہ

"ایک مرتبہ ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس موجود تھے ایک لڑکا بکری بھون رہا تھا تو حضرت عبد اللہ نے اس سے کہا: تمہارا استیانتاں ہو جب تم اسے پکا کر فارغ ہو جاؤ تو سب سے پہلے ہمارے یہودی پڑوسی کو (اس کا گوشت بھجواتا) میں نے نبی اکرم ﷺ کو پڑوسی کے بارے میں اس طرح تلقین کرتے سنا کہ مجھے یوں محسوس ہوا کہ کہیں نبی اکرم ﷺ اسے وارث قرار دے دیں۔"

یہ روایت ابویہیم نے اپنی سند کے ساتھ قیس کی بجائے مجاہد سے نقل کی ہے اور ابویہیم کی نقل کردہ روایت زیادہ بہتر ہے

۸۵۹- اسماعیل بن بشیر مدنی (د)

انہوں نے حضرت ابولطعمہ انصاری اور حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مسلمان کو شرمندہ کرنے کے حکماء کے

بارے میں روایت نقل کی ہے۔

ان سے یحییٰ بن سلیم بن زید نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۶۰- اسماعیل بن بہرام (ق) الوشاء

یہ کوئی ہے اور اس سے عجیب و غریب روایات منقول ہیں۔

یہ ”صدوق“ ہیں اور امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

۸۶۱- اسماعیل بن ثابت بن مجمع

شیخ ابو حاتم رازی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ان سے یحییٰ ابن سعید انصاری نے روایات نقل کی ہیں۔

۸۶۲- اسماعیل بن جتاس

یہ تابعی ہیں اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے دریافت کیا گیا: شکاری کتے کی دیت کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: چالیس درہم۔

ان سے یحییٰ بن عطاء نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابو الفتح ازدی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۸۶۳- اسماعیل بن حامد القوصی

یہ محدث ہیں۔ ان کا لقب شہاب الدین ہے اور بیت المال کے وکیل تھے۔ انہوں نے دمشق میں ”دارالحدیث القوصیہ“ کو وقف کیا

تھا وہیں یہ دفن ہوئے۔ ان کا انتقال 653ھ میں ہوا تھا انہوں نے دو بڑی ”مجموع“ مرتب کی تھیں جن میں سے بکثرت روایات وہ تھیں جو

اجازت کے طور پر تھیں۔ یہ ”مسکن“ نہیں تھے اور ان کے بیان پر بھی اعتماد نہیں کیا جاسکتا۔ اللہ تعالیٰ ان سے درگزر کرے۔

۸۶۴- اسماعیل بن حکم

وائق کے دور حکومت میں یہ ہمدان کے قاضی تھے اور یہ کم صالح تھا۔ یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا۔

۸۶۵- اسماعیل بن حفص الابلی (س، ق)۔

انہوں نے ابو بکر بن عیاش اور اس کی مثل افراد سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ساجی کہتے ہیں: یہ ابن حفص بن عمر بن میمون ابلی ہیں۔ میرا خیال ہے اس کے باپ کا ضعف اسے بھی لاحق ہوا ہے۔

۸۶۶-۱- اسماعیل بن حماد (د، ت) بن ابی سلیمان کوفی

یہی ابن معین رحمہ اللہ نے انہیں "ثقة" قرار دیا ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

عقلمندی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت محفوظ نہیں ہے اور مجہول راویوں کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یستفتح الصلاة بسم اللہ الرحمن الرحیم

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے آغاز میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا کرتے تھے۔"

ابن عدی نے ایک اور سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔ پھر ابن عدی نے اس کی ایک اور سند بھی نقل کی ہے جو حضرت ابن عباس

کے حوالے سے منقول ہے۔

ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یقرأ بسم اللہ الرحمن الرحیم

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ الرحمن الرحیم کی تلاوت کرتے تھے"

یہ روایت محفوظ نہیں ہے۔ ابو خالد راوی "مجہول" ہے۔ واللہ اعلم

۸۶۷-۱- اسماعیل بن حماد بن العثمان بن ثابت کوفی

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ) سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ تینوں "ضعیف" ہیں۔

خلیب بغدادی فرماتے ہیں: انہوں نے عمر بن ذر، مالک بن مغول، ابن ابی ذئب اور ایک گروہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ان سے سہل بن عثمان العسکری، عبدالمومن بن علی الرازی اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ مصنف کا قاضی بننا تھا اور یہ اکابر فقہاء میں سے ایک ہے۔

محمد بن عبداللہ انصاری کہتے ہیں: حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور حکومت سے لے کر آج کے دن تک کوئی بھی قاضی اسماعیل بن حماد سے بڑا

عالم نہیں ہوا ان سے پوچھا گیا: کیا حسن بصری بھی نہیں؟ انہوں نے جواب دیا: حسن بصری بھی نہیں۔

ابوصناء کہتے ہیں: جب اسماعیل بصرہ کے قاضی بنے تو ایک انصاری نے ایک شخص کو اس بات پر مامور کیا تو اس شخص نے ان سے

کہا: اللہ تعالیٰ قاضی کو زندہ رکھے! ایک شخص اپنی بیوی سے یہ کہتا ہے..... تو اسماعیل نے اس کی بات کاٹ دی اور فرمایا: جس شخص نے تمہیں

بھیجا ہے اس سے یہ کہو کہ قاضی فتویٰ نہیں دیتے۔ صالح جزرہ کہتے ہیں: یہ "ثقة" نہیں ہے۔

۸۶۸-۱- اسماعیل بن خالد

یہ کوفی ہے اس نے ابواسحاق فزاری سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۸۶۹- اسماعیل بن خلیفہ (ت، ق)۔

یہ ابو اسراہیل ملائی ہے۔ اور ”وائی“ ہے اور اس کا ذکر کثرت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۸۷۰- اسماعیل بن داؤد بن مخراق

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابو حاتم رازی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔

پھر ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے دو روایات نقل کی ہیں جو ”مقلوب“ ہیں۔ بعض اہل علم نے اس کا نام سلیمان بیان کیا ہے محمود بن غیلان کہتے ہیں: میں نے اسماعیل داؤد فرماتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمہ اللہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اربعہ نے مجھ سے کہا: اس مقام کے پروردگار کی قسم! میں نے کوئی ایسا عرانی نہیں دیکھا جس کی عقل مکمل ہو۔

۸۷۱- اسماعیل بن ذؤاد بغدادی

انہوں نے ذؤاد بن حلیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔

پھر خطیب بغدادی نے اپنی سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

اذا ملئت اثنا عشر من بقی کعب کان النقف والنقاف الی یوم القیامۃ

”جب بنو کعب سے تعلق رکھنے والے بارہ افراد بادشاہ بن جائیں تو قیامت کے دن تک قتل و غارت گری ہوگی۔“

۸۷۲- اسماعیل بن ابی الذرراع

میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

ابن حزم کہتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

۸۷۳- اسماعیل بن رافع (ت، ق) مدنی معروف

اس نے بصرہ میں رہائش اختیار کی تھی اور مقبری اور قرظی کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں جب کہ اس کے حوالے سے کچھ سنی اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن محسن رحمہ اللہ اور محدثین کی ایک جماعت نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترک الحدیث“ ہے۔
 شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ تمام روایات محل نظر ہیں۔
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: خلق الله آدم من تراب الجابية وعجنه بماء الجنة
 ”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: اللہ نے حضرت آدم کو ”جابیہ“ کی مٹی سے پیدا کیا ہے اور اسے جنت کے پانی کے
 ذریعے گوندھ دیا۔“

ترمذی کی تلمیذ میں یہ بات بھی ہے کہ بعض اہل علم نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
 وہ کہتے ہیں: میں نے محمد یعنی امام بخاری رحمہ اللہ کہ یہ کہتے ہوئے سنا ہے: یہ مقارب الحدیث ہے۔
 (امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 150 ہجری سے پہلے ہوا۔)

۸۷۴- (صح) اسماعیل بن رجاؤز بیدی (م، عو)۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔
 ان سے شعبہ اور فطر نے روایات نقل کی ہیں۔
 صرف ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ”متکثر الحدیث“ ہے۔

۸۷۵- اسماعیل بن رجاؤز حسنی

یہ جزیرہ سے تعلق رکھنے والے عمر رسیدہ شخص ہے۔
 انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ اور موسیٰ بن امین سے روایات نقل کی ہیں۔
 امام دارقطنی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۸۷۶- اسماعیل بن رباح (د) سلمی

یہ تابعی ہیں۔
 مجھے نہیں معلوم یہ صاحب کون ہیں؟ تاہم امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے احادیث نقل کی ہیں۔
 ان کے حوالے سے صرف ابو ہاشم ربیعانی نے روایت نقل کی ہے ان کی نقل کردہ حدیث ”مضطرب“ ہوتی ہے۔
 رباح نامی راوی ابن عبیدہ ہے۔ یہ ”مجبول“ ہے۔
 ابو ہاشم نے جو مستند راوی ہیں اسماعیل یا کسی اور کے حوالے سے اس کے والد سے یہ بات نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا فرغ من طعامه قال: الحمد لله الذی اطعنا وسقتنا وجعلنا
 مسلمین

نبی اکرم ﷺ جب کھانا کھا کر فارغ ہوتے تھے تو یہ پڑھتے تھے۔

”ہر طرح کی حمد اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہے جس نے ہمیں کھلایا ہے اور جس نے ہمیں پلایا ہے اور جس نے ہمیں مسلمان بنایا ہے۔“

یہ روایت غریب اور منکر ہے۔

۸۷۷- اسماعیل بن رزین

(ایک قول کے مطابق اس کا نام) اسماعیل بن ابورزین ہے۔

یہ کوثر کا رب بنے والا ہے۔

انہوں نے شععی سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۸۷۸- اسماعیل بن زریق بصری

انہوں نے ابوداؤد نخعی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: لگتا ہے شاید یہ پہلے والا ہی راوی ہے۔

۸۷۹- اسماعیل بن زکریا (ع) الخلقانی

یہ کوثر کا رب بنے والا ہے۔ یہ ”صدوق“ ہے، لیکن شیعہ عقائد کا مالک تھا۔ اس کا لقب ”شعوص“ ہے۔

اس نے بغداد میں سکونت اختیار کی تھی۔

انہوں نے جعیم بن عبدالرحمن اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے محمد بن صباح، دولابی، لوین اور ایک بڑی تعداد نے

روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرے قول کے مطابق: اس کی نقل کردہ حدیث ”مقارب“ ہوتی ہے۔

تیسرے قول کے مطابق: یہ ”ضعیف الحدیث“ ہے۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ ”ثقة“ ہیں۔

لیث بن عہدہ نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: یہ ”ضعیف“ ہیں۔

دولابی کہتے ہیں: انہوں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کے حوالے سے اسماعیل بن زکریا کی نقل کردہ تمام روایات نوٹ کی ہیں۔

عبدالملک میسوی کہتے ہیں: میں نے امام احمد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اسے شرح صدر حاصل نہیں تھا جب کہ میسوی یہ کہتے ہیں: میں

نے یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ یہ ”ضعیف“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من بدأ جفاء، من اتبع الصيد غفل، من اتى ابواب السلطان افتتن، ما ازداد احد من السلطان قربا

الحدیث

”جو آغاز کرتا ہے وہ زیادتی کرتا ہے، جو شکار کے لیے جاتا ہے وہ غافل ہو جاتا ہے، جو بادشاہوں کے دروازوں پر جاتا ہے وہ

آزمائش کا شکار ہو جاتا ہے اور جس شخص کو حاکم وقت کا جتنا زیادہ قرب نصیب ہوتا ہے“ (اس کے بعد پوری حدیث ہے)

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔ جسے نقل کرنے میں یہ منفرد ہے۔

اللهم اهد ثقیفا

”اے اللہ (قبیلہ) ثقیف کو ہدایت نصیب کر“۔

اس نے انفرادی طور پر ابن سیرین کا یہ قول نقل کیا ہے:

”پہلے لوگ اسناد کی تحقیق نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ جب فتنہ آ گیا (تو وہ اسناد کی تحقیق کرنے لگے۔)“

حسن بن عبید اللہ نے ابراہیم کے بارے میں یہ بات نقل کی ہے: اگر ایک شخص کسی دوسرے سے کوئی وعدہ کرتا ہے تو دوسرا شخص اس

کا کب تک انتظار کرے گا تو انہوں نے جواب دیا: جب تک نماز کا وقت نہیں آ جاتا۔

جب کہ مغیرہ نے ابراہیم کا یہ قول نقل کیا ہے: وہ شخص جو دیوانگی میں مبتلا ہو جب اسے افادہ ہوگا تو وہ وضو کرے گا۔

عقیلی فرماتے ہیں: اسماعیل خلکانی کہتے ہیں:

”جس شخص نے کوہ طور کے ایک طرف سے ندادی تھی وہ اللہ تعالیٰ کے بندے حضرت علی بن ابوطالب تھے۔“

انہوں نے یہ بھی کہا ہے ”وہی اولیٰ ہیں وہی آخر ہیں وہی ظاہر ہیں وہی باطن ہیں“ وہ علی بن طالب ہیں۔“

(امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں یہ سند تاریک ہے اور خلکانی کے حوالے سے یہ کلام مستند طور پر منقول نہیں ہے یہ تو

کسی زندقہ کا کلام ہے۔

ان کا انتقال ۱۷۴ ہجری میں بغداد میں ہوا۔

عقیلی اور ابن عدی نے اپنی کتابوں میں اس راوی کا ذکر کیا ہے۔

۸۸۰- اسماعیل بن زکریا مدائنی

یہ نعیم بن حماد کا استاد ہے۔

علم کو چھپانے کے بارے میں اس کی نقل کروہ روایات کو منکر قرار دیا گیا ہے اور یہ راوی خود بھی منکر ہے۔

۸۸۱- اسماعیل بن زیاد

ایک قول کے مطابق اس کا نام اسماعیل بن ابوزیاد ہے۔

یوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے اور اس نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں کی ہے۔

۸۸۲- اسماعیل بن زیاد (ق)

ایک قول کے مطابق: ابن ابی زیاد السکونی

یہ موصول کا قاضی تھا۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مکر المحدث“ ہے۔

انہوں نے شعبہ ثور بن یزید اور ابن جریج سے اور ان سے ناکل بن نجیح اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

اسحاق بن احمد نے اس راوی کے حوالے سے حضرت معاذ بن جبل کا یہ بیان نقل کیا ہے:

قننا: یا رسول اللہ انس القرآن عنی غیر وضوء؟ قال: نعم قلنا: فقلوه: لا یسہ الا المطہرون؟

قال: یعنی لا یسہ الا المؤمنون قلنا: فقلوه: کتاب مکنون؟ قال: مکنون من الشرک ومن

الشیاطین

”ہم نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا ہم ہے وضو حالت میں قرآن کو پھولیا کریں۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جی

ہاں! ہم نے عرض کی: اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے اسے صرف وہ لوگ چھو سکتے ہیں جو پاک ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے

فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ اس کا ثواب صرف ان لوگوں کو ملے گا جو مومن ہیں۔ ہم نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے تو یہ

فرمایا ہے یہ چھپی ہوئی کتاب ہے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس سے مراد یہ ہے کہ یہ شرک اور شیاطین سے محفوظ چیز

ہے۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن زیاد دجال بوڑھا ہے۔ کتابوں میں اس کا ذکر صرف اسی صورت میں کرنا جائز ہے کہ

اس پر تنقید کی جائے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ابغض الکلام الی اللہ الفارسیۃ، کلام الشیاطین الخوزیۃ، کلام اهل النار البخاریۃ، کلام اهل

الجنة العربیۃ

”اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ کلام وہ ہے جو فارسی میں کیا جائے۔ شیطان کا کلام خوزستان کی زبان میں ہوتا ہے

جہنمیوں کا کلام بخارا کی زبان میں ہوگا اور اہل جنت عربی میں گفتگو کریں گے۔“

عاصم بن عبد اللہ نخعی نے اس حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے اور وہ جھوٹا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لکم فی العنب اشیاء: فاکلونه عنباً، تشریونہ عصیراً، لہ ینش، تتخذون منه رباً وزیباً

”تمہیں انکور میں بہت سی سہولیات حاصل ہیں تم اسے انکور کے طور پر کھالیتے ہو۔ اس کا رس نچوڑ کر پی لیتے ہو جب تک اس میں جوش نہ آ جائے اور تم اس سے زب (شیرہ) اور زہیب بنا لیتے ہو“۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انه كان اذا نظر الى رجل فاعجبه قال: هل له حرفة؟ فان قالوا: لا، قال: سقط من عيني، فانه من لم يحترف يعيش بدينه

”آپ کریمؐ جب کسی ایسے شخص کی طرف دیکھتے جو آپ کو پسند آتا تو آپ دریافت کرتے تھے کیا اس کو کوئی فن آتا ہے؟ اگر لوگ جواب دیتے نہیں۔ تو نبی اکرمؐ فرماتے: یہ شخص میری نظروں سے گر گیا ہے جس شخص کو کوئی فن نہیں آتا وہ اپنے دین کی بنیاد پر زندہ رہتا ہے۔“

۸۸۳- اسماعیل بن زیاد مدنی

انہوں نے جوہر سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔“

شاید یہ اس سے پہلے والا ہی راوی ہے۔

۸۸۴- اسماعیل بن زیاد بلخی

انہوں نے یزید بن حباب سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کی کثرت ابواسحاق ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ”مہول“ ہے۔“

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کا انتقال 246 ہجری میں ہوا۔

۸۸۵- اسماعیل بن ابی زیاد، شامی

اس کے والد کا نام مسلم ہے۔

انہوں نے ابن عون اور شام ابن عروہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اسماعیل بن مسلم ہے جو ”مترکک“ ہے اور احادیث اپنی طرف سے بنا لیتا تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: میرے خیال میں یہ موصل کا وہی قاضی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔)

۸۸۶- اسماعیل بن ابی زیاد شقری

اس نے خراسان میں سکونت اختیار کی تھی

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مجبول“ ہے۔

مد کے ایک فقیہ علم الدین احمد بن ابو بکر نے مجھے خط لکھا جس میں اس نے اپنی سند کے ساتھ لیاں بن سلمہ کے حوالے سے ان کے والد سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان تحریر کیا:

ابو بکر صدیق خیر اهل الارض الا ان یکون نبیا

”ابو بکر زمین کا سب سے بہتر شخص ہے البتہ انبیاء کا حکم مختلف ہے۔“

اس روایت کو نقل کرنے میں اسماعیل ثانی یہ راوی مفرد ہے اور اگر اس نے اس روایت کو ایسا نہیں کیا تو پھر خرابی کی بنیاد اس کے بعد کا کوئی شخص ہوگا اگرچہ اس حدیث کا مضمون حق ہے۔

۸۸۷- اسماعیل بن زید بن مجع:

یہ ابراہیم بن اسماعیل کا والد ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

ایک قول کے مطابق: یہ ابن زید ہے۔

۸۸۸- اسماعیل بن سالم (م، ہ، د):

انہوں نے شعبی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے تقریباً اس روایات منقول ہیں۔

اہل علم کی ایک جماعت نے انہیں ”قند“ قرار دیا ہے۔

میں نے اس کا تذکرہ صرف اس لیے کیا ہے تاکہ ابن عدوی کی پیروی کروں کیوں کہ انہوں نے اس کا ذکر کیا ہے اور صرف یہ بات بیان کی ہے کہ میں امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۸۸۹- اسماعیل بن سعید

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے اور ان سے یوسف بن عبد الصمد نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ دونوں ”مجبول“ ہیں۔ یہ بات ابو حاتم کا قول ہے۔

۸۹۰- اسماعیل بن سعید بن سوید بغدادی

انہوں نے ابن درید اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ابوالغوار اس کہتے ہیں: وہین اور سماع حدیث کے حوالے سے اس میں تسامح پایا جاتا ہے۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: میں نے اسے دیکھا ہے کہ اس کے سماع میں حق کے بارے میں فساد پایا جاتا ہے۔

۸۹۱- اسماعیل بن سلمان (ق) کوئی الا زرق

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور امام شعبی رحمہ اللہ سے اور ان سے کچھ اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن نمیر اور امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ اور دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ احادیث کی کوئی (استنادی) حیثیت نہیں ہے۔

۸۹۲- اسماعیل بن سلیمان رازی

یہ اسحاق بن سلیمان کا بھائی ہے۔
عقلی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں وہم غالب ہے۔ اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یطعن فی البیت بمخصرته، یقول: ہا ان هذا البیت مستول عن افعالکم یوم القیامۃ، فانظروا ماذا یعبر عنکم

”یہ اکرم اللہ تعالیٰ نے گھر پر اپنی انگلی کو چبھوتے ہوئے ارشاد فرمایا اس گھر سے تمہارے اعمال کے بارے میں حساب لیا جائے گا تو تم اس بات کا جائزہ لو کہ یہ تمہارے بارے میں کیا خبر دے گا۔“

اسی راوی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”طیر“ والی حدیث نقل کی ہے۔

عقلی فرماتے ہیں: یہ دونوں روایات محفوظ نہیں ہیں۔

۸۹۳- (صح) اسماعیل بن سمیع (م، د، ہس) کوئی حنفی، بیاع السابری

انہوں نے انس اور ابو زین اسدی سے اور ان سے سفیان، شعبہ، علی بن عاصم نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن معین کہتے ہیں: یہ ”ثقة“ اور ”مامون“ ہیں۔

جریر فرماتے ہیں: یہ خوارج کا سانپ نظر یہ رکھتا تھا اس لیے میں نے اسے ترک کر دیا۔

ابو نعیم کہتے ہیں: یہ چالیس برس تک مسجد کے پڑوس میں رہا، لیکن اس کو کبھی کسی جہد یا جماعت کے ساتھ نماز میں نہیں دیکھا گیا۔

یحییٰ بن سعید تقان فرماتے ہیں: زائدہ نے اسے ”متروک“ قرار دیا ہے۔ اس لیے کہ یہ ”مصری“ تھا۔ جہاں تک اس کی نقل کردہ

حدیث کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابن عیینہ کہتے ہیں: یہ ”متکسی“ تھا۔ میں اس کی طرف نہیں گیا اور نہ ہی میں نے اس کا قرب حاصل کیا۔

۸۹۴- اسماعیل بن سیف بصری

ان سے عبداللہ الہوازلی نے روایات نقل کی ہیں اور کہا ہے: علماء نے اسے ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا تھا۔
اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے غیر محفوظ روایات نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان سے الحافظ احمد بن عمرو، ابو اسحاق، عمران بن موسیٰ بن جاشع، ابو یعلیٰ موسلی نے روایات نقل کی ہیں۔ یہ ایک عمر رسیدہ شخص تھا اور انہوں نے عمرو بن مساور، حماد بن زید، ہشام بن سلمان الجاشعی اور ایک گروہ سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔

امام بزار فرماتے ہیں: اسماعیل بن سیف ابو اسحاق نے یہ حدیث سنائی ہے اس کے بعد انہوں نے ایک روایت نقل کی ہے۔
امام ابو یعلیٰ نے اس راوی سے ابن بریدہ کے حوالے سے اور ان کے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

اقرأوا القرآن بحزن فانه نزل بالحزن
”تم رنج و غم کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرو یہ رنج و غم کے ہمراہ نازل ہوا ہے۔“

۸۹۵- اسماعیل بن شعیب

ایک قول کے مطابق: ان کا نام اسماعیل ابن شیبہ طاہی ہے۔
یہ ”واعی الحدیث“ تھے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
الحجامة من الجنون والجذام والبرص والاضراس والنعاس
”پاکل پن، جذام، برص، داڑھ میں درد اور اونگھنے کی بیماری میں پیچھے لگوائے جائیں گے۔“
(اس راوی نے یہ بات بھی نقل کی ہے) نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

من سنن المرسلین الحیاء والعلم والحجامة والسواک والتعطر وکثرة الازواج
”حیا کرنا، علم حاصل کرنا، پیچھے لگوانا، مسواک کرنا، عطر لگانا اور بکثرت شادیاں کرنا انبیاء کی سنتوں میں سے ہے۔“
(اس راوی نے یہ بات بھی نقل کی ہے) نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے:

للتار باب لا ینخل منه الا من شفی غوطه بسخط الله
”جہنم کا ایک دروازہ ہے جس میں سے وہ شخص داخل ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے ساتھ اپنے غصے کو ٹھنڈا کرے گا۔“
ان روایات کو اس سے قدامہ بن محمد اشجعی نے نقل کیا ہے۔
انام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔

۸۹۶- اسماعیل بن شروس صنعانی ابو المقدام

امام عبد الرزاق نے معمر کا یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ حدیث نقل کرنے میں غلطی کرتا تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس نے مکرمہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: معمر کہتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیتا تھا۔

امام عبد الرزاق فرماتے ہیں میں نے معمر سے کہا کیا وجہ ہے کہ آپ نے اتنی شروہیں کے حوالے سے احادیث نوٹ نہیں کی ہیں تو انہوں نے جواب دیا: یہ حدیث نقل کرنے میں غلطی کرتا تھا۔

خالد بن اسماعیل نے اس راوی کے حوالے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے:

ان الجنائز التي قام لها رسول الله صلى الله عليه وسلم كانت جنازة يهودي، فقال: آذاني ريحها فقتت

”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جس جنازے کے لیے کھڑے ہوئے وہ ایک یہودی کا جنازہ تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اس کی بدبو نے مجھے اذیت پہنچائی تو میں کھڑا ہو گیا۔“

۸۹۷- اسماعیل بن ابی شعیب،

اسماعیل بن عباد بن شیبان تابعین میں سے ایک ہے لیکن یہ دونوں ”مجهول“ ہیں۔

۸۹۸- اسماعیل بن عباد سعدی

انہوں نے سعید بن ابی عروبہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترکک“ ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن عباد، ابو محمد اعرابی، بصری۔ اس راوی (کی نقل کردہ روایت) کو کسی بھی صورت میں دلیل کے طور پر پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ایاکم والسکني في السواد، فانه من سكن السواد يصدأ قلبه، كما يصدأ الحديد

”سواد میں رہائش کرنے سے بچو کیوں کہ جو شخص سواد میں رہائش اختیار کرتا ہے اس کا دل زنگ آلود ہو جاتا ہے جس طرح لوہا ہو جاتا ہے۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عقلی نے اس کے حوالے سے یہ مرفوع روایت بھی نقل کی ہے۔

كفوا عني النساء بالسكوت، واروا عوارتهن بالبيوت

”خواتین کی بدتمیزی کو خاموشی کے ساتھ روکو اور ان کی قابل متر چیزوں کو گھروں میں چھپاؤ۔“

۸۹۹- اسماعیل بن عبد اللہ، ابو شیخ

انہوں نے علی بن سيار سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس کا استاد بھی معروف نہیں ہے۔
اور یہ بھی کہا گیا ہے: اس کا نام ابن یسار ہے۔

۹۰۰- اسماعیل بن عبد اللہ مدنی

انہوں نے طاؤس سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ”مکثر“ روایات نقل کرنے والا ہے۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

۹۰۱- اسماعیل بن عبد اللہ بن حارث ازدی

یہ بھری ہیں۔

انہوں نے ابان بن ابی عیاش، خالد الخدّاء سے اور ان سے عبدالرزاق، بقیہ، اشبل بن حاتم اور دیگر حضرات نے روایات نقل کی ہیں۔

ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”ذاہب الحدیث“ ہے۔
امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: میں اس سے واقف نہیں ہوں۔
اس راوی کے حوالے سے حضرت شہاد بن اوس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت منقول ہے۔

انظر الحاجم والمحبوم

”پچھنے لگانے والے اور پچھنے لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔“
حزہستانی کہتے ہیں: یہ شبہ ہے کہ یہ اسماعیل نامی راوی محمد بن سیرین کی صاحبزادی کا بیٹا تھا۔
اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: ایک قول کے مطابق: یہ محمد بن سیرین کا بھانجا تھا۔
انہوں نے یونس، ابن عون، خالد اور عبید بن مہاجر سے روایات نقل کی ہیں۔

۹۰۲- اسماعیل بن عبد اللہ کندی

انہوں نے اعمش سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کے حوالے سے بقیہ نے ایک عجیب اور مکثر روایت نقل کی ہے۔

۹۰۳- اسماعیل بن ابی اویس (بن عبد اللہ)

اس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

۹۰۴- اسماعیل بن عبد اللہ بن خالد

ان سے اسماعیل ابن ابی اویس نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن حاتم کہتے ہیں: ”یہ ”مجهول“ ہے۔

۹۰۵- اسماعیل بن عبد اللہ بن خالد قرشی (ق) العبدری الرقی

یہ دمشق کے قاضی تھے۔

یہ بدکھائی کے ساتھ صدوق ہیں۔ ان کے حوالے سے امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے۔

۹۰۶- اسماعیل بن عبد اللہ بن زرارۃ الرقی

انہوں نے حماد بن زید اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے امام احمد کے صاحبزادے اور ابن ابی دنیا نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

ابو الفتح ازوی رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”یہ ”مسکرا الحدیث“ ہے۔

۹۰۷- اسماعیل بن عبد اللہ، ابو یحییٰ تمیمی

انہوں نے اسماعیل بن ابی صالح سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔ ابو حاتم نے اس کے اور اسماعیل بن یحییٰ تمیمی کے درمیان فرق کیا ہے۔

۹۰۸- اسماعیل بن عبد الرحمن (م، عو) بن ابی کریمۃ السدی کوفی

انہوں نے انس، عبد اللہ انس اور ایک جماعت سے اور ان سے ثوری، ابو بکر بن عیاش اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔

وہ کہتے ہیں: انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی زیارت کی ہے۔

یحییٰ قطان کہتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ ”ثقة“ ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں ضعف پایا جاتا ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ میرے نزدیک ”صدوق“ ہیں۔

شریک نے مسلم بن عبد الرحمن کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ایک مرتبہ ابراہیم نخعی سدی نامی مفسر کے پاس سے گزرے وہ لوگوں کو قرآن کی

تفسیر بیان کر رہا تھا تو ابراہیم بولے کیا یہ لوگوں کو تفسیر پڑھا رہا ہے؟

عبداللہ بن جیب کہتے ہیں: میں نے امام شافعی کو سنان سے کہا گیا اسامیل صدی کو قرآن کے علوم میں سے ایک بڑا حصہ عطا کیا گیا ہے تو وہ بولے اسے قرآن سے ناواقف ہونے میں بڑا حصہ دیا گیا ہے۔

شیخ فلاس ابن میدی سے نقل کرتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں نے ابو حفص کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک مرتبہ میں نے صدی کو خلیفہ پیش کی اور کہا اس میں دردی ہے تو انہوں نے اسے پی لیا۔

ابن مدینی کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن سعید کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے میں نے کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جس نے بھلائی کے علاوہ صدی کا ذکر کیا ہو اور کسی نے بھی اسے ”متروک“ قرار نہیں دیا۔

اس کے حوالے سے شعبہ اور سفیان ثوری نے روایات نقل کی ہیں۔

ایک روایت کے مطابق: ان کا انتقال ۱۲۷ ہجری میں ہوا۔

صدی پر شیعہ ہونے کا الزام ہے۔

شیخ جوز جانی فرماتے ہیں: مجھے معتز کے حوالے سے لیٹ کا بیان ملا ہے وہ فرماتے ہیں: کوفہ میں دو جھوسے ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک مرچکا ہے وہ صدی اور کبھی ہیں۔

حسین بن واقد مرزوی کہتے ہیں: میں نے صدی سے احادیث کا سماع کیا اور اس کے پاس سے اس وقت تک نہیں اٹھا جب تک میں نے اسے حضرت ابو بکر بنی شاذ اور حضرت عمر بنی شاذ کو برا کہتے ہوئے نہیں سنا پھر میں دوبارہ اس کے پاس نہیں گیا۔

(امام ذہبی کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں وہ بڑا صدی تھا جہاں تک جھوسے صدی کا تعلق ہے تو یہ محمد بن مروان ہے جس نے اعمش کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

دوسرے قول کے مطابق یہ ”واہی“ ہے۔

۹۰۹۔ اسماعیل بن عبد الرحمن الاودی

یہ بھی کہا گیا ہے: الکندی کوئی

انہوں نے حسن اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مکرم الحدیث“ ہے۔

اس کے حوالے سے ابو بردہ سے منقول وہ روایت ہے جو کبوتروں کے بارے میں ہے اور اسے سب سے پہلے سلیمان بنی راوی نے ایجاد کیا تھا۔

ان سے ابو حفص الابار نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی متابعت نہیں کی گئی۔

۹۱۰- اسماعیل بن عبد الرحمن

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ سمجھتا ہوں یہ سدی ہے۔

۹۱۱- اسماعیل بن عبد العزیز

انہوں نے اعش سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بھری ہے۔ اور ”مکر الحدیث“ ہے۔ یہ ازوی کا قول ہے۔

۹۱۲- اسماعیل بن عبد الملک (د، ت، ق) بن ابی الصغیر الاسدی مکی

انہوں نے سعید بن جبیر، عطاء سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے ابو نعیم، خلاد بن یحییٰ اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے اور ابن مہدی نے اسے واپس قرار دیا ہے۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ کوفہ کا رہنے والا ہے جس نے مکہ میں سکونت اختیار کی تھی۔

یحییٰ بن سعید قطان فرماتے ہیں: میں نے اسے ترک کر دیا تھا پھر میں نے سفیان کے حوالے سے اس سے یہ روایت نقل کی جو اس نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے نقل کی ہے۔

ما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رافعاً یدیه حتی یشبع صبعیه الا لعثمان بن عفان اذ دعا له
”میں نے نبی اکرم ﷺ کو کبھی اس طرح دونوں ہاتھ بلند کرتے ہوئے نہیں دیکھا کہ آپ کی بغلیں نظر آنے لگیں صرف اس
وقت ایسا ہوا تھا جب آپ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے دعا کی تھی۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ودعت ان لم اکن دخت البیت اخشی ان اکون اتعبت اعنی
”میری یہ خواہش تھی کہ میں گھر میں داخل ہی نہیں ہوتا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اس طرح میں اپنی امت کو مشکل کا شکار کر
دوں گا۔“

۹۱۳- اسماعیل بن عبید اللہ بن سلمان مکی

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے ضحاک اور ان سے یحییٰ بن سلیم نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں۔

۹۱۴- اسماعیل بن عبید

شیخ ابوالفتح ازوی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

اس نے حماد بن ابوسلیمان کے حوالے سے حضرت عمرؓ کی فضیلت کے بارے میں ایک روایت نقل کی ہے اور یہ روایت ابن عوفہ کے مجموعہ احادیث میں ہے۔ جو کہ روایت جھوٹی ہے۔ ابن عوفہ نے اسے ولید بن فضل کے حوالے سے اس راوی سے نقل کیا ہے۔

۹۱۵- اسماعیل بن عبید (س، ق) بن رفاعہ بن رافع الزرقی

اس نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا (جو صحابی رسول ہیں) سے یہ حدیث نقل کی ہے۔

ان التعداد یبعثون فجاءوا الا من اتقى الله وبر

”تا جہر لوگ قیامت کے دن گناہگار ہونے کے طور پر زعمہ ہوں گے ماسوائے اس شخص کے جو اللہ تعالیٰ سے ڈرے اور نیکی اختیار کرے۔“

میرے علم کے مطابق عبد اللہ بن عثمان بن غنیم کے علاوہ اور کسی نے بھی اس سے روایت نقل نہیں کی۔ تاہم امام ترمذیؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۹۱۶- اسماعیل بن عبید (س، ق) حرانی

انہوں نے محمد بن مسلمہ، محاضر سے اور ان سے امام نسائیؒ، امام ابن ماجہؒ، ابوزرعہ، ابن ناجیہ اور ایک مخلوق نے روایات نقل کی ہیں۔

دار قطنیؒ بخلاف دیگر حضرات نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

بھائی یہ کہتے ہیں: اس نے ابن سلمہ کے حوالے سے عجیب و غریب روایات نقل کی ہیں۔

۹۱۷- اسماعیل بن ابی عبید اللہ معاویہ بن عبد اللہ اشعری

انہوں نے شریک سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معینؒ فرماتے ہیں: یہ راوی ”لیس شیء“ ہے۔ یہ اور شراب پیتا تھا۔

۹۱۸- اسماعیل بن علی خزاعی

یہ ہلال حفار کا استاد ہے۔

خطیب بغدادیؒ فرماتے ہیں: یہ ”ثقة“ نہیں ہے۔

(امام ذہبیؒ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ مجہم ہے اور غیر مانوس روایات نقل کرتا ہے۔

انہوں نے عباس الدوری، الکدیمی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ شاعر دہل کا بھتیجا ہے۔

ان کا انتقال 352 ہجری میں ہوا۔

۹۱۹- اسماعیل بن علی، ابوہریرہ

انہوں نے ابو القاسم سے روایت نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں اور اس کی نقل کردہ روایت موضوع ہے۔

۹۲۰- اسماعیل بن علی الحافظ، ابو سعید سامان

یہ صدوق ہے تاہم انتہا پسند معترلی ہے۔

۹۲۱- اسماعیل بن علی بن شعیب، السراہانی الواعظ

ابو بکر خطیب نے اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی ہیں اور کہہ ہے ”یہ ثقہ“ نہیں ہے۔
ابن طاہر کہتے ہیں: اہیت المقصد میں اس کے سامنے ہی اس کی روایات کو پھاڑ دیا گیا تھا۔
خطیب بغدادی کی تاریخ میں منقول ہے: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت شداد بن اوس بن غنم کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

بکی شعبہ من حب اللہ حتی عسی (لذا ذکر الحدیث)
”حضرت شعیب علیہ السلام اللہ تعالیٰ کی محبت میں روتے رہے یہاں تک کہ ناپائیدار ہو گئے۔“
اس میں یہ روایت بھی ہے:

فلذا اخدمتک موصی کنیمی
”اسی وجہ سے میں نے اپنے کلیم موصی کو تمہاری خدمت کے لیے دیا۔“
یہ روایت جھوٹی ہے اور اس کی کوئی حقیقت نہیں۔

۹۲۲- اسماعیل بن عمر بن کیسان بمرانی

انہوں نے اپنے والد اور وہب سے روایت نقل کی ہیں۔
یہ ”متکثر الحدیث“ ہے۔

اس کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

۹۲۳- اسماعیل بن عمرو بن کعب بن کوفی ثم اصہبانی

انہوں نے ثوری اور مسعر سے روایت نقل کی ہیں۔
اصہبان میں عالی سند اس پر آ کر ختم ہو جاتی ہے۔
شیخ ابن عدی ہذا منہ فرماتے ہیں: اس نے ایسی روایات نقل کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ اور دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہیں۔

ابن عدی نے اس کے حوالے سے چھ روایات نقل کی ہیں جن میں سے ایک روایت وہ ہے جسے اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں:

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یکون الامام مؤذنا
”نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ امام ہی مؤذن ہو۔“

جہاں تک ابن حبان رحمہ اللہ کا تعلق ہے تو انہوں نے اسماعیل کا تذکرہ کتاب ”الثقات“ میں کیا ہے۔

ابراہیم بن اورمہ نے بھی اس کا تذکرہ کیا اور اچھے الفاظ میں تعریف بیان کی ہے اور یہ مزید یہ کہا کہ وہ ایک شیخ ہے۔ اس جیسے فرد کو لوگوں نے ضائع کر دیا ہے۔ اس کے پاس غلاں اور فلاں کے حوالے سے روایات منقول ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 227 ہجری میں ہوا۔

اس راوی نے ایک طویل جھوٹی روایت نقل کی ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ امام باقر کے حوالے سے ان کے والد (امام زین العابدین) کے حوالے سے ان کے دادا (حضرت امام حسین) کے حوالے سے نقل کی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ ایک دیہاتی مکہ آیا اور نبی اکرم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا۔

غزالی کی روایت یہاں تک ختم ہو جاتی ہے اور فضل نے اس روایت میں مزید جھوٹی باتوں کو نقل کیا ہے اور وہی خرابی کی بنیاد ہے۔ پھر اس کے بعد عبید اس بارے میں بہت سی باتوں میں اس سے مشتق ہے۔

۹۲۳-۱ اسماعیل بن عیاش (عمو)، ابو عتبہ غنسی محضی

یہ شام کے بڑے جدید عالم ہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو انہوں نے اپنے پیچھے اپنی مانند کوئی شخص نہیں چھوڑا۔ ان کی پیدائش 106ھ میں ہوئی۔

انہوں نے علم کی طلب میں شریحیل بن مسلم سے استفادہ کیا جو ان کے سب سے جلیل القدر استاد ہیں۔

اس کے علاوہ محمد بن زیاد البانی، یحییٰ بن سعد اور ایک بڑی مخلوق سے استفادہ کیا ہے۔

انہوں نے سفیان ثوری اور ابن اسحاق سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے علاوہ سعید بن منصور، ہناد حسن بن عرفہ اور ایک مخلوق سے روایات نقل کی ہیں۔

ابو الیمان کہتے ہیں: ان کا گھر میرے پڑوس میں تھا۔ یہ رات کے وقت نوافل ادا کیا کرتے تھے۔ بعض اوقات یہ تلاوت کرتے ہوئے تلاوت و درمیان میں منقطع کر دیتے تھے۔

ایک دن میں نے ان سے اس بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا تم یہ کیوں پوچھ رہے ہو؟ میں نے جواب دیا: میں اس کی حقیقت جاننا چاہتا ہوں تو وہ بولے میں نماز کے دوران قرات کر رہا ہوتا ہوں پھر مجھے کسی موضوع سے متعلق کوئی حدیث یاد آ جاتی ہے جو

میں نے سنی ہوئی ہوئی ہے۔

تو میں نماز کو درمیان میں چھوڑ کر جہاں حدیث کو نوٹ کرتا ہوں پھر واپس آ کر نماز (یعنی نفل نماز) ادا کرتا ہوں۔

یہی وجہ بھی کہتے ہیں: اسامیل بن عیاش سے زیادہ بڑے ان کا مالک اور کوئی شخص نہیں دیکھا۔

جب ہم ان کی زرعی زمین پر آتے تھے تو وہ ہمیں سیوہ جات اور قیمتی پھل کھلا دیتے تھے۔

میں نے انہیں یہ کہتے ہوئے سنا ہے: مجھے اپنے والد کی طرف سے وراثت میں چار ہزار دینار ملے تھے جو میں نے عمر کے حصوں میں خرچ کیے۔

عثمان بن صداع بھی کہتے ہیں:

حصوں کے رہنے والے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان میں تنقیص کیا کرتے تھے یہاں تک کہ ان کے درمیان اسامیل بن عیاش آئے تو انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضل کے بارے میں ان لوگوں کو بتایا تو وہ اس فعل سے باز آئے۔

ابو ذر بن عمرو بھی کہتے ہیں: کہ میں نے اسامیل بن عیاش کے پاس کبھی کوئی کتاب نہیں دیکھی (یعنی وہ اپنے حلقے کے حوالے سے روایات بیان کر رہے تھے)

ابو احمد بن ضیمن بن سنان نے ان سے دریافت کیا: انہیں کتنی روایات یاد تھیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: بہت زیادہ۔

ابو احمد بن سنان نے دریافت کیا: انہیں کس ہزارہ حدیث یاد تھیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ہس ہزار اور دس ہزار۔

تو ابو احمد بن ضیمن بن سنان بولے: پھر یہ وسیع کی مانند ہوئے۔

فسوی کہتے ہیں: میں نے عمار کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا ہے: شام کا علم اسامیل بن عیاش اور ولید کے پاس ہے۔

میں نے ابو الیمان کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ہمارے دو دوست جو علم حدیث کی طب میں انتہائی دلچسپی رکھتے تھے۔ دو بیان کرتے ہیں

ہم نے بہت کوشش کی اور مشقت برداشت کی، لیکن ہم جب بھی کسی محدث کے پاس پہنچے تو ہمیں اس سے وہی روایات میں جو ہم اسامیل بن عیاش کے پاس نوٹ کر چکے تھے۔

فسوی کہتے ہیں: کچھ عوام نے اسامیل کے بارے میں کلام کیا ہے: حالانکہ یہ ثقہ اور عدا ہے اور یہ اسامیل شام کی روایات کے سب

سے بڑے علم ہیں، مگر ان لوگوں نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے ان میں سے زیادہ تر نے یہی کہا ہے کہ انہوں نے حجاز کے ثقہ راویوں کے حوالے سے غریب روایات نقل کی ہیں۔

ڈھرم بن حارثہ کہتے ہیں: میں نے یزید بن ہارون کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: میں نے اسامیل بن عیاش سے بڑا احفظ اللہ ریش نہیں

دیکھا۔

مجھے نہیں معلوم کہ ثوری کیا چیز ہے۔

عمر بن دوری ایچی بن معین بن سنان کا قول نقل کرتے ہیں: یہ ثقہ ہیں۔

ابن ابوشیخہ ایچی بن معین بن سنان کا یہ قول نقل کرتے ہیں: اسامیل شام میں سے اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دجیم کہتے ہیں: یہ اہل شام کی روایات میں انتہا ہیں تاہم اہل مدینہ کی روایات میں اختلاف کا شکار ہو جاتے ہیں۔
امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اگر یہ اپنے شہر کے لوگوں کے حوالے سے روایات نقل کریں تو وہ مستند ہوں گی، لیکن اگر اپنے شہر کے علاوہ دوسروں سے روایات نقل کریں تو وہ محل نظر ہوں گی۔

امام ابو حاتم کہتے ہیں: یہ کمزور حیثیت کے مالک ہیں۔ میرے علم کے مطابق صرف ابواسحاق فزاری نے ان پر تنقید نہیں کی ہے۔
امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ”ضعیف“ ہے۔
امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں بکثرت غلطیاں پائی جاتی ہیں، جس کی وجہ سے یہ مستند ہونے کی حد سے باہر نکل گئے ہیں۔

ابوصالح الفراء کہتے ہیں: میں نے ابواسحاق فزاری سے کہا میں مکہ جانا چاہتا ہوں۔ میرا ارادہ ہے کہ میں حمص سے بھی گزروں گا اور اسماعیل بن عیاش سے بھی احادیث کا سماع کروں گا۔

تو ابواسحاق فزاری بولے وہ کیسا شخص ہے، جسے یہ پتہ ہی نہیں کہ اس کے سرے کیا نکل رہا ہے۔
محمد بن غنی کہتے ہیں: میں نے عبدالرحمن کو اسماعیل بن عیاش کے حوالے سے کبھی بھی کوئی روایت نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔
عبداللہ بن مدنی کہتے ہیں: میں نے اپنے والد کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اہل شام کی روایات کا اسماعیل بن عیاش سے بڑا اور کوئی عالم نہیں ہے۔ اگر وہ اہل شام کی روایات پر ثابت رہتا تو ٹھیک تھا، لیکن اس نے اہل عراق کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں ان میں اختلاف کا شکار ہو گیا۔

پھر انہوں نے عبدالرحمن کے حوالے سے ہمیں وہ روایت سنائی اور اس کی نقل کردہ روایت کو ایک طرف رکھ دیا تو میرے نزدیک اسماعیل ”ضعیف“ ہے۔

شیخ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: میں نے اپنے والد کے سامنے یہ روایت پیش کی جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تقرأ الحائض ولا الجنب شيئا من القرآن،
”حیض والی عورت اور جنبی شخص قرآن کا کوئی بھی حصہ نہ پڑھ سکتے۔“

تو میرے والد (امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ) نے جواب دیا: یہ روایت جھوٹی ہے۔ یعنی اس روایت میں اسماعیل نامی راوی کو وہم ہوا ہے۔ میرے والد سے اسماعیل اور بقیہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: بقیہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

شیخ عبداللہ بن احمد فرماتے ہیں: ابواسحاق فزاری کہتے ہیں: بقیہ معروف راویوں کے حوالے سے جو روایات تمہارے سامنے بیان کریں انہیں نوٹ کر لو، لیکن جو غیر معروف راویوں کے حوالے سے احادیث بیان کریں انہیں تم نوٹ نہ کرو۔

البتہ اسماعیل بن عیاش کے حوالے سے تم کوئی بھی روایت نوٹ نہ کرو خواہ اس نے معروف راوی کے حوالے سے اسے نقل کیا ہو یا غیر معروف راوی کے حوالے سے اسے نقل کیا ہو۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ روایت ”مرسل“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ کرہ لکم العبث فی الصلاة، الرفث فی الصیاء، الضحک عند المقابر

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے نماز کے دوران عبث کام کرنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے اور روزے کے دوران بیہودگی کرنے کو اور قبرستان میں ہنسنے کو ناپسندیدہ قرار دیا ہے۔“

یہ روایت عبدالقدین مبارک رحمہ اللہ نے نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابووداء رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

قال اللہ عزوجل: یا بن آدم، ارجع لی اربع رکعات من النہار اکفک آخرہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

”اے آدم کے بیٹو! تم دن کے وقت میرے لیے چار رکعات ادا کرو میں اس کے آخری حصے میں تمہارے لیے کفایت کروں گا۔“

یہ روایت ”حسن“ ہے اور اس کی سند ”قوی“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قاء او رعب فاحدث فی صلاتہ فلیذهب فلیتوضأ ثم لیمن علی صلاتہ

”جو شخص قے کرے یا اس کی تکسیر پھوٹ جائے اور نماز کے دوران اسے حدت لاحق ہو جائے تو وہ جائے جا کر وضو کرے اور پھر اپنی نماز پر بنا قائم کرے۔“

امام احمد کہتے ہیں: درست یہ ہے کہ یہ روایت مرسل ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: میرے نزدیک اسماعیل بقیہ اور فرج بن فضالہ سے زیادہ پسندیدہ ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: اسماعیل نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الزعمی غادر

”سربراہ مذکور ہوتا ہے۔“

ابن عدی کہتے ہیں: شعبہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم صلی علی جنازة الحدیث

”نبی اکرم ﷺ نے ایک نماز جنازہ ادا کی۔“

یہ دنیا می راوی کہتے ہیں: بعد میں اسماعیل نامی راوی ہمارے پاس آئے اور انہوں نے ہمیں یہ حدیث سنائی۔
امام ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: شام میں امام اوزاعی اور سعید بن عبد العزیز کے بعد اسماعیل بن عیاش سے بڑا حافظ الحدیث اور کوئی نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
کیلو اطعامکم یدارک نکم فیہ
”تم لوگ اپنے اناج کو ماپ لیا کرو اس میں تمہارے لیے برکت ہوگی۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عہدائید بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

تعاظوا الحدود بینکم . فبا بلغنی من حد فقد وجب
”آپس میں ہی حدود سے متعلق جرم کو معاف کر دو جب کوئی حد مجھ تک پہنچ جائے گی تو (اسے جاری کرنا) لازم ہو جائے گا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
إذا کتب أحدکم کتاباً فلیتربہ ، فانه انجع للحاجة
”جب کوئی شخص کوئی خط تحریر کرے تو اسے مٹی میں ملا دے کیوں کہ یہ مقصد کے حوالے سے زیادہ فائدہ مند ہوگا۔“
یہ تمام روایات ابن عدی نے نقل کی ہیں۔

مفسر کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رضی اللہ عنہ سے اسماعیل بن عیاش کے بارے میں دریافت کیا: تو وہ بولے اس نے اہل شام کے حوالے سے جو روایات نقل کی ہیں وہ درست ہیں۔

لیکن جب یہ اہل عراق یا اہل مدینہ کے حوالے سے روایات نقل کرتا ہے تو اس میں اختلاف کا شکار ہو جاتا ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
یکون فی هذه الامة رجل یقال له الولید هو اشد عنی هذه الامة من فرعون علی قومه
”اس امت میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا نام ولید ہوگا اور یہ اس امت کے لیے اس سے زیادہ ضرر رساں ہوگا جتنا فرعون اپنی قوم کے لیے نقصان دہ تھا۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے۔
انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد الرحمن بن حنبل رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔
نهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اکل الضب
”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گود کھانے سے منع کیا ہے۔“

یہ روایت ”مکثر“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ليس لقائل من الميراث شيء

”قائل کو وراثت میں سے کچھ نہیں ملے گا۔“

انہوں نے اسی طرح بیان کیا ہے تاہم محدثین کی ایک جماعت نے یہ روایت عمرو بن شعیب کے حوالے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کے طور پر ’مرسل روایت کے طور پر نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

خير نساكم العفيفة الغلبة

”تمہاری خواتین میں سے سب سے زیادہ بہتر وہ ہے جو پاکدامن اور شہید شہوت والی ہو۔“

عباس دوری کہتے ہیں: میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے ایک مرتبہ میں اسماعیل بن عیاش کے پاس گیا تو میں نے جوہری کے گھر کے پاس ایک بالا خانے میں پایا ان کے ساتھ دو آدمی بھی تھے جو ایک تحریر کو غور سے دیکھ رہے تھے۔

اس دن اسماعیل بن عیاش نے ان لوگوں کو پانچ سو کے لگ بھگ روایات سنائیں۔

وہ لوگ نیچے موجود تھے اور اس کی تحریر کو نوٹ کرتے جا رہے تھے اور صبح سے لے کر رات تک اس کو نقل کرتے رہے یہ دیکھ کر میں واپس آ گیا اور میں نے اس سے احادیث کا سامع نہیں کیا یعنی ان لوگوں کے ساتھ سامع نہیں کیا۔

پھر میں ایک مرتبہ اس کے پاس گیا تو وہ اس وقت املاء کر رہا تھا تو میں نے اس کے حوالے سے ان روایات کو نوٹ کر لیا۔ میں نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسماعیل کی نقل کردہ اس روایت کو بھی صحیح قرار دیا ہے جسے اس نے بطور خاص اپنے شہر کے لوگوں سے نقل نہیں کیا۔

ان میں سے ایک روایت یہ بھی ہے:

”والد کے لیے وصیت نہیں ہوتی۔“

اسی طرح یہ روایت ہے:

”آدم کے بیٹے کے لیے چند لقمے کافی ہوتے ہیں جو اس کی پشت کو سیدھا رکھیں۔“

اسماعیل بن عیاش نے اپنی سند کے ساتھ مالک بن یسار کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

”جب تم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو تو ہتھیلی کے اندرونی حصے کے ذریعے دعا مانگو اس کے باہر والے حصے کے ذریعے دعائے مانگو۔“

یزید بن یسار سے یہ روایت (کسی اور سند کے حوالے سے معلوم نہیں ہو سکی)

یزید بن عبد ربہ اور ایک جماعت نے یہ بات بیان کی ہے۔

ان کا انتقال 181 ہجری میں ہوا۔

925- اسماعیل بن عیسیٰ بغدادی العطار

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

جب کہ دیگر حضرات نے اسے مستند قرار دیا ہے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے آغاز میں ابو حذیفہ بخاری سے روایات نقل کی تھیں۔

خطیب بغدادی نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ ان کا انتقال 232 ہجری میں ہوا۔

926- اسماعیل بن قاسم ابوالعتاہیہ

یہ اپنے زمانے کا بڑا شاعر ہے۔

اس نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے ”منکر“ روایات نقل کی ہیں۔

تاہم ابوالعتاہیہ تک اس کی سند تاریک ہے اور میرے علم کے مطابق کسی بھی محدث نے ابوالعتاہیہ کو سند کے طور پر پیش نہیں کیا۔

927- اسماعیل بن قدامہ

انہوں نے اعمش سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ ”ولای الحدیث“ ہے۔“

928- اسماعیل بن قیس بن سعد بن زید بن ثابت انصاری، ابو مصعب

انہوں نے ابو حازم، یحییٰ بن سعید انصاری سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ”یہ ”منکر الحدیث“ ہے۔“

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر حضرات کا کہنا ہے: ”یہ ”ضعیف“ ہے۔“

شیخ ابن عدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

استاذن العباس النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الہجرۃ، فکتب الیہ: یا عمو، اقم مکانک، فان اللہ

یختتم بک الہجرۃ کما ختم بئ النبوة

”ایک مرتبہ حضرت عباس نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کرنے کی اجازت مانگی تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں خط میں لکھا: اے

میرے چچا! آپ اپنی جگہ پر قیام پذیر رہیں، کیوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعے ہجرت کو ختم کرے گا جس طرح اس نے

میرے ذریعے نبوت کو ختم کیا ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رافعا رأسه یقول: اللہم استر العباس وولده من النار

”ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ اپنا سراٹھاتے ہوئے کھڑے ہوئے اور آپ نے یہ دعا مانگی:
”اے اللہ! تو عباس اور ان کی اولاد کو جہنم سے محفوظ رکھنا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا طلعت الفجر فلا صلاة الا ركعتي الفجر

”جب صبح صادق ہو جائے تو فجر کی دو سنتوں کے علاوہ کوئی (نفل) نماز ادا نہیں کی جاسکتی۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے زیادہ تر منکر روایات ہیں۔

۹۲۹- اسماعیل بن قیس، ابو سعد القیس البصری

انہوں نے عکرمہ اور نافع سے اور ان سے معن بن عسل، (عبید اللہ بن عمر) القواریری، موسیٰ بن اسماعیل نے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مجبول“ ہے لیکن مشہور نہیں۔

اور دیگر حضرات کہنا ہے: یہ ”صالح الحدیث“ ہے۔

۹۳۰- اسماعیل بن شعیب

یہ ایک عمر رسیدہ فرد ہے جس کے حوالے سے سلیمان بن قرم نے ایک روایت نقل کی ہے جس میں مرجعہ کا تذکرہ موجود ہے۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔

۹۳۱- اسماعیل بن خالد (خ، ت) بن سعید

انہوں نے اپنے والد اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

امام حاکم رحمہ اللہ نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ ضعیف ہے۔

سعدی فرماتے ہیں: یہ ناپسندیدہ ہے۔

عباس دوری یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں اس راوی نے اپنے والد کے حوالے سے امام شعبی کا یہ قول نقل کیا:

”ہر دین کے ماننے والوں میں سے سب سے زیادہ برے ان کے غلام ہوتے ہیں البتہ مسلمانوں کا حکم مختلف ہے۔“

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

امام ابو زرہ درازی فرماتے ہیں: یہ درمیانے درجے کا مالک ہے۔

۹۳۲- اسماعیل بن محمد مزی کوئی

انہوں نے ابو نعیم سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔ لوگوں نے اس کے حوالے سے ہمیں روایات سنائی ہیں۔

۹۳۳- اسماعیل بن محمد (ق) بن اسماعیل تمیمی طحی

انہوں نے اسباط بن محمد اور ایک بڑی تعداد سے اور ان سے ابن ماجہ، مطین اور دیگر افراد نے روایات نقل کی ہیں۔ شیخ ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا تذکرہ کتاب ”المشقات“ میں کیا ہے۔ مطین نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۹۳۴- اسماعیل بن محمد (ت) بن حجاجہ کوئی مکفوف

انہوں نے اپنے والد اور ایک جماعت سے اور ان سے احمد بن بدیل، نصر بن علی نے روایات نقل کی ہیں۔ امام ابو حاتم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”صالح الحدیث“ اور ”صدوق“ ہے۔ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”لیس“ قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۹۳۵- اسماعیل بن محمد بن حکم بن حبل

انہوں نے عمر الانج سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تاریخ میں اسے ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ”کتاب المغفراء“ میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ بات بیان کی ہے کہ یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں نے اسے دیکھا ہے یہ مستند حیثیت کا مالک نہیں ہے اور دیگر حضرات بھی اس کے بارے میں کلام کیا ہے۔

۹۳۶- اسماعیل بن محمد بن یوسف، ابو ہارون جبریتی قسطنطینی

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ حدیث میں سرقہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ اس راوی (کی نقل کردہ روایت) کو دلیل کے طور پر پیش کرنا جائز نہیں ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انا مدينۃ العلمہ وعلی بابہا، فمن اراد الدار فلیأتھا من قبل بابہا
”میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہے جو شخص گھر میں داخل ہونا چاہتا ہو وہ دروازے کی طرف سے ہی اس میں آ سکتا ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اکثر دھن الجنة الخیری

”جنت کا اکثر خیل“ الخیری ہے۔

اس کے بعد انہوں نے متعدد روایات نقل کی ہیں اور یہ بات بیان کی ہے یہ تمام روایات حسین بن اسحاق صہبانی نے ”کرج“ (اور ایک نسخے کے مطابق کرج) کے مقام پر ہمیں سنائی تھیں۔

ابن جوزی کہتے ہیں: ابوہارون کذاب ہے، اس کے بعد ابن جوزی نے اس کے حوالے سے غیر مستند سند کے ساتھ یہ روایت نقل کی۔

ان جبرائیل قال: ابوبکر و زیدک فی حیاتک و خلیفتک بعد موتک
”بے شک جبرائیل نے یہ کہا ہے کہ ابوبکر آپ کی زندگی میں آپ کے وزیر ہیں اور آپ کے وصال کے بعد آپ کے خلیفہ ہوں گے۔“

۹۳۷- اسماعیل بن محمد بن مجمع

ابن جوزی نے ان کا یہی نام بیان کیا ہے اور کہا ہے: یحییٰ بن محمد کہتے ہیں: یہ اور اس کا باپ دونوں ”ضعیف“ ہیں۔
ابن عدی نے اسماعیل بن مجمع نام ذکر کیا ہے۔ پھر انہوں نے عباس دوری کے حوالے سے یحییٰ بن معین بن محمد کا یہ قول نقل کیا ہے یہ اور اس کا باپ دونوں ”ضعیف“ ہیں۔

شیخ ابن عدی بن محمد فرماتے ہیں: یہ معروف راویوں میں سے نہیں ہے۔
(امام ذہبی بن محمد فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: بلکہ یہ اسماعیل بن ابراہیم بن مجمع ہے جس کی نسبت اس کے دادا کی طرف کردی جاتی ہے۔)

۹۳۸- اسماعیل بن محمد بن اسماعیل

یہ بنو ہاشم کے غلام ہیں اور طیب کے نام سے معروف ہیں (یا خوشبو کے حوالے سے معروف ہیں)
امام دارقطنی بن محمد فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

۹۳۹- اسماعیل بن محمد بن ابواسحاق حنکلی

انہوں نے رامادی اور سعدان سے روایات نقل کی ہیں۔

اور یہی کہتے ہیں: اس پر مجھوں نے ہونے کا التزام ہے۔ یہ استرلاباذ کے رہنے والے تھے۔

۹۴۰- اسماعیل بن محمد بن فضل بن الشعرانی نیشاپوری

یہ امام حاکم بن محمد کے مشائخ میں سے ہیں۔

امام حاکم بن محمد فرماتے ہیں: مجھے ان کے بعض مشائخ سے ان کی ملاقات کے بارے میں شک ہے۔

پھر امام حاکم بن محمد نے ان کی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

طلب العلم فريضة على كل مسلم

”علم کا حصول ہر مسلمان پر فرض ہے۔“

یہ روایت ”غریب“ اور ”منفرد“ ہے۔

۹۴۱- اسماعیل بن محمد بن زنجی

انہوں نے ابوقاسم بغوی سے روایات نقل کی ہیں۔

از ہری کہتے ہیں: یہ کسی بھی چیز کے برابر نہیں ہیں (یعنی ان کی کوئی اوقات نہیں ہے۔)

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 378ھ میں ہوا۔

ان سے جو ہری نے روایات نقل کی ہیں۔

۹۴۲- اسماعیل بن محمد بن احمد بن مملہ محتسب اصہبانی

یہ ”تیک المجالس“ کا مصنف ہے۔

انہوں نے ابن ربذہ اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن ناصر کہتے ہیں: انہوں نے ایک حدیث گھڑی اور اس کا املاء کروایا۔ یہ اشکاط کا شکار ہو جاتے تھے۔

۹۴۳- اسماعیل بن مختار

انہوں نے عطیہ عوفی سے اور ان سے ہناد بن سری نے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ معروف نہیں ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔

۹۴۴- اسماعیل بن خرق

یہ ابن داؤد بن خرق ہے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مفکر الحدیث“ ہے۔

۹۴۵- اسماعیل بن مسعدہ حلبی

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اپنی سنن کے علاوہ ابوتوبہ حلبی کے حوالے سے ان سے روایت نقل کی ہے۔

۹۴۶- اسماعیل بن مسلم (ت، ق) بصری، شم کلی المجاور، ابواسحاق

انہوں نے حسن، رجاہ بن حیرۃ، ابو طفیل اور ایک بڑی تعداد سے روایات نقل کی ہیں۔ ان سے علی بن مسہر، بخاری، انصاری اور دیگر

کئی لوگوں نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: یہ ابھرہ کے رہنے والے ہیں اور ”ضعیف“ ہیں بعد میں انہوں نے مکہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

امام احمد بن حنبلؒ اور امام نسائیؒ جو بیضا اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ”مکثر الحدیث“ ہے۔

امام نسائیؒ اور دیگر حضرات نے کہا کہنا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

شیخ فلاس فرماتے ہیں: یحییٰ اور عبد الرحمن نے ان کے حوالے سے احادیث روایت نہیں کی ہیں۔

ابن مدینی کہتے ہیں: میں نے یحییٰ کو سنان سے اسماعیل بن مسلم کی کے بارے میں دریافت کیا گیا: تو وہ بولے یہ ہمیشہ اختلاط کا

شکار رہا اس نے ایک ہی حدیث ہمیں تین صورتوں میں سنائی۔

وہ یہ بھی فرماتے ہیں اس نے ابن سیرین کے حوالے سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

”جو شخص ایک ہی سودے میں دو سودے کرے تو اس کے لیے کمتر حیثیت کا سودا ہو گا یا پھر سود ہو گا۔“

محمد بن عمارہ کہتے ہیں: جب ابن شہر مہ قاضی بنے تو اسماعیل نے انہیں خط لکھا کہ میں محتاج ہو گیا ہوں تو ابن شہر مہ نے انہیں جواب

دیا اور لکھا کہ آپ ہمارے پاس آئیں تو اسماعیل گئے۔

اسماعیل کہتے ہیں: جب میں کوفہ آیا تو ابن مقفع کی مجھ سے ملاقات ہوئی انہوں نے دریافت کیا تم اسماعیل ہو؟ میں نے جواب دیا:

میں اسماعیل ہوں۔

انہوں نے دریافت کیا تم اس عمر میں یہاں آئے ہو؟ میں نے جواب دیا: میں محتاج ہو گیا تھا تو میں نے ابن شہر مہ کو خط لکھا اس نے

مجھے جوابی خط میں لکھا کہ تم اپنے کمزور لوگوں کے ہمراہ ہم سے آ کر ملو۔

تو ابن مقفع بولے اللہ کی قسم! مجھے یہ اندیشہ ہے کہ آپ کم تر حیثیت کے مالک بن جائیں گے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ ایک غمی فرد ہیں اگر آپ عرب ہوتے تو ابن شہر مہ آپ کے شہر میں آپ کی خدمت میں تحائف پیش

کرتا۔

تین دن تک اپنی مرضی کے مالک ہیں کہ آپ وہاں نہ جائیں۔

میں نے کہا ٹھیک ہے پھر وہ مجھے لے کر اپنے گھر چلے گئے جب تیسرا دن آیا تو وہ سات ہزار سے کچھ کم درہم لے کر میرے پاس

آئے اور سکون کے ذریعے ان کی تعداد کو پورا کیا اور کہا یہ لے لو۔

اب اگر آپ چاہیں تو میرے پاس قیام کریں اگر آپ چاہیں تو ابن شہر مہ کے پاس تشریف لے جائیں اگر چاہیں تو واپس چلے

جائیں۔

تو میں نے کہا اللہ کی قسم! میں اس کے پاس نہیں جاؤں گا چنانچہ میں اپنے شہر واپس آ گیا۔

غیاث دوری اور دیگر حضرات نے یحییٰ بن معینؒ کا یہ قول نقل کیا ہے اسماعیل بن مسلم کی ”لیس شیء“ ہے۔

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں: حسن سے قرات کے بارے میں جو بھی روایت کیا گیا ہے وہ یا تو عمرو بن دینار جیسے راویوں کے

بارے میں نقل کیا گیا ہے جس میں ان کے حوالے سے منقول روایات سند کے ساتھ بیان کی گئی ہیں۔ اس نے حسن کے حوالے سے سرہ

سے منقول ہونے کے طور پر منکر روایات نقل کی ہیں۔

علی بن مدینی فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

سعدی فرماتے ہیں: یہ انتہائی واہی ہے۔

اسماعیل بن مسلم کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

لا يقتل الوالد بالولد، لا تقامر الحدود في المساجد

”اولاد کے بدلے میں والد کو قتل نہیں کیا جائے گا اور مسجد میں حدود قائم نہیں کی جائیں گی۔“

اسماعیل بن مسلم کی نقل کردہ ”منکر“ روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

اتقوا النار ولو بشق تمرة

”جہنم سے بچنے کی کوشش کرو خواہ نصف کھجور کے ذریعے ہو۔“

اسماعیل بن مسلم کی نقل کردہ منکر روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے منقول ہے۔

الذباب كله في النار الا النحل

”کبھی ساری کی ساری جہنم میں ہوگی سوائے شہد کے۔“

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسماعیل بن مسلم کی کثیت اور بیحد ہے اور اصل میں بصرہ سے تعلق رکھتا ہے یہ وہ اسماعیل بن

مسلم بصری نہیں ہے جو ابومتوکل کا شاگرد تھا کیوں کہ وہ ”ثقة“ ہے اور اسے ”عبدی“ کہا جاتا ہے۔

جہاں تک کسی کا تعلق ہے تو وہ فصیح لوگوں میں سے ایک تھا۔

ابن مبارک اور کعب نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن سعید قطان اور ابن مہدی نے اسے ”متروک“ قرار دیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ثلاثة تشتاق اليهم الجنة: علي، عمار، سلمان

”تین لوگ ایسے ہیں جن کی جنت مشتاق ہے۔ علی، عمار اور سلمان“

اس روایت کو اس راوی سے حسن بن صالح بن حمی نے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الوتر ثلاث كصلاة المغرب

”مغرب کی نماز کی طرح وتر بھی تین ہیں۔“

اس روایت کو اس سے ابو بکر کراوی نے نقل کیا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ان مثل اصحابي في امتي كالملح في الطعام
”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میرے اصحاب کی میری امت میں مثال اس طرح ہے جیسے کھانے میں نمک ہوتا
ہے۔“

۹۴۷- اسماعیل بن مسلم سکونی

یہ اسماعیل بن ابوزیاد ہے اور ابن عون کا شاگرد ہے اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ اور تہمت عائد کی گئی ہے۔
عقیلی نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کا اسم منسوب ”سکونی“ کی بجائے ”شکری“ نقل کیا ہے۔
ابن عون کہتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات ”منکر“ ہیں۔
امام وارثی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیا تھا۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں کتاب ”الاشعات“ میں اس نام کے کئی افراد کا ذکر ہے۔

۹۴۸- اسماعیل بن مسلم (م ہ س)، جلیلم العبدی

یہ اسماعیل بن مسلم نامی راویوں میں سے سب سے زیادہ جلیل القدر ہے۔ اس کا اسم منسوب عبدی ہے۔
یہ جزیرہ ”کیش“ کا قاضی تھا تا جزلوگ اس جزیرے کا یہی نام بیان کرتے ہیں۔
حالانکہ یہ جزیرہ قیس ہے یعنی قبیلہ
یہ ثقہ اور عالم فاضل شخص ہے

اس نے حسن اور ابو موسیٰ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اس کے حوالے سے یحییٰ بن سعید قطان، ابن مہدی اور بدل
بن مجمر نے روایات نقل کی ہیں اور دوسرا اسماعیل

۹۴۹- اسماعیل بن مسلم مخزومی

انہوں نے سعید بن جبیر اور ابو طفیل سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ”صدوق“ ہیں اور انہوں نے کم روایات نقل کی ہیں۔
ان سے کچھ اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۹۵۰- اسماعیل بن مسلم (ت) کوئی

یہ ہشیم کا استاد ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۹۵۱- اسماعیل بن مسلم بن ریسار

انہوں نے محمد بن کعب قرظی سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ”صدوق“ ہے۔

۹۵۲- اسماعیل بن مسلم دیلمی مدنی

ابن ابیوند یک کہتے ہیں: اسے ”ثقة“ قرار دیا گیا ہے۔

۹۵۳- اسماعیل بن مسلم (ت) طائی

انہوں نے اپنے والد سے اور ان سے ابو نعیم نے روایات نقل کی ہیں۔

۹۵۴- اسماعیل بن مسلمہ (ق) بن قعنب عقیلی،

یہ امام عبد اللہ ثقفی کا بھائی ہے۔ انہوں نے مصر میں پڑھاؤ اختیار کیا اور امام مالک رحمہ اللہ کو مگر اکابرین سے روایات نقل کی ہیں۔

مجھے اس کے بارے میں کسی حرج کا علم نہیں ہے۔ تاہم یہ اپنے بھائی کی مانند ”ثقة“ نہیں ہیں۔

مالک بن سیف کہتے ہیں: اسماعیل بن مسلمہ نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے ہمیں حدیث سنائی پھر انہوں نے ویسے کے کھانے کے بارے میں روایت نقل کی ہے اور اسے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا جس میں انہیں وہم ہوا۔ حالانکہ یہ روایت موطا میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے اپنے قول کے طور پر منقول ہے۔

۹۵۵- اسماعیل بن معلى

انہوں نے یوسف بن طہمان سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۹۵۶- اسماعیل بن علی ابو علقمہ

انہوں نے ابو عثمانیہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”معروف“ نہیں، اور اس کی نقل کردہ روایات موضوع ہے۔

۹۵۷- اسماعیل بن ابی معاویہ بن عبید اللہ الاشعری الرازی

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ”لیس بشیء“ ہے اور شراب پیا کرتا تھا۔

۹۵۸- اسماعیل بن معمر بن قیس

انہوں نے ایک فرد کے حوالے سے مجالد سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ”ثقة“ نہیں ہے اور اس کی نقل کردہ روایات مستحکم نہیں ہیں۔

۹۵۹- اسماعیل بن مہاجر کوفی

انہوں نے عبد الملک بن عیسر سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
یہ ابن ابراہیم ہے۔ جس کا ذکر گزر چکا ہے۔

۹۶۰- اسماعیل بن موسیٰ (د، ت، ق) فزاری کوفی،

یہ سدی کا نواسہ ہے۔

اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے شاگرد عمر بن شاکر سے اور اس کے علاوہ امام مالک شریک اور ایک گروہ سے روایت نقل کی ہیں۔
اس سے روایات نقل کرنے والوں میں امام ابو داؤد امام ترمذی امام ابن ماجہ ابو عمرو یہ ابن خزیمہ اور ایک بڑی مخلوق شامل ہے۔
ابو حاتم نے اس کی سدی کی طرف نسبت کے بارے میں دریافت کیا تو انہوں نے اس کا نواسہ ہونے سے انکار کیا ہے۔ اس کی اس کے ساتھ دور کی قرابت ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”صدوق“ ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں نے اسے منکر الحدیث قرار دیا ہے۔ یہ غالی شیعہ تھا۔

عبدان کہتے ہیں: جناد اور ابن ابی شیبہ نے ہم پر یہ اعتراض کیا کہ ہم اس کے پاس کیوں جا رہے ہیں؟ اور کہا ایسے فاسق سے استفادہ کرنے سے بچو جو اسلاف کو برا کہتا ہے۔

اس کی نقل کردہ منفرد روایات میں سے ایک یہ روایت ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من نسبی با سبی فلا یکنی بکنیتی

”جو شخص میرے نام کے مطابق نام رکھے وہ میری کنیت کے مطابق کنیت نہ رکھے۔“

شریک کے حوالے سے کچھ روایات نقل کرنے میں یہ منفرد ہے اور دو ”مرسل“ روایات کو اس نے امام مالک رحمہ اللہ کے حوالے سے ”موصول“ روایات کے طور پر نقل کیا ہے۔

ان کا انتقال 245 ہجری میں ہوا۔

۹۶۱- اسماعیل بن موسیٰ

انہوں نے علی بن یزید ذہلی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس نے ابن عیینہ کے حوالے سے ایک جھوٹی روایت نقل کی ہے اور ابن جوزی نے اس پر یہ الزام عائد کیا ہے کہ اس نے اس روایت کو گھڑا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا كان يوم القيامة وضع لى منبر طوله ثلاثون ميلا ثم يدعى بعلى، فيجلس حونه بمرقاة فيعلم الخلائق ان محمدا سيد المرسلين، ان عليا سيد المؤمنين فذكر الحديث
 ”جب قیامت کا دن ہوگا تو میرے لیے ایک منبر رکھا جائے گا جس کی لمبائی تیس میل ہوگی پھر علی کو بلایا جائے گا وہ اس سے ایک میٹر عری نیچے بیٹھے گا اور لوگوں کو اس بات کی تعلیم دے گا کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام رسولوں کے سردار ہیں اور حضرت علی تمام اہل ایمان کے سردار ہیں۔“

۹۶۲- اسماعیل بن موسیٰ انصاری

یزید بن حباب کا استاد ہے۔
 اور راوی ”مجهول“ ہے۔

۹۶۳- اسماعیل بن خثیم عامری

انہوں نے شہر بن حوشب سے روایات نقل کی ہیں۔
 امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔
 شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔
 امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔
 (امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس سے یونس بن بکیر ابو نعیم نے احادیث کا سماع کیا ہے۔)

۹۶۴- اسماعیل بن نوح قرشی

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے روایات نقل کی ہیں۔
 شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔ اس کی نقل کردہ روایت یہ ہے۔
 کائنی بعیسیٰ ابن مریم مع اصحاب الکھف بفتح الروحاء یلمیون،
 ”میں گویا اس وقت دیکھ رہا ہوں کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اصحاب کھف کے ہمراہ ”فی الروحاء“ کے مقام سے تبلیہ پڑھتے ہوئے گزر رہے ہیں۔“
 اسی وجہ سے علماء نے اس کی نقل کردہ روایات کو مستند قرار نہیں دیا۔

۹۶۵- اسماعیل بن ہشام

یہ تابعی ہے اس نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے۔
 یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۹۶۶- اسماعیل بن ہود واسطی

یہ ابن ابراہیم ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔
انہوں نے اسحاق الاذرق سے روایات نقل کی ہیں۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”قوی“ نہیں ہے۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ بھی عقیدے کا مالک تھا۔“

۹۶۷- اسماعیل بن یحییٰ بن عبید اللہ بن طلحہ بن عبد اللہ بن عبد الرحمن ابن ابوبکر صدیق، ابویحییٰ یحییٰ

انہوں نے ابوسنان شیبانی، ابن جریج، مسر سے جھوٹی روایات نقل کی ہیں۔
صالح بن محمد جزرة کہتے ہیں: ”یہ احادیث اپنی طرف سے بنالیا تھا۔“
شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ جھوٹ کے ارکان میں سے ایک ہے۔ اس کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔“
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔“

یخرج الدجال ومعہ سبعون الف حائل
”دجال نکلے گا اس کے ہمراہ ستر ہزار حائل ہے ہوں گے۔“

یہ روایت جھوٹی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
ابن عیینہ ابن مریم اصلیتہ امہ الی الکتاب، فقال له: اکتب بسم اللہ فقال له عینی: وما بسم اللہ؟
قال: لا ادری قال له عینی: بآء اللہ سین سناء اللہ میم مہکتہ
”عینی بن مریم طبعاً السلام کی والدہ نے انہیں استاد کے سپرد کیا، استاد نے ان سے کہا: تم بسم اللہ لکھو۔ انہوں نے استاد سے دریافت کیا: بسم اللہ کا مطلب کیا ہے؟ مجھے نہیں معلوم۔ حضرت عینی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا: ”ب“ سے مراد بہاؤ اللہ ”س“ سے مراد سناء اللہ اور ”میم“ سے مراد اس کی مملکت ہے۔“

ابو جاد نے اسی طرز پر تفسیر کی ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ باطل ہے اس کے بعد ابن عدی نے اس راوی کے حوالے سے 27 روایات نقل کی ہیں اور کہا ہے: اس نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں زیادہ تر جھوٹی ہیں۔“

شیخ ابویعلیٰ نیشاپوری، امام دارقطنی رحمہ اللہ اور امام حاکم رحمہ اللہ کا کہنا ہے: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

(امام زہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے ”مترکک“ ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔

اس راوی نے جو غیر مستند روایات میں سے ایک یہ ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کی ہے۔

من سمع يس عدلت له عشرين دينارا في سبيل الله، من قرأها عدلت له عشرين حجة، من كتبها وشربها ادخلت جوفه الف يقين والف نور والف بركة والف رحمة والف رزق، نزعته عنه كل غل وداء

”جو شخص سورہ یسین سنتا ہے تو اسے اللہ کی راہ میں 20 دینار خرچ کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جو شخص اس کی تلاوت کرتا ہے اُسے 20 مرتبہ حج کرنے کا ثواب ملتا ہے جو شخص اسے لکھ کر پنی لیتا ہے اُس کے پیٹ میں ایک ہزار یقین ایک ہزار نور ایک ہزار برکتیں ایک ہزار رحمتیں ایک ہزار رزق داخل ہو جاتے ہیں اور اس سے ہر ظاہری و باطنی بیماری دور ہو جاتی ہے۔“
اس روایت کو عباس بن اسماعیل رقی نے اس سے نقل کیا ہے۔

۹۶۸- اسماعیل بن یحییٰ (ق) شیبانی

انہوں نے عبد اللہ بن عمر عمری سے روایات نقل کی ہیں۔
یزید بن ہارون نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے حوالے سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔
ابن جوزی نے ابن حبان رحمہ اللہ کے حوالے سے اس کا ذکر کیا ہے، میں نے اس کا ذکر نہیں دیکھا۔
عقلی نے اس کا ذکر کرتے ہوئے: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی۔
اسے شعیری کہا جاتا ہے۔

۹۶۹- اسماعیل بن یحییٰ (د) معافری

انہوں نے سہل بن معاذ جہنی سے اور اس سے عبد اللہ بن سلیمان الطویل اور یحییٰ بن ایوب نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ”مجهول“ ہے۔

اس کی نقل کردہ عجیب و غریب روایات میں سے ایک روایت درج ذیل ہے: سہل اپنے والد کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

”من حمى مؤمنا من منافق بغيبه بعث الله ملكا يحصى لحيه يوم القيامة من النار“
”جو شخص کسی مومن کی غیر موجودگی میں کسی منافق کے سامنے اس کا دفاع کرے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک فرشتے کو بھیجے گا جو جہنم سے اس شخص کا دفاع کرے گا۔“

یہ روایت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے نقل کی ہے۔

۹۷۰- اسماعیل بن یحییٰ (ت) بن سلمہ بن کہیل

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے اپنے چچا سے اور ان سے ابراہیم نے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

۹۷۱- اسماعیل بن یعقوب تمیمی

انہوں نے ہشام بن عروہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابو حاتم رازی رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

اس کے حوالے سے ایک منکر روایت منقول ہے جو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔ خطیب بغدادی نے اس کا ذکر کیا ہے۔
(اور ایک قول کے مطابق: اس کے اور ہشام کے درمیان ایک اور راوی ہے)

۹۷۲- اسماعیل بن یعقوب الاسدی کوئی

انہوں نے شہر بن حوشب سے اور ان سے ابو نعیم نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ ازدی کا کہنا ہے کہ اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

۹۷۳- اسماعیل بن یعلیٰ، ابو امیہ ثقفی بصری

انہوں نے نافع، ہشام بن عروہ سے اور ان سے زید بن حباب اور شعبان نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: یہ ضعیف ہے، اس کی نقل کردہ احادیث کی کوئی (استنادی) حیثیت نہیں ہے۔

دوسرے قول کے مطابق: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔

امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ اور امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

شعبہ نے اس کا ساتھ دیا ہے اور کہا ہے: اس کے حوالے سے احادیث تحریر کر لو کیوں کہ یہ معزز آدمی ہے۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں سکوت اختیار کیا ہے۔

ابن عدی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ انہوں نے اس کے حوالے سے 10 سے کچھ زیادہ روایات نقل کی ہیں جو معروف ہیں، لیکن ان کی

سند ”منکر“ ہے۔

اس کے اساتذہ میں سعید مقبری بھی شامل ہیں، جب کہ داہر بن نوح نے بھی اس کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں۔

۹۷۴- اسماعیل بن یوسف

یہ راوی ”مجہول“ ہے۔

۹۷۵- اسماعیل بن ام ورم

انہوں نے مجاہد سے روایات نقل کی ہیں۔

ازدی نے اسے ”لیثین“ قرار دیا ہے۔

۹۷۶- اسماعیل (س)

یہ عبداللہ بن عمرو کا غلام ہے اور معروف نہیں، ان سے روایت نقل کرنے میں ابراہیم ابن مہاجر منفرد ہیں۔

۹۷۷- اسماعیل حناط

انہوں نے اعمش سے روایات نقل کی ہیں اور ”منکر الحدیث“ ہے۔

بظاہر یہ لگتا ہے یہ ابان نامی راوی ہے جس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

۹۷۸- اسماعیل شمسی

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۹۷۹- اسماعیل

امام بخاری بوسیدہ بن مغیرہ سے روایت کیا ہے۔ یہ خیال میں یہ ابن خرق ہے۔

یہ مدنی ہے، اور ”منکر الحدیث“ ہے۔ اس کی حدیث کوئیوں میں ہے۔

۹۸۰- اسماعیل اسلمی (ق)

انہوں نے ابو حازم اسمعیلی سے اور ان سے ابن فضیل نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن ماجہ کو وہ ہم ہوا ہے کہ وہ راوی ابو اسماعیل ہے۔ اس کی نقل کردہ روایت کتاب الفتن میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے منقول ہے۔

لا تذهب الدنيا حتى يمر الرجل على القبر فيتمتع عليه، يقول يا ليتني كنت مكان صاحبه
”دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک وہ وقت نہیں آئے گا کہ کوئی شخص قبر کے پاس سے گزر کر اس کی مٹی میں لوٹ
پوٹ ہو کر یہ کہے گا: اے کاش! اس قبر والے کی جگہ میں (اس قبر میں ہوتا)۔“

۹۸۱- اسماء بن حکم فزاری

انہوں نے حضرت غنی رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کی نقل کردہ اس روایت کو ”منکر“ قرار دیا ہے۔

كنت اذا حدثني رجل استحلقتة

”جب کوئی شخص مجھے کوئی حدیث بیان کرتا تو میں اس سے حلف لیتا تھا۔“

اس روایت کو نقل کرنے میں عثمان بن مغیرہ نامی راوی منفرد ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث ”حسن“ ہے۔

یہ روایت اس راوی کے حوالے سے علی بن ربیعہ شعبہ، سفیان، زائدہ، مسعر، ابو عوالمیہ نے نقل کی ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اسامی راوی کو ثقہ قرار دیا گیا ہے اس کے حوالے سے یہی ایک روایت منقول

ہے۔

الأسود

﴿اسود نامی راویوں کا تذکرہ﴾

۹۸۲۔ الاسود بن ثعلبہ

اس نے حضرت عبادہ بن صامت رحمہ اللہ سے یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو قرآن کی تعلیم دی تو اس شخص نے انہیں تحفے کے طور پر کمان دی۔

یہ راوی ”معروف“ نہیں، یہ علی بن مدینی کا قول ہے۔

اس حدیث کا مدار مغیرہ بن زیاد موصلی پر ہے۔ جس نے عبادہ بن نسی کے حوالے سے اسود سے یہ روایت نقل کی ہے۔

۹۸۳۔ اسود بن خلف حرائی

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند محل نظر ہے۔

۹۸۴۔ اسود بن عبد اللہ بن حاجب بن عامر بن منشق عقیلی (و)۔

انہوں نے اپنے والد اور اپنے والد کے چچا زاد عاصم بن قتیبہ سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے صاحبزادے دہلم کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔

اس کے حوالے سے ایک ہی روایت منقول ہے۔

۹۸۵۔ الاسود بن عبد الرحمن العدوی

انہوں نے ہسان بن کاہن سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کی وہ روایت معتبر ہے جو حسن بن دینار نے ان سے نقل نہ کی ہو۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں یہ بات لکھی ہے۔

۹۸۶۔ اسود بن عمران سکری

محدث ابراہیم صریفی کہتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔ یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقلہ“ قرار دیا

۴۰

۹۸۷- اسود بن مسعود

انہوں نے حظلہ سے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے
 ان سے عوام بن حوشب نے روایات نقل کی ہیں۔
 ابن حبان بخلفیہ نے اپنی تاریخ میں اس کا ذکر کیا ہے۔

اسید

﴿اسید نامی راویوں کا تذکرہ﴾

۹۸۸- اسید بن زید (خ) الجہال، ابو محمد کوفی

یہ صالح بن علی ہاشمی الامیر کا غلام ہے۔
 انہوں نے حسن بن صالح، شریک اور ان کے طبقے کے افراد سے اور ان سے امام بخاری رحمہ اللہ نے ایک مقرون روایت نقل کی ہے۔ اس کے علاوہ ابن وارقہ، اسماعیل بن سوید نے ان سے روایات نقل کی ہیں۔
 یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے اسے جھوٹا قرار دیا ہے۔
 امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔
 شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے اکثر کی متابعت نہیں کی گئی۔
 امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں سے منکر روایات نقل کی ہیں اور یہ حدیث میں سرقت کیا کرتا تھا۔
 عباس دوری یحییٰ کا یہ قول نقل کرتے ہیں: میں کرخ میں اسے ملنے گیا اس نے دارالخدا میں پڑاؤ کیا۔ پہلے میں اسے کہنے لگا: اے کذاب! لیکن پھر میں ان فدائین کے حملے سے ڈر گیا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عاتکہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان من الشعر حکمة

”بعض اشعار حکمت ہوتے ہیں“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

الدعاء لا یورد بین الاذان والاقامة

”اذان اور اقامت کے درمیان کی جانے والی دعا مسترد نہیں ہوتی۔“

ان روایات کو نقل کرنے میں اسید نامی راوی منفرد ہے۔

اس راوی کی نقل کردہ منفرد روایات میں ایک یہ روایت بھی ہے۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے جو اس روایت کی مانند ہے جسے حسن نے حضرت سرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نقل کیا ہے۔

من اغتسل يوم الجمعة فيها ونعت

”جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے تو یہ کافی ہے اور اچھا ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا يحب ثقيفا الا كافرا، لا يحب الانصار الا مؤمنا

”قبیلہ ثقیف سے صرف کافر ہی محبت رکھے گا اور انصار سے صرف مؤمن ہی محبت رکھے گا۔“

اس لیے اس میں ابواسراہیل نامی راوی ہے جو احادیث ایجاد کرتا ہے۔

اس راوی کی نقل کردہ منفرد روایات میں ایک یہ روایت بھی ہے۔ جسے اس راوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نقل کی ہے:

كان لنعل النبي صلى الله عليه وسلم قبالة

”نبی اکرم ﷺ کے جوتے کے دو تسمے تھے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ارسل النبي صلى الله عليه وسلم يسأل يهوديا الى المصرة، فقال: وای مصرة له وهو لا زرع له ولا

ضرع له فبلغ ذلك النبي صلى الله عليه وسلم فقال: واللّٰه اها انه لو اعطانا لوجد ماله، فلان ينبس

الرجل من انواع شر له من ان يستدين ما ليس عنده قضاؤه

”نبی اکرم ﷺ نے ایک یہودی کو پیغام بھجوایا کہ جب ہمارے پاس رقم آئے گی تو ہم تمہیں ادائیگی کر دیں گے۔ (تم ہمیں

فلاں چیز ادھار دے دو) وہ بولا: ان کے پاس کہاں سے رقم آئے گی جب کہ نہ ان کی کھیتی باڑی ہے نہ مال مویشی ہے۔

جب اس بات کی اطلاع نبی اکرم ﷺ کو ملی تو آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! اگر وہ ہمیں (ادھار) دے دیتا تو وہ اپنا مال

(واپس) پالیتا۔ آدمی مختلف طرح کی چیزیں پکین لے لے یا اس کے لیے اس سے زیادہ بہتر ہے کہ وہ قرض لے لے جسے ادا کرنے کا

(آئندہ) امکان نہ ہو۔“

اسید کا انتقال 220 ہجری سے پہلے ہوا۔

۹۸۹- اسید بن صفوان

انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔

عبد الملک بن عمیر کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔

۹۹۰- اسید بن طارق

انہوں نے اپنی والدہ کے حوالے سے عمرہ بنت عبد الرحمن سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۹۹۱- اسید بن متشمس

یہ الاحنف بن قیس کے چچا زاد ہیں۔
انہوں نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے اور ان سے حسن، مہلب بن ابی صفرہ نے روایات نقل کی ہیں۔
ان کا محل ”صدق“ ہے۔
ابن عدی کہتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

۹۹۲- اسید بن یزید

یہ بصرہ کے رہنے والے عمرہ سیدہ شخص ہیں۔
انہوں نے اسماعیل بن ابی خالد سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے ”منکر“ روایات منقول ہیں۔
ان میں سے ایک روایت درج ذیل ہے: جو اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے:
”اذا قطعت يد السارق وقعت في النار، فان تاب استلها، ان لم يتب تبعها“
”جب چور کا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو وہ جہنم میں گرتا ہے۔ اگر وہ چور توبہ کر لے تو وہ خود بیچ جائے گا، لیکن اگر وہ توبہ نہیں کرتا تو خود بھی اس ہاتھ کے پیچھے جائے گا۔“
یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

۹۹۳- الاشج، ابوالد نیا مغربی

یہ جمولے راویوں میں سے ایک ہے، جس کا ذکر کنیت سے متعلق باب میں آئے گا۔

۹۹۴- اشرس بن ابی الحسن زریات بصری

انہوں نے یزید رقاشی سے اور ان سے ابوبکر بن عیاش، معتمر نے روایات نقل کی ہیں۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کرتے ہوئے اس سے منقول ”منکر“ روایات ذکر کی ہیں۔
ان میں سے ایک روایت درج ذیل ہے: جو اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے:

من لم يؤمن بالقدر خيبره وشربه فانا منه بريء

”جو شخص پہلی یا بری تقدیر پر ایمان نہیں رکھتا میں اس سے بری الذمہ ہوں۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے 10 سے کم روایات منقول ہیں۔ میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا ذکر کرنے میں ابن عدی منفرد ہے۔ ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ ”شعبہ“

راویوں میں کیا ہے کیوں کہ ابن مبارک نے اس سے احادیث روایت کی ہیں۔

۹۹۵۔ اشعب بن جبیر الطامع

انہوں نے عبد اللہ بن جعفر، سالم سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ مدنی ہے، اور ابن ام حمیدہ کے نام سے معروف ہے۔ اس سے نادر روایات

منقول ہیں اور اس کی نقل کردہ روایات کم ہیں۔

اس سے معدی بن سلیمان، ابو عاصم، حمیدہ نے احادیث نقل کی ہیں۔

اس کا انتقال 154 ہجری میں ہوا۔ تاریخ دمشق اور تاریخ بغداد میں اس کے حالات موجود ہیں۔ ایک قول کے مطابق اس کا نام

شعیب اور کنیت ابو العلام اور ابو اسحاق ہے جبکہ دوسرے قول کے مطابق: یہ ابن ام حمیدہ ہے۔ اس نے لمی عمر پائی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ

کے عہد خلافت میں پیدا ہوا۔

خطیب بغدادی فرماتے ہیں: یہ واقعی کاموں ہے۔ حاکم کہتے ہیں: یہ خلیفہ مہدی کے زمانے میں بغداد آیا تھا۔

جعفر بن سلیمان کہتے ہیں: یہ منصور کے عہد حکومت میں بغداد آیا تھا۔ بنو ہاشم کے نوجوان اس کے ہاں آتے جاتے اور یہ انہیں گانا

سکھایا کرتا تھا۔ اس کا حلقہ اسی حالت میں رہا۔ اس نے معبد سے گانا سکھایا تھا۔ ایک قول کے مطابق اس کے باپ کا نام جبیر ہے۔ ایک

قول یہ ہے: کہ اشعب بن جبیر کوئی دوسرا شخص ہے۔

اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیس حتی رمی جمرۃ العقبة

”نبی اکرم ﷺ جمرہ عقبہ کی رمی کرنے تک تلبیہ پڑھتے رہے۔“

اشعب کہتے ہیں: سالم بن عبد اللہ نے مجھے حدیث سنائی اور وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مجھے ناپسند کرتے تھے۔ ان سے کہا گیا:

آپ اسے اپنے پاس سے اٹھا دیں تو وہ بولے: حق کے پڑاؤ کی کوئی مخصوص جگہ نہیں ہوتی۔

اشعب کہتے ہیں: میں قاسم بن محمد کی خدمت میں حاضر ہوا وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے مجھے ناپسند کرتے تھے اور میں اللہ تعالیٰ کی

رضا کے لیے ان سے محبت کرتا تھا (میں ان کے گھر میں دانش ہوا تو وہ بولے:) تمہیں اندر کس نے آنے دیا ہے، نکل جاؤ۔ میں نے کہا:

میں آپ کو اللہ کا واسطہ دے کر یہ درخواست کرتا ہوں کہ آپ مجھے ان گوردوں کا ایک خوشہ دے دیں۔ تو انہوں نے ایسا ہی کیا۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

خَلْتَان لَا يَجْتَمِعَانِ فِي مُؤْمِنٍ
”مومن میں دو عادات اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔“

اس کے بعد یہ کافی دیر خاموش رہے۔ لوگوں نے دریافت کیا: وہ دونوں کون سی ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: ایک عکرمہ بھول گئے تھے اور دوسری میں بھول گیا ہوں۔

یہ روایت بھی منقول ہے کہ ایک مرتبہ یہ سالم کے ساتھ بیٹھے کھجوریں کھا رہے تھے۔ انہوں نے دو کھجوریں ایک ساتھ کھانا شروع کیں تو سالم بولے:

اِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ نَهَى عَنِ الْقِرَانِ
”نبی اکرم ﷺ نے دو کھجوریں ایک ساتھ کھانے سے منع کیا ہے۔“

تو اشعب نے کہا: آپ خاموش رہیں۔ اللہ کی قسم! اگر نبی اکرم ﷺ یہ غیر معیاری کھجوری ملاحظہ فرمالیے تو آپ انہیں مضحک بھر بھر کے کھانے کی بھی اجازت دے دیتے۔

زیر کتبہ ہیں: اشعب نے ایک خاتون کے ساتھ شادی کی۔ ان سے اس بارے میں بات کی گئی تو وہ بولے:

اَبْغَوْنِي اَمْرًا اَتَجَشَّأُ فِي وَجْهِهَا فَتَشْبَعُ، تَاْكُلُ فَتُحْذِرُ اَدَّةَ فَتُتْبَعُ

انہوں نے میرے لیے ایسی عورت تلاش کی کہ جب میں اس کے منہ میں ڈکار لیتا ہوں تو وہ میری ہو جاتی ہے اور اگر ٹنڈی کی ران کھالے تو بد بھنسی ہو جاتی ہے۔

احمد بن ابراہیم کہتے ہیں: ایک مرتبہ اشعب کو ایک دینار ملا انہیں یہ اچھا نہیں لگا کہ وہ حرام طور پر اسے کھائیں اور ان کا یہ بھی جی نہیں چاہ رہا تھا کہ وہ اس کا اعلان کریں تو انہوں نے اس کے ذریعے ایک چادر خریدی اور اس کا اعلان کروادیا۔

واقفی کہتے ہیں: میری اشعب سے ملاقات ہوئی انہوں نے مجھ سے کہا: اے ابن واقد! مجھے ایک دینار ملا ہے میں اس کا کیا کروں؟ میں نے کہا: آپ اس کا اعلان کریں۔ تو وہ بولے: سبحان اللہ! تم اپنے علم کے حوالے سے دھوکے کا شکار ہو۔ میں نے کہا: اے ابوالعلاء! پھر آپ کی کیا رائے ہے؟ وہ بولے: میں اس کی قمیص خریدوں گا اور اس کا اعلان کرواؤں گا۔ میں نے کہا: پھر تو اس کی شناخت نہیں ہو سکی۔ تو وہ بولے: میں بھی یہی چاہتا ہوں۔

ابو یثیم بن عدی کہتے ہیں: سیدہ فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما کا غلام اشعب نے ایک شخص سے یہ کہا کہ تم میرے لیے مرغی بھون دو (یا گرم کرو)۔ پھر وہ اسے واپس لے کر گیا اور اسے گرم کیا (اور بولا) اس شخص کی مرغی جہنم میں فرعون کے ماننے والوں کی مانند ہے جنہیں صبح و شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے تو میں نے اس شخص کی اس بات پر اسے ایک سو مرتبہ مارا اور ایک سو دینار بہہ کیے۔

ابوداؤد بخاری صمعی کے حوالے سے اشعب کا یہ قول نقل کرتے ہیں میں سالم کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ بولے ہمارے لیے ہر یہ

لے کر آؤ میں نے اس وقت روزہ رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے یہ کہا کہ تم بیٹھ کر کھاؤ۔ اشعب کہتے ہیں: میں نے سیر ہو کر اسے کھایا۔ وہ بولے اطمینان سے کام لو جو باقی بچے گا تم اپنے ساتھ لے جانا جب میں واپس آیا تو میری بیوی بولی: اے نخواست مارے! عبداللہ بن عمرو نے تمہیں طلب کرنے کے لیے پیغام بھجوایا ہے تو میں نے یہ کہہ دیا ہے کہ تم بیمار ہو۔ اشعب نے کہا تم نے اچھا کیا ہے پھر اشعب حمام چلا گیا وہاں اس نے اچھی طرح تیل اور زرد رنگ لگا یا وہ کہتا ہے میں نے اپنے سر پر اپنی باندھ لی اور ایک لالھی لی جس پر میں ٹیک لگا کر چل رہا تھا پھر میں عبداللہ بن عمرو کے پاس آیا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا تم اشعب ہو۔ میں نے جواب دیا: جی ہاں! میں آپ پر خدا ہو جاؤں میں تو مسلسل دو مہینے سے سویا نہیں ہوں۔ اشعب کہتے ہیں: اس وقت سالم اس کے پاس موجود تھے۔ مجھے اس بات کا پتہ نہیں تھا۔ وہ بولے: اے اشعب! تمہارا ستیاناس ہو وہ غصے میں آئے اور وہاں سے چلے گئے تو ابن عثمان نے کہا میرے ماموں جناب سالم کسی وجہ سے ہی غصے میں آئے ہیں تو میں نے (اپنی غلطی کا) اعتراف کیا۔ میں نے کہا وہ اس بات پر غصے ہوئے ہیں کہ میں نے آج صبح ان کے ہاں ہریرہ کھایا ہے تو عبداللہ بن عمرو اور اس کے پاس بیٹھے ہوئے لوگ ہنس پڑے اور انہوں نے مجھے ہبہ کے طور پر (مال و دولت) دیا۔ میں وہاں سے نکل کر سالم کے پاس آیا تو وہ بولے اے اشعب کیا تم نے میرے ہاں ہریرہ نہیں کھایا تو میں نے جواب دیا: جی ہاں۔ میں آپ پر خدا ہو جاؤں تو سالم بولے: اللہ کی قسم! تم نے مجھے شک میں مبتلا کر دیا تھا۔

اصمعی کہتے ہیں: ایک مرتبہ اشعب کہیں جا رہے تھے۔ راستے میں کچھ بچوں نے ان کے ساتھ مذاق کیا تو اشعب بولے: تم لوگوں کا ستیاناس ہو سالم کھو ریں تقسیم کر رہے ہیں تو وہ لڑکے تیزی سے دوڑتے ان کی طرف چلے گئے۔ ان کے ساتھ اشعب بھی آئے اور بولے: مجھے کیا پتہ شاید یہ بات سچ ہی ہو۔

ابو عاصم ثعلبی بیان کرتے ہیں: ایک مرتبہ اشعب نوکریاں بنانے والے ایک شخص کے پاس سے گزرے تو بولے: اسے ذرا بیڑی بنانا اس نے دریافت کیا: اے اشعب وہ کیوں؟ تو اشعب بولے: ہو سکتا ہے کہ اس میں کوئی چیز قحطی کے طور پر دی جائے (تو وہ زیادہ آ جائے گی)۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے تاہم اس میں یہ الفاظ ہیں کہ وہ شخص کوئی تھاں بنا رہا تھا۔

ابو عاصم کہتے ہیں: اشعب سے کہا گیا آپ کس حد تک لالچی ہیں تو وہ بولے: شہر میں جس بھی عورت کی شادی ہوتی ہے میں یہ سوچتا ہوں کہ کاش وہ لوگ اسے لے کر میرے پاس آجائیں۔ (یعنی اس کی رخصتی میرے ہاں ہو)۔

یہی روایت ایک اور سند کے ہمراہ منقول ہے۔ تاہم اس میں یہ الفاظ زائد ہیں: تو میں اپنے گھر میں جھاڑو دے دیتا ہوں۔

عمرو بن ابو عاصم اپنے والد کا یہ بیان نقل کرتے ہیں: ایک مرتبہ میں کہیں جا رہا تھا میں نے توجہ کی تو اشعب میرے پیچھے آ رہے تھے۔ میں نے دریافت کیا: آپ کو کیا کام ہے تو وہ بولے: میں نے دیکھا کہ آپ کی ٹوپی ایک طرف ڈھلکی ہوئی ہے تو میں نے سوچا ہو سکتا ہے یہ گر جائے تو میں اسے حاصل کر لوں گا۔ ابو عاصم کہتے ہیں: میں نے وہ ٹوپی اتار دے دی۔

اشعب کہتے ہیں: اگر میں کسی جنازے میں شریک ہوتا اور اس میں دو آدمیوں کا آپس میں سرگوشی میں کوئی بات کرتے ہوئے دیکھتا تو یہی سوچتا تھا کہ شاید میت نے میرے لیے کسی بات کی وصیت کی ہوگی۔

ایک اور صاحب نے اشعب کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ایک مرتبہ ایک لڑکی میرے پاس ایک دینار لے کر آئی اور وہ اس نے ودیعت کے طور پر مجھے دیا۔ میں نے وہ دینار مصلے کے نیچے رکھ لیا۔ پھر وہ لڑکی مجھ سے وہ دینار لینے کے لیے آئی تو میں نے کہا: اسے (مصلے کے نیچے سے) اٹھا کر لے جاؤ، کیوں کہ اس کے ہاں بچہ ہوا ہے تم اس دینار کے بچے کو لے لو اور اس دینار کو ایسے ہی رہنے دو۔ میں نے پہنے ہی اس دینار کے ساتھ ایک درہم رکھ دیا تھا۔ اس لڑکی نے وہ درہم لے لیا۔ ایک ہفتے کے بعد وہ دوبارہ آئی تو اسے اس کا دینار نظر نہیں آیا تو وہ چیخ پڑی میں نے کہا اس دینار کا نفاس کے دوران انتقال ہو گیا۔

یہ بات بیان کی گئی ہے اشعب کا انتقال 154 ہجری میں ہوا۔ اس راویت کو درست تسلیم کر لیا جائے۔ ویسے میں اس کو درست نہیں سمجھتا کہ اشعب کی پیدائش حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ہوئی تھی تو پھر اس حساب سے ان کی عمر 120 سال بنتی ہے۔

اشعث

اشعث نامی راویوں کا تذکرہ

۹۹۲- اشعث بن براز جعفی

انہوں نے حسن اور ثابت سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ جعفی بن معین رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”مترکک الحدیث“ ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”متکثر الحدیث“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: تعوذوا بالله من ثلاث: من الفواق: (من) إهماء السوء، من أحسن لم يشكر، وإن أسأت لم يعف، من جار السوء، من راق حسنا ستره وإن راق سبجا أذاعه، من امرأة السوء التي إذا غبت عنها خالفت وإن دخلت عليها لمستك.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین لوگوں سے اللہ کی پناہ مانگو، کیوں کہ یہی لوگ شک دست ہیں۔ برے حکمران سے کہ اگر تم اس کے ساتھ اچھائی کرو تو وہ شکر گزار نہ ہو اور اگر تم برائی کرو تو وہ تمہیں معاف نہ کرے۔ برے پڑوسی کہ اگر وہ کوئی اچھی بات دیکھے تو اس کا پردہ رکھے اور کوئی بری بات دیکھے تو اسے پھیلا دے اور بری عورت سے کہ جب تم اس کے پاس موجود نہ ہو تو وہ تمہارے ساتھ خیانت کرے اور اگر تم اس کے پاس جاؤ تو وہ تم پر غالب آ جائے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حسن بصری سے یہ روایت نقل کی ہے۔

نهی رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يستحلف منه بطلاق أو عتاق

”نبی اکرم ﷺ نے اس بات سے منع کیا ہے کہ کوئی مسلمان طلاق دینے یا غلام آزاد کرنے کی قسم اٹھائے۔“
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
 اذا حدثتم عنی بحديث يوافق الحق فخذوا به، حدثت به اولم احدث
 ”جب تمہارے سامنے میرے حوالے سے کوئی ایسی حدیث بیان کی جائے جو حقیقت کے مطابق ہو تو تم اسے حاصل کر لو
 خواہ میں نے وہ بیان کی ہو یا میں نے وہ بیان نہ کی ہو۔“
 یہ روایت انتہائی ”مکثر“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
 اسبق الموضوع يا انس يزددني عمرك
 ”اے انس! اچھی طرح وضو کرو یہ چیز تمہاری عمر میں اضافے کا باعث بنے گی۔“

۹۹۷- اشعث بن سعید (ت، ق)، ابوالربیع سمان بصری،

انہوں نے عمرو بن دینار، ہشام بن عروہ اور ایک بڑی تعداد سے اور ان سے ابو نعیم، شیبان، اسد السنہ نے روایات نقل کی ہیں۔
 امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ حدیث نقل کرنے میں اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے اور یہ زیادہ ”مستند“ نہیں ہے۔
 یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”میس بشی“ ہے۔
 امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔
 امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔
 عباس نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: ”ضعیف“ ہیں۔
 ہشیم کہتے ہیں: یہ جھوٹ بولتا تھا (یا جھوٹی روایات نقل کرتا تھا)۔
 امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محدثین کے نزدیک ”حافظ“ نہیں ہے۔
 وکیع نے اس سے احادیث کا سماع کیا ہے اور یہ راوی ”متروک“ نہیں ہے۔
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

نبات الشعر في الانف امان من الجذام

”ناک میں بال کا آگ جانا جذام سے محفوظ کر دیتا ہے۔“

امام بغوی کہتے ہیں: یہ روایت جھوٹی ہے اور ابوربیع کے علاوہ کسی ضعیف راویوں نے اسے نقل کیا۔
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان الله يحب المؤمن المحترف

”بے شک اللہ تعالیٰ ایسے مومن کو پسند کرتا ہے جو حرفت (یعنی کسی پیشے کو) جانتا ہو۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افاض من عرفات وهو يقول:

اليك تعدو قنقا وضمنها محالف دين النصارى دينها

نبی اکرم ﷺ جب عرفات سے روانہ ہوئے تو آپ یہ شعر پڑھ رہے تھے:

”تیری طرف وہ شخص روانہ ہوا ہے جو انتہائی پھر تپلا ہے اور اس کا دین عیسائیوں کے دین کے خلاف ہے۔“

۹۹۸۔ اشعث بن سوار (م، ت، س، ق) کو فی

اس کا اسم منسوب ”کندی“ بخاری تو ابھی اور افریق ہے ”یہ توایت کا مالک (یا مصنف) ہے۔ یہ بصرہ کا قاضی تھا اور ثقیف قبیلے کا غلام

ہے۔ اس کے سامنے کے دانت ٹوٹے ہوئے تھے اور اہواز کا قاضی رہا ہے۔

اس کے حوالے سے وہ روایات منقول ہیں جو اس نے امام شعبی حسن بصری اور ان کے طبقہ کے افراد سے نقل کی ہیں۔

انہوں نے شعبہ، معمر، یزید بن ہارون اور ایک مخلوق سے روایات نقل کی ہیں۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے تابع کے طور پر ایک روایت نقل کی ہے انہوں نے اپنے مشائخ میں سے اشعث کی عظمت

کے پیش نظر اس کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

ابو اسحاق سمعی، ثوری کہتے ہیں: یہ بحالد کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں: یہ میرے نزدیک ابن اسحاق سے کم مرتبے کا ہے۔

امام ابو زرہ رازی فرماتے ہیں: ”لین“ ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: ”ضعیف“ ہے۔

عباس دوری نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: ”ضعیف“ ہیں۔

ابن دورق نے یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کا یہ قول نقل کیا ہے: اشعث بن سوار کو فی ”ثقیف“ ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محمد بن سالم سے بہتر ہے۔

ابن ثقی کہتے ہیں میں نے یحییٰ اور عبدالرحمن کو اشعث بن سوار کے حوالے سے کوئی روایت نقل کرتے ہوئے نہیں سنا۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بکثرت غلطیاں کرتا تھا اور وہ کم کا شمار ہو جاتا تھا۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”ضعیف“ ہے۔

عبدالرحیم بن سلیمان نے اشعث سے نافع کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المهاجرين ان يصبغوا ثيابهم بالورد والزعفران عند

الاحرام

”نبی اکرم ﷺ نے مہاجرین کو اس بات سے منع کر دیا تھا کہ وہ احرام باندھنے کے وقت اپنے کپڑوں کو ورس یا زعفران کے

ذریعے رنگیں۔“

یہ روایت غلط ہے کیوں کہ نبی اکرم ﷺ نے انصار کو چھوڑ کر بطور خاص مہاجرین کو کوئی حکم نہیں دیا تھا۔ اور آپ نے احرام باندھنے والے شخص کے لیے اس بات کو حرام قرار دیا ہے کہ وہ کوئی ایسا کپڑا پہنے جو درس یا زعفران کے ذریعے رنگا ہوا ہو۔

ابوہام کہتے ہیں: اشعث بن سوار "ابوہاز" کا قاضی تھا۔ اس نے ان لوگوں کو نماز پڑھائی تو سورہ نجم کی تلاوت کی اس کے پیچھے موجود لوگ سجدے میں چلے گئے لیکن وہ سجدے میں نہیں گیا (یعنی اس نے سجدہ تلاوت نہیں کیا) پھر اس نے انہیں ایک مرتبہ نماز پڑھاتے ہوئے سورہ انشقاق کی تلاوت کی تو اس نے سجدہ تلاوت کیا لیکن ان لوگوں نے سجدہ تلاوت نہیں کیا۔

اشعث بن سوار نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے ہم لوگ خواتین کی طرف سے تلبیہ پڑھا کرتے تھے اور بچوں کی طرف سے شیطان کو نکلیاں مار دیا کرتے تھے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے اشعث بن سوار کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے: طلاق کے بارے میں خواتین کی لیے سنت (کا حکم یہ ہے) کہ وہ عدت بسر کریں۔

ایک اور سند کے ساتھ اس راوی کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کا یہ قول منقول ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من مات وعليه صيام شهر فليطعم عنه مكان كل يوم مسكينا

”نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: جو شخص فوت ہو جائے اور اس کے ذمے ایک مہینے کے روزے ہوں تو ہر ایک دن کے عوض میں ایک مسکین کو اس کی طرف سے کھانا کھلادیا جائے۔“

صحیح یہ ہے کہ یہ روایت ”موقوف“ ہے۔

یہ روایت ہمیں عالی سند کے ساتھ موصول ہوئی ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے اسے محمد بن یحییٰ کے حوالے سے حقیقہ سے نقل کیا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے اشعث کے حوالے سے ایسے کسی متن کا پتہ نہیں ہے جسے منکر قرار دیا جائے البتہ وہ اسناد بیان کرتے ہوئے غلطی کا شکار ہو جاتا تھا اور مختلف سند بیان کرتا تھا۔

شیخ فلاس فرماتے ہیں: ان کا انتقال 136 ہجری میں ہوا۔

۹۹۹- اشعث بن شعیبہ (د)

انہوں نے ارطاة بن المنذر اور ایک جماعت سے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو زرعہ رازی اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ”لین“ ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے اسے قوی قرار دیا ہے۔

یہ خراسان کا رہنے والا تھا۔ اس نے بعد میں ”مغز“ میں رہائش اختیار کی۔

ان سے عبد الوہاب بن نجدة، احمد بن السرح اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۰۰- اشعث بن ظریق

انہوں نے مرۃ الطیب سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کی نقل کردہ روایت مستند نہیں ہے۔ یہ ازدی کا قول نے کہی ہے۔

پھر انہوں نے اس کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے وہ بیان کرتے ہیں:

قال: نعى رسول الله صلى الله عليه وسلم نفسه قبل موته بشهر الحديث

”نبی اکرم ﷺ نے اپنے وصال سے ایک مہینہ پہلے ہی اپنے انتقال کی خبر دے دی تھی۔“

پھر میں نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت پڑھی۔

نعى نبينا وحبيبنا نفسه الحديث

”ہمارے نبی اور ہمارے حبیب نے اپنے وصال کی اطلاع دے دی تھی۔“

۱۰۰۱- (صح) اشعث بن عبداللہ (عم) بن جابر الحدانی بصری الاغمی، ابو عبداللہ

انہوں نے انس، حسن اور ابن سیرین سے اور ان سے اس کے پوتے نصر بن علی جہضمی الکبیر، معمر، شعبہ، یحییٰ تظان اور انصاری نے روایات نقل کی ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”فقہ“ قرار دیا ہے۔

عبدالغنی ازدی کہتے ہیں: اس کے نام (یہ ذکر کیے جاتے ہیں) اشعث بن جابر، اشعث بن عبداللہ، اشعث الاغمی، اشعث ازدی، اشعث الجملی۔

عقلمی نے اس کا تذکرہ کتاب ”الضعفاء“ میں کیا ہے اور یہ کہا ہے: اس کی نقل کردہ روایات میں وہم پایا جاتا ہے اور اسحاق نے اپنی سند کے ساتھ اشعث کے حوالے سے حضرت عبداللہ بن معقل رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا يبولن أحدكم في مستحبته ثم يعوضاً فيه فان عامة الوسواس منه،

”نبی اکرم نے ارشاد فرمایا: کوئی شخص حمام میں ہرگز پیشاب نہ کرے کہ پھر اس نے وہیں وضو بھی کرنا ہو کیوں کہ عام طور پر اس کے نتیجے میں وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔“

عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے یہ روایت معمر کے حوالے سے نقل کی ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: عقلمی کا یہ کہنا اس کی نقل کردہ روایات میں وہم پایا جاتا ہے۔ یہ بات قابل قبول نہیں ہے اور میں اس بات پر حیران ہوں کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے روایات کیوں نقل نہیں کی ہیں۔

۱۰۰۲- اشعث بن عبد الرحمن (ت) الیامی

یہ زید الیامی کے پوتے ہیں۔

انہوں نے اپنے والد ذاد اور عبالہ اور ان سے ارجح واہن عرفہ اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابو زرہ رازی اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے اس کی نقل کردہ روایات کی تحقیق کی ہے مجھے اس کی نقل کردہ روایات کے متون میں کوئی ”منکر“ روایت نہیں ملی۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: امام نسائی رحمہ اللہ نے اس بارے میں افراط و تفریط سے کام لیا ہے جو انہوں نے کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے اور اس کی نقل کردہ احادیث ٹوٹ نہیں کی جائیں گی۔

۱۰۰۳- (صح) اشعث بن عبد الملک الحممرانی بصری (عو)

یہ حمران کے غلام ہیں۔ ان کی کنیت ”ابو ہانی“ ہے۔

انہوں نے حسن مجہد، بکر بن عبد اللہ سے اور ان سے شعبہ، حماد بن زید، قطان اور انصاری نے روایات نقل کی ہیں۔

انصاری کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید اشعث کے پاس آتے تھے اور ایک کونے میں بیٹھ جایا کرتے تھے۔ میں نے انہیں اشعث سے بھی کوئی سوال کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔

ابن عدی یحییٰ کا یہ قول نقل کرتے ہیں اشعث بن عبد الملک ”ثقة“ ہے۔

یحییٰ بن حصین رحمہ اللہ نے یحییٰ بن سعید کا یہ قول نقل کیا ہے: میں نے ایسے کسی جلیل القدر محدث کو نہیں پایا جو میرے نزدیک اشعث بن عبد الملک سے زیادہ مستند ہو۔

امام نسائی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات فرماتے ہیں: یہ ”ثقة“ ہے۔

ابو حاکم کہتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور میرے نزدیک یہ اشعث حدانی اور اشعث بن سوار سے زیادہ مستند ہے۔

امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں میں نے اس کا تذکرہ اس لیے کیا ہے کیوں کہ ابن عدی نے اپنی ”کامل“ میں اس کا تذکرہ کیا ہے پھر انہوں نے اس کے بارے میں ایسی کوئی چیز ذکر نہیں کی جو کسی بھی حوالے سے اس کے ”لعین“ ہونے پر دلالت کرتی ہو اور نہ دیگر محدثین میں سے کسی ایک نے ضعیف راویوں سے متعلق کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔

جب اس کے حوالے سے صحیحین میں روایت موجود ہے تو پھر اور کسی چیز کی کیا گنجائش ہے۔ حفص بن غیاث کہتے ہیں: اشعث نے ہمیں احادیث سنائی ہیں پھر انہوں نے یہ بات کہی مجھے اہل بصرہ پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ لوگ اپنے اشعث کو ہمارے اشعث پر مقدم قرار دیتے ہیں۔ یہ اشعث بن سوار ہے اور یہ اشعث تو ابلیس ہے اور یہ اشعث قاضی ہے۔

امام شعری اور نخعی کے حوالے سے یہ بات منقول ہے کہ وہ ایک طویل عرصے تک کوفہ میں وعظ کرتا رہا اس کی پاک دامنی اور اس کی

فقہ ہست کی تعریف کی جاتی تھی جب کہ اہل بصرہ کا اشعث حسن بصری کے قول پر قیاس کرتا تھا اور لوگوں کو احادیث بیان کیا کرتا تھا۔ معاذ بن معاذ کہتے ہیں: میں عمرو بن عبید کے ساتھ تھا۔ اشعث ہمارے پاس سے گزرے تو انہوں نے سلام نہیں کیا۔ عمرو نے مجھ سے کہا اس نے ہمیں سلام کیوں نہیں کیا؟ میں نے جواب دیا: اسے زیادہ پتہ ہوگا۔

انساری کہتے ہیں: اشعث نے مجھ سے کہا تم عمرو بن عبید کے پاس جاؤ کیوں کہ اہل علم نے ان کے پاس جانے سے منع کیا ہے۔ یونس بن عبید کہتے ہیں: وہ ہم حدیث کے بارے میں تباہ خیال کرنے کے لیے اشعث کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ تھان ابو حرہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں۔ اشعث بن عبد الملک حرائی جب حسن کے پاس آتا تو حسن اسے کہتے تھے ابو ہاشم آپ اپنی پوتہ بچھلائیں اور میں آپ کے مسائل پھیلاؤں گا۔

تھان کہتے ہیں: میں نے حسن بصری کے شاگردوں میں اشعث سے زیادہ مستند کوئی شاعر نہیں دیکھا تاہم میں نے اس کے حوالے سے زیادہ روایات نقل نہیں کی ہیں۔ البتہ یہ راوی مستند ہے۔

معاذ بن معاذ کہتے ہیں: میں نے اشعث کو یہ کہتے ہوئے سنا میں حسن کے حوالے سے جو بھی روایت تمہیں بیان کروں تو میں نے اس سے دوسنی ہوگی۔ صرف تین روایات ایسی ہیں (جو میں نے ان سے براہ راست نہیں سنی ہے) ایک وہ روایت جو اس شخص کے بارے میں ہے جو صف میں شامل ہونے سے پہلے ہی رکوع میں چلا گیا تھا۔ ایک حضرت علی کی روایت جو خلاص کے بارے میں ہے اور ایک حسن بصری کی سرسل روایت ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہمارے لیے مردار کب حرام ہوگا۔

خلاص کہتے ہیں: یحییٰ بن سعید نے ایک دن مجھ سے کہا کہاں سے آئے ہو میں نے جواب دیا: معاذ کے پاس سے تو انہوں نے مجھ سے فرمایا: کون سی حدیث کے سلسلے میں میں نے جواب دیا: ابن عون کی روایت کے حوالے سے تو وہ بولے: تم لوگ شعبہ اور اشعث کو چھوڑ دیتے ہو اور ابن عون کی روایات نوٹ کر لیتے ہو ابن عون کی روایات کا تم کتنا اعادہ کر لو گے۔

احمد بن سعید کہتے ہیں: یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے کہا ایک مرتبہ شخص بن غیاث عبادان تشریف لے گئے اہل بصرہ ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا آپ ہمیں تین آدمیوں کے حوالے سے روایات نہ سنا بیٹے گا۔ اشعث بن عبد الملک عمرو بن عبید اور جعفر بن محمد تو شخص بن غیاث بولے جہاں تک اشعث کا تعلق ہے تو وہ تمہارا آدمی ہے۔ میں تمہارے لیے اسے ترک کر دیتا ہوں پھر انہوں نے باقی دو حضرات کا تذکرہ کیا۔

نضر بیان کرتے ہیں اشعث بن عبد الملک نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

النمل یسبح ”چونکی تسبیح پڑھتی ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان حوضی لا بعد ما بین مکة الی ابلہ

”بے شک میرا حوض مکہ اور ابلہ کے درمیان فی فاصلے سے زیادہ بڑا ہے۔“

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات عام طور پر درست ہیں اور ایسا راوی ہے جس سے استدلال کیا جاسکتا ہے اور یہ اشعث بن سوار سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

شیخ فلاس فرماتے ہیں: ان کا انتقال 142 ہجری میں ہوا۔
میں یہ کہتا ہوں ان کا انتقال 146 ہجری میں ہوا۔

۱۰۰۴- اشعث بن عثمان

(اور یہ بھی کہا گیا ہے ان کا نام اشعث) ابن عمر ہے۔

یہ بصری ہیں اور

انہوں نے عمر بن عبدالعزیز سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں۔

۱۰۰۵- اشعث بن عطف

انہوں نے ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس سے ایسی روایات منقول ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی۔

۱۰۰۶- اشعث بن فضل بصری

انہوں نے تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔

اس کے حوالے سے شفاعت کے بارے میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت منقول ہے۔

یہ راوی ”مجبول“ ہے۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے انہیں ”متروک“ قرار دیا ہے۔

۱۰۰۷- اشعث بن محمد الکلابی

انہوں نے یحییٰ بن یونس سے اور اس سے حسن بن علی بن حسن السری نے روایات نقل کی ہیں۔ اس نے ایک موضوع روایت نقل کی ہے۔

۱۰۰۸- اشعث ابن عم حسن بن صالح الجحی

انہوں نے مسعر سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ شیعہ مسلک سے تعلق رکھتا تھا اور انتہا پسند تھا۔

ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔

عقلمندی فرماتے ہیں: یہ ان افراد میں سے نہیں جو احادیث (کے الفاظ) کا ضبط کر لیتے تھے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

مکتوب علمی باب الجنة: لا اله الا الله محمد رسول الله، ايدته بعلي قبل خلق السموات بائسمة سنة
”جنت کے دروازے پر یہ لکھا ہوا ہے۔“ لا اله الا الله محمد رسول الله “ (اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے
اور حضرت محمد اللہ کے رسول ہیں۔) میں نے آسمانوں کی تخلیق سے دو ہزار سال پہلے ”علی“ کے ذریعے اس کی تائید کر دی
تھی۔“

۱۰۰۹۔ اشہل بن حاتم (مخ، ت) بھری، مولیٰ بنی نج

انہوں نے ابن عوف و قرۃ اور ان سے ذہبی، کدیجی اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابو حاتم بخاری فرماتے ہیں: اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

امام ابو زرعدرازی فرماتے ہیں: اس کا کمال ”صدق“ ہے تاہم یہ قوی نہیں ہے۔

(امام ذہبی بخاری فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کا انتقال 208 ہجری میں ہوا۔

اصبغ

”جن راویوں کا نام ”اصبغ“ ہے“

۱۰۱۰۔ اصبغ بن خلیل القرطبی

انہوں نے یحییٰ بن یحییٰ اللیثی سے روایات نقل کی ہیں۔

اس پر جھوٹے ہونے کا الزام ہے۔ یہ ابن القریظی کا قول ہے۔

مالکیوں کے شیخ ابو عمرو سعیدی کہتے ہیں: انہیں اس بات کا پتہ چلا ہے اصبغ نامی راوی یہ کہتا ہے کہ میری کتابوں میں خنزیر کا سر مل

جائے یہ میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ ہے کہ میری کتابوں میں ابو بکر بن ابوشیبہ کی ”مصنف“ موجود ہو۔

اصبغ بن خلیل نامی راوی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وعمر ثنتی عشرة سنة وخمسۃ اشهر، خلف

عثمان ثنتی عشرة سنة، خلف علی بالكوفة خمس سنین، فلم یرفع احد منهم یدیه الا فی تکبیرۃ

الافتتاح وحدثنا

”میں نے نبی اکرم ﷺ کی اقتداء میں نماز ادا کی اور حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی اقتداء میں 12 سال اور پانچ ماہ تک

نماز ادا کی ہے۔ حضرت عثمان کی اقتداء میں بارہ سال تک نماز ادا کی ہے اور حضرت علی کی اقتداء میں کوفہ میں پانچ سال تک نمازیں ادا کی ہیں ان میں سے کوئی بھی شخص رفع یدین نہیں کرتا تھا۔ صرف تکبیر تحریر کے وقت رفع یدین کرتا تھا۔

قاضی عیاض کتاب "مدارک" میں تحریر کرتے ہیں: یہ راوی ایک عظیم اور واضح غلطی کا شکار ہوا ہے ان غلطیوں میں ایک یہ بھی ہے کہ سلمہ بن وردان نامی راوی نے اسے زہری سے نقل نہیں کیا ہے ان میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ زہری نے یہ روایت ربیع بن خثیم نامی راوی سے نقل نہیں کی ہے۔ زہری نے تو ان کو دیکھا بھی نہیں ہے اس میں سے ایک غلطی یہ ہے کہ یہ روایت حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں کوفہ میں پانچ سال تک نمازیں ادا کی ہیں حالانکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں کہ ان غلطیوں میں یہ چیز بھی شامل ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں بہت تھوڑی نمازیں ادا کی ہیں کیوں کہ ان کی زیادہ تر رہائش کوفہ میں رہتی تھی اور یہ روایت اصح کی ایسا ذکر وہ ہے۔

۱۰۱۱-اصح بن دحیہ

اس راوی نے رشید بن سعد کے حوالے سے ایک "منکر" روایت نقل کی ہے تاہم رشیدین نے بھی وہ روایت نقل کی ہے اور اصح نامی راوی رشیدین کے مقابلے میں زیادہ مستند ہے۔

۱۰۱۲-اصح بن زید (ت، ہ، ق)، الجعفی، مولا، ہم واسطی،

یہ احادیث کی کتابوں کے نسخے نقل کیا کرتا تھا اور قرآن پاک تحریر کرتا تھا۔

اس کے حوالے سے ایسی روایات منقول ہیں جو اس نے قاسم بن ابویوب اور ثور بن یزید کے حوالے سے نقل کی ہیں اور یہ شخص ہشیم کے معاصرین میں سے ہے۔ ہشیم نے اس کے حوالے سے احادیث بیان کی ہیں۔ اس کے علاوہ یزید بن ہارون اور ایک گروہ نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں "ثقة" قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ "ثقة" ہیں۔

ابن عدی نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے حوالے سے تین روایات نقل کی ہیں اور یہ بات بیان کی ہے: یہ روایات محفوظ نہیں ہیں میرے علم کے مطابق ان روایات کو اس راوی کے حوالے سے صرف یزید بن ہارون نے نقل کیا ہے اور یہ وہ راوی ہے جس نے قنوت کے بارے میں طویل حدیث نقل کی ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے دس افراد نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن سعد نے کہا ہے: یہ ”ضعیف“ ہے۔

امام احمد نے اپنی مسند میں یہ روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من احتكر طعاما اربعين ليلة فقد برئ من الله
”جو شخص چالیس دن تک اناج ذخیرہ کر کے رکھے وہ اللہ تعالیٰ سے بری ہو جاتا ہے۔“

۱۰۱۳- اصح بن سفیان کلبی

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مقبول“ ہے۔

اس کے حوالے سے ایسی روایات منقول ہیں جو اس نے عبدالولید بن مردان سے نقل کی ہیں۔

۱۰۱۴- اصح بن عبدالعزیز لیثی

انہوں نے اپنے والد سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مقبول“ ہے۔

۱۰۱۵- اصح بن محمد بن ابی منصور

ہم تک یہ روایت پہنچی ہے نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

اذا بلغكم عني ما تشعرونه جلودكم وتشتمون من قلوبكم فردوه

”جب تم تک میرے حوالے سے ایسی روایت پہنچے جس کی وجہ سے تمہاری کھالیں کاٹنے لگیں اور دل لرز جائیں تو تم اسے مسترد کرو۔“

یہ روایت اس راوی کے حوالے سے عمرو بن حارث نے نقل کی ہے۔

امام بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ”مقبول“ ہے۔

۱۰۱۶- اصح بن نباتہ (ق) الحفظی الجاشعی کوئی

انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عمار رضی اللہ عنہما سے اور ان سے ثابت بنانی، صالح کندی، فخر بن خلیفہ اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

ابوبکر بن میاش کہتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ”فقہ“ نہیں ہے۔

اور دوسرے قول کے مطابق: یہ راوی ”لیس بشیء“ ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ اور ابن حبان رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا ضعیف ہونا واضح ہے۔

امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”لیکن الحدیث“ ہے۔

عقیلی فرماتے ہیں: یہ ”رجعت“ کا عقیدہ رکھتا تھا۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

یہ شخص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا ہوا جس کے نتیجے میں اس نے جاہ کن روایات نقل کی ہیں اور انہی کی وجہ سے یہ اس بات کا مستحق قرار پایا کہ اسے ترک کر دیا جائے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے بارے میں یہ روایت نقل کی ہے (حضرت ابویوب انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں):

انه امرنا بقتال الناكثين والقاسطين والمارقين قلت: يا رسول الله، مع من؟ قال: مع علي بن ابي طالب

نبی اکرم ﷺ نے ہمیں عہد توڑنے والوں، ناانصافی کرنے والوں اور مذہب سے روگردانی کرنے والوں کے ساتھ لڑائی کرنے کا حکم دیا ہے میں نے عرض کی: یا رسول اللہ! ہم کس کے ساتھ مل کر لڑیں؟ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: علی بن ابوطالب کے ساتھ۔

اس روایت کا راوی تقریباً تین ہزار ہلاکت کا شکار ہونے والا ہے۔

جعفر بن سلمان نے اپنی سند کے ساتھ اصعب بن نہایت کے حوالے سے یہ بات نقل کی ہے:

قال علي: ان خليل حدثني اني اضرب بسبع عشرة تمصين من رمضان، هي الليلة التي مات فيها

موسى، اموت لاثنتين وعشرين تمصين من رمضان، هي الليلة التي رفع فيها عيسى

”حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں: میرے خلیل نے مجھے یہ بات بتائی تھی کہ رمضان کی ۱۷ تاریخ کو

مجھ پر حملہ کیا جائے گا اور یہ وہ رات ہے جس میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا اور میں رمضان کی بائیس تاریخ کو انتقال

کر جاؤں گا اور یہ وہ رات ہے جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان کی طرف بلند کیا گیا تھا۔“

۱۰۶۷-اصح، ابوبکر شیبانی

انہوں نے سدی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجبول“ ہے اور اس نے سدی کے حوالے سے یہ مکرر روایات نقل کی ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:

اول من يدخل الجنة من الامة ابوبكر وعمر، اني لموقوف مع معاوية للحساب

”اس امت میں سب سے پہلے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنت میں داخل ہوں گے اور میں معاویہ سے حساب

ہیٹے کے لیے ٹھہر جاؤں گا۔

ابن جوزی نے کتاب "الوابیت" میں یہ روایت نقل کی ہے۔

۱۰۱۸- اصبح، مولیٰ عمرو (دوق)

یہ "مقبول" ہے۔

اور ایک قول کے مطابق یہ (یعنی اس کا مفہوم) تغیر کا شکار ہو گیا تھا۔

ان سے اسے علی بن ابی خالد نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ بات یحییٰ نے اپنی کتاب میں ذکر کی ہے۔

۱۰۱۹- اصرام بن حوشب، ابوہشام

یہ ہمدان کے قاضی تھے۔ اصرام نامی یہ راوی ہذا کثرت کا شکار ہونے والا ہے اس کے حوالے سے وہ روایات منقول ہیں جو اس نے زیادہ سے زیادہ قروین خالد سے نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ راوی "کذاب" اور ضعیف ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ مسلم بن حجاج رحمہ اللہ کی بیوی حضرت اماتہ میں یہ راوی "متروک" ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرماتے ہیں: یہ "متروک الحدیث" ہے۔

سعدی فرماتے ہیں: میں نے ہمدان میں 202 ہجری میں اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھیں، ویسے یہ راوی "ضعیف"

ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اپنی طرف سے ثقہ راویوں کے حوالے سے روایات نقل کرتا ہے۔

لہذا اسے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

تذہب الارض یوم القیامۃ کلہا الا المساجد یتضمہ بعضہا علی بعض

"قیامت کے دن تمام ممالک زمین ختم ہو جائے گی صرف مساجد باقی رہ جائیں گی وہ ایک دوسرے میں مل جائیں گی۔"

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے:

انا الاول، ابوبکر المصلی، عمر، عثمان، العباس بعدنا علی السبق، الاول فالاول

"میں سب سے پہلا ہوں ابوبکر چھپے آئے والا امر تیار ہے اور باقی لوگ سبقت میں (یہ دونوں) میں ہم سے پیچھے ہیں اور ہر

کوئی درجہ بدرجہ ہے۔"

اس سے یہ روایت بھی منقول ہے:

لنفق یقرضنی، المصی یشاجینی

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) خرچ کرنے والا مجھے قرض دیتا ہے اور نماز پڑھنے والا میرے سامنے مناجات کرتا ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذیبوا طعامکم بالصلاة، لا تناموا علیہ، فتقسو قلوبکم

”نماز (یعنی رات کے وقت طویل نقل) کے ذریعے اپنی خوراک کو ہضم کر لو اسے کھا کر سونہ چایا کرو ورنہ تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا كان الفاء ذراعاً ونصفاً الى ذراعين فصلوا الظهر

جب کسی چیز کا سایہ ڈیڑھ گنا سے دو گنا تک ہو جائے تو تم ظہر کی نماز ادا کر لو۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کے وصال اور موت کے فرشتے کی آمد کے بارے

میں روایت نقل کی ہے جو موضوع ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اذا كان اول ليلة من رمضان نادى الجليل رضوان خازن الجنة فيقول: نجد جنتي وزينها

للصائمين الحديث بطوله

”جب رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ جنت کے نگران ”رضوان“ کو فرماتا ہے: تم میری جنت کو روزہ داروں کے لیے آراستہ و پیراستہ کر دو۔“

یہ روایت ابن حبان رحمہ اللہ نے نقل کی ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: میں نے ہمدان میں اس کے حوالے سے احادیث نوٹ کی تھیں اور پھر میں نے اس کی احادیث پرے کر

دیں۔

شیخ فلاس فرماتے ہیں: یہ تروکا شکار شخص تھا اور ار جاء کا عقیدہ رکھتا تھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے محمد بن حمید، احمد بن فرات، احمد بن محمد النعمانی نے روایات نقل کی

ہیں۔

۱۰۴۰- اصرم بن غیاث نیشاپوری

انہوں نے مقاتل بن حیان سے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد، امام بخاری رحمہ اللہ اور امام دارقطنی رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ”متروک الحدیث“ ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک الحدیث“ ہے۔

اس کی نقل کردہ روایات میں ایک وہ روایت ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے وہ بیان کرتے ہیں:

وضأت النبی صلی اللہ علیہ وسلم غیر مرۃ، فرأیتہ یحلیل لحيته بأصابعه، كأنها اسنان مشط
 ”میں نے نبی مرتبہ نبی اکرم ﷺ کو وضو کروایا ہے۔ میں نے آپ کو اپنی انگلیوں کے ذریعے اپنی داڑھی کا خلال کرتے
 دیکھا ہے اور آپ کی انگلیاں یوں تھیں جیسے کنگھی کے دانے ہوتے ہیں۔“
 شیخ ابن عدی فرماتے ہیں: اصرم نامی راوی ”ضعف“ کے زیادہ قریب ہے اور یہ ”مقل“ ہے۔
 (امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس سے محمد بن عیسیٰ بن الطباع اور سرج بن یونس نے روایات نقل کی ہیں۔
 ابن غلاء کہتے ہیں: یحییٰ بن معین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ“ ”لہ“ ”نہیں“ ہے۔

۱۰۲۱- اعمین خوارزمی

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
 ان سے موسیٰ بن اسماعیل نے روایات نقل کی ہیں۔
 یہ راوی ”مجبول“ ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کے حوالے سے امام بخاری رحمہ اللہ کی ”الادب المفرد“ میں روایت منقول
 ہے۔

۱۰۲۲- الاغر غفاری

یہ تابعی ہیں۔
 شیخ ابن مندہ کہتے ہیں: یہ کل نظر ہے۔

۱۰۲۳- اغلب بن تمیم

انہوں نے سلیمان جمی سے روایات نقل کی ہیں۔
 امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”یہ“ ”مکسر الحدیث“ ہے۔
 یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشی“ ہے۔
 امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یزید بن ہارون نے اس سے احادیث روایت کی ہیں لیکن یہ بکثرت غلطیاں کرنے کی وجہ سے
 مستند ہونے کی حد سے نکل چکا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اغلب بن تمیم کندی شعوژی بھری اس سے یحییٰ ابن معین نے احادیث کا سماع کیا ہے۔
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من قرأ یوم او لیلة ابتغاء وجه الله غفر الله له
 ”جو شخص روزانہ سورۃ یس کی اللہ کی رضا کے لیے تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کر دے گا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
 یجاء بالاعمام الجائر فتحاصمه الرعية فيقتلوا عليه، فيقال له: سد عنا دكنا من اركان جهنم
 ”(قیامت کے دن) ظالم حکمران کو لایا جائے گا اس کی رعایا اس کے ساتھ جھگڑا کرے گی وہ رعایا اس پر غالب آ جائے گی
 اور اس حکمران سے یہ کہا جائے گا تم تمہیں جہنم کے ایک ستون سے ٹکرائیں گے۔“

افلح

﴿وہ راوی جن کا نام ”افلح“ ہے﴾

۱۰۲۴- افلح بن حمید (م، عو، مدنی)

اس کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔

انہوں نے قاسم، ابو بکر بن حزم سے اور ان سے ابن وہب، ثعلبی اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور ابو حاتم نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

ابن صاعد کہتے ہیں: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے افلح بن حمید کی روایات کے ان الفاظ کا ذکر کیا ہے۔

”اہل عراق ذات عرق سے احرام باندھیں گے۔“

ابن عدی اپنی کتاب ”الکامل“ میں تحریر کرتے ہیں یہ میرے نزدیک صالح ہے اس روایت کو افلح نامی راوی کے حوالے سے نقل

کرنے میں معافی بن عمران نامی راوی منفر د ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں یہ روایت ”صحیح غریب“ ہے۔

۱۰۲۵- (صح) افلح بن سعید (م، س، مدنی القباوی)

یہ ”صدوق“ ہے۔

انہوں نے عبد اللہ بن رافع (جو سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے غلام ہیں)، محمد بن کعب سے اور ان سے ابن المبارک، عقدی اور ایک بڑی

تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”صالح الحدیث“ ہے۔

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس نے ثقہ راویوں کے حوالے سے موضوع روایات نقل کی ہیں اس سے کسی بھی صورت میں

استدلال کرنا یا روایت کرنا جائز نہیں ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابن حبان رحمہ اللہ نامی راوی بعض اوقات ثقہ راویوں کو برا بھلا کہتے ہیں اور انہیں یہ

پتہ نہیں چلتا کہ ان کے منہ سے کیا نکل رہا ہے پھر انہوں نے ہی اس راوی کا مستند ہونا بیان کیا اور انہوں نے اپنی سند کے ساتھ یہ بات نقل کی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
 ان طالت بك مدة فستري قوما يغدون في سخط الله، يروحون في لعنته، يحملون سياطا مثل
 اذئاب البقر،

”اگر تمہارے سامنے طویل زمانہ گزر گیا اور تم کچھ ایسے لوگوں کو دیکھیں گے جو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کی لعنت میں شام کریں گے۔ وہ لوگ گائے کی دم کی طرح کے کوڑے اٹھائیں گے۔“
 پھر ابن حبان رحمہ اللہ کا کہنا ہے کہ یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ جھوٹی ہے۔

اس روایت کو سمیل نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کیا ہے۔

اثنان من أمتي لم ادھما: رجال بأیدیہم سیاط مثل اذئاب البقر، نساء کاسیات عاریات
 ”میری امت کے دو طرح کے افراد ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا ایک وہ لوگ جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم جیسے
 کوڑے ہوں گے۔ دوسری وہ خواتین جو کپڑے پہننے کے باوجود برہنہ ہوں گی۔“

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس حوالے سے منقول روایت ”صحیح“ غریب ہے اور اس روایت کے مفہوم کی
 شاہد روایت موجود ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

۱۰۲۶- ارج ہمدانی (س)

اس راوی نے عبداللہ بن زریع غافقی کے حوالے سے سونے اور ریشم کے بارے میں روایت نقل کی ہے۔
 یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۱۰۲۷- اقبال بن المبارک عکمری، ثم واسطی

ان کا انتقال 587 ہجری میں ہوا۔

ابن روی کہتے ہیں: صحیح ہے کہ اس کا نام طباق ہے۔

ابن نجار کہتے ہیں: اقبال بن عکمری ہے جس نے ابو القاسم بن بشران اور ابو علی فارقی سے احادیث کا سماع کیا ہے۔ اس نے
 بخاری کے حوالے سے محمد بن یوسف ہروی سے کچھ روایات نقل کی ہیں اس کی ملاقات ان سے مدینہ منورہ میں ہوئی تھی۔ اس کا یہ بھی کہنا
 ہے کہ ابن حصیہ سرخسی نے ہمیں احادیث سنائی ہیں اور یہ بات ناممکن ہے اس لیے ہم نے اس کے حوالے سے روایات ترک کر دی
 ہیں۔

۱۰۲۸-۱- اقرع (د)

یہ حضرت عمرؓ کا مؤذن تھے۔

یہ راوی معروف نہیں۔

ان سے روایت نقل کرنے میں شیخ منفرد ہیں۔

۱۰۲۹-۱- امرؤ القیس النخاری

انہوں نے عاصم بن یحیر سے روایت نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اس نے ایک منکر روایت نقل کی ہے اجمود درست نہیں ہے۔

۱۰۳۰-۱- امیہ بن حکم بن حبل

ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے مجمع نے روایت نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں۔

۱۰۳۱-۱- امیہ (بن خالد بن ابی اسود) القیس (م، د، س)

یہ "بدیدہ" کا بھائی ہے۔

انہوں نے شعبہ سفین سے اور ان سے ہند اور ایک گروہ نے روایات نقل کی ہیں۔

ابو حاتم نے انہیں "شیخ" قرار دیا ہے۔ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا "تو انہوں نے اس کی تعریف

نہیں کی۔

حقیقی نے اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کی صرف یہی خرابی بیان کی ہے کہ اس نے اس روایت کو "موصول" روایات کے طور پر نقل کر

دیا تھا۔

۱۰۳۲-۱- امیہ قرشی

یہ راوی معروف نہیں۔

انہوں نے کنول سے اور ان سے ابن مبارک نے روایات نقل کی ہیں۔

امام ابن حبان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: مجھے نہیں معلوم یہ کون ہے۔ البتہ ہو سکتا ہے کہ یہ امیہ بن یزید شامی ہو جس کے حوالے سے حضرت

ثوبانؓ کے حوالے سے یہ روایت منقول ہے۔

اصحیح النصحۃ، "دین خیر خواہی کا نام ہے۔"

یہ روایت ابوب بن سوید نے اس کے حوالے سے نقل کی ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ کتاب ”الضعفاء“ میں کیا ہے۔

۱۰۳۳-امیہ بن سعید

اس نے صفوان بن سلیم سے روایات نقل کی ہیں اور میرے خیال میں یہ یحییٰ بن سعید اسوی کا بھائی ہے تاہم یہ راوی ”مجہول“ ہے۔

۱۰۳۴-امیہ بن شبل

اس سے ایک منکر روایت منقول ہے جو انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

وقم فی نفوس موسیٰ هل ینام اللہ الحدیث

حضرت موسیٰ کے ذہن میں خیال آیا کہ کیا اللہ تعالیٰ سو سکتے ہیں۔

یہ روایت اس راوی کے حوالے سے دشام بن یوسف نے نقل کی ہے جب کہ معمر نے اس کے برخلاف اپنی سند کے ساتھ یہ روایت عکرمہ کے اپنے قول کے طور پر نقل کی اور یہی درست ہے۔ تاہم اس روایت میں یہ الفاظ درست نہیں ہیں کہ حضرت موسیٰ کے ذہن میں یہ خیال آیا تھا۔ اصل روایت یہ ہے کہ نبی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کے بارے میں سوال کیا تھا۔

۱۰۳۵-امیہ بنت ابوصلت (و)

اس نے غفار قبیلہ کی اس خاتون کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جس کے بارے میں یہ منقول ہے کہ اسے حیض آیا تھا اور اسے حکم دیا گیا تھا کہ وہ خون کو نمک کے ذریعے دھوئے۔ ایک قول یہ ہے کہ اس خاتون کا نام آمنہ تھا اور ایک قول یہ ہے کہ اس خاتون کا نام آمیہ تھا۔ بہر حال جو بھی صورت ہو اس خاتون کی شناخت صرف اسی روایت کے حوالے سے ہو سکتی ہے۔ ابن اسحاق نے سلیمان بن سہیم کے حوالے سے اس خاتون سے یہ روایت نقل کی ہے۔

۱۰۳۶-امیہ بن ہند (ق، ہ)

انہوں نے ابو امامہ بن سہل سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: سعید بن ابو ہلال اور دیگر حضرات نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۳۷-امیہ (و)

انہوں نے ابو مجلز سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ شخص لاحق ہے یہ پتہ نہیں چل سکا یہ کون ہے۔ اس کے حوالے سے سلیمان بن یحییٰ نے روایات نقل کی ہیں۔ درست یہ ہے کہ سلیمان بن یحییٰ اور اس کے درمیان ایک راوی ثابت ہے۔

انس و انیس

﴿جن راویوں کا نام ”انس“ یا ”انیس“ ہے﴾

۱۰۳۸- انس (وہ، س، ق)

اس نے ابوانس، عبداللہ بن مافع کے حوالے سے، ابن ابی العمیاء سے روایات نقل کی ہیں۔
ان سے عبد ربہ بن سعید نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی معروف نہیں۔

شعبہ نے عبد ربہ کے حوالے سے اس کا بھی نام بیان کیا ہے۔ لیٹ کہتے ہیں: رافع نے عمران بن ابوانس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں اور یہی درست محسوس ہوتا ہے۔

۱۰۳۹- انس بن جندل

انہوں نے ابوسوی سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ ”مجهول“ ہے۔ یہ ابن ابی حاتم کا قول ہے۔ اور ایک قول کے مطابق اس کا اسم منسوب القیس ہے۔
عقیلی کہتے ہیں: میں نے اس کے حوالے سے ہشام بن عروہ سے منقول کوئی ”مکثر“ روایت نہیں دیکھی صرف وہ روایت ہے جو محمد بن حمید نے اس کے حوالے سے نقل کی ہیں۔

۱۰۴۰- انس بن عبد الحمید

یہ جریر کا بھائی ہے۔
ایک قول کے مطابق: یہ اپنے کلام میں جھوٹ بولا کرتا تھا اسی لیے اسے ضعیف قرار دیا گیا ہے۔

۱۰۴۱- انس بن عمرو

انہوں نے اپنے والد سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
حافظ عبد الرحمن بن خراش کہتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

۱۰۴۲- انس بن قاسم

یہ انس بن ابی نمیر ہیں۔
انہوں نے کعب الاحبار سے روایات نقل کی ہیں۔
ابو حاتم نے اس کا ذکر کیا ہے اور

یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۱۰۴۳- انس بن مالک

انہوں نے عبدالرحمن بن الاسود سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۱۰۴۴- انیس بن خالد

یہ ایک عمر رسیدہ شخص ہے جس سے زید بن الحباب نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ زیادہ ”مستند“ نہیں ہے۔

اس نے میثب بن رافع اور محارب بن دثار سے احادیث کا سماع کیا ہے۔

اوس

﴿جن راویوں کا نام اوس ہے﴾

۱۰۴۵- اوس بن ابی اوس (ت، ق) ابو خالد

انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور ان سے علی بن جدعان نے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”معروف“ نہیں۔

۱۰۴۶- اوس بن خالد

امام بخاری رحمہ اللہ نے کتاب ”الضعفاء“ میں یہ بات تحریر کی ہے کہ اس نے حضرت ابو یوسف و ردہ حضرت سرہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے احادیث کا سماع کیا ہے جب کہ اس کے حوالے سے عدی بن جدعان نے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت سرہ کے حوالے سے اس کی نقل کردہ روایات ”مرسل“ ہیں اور ان کی سند میں کلام کی گنجائش ہے

اور فرماتے ہیں: اس کی وجہ یہ ہے کہ اوس نامی اس راوی کے حوالے سے علی بن زید نامی راوی بھی مٹھوک ہے۔

یحییٰ بن سعید قطان کہتے ہیں: اس کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے تین ”مکرر“ روایات منقول ہیں اور یہ قابل حیثیت آدمی

نہیں ہے۔

۱۰۴۷- اوس بن عبداللہ (ع) ابو الجوزاء الریعی بصری

علماء نے انہیں ثقہ قرار دیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: یہ جامع میں نقل ہوا۔

اس کی اسناد میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔ اس کے بارے میں (محدثین) میں اختلاف پایا جاتا ہے۔

۱۰۳۸- اوّس بن عبد اللہ بن بریدۃ مروزی

انہوں نے اپنے والد (عبد اللہ) اور اپنے بھائی سہیل سے روایات نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متردک“ ہے۔

اس کی نقل کردہ روایات میں ایک روایت وہ ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ اپنے بھائی سہیل سے اپنے والد کے حوالے سے اپنے دادا سے نقل کی ہیں۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ستبعث بعدی بعوث، فکونوا فی بعث خراسان، ثم انزلوا کورۃ

یقال لہا مرو، ثم اسکنوا مدينتها، فان ذا القرنین بناها ودعا لہا بالبرکۃ، لا یصیب اهلها سوء

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: میرے بعد عنقریب جنگی مہمات روانہ ہوں گی تو تم خراسان کی مہم میں شامل ہو جانا پھر

وہاں کی بستی ”مرو“ میں پڑاؤ کرنا اور اس شہر میں سکونت اختیار کرنا کیوں کہ حضرت ذوالقرنین نے اسے بنایا تھا اور اس کی

برکت کے لیے دعا کی تھی وہاں کے رہنے والوں کو برائی لاحق نہیں ہوگی۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت ”منکر“ ہے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں حسن بن یحییٰ مروزی

کے حوالے سے اور ایک روایت نقل کی ہے۔

اوّفی، اوّیس

﴿جن راویوں کا نام ”اوّفی“ یا ”اوّیس“ ہے﴾

۱۰۳۹- اوّفی بن دلہم (ت)

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازودی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”ثقة“ ہیں۔

۱۰۵۰- (صح) اوّیس بن عامر

ایک قول کے مطابق ابن عمرو القرنی ترمذی العابد (حضرت اوّیس قرنی)۔

اس نے کوفہ میں پڑاؤ کیا۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کا اسم منسوب ایرانی 'مرادی' ہے اور ان کی سند میں غور و فکر کی گنجائش ہے جو روایات اس نے نقل کی ہیں۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی کتاب الضعفاء میں یہ بات بھی تحریر کی ہے اس کی اسناد میں غور و فکر کی گنجائش ہے۔ انہوں نے اولیس کے حوالے سے کچھ اسناد نقل کی ہیں۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس عبارت سے مراد یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ یہ کہنا چاہتے ہیں جو اولیس کے حوالے سے اولیس کی سند سے منقول ہے اس میں غور و فکر کی گنجائش ہے اگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اولیس کا تذکرہ کتاب الضعفاء میں نہ کیا ہوتا تو میں سرے سے ان کا ذکر ہی نہ کرتا کیوں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے اولیاء میں سے ہیں اور جب کوئی شخص کوئی روایت کرتا ہے تو اس روایت کی وجہ سے اسے "ضعیف" یا "ثقة" قرار دیا جاتا ہے۔

شعبہ نے ہمیں یہ بات بتائی میں نے عمرو بن مرہ سے کہا کیا آپ مجھے اولیس کے بارے میں بتائیں گے کیا آپ ان سے واقف ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: جی نہیں (امام ذہبی رحمہ اللہ کہتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں شعبہ نے عمرو بن مرہ سے یہ سوال اس لیے کیا تھا کیوں کہ وہ بھی مروافقینے سے تعلق رکھتے تھے اور سوال یہ تھا کہ کیا آپ اپنے درمیان ان کے نسب سے واقف ہیں تو عمرو بن مرہ اس سے واقف نہیں تھے۔

اگر وہ حدیث موجود نہ ہوتی جسے امام مسلم رحمہ اللہ اور دیگر محدثین نے حضرت اولیس قرنی کے فضائل کے بارے میں نقل کیا تو ان کی شناخت بھی نہیں ہو سکتی تھی کیوں کہ یہ اللہ کے ایک پرہیزگار بندے تھے جو گناہ سے بچے۔ انہوں نے کوئی روایت نقل نہیں کی ہے تو عمرو بن مرہ سے کیسے واقف ہو سکتے ہیں اور جو شخص واقف ہی نہیں ہے وہ اس شخص کے خلاف کیسے حجت ہو سکتا ہے جو واقف ہے۔

سنان بن ہارون نے اپنی سند کے ساتھ زید بن علی کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ حضرت اولیس جنگ صفین میں شہید ہو گئے تھے۔ ابن عدی نے اپنی سند کے ساتھ اسحاق بن ابراہیم کا یہ قول نقل کیا میں عدی بن سلمہ جزری کو ان کی تواضع کے حوالے سے حضرت اولیس قرنی سے تشبیہ دیتا ہوں۔

مبارک بن فضالہ نے اپنی سند کے ساتھ مصعب بن معاویہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

حضرت اولیس بن عامر قرن سے تعلق رکھنے والے ایک فرد تھے یہ تابعین میں سے ہیں اور اپنے کچھ شاگردوں کے ساتھ جامع مسجد میں رہتے تھے۔ جب ان کا چہرہ چاہا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ وہ انہیں لوگوں سے دور لے جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا یہ طویل روایت ہے۔

ہشام نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کا یہ قول نقل کیا ہے: جب حضرت عمر کی خدمت میں یمن کے وفد حاضر ہوتے تھے تو وہ ان سے سوال کیا کرتے تھے کیا تمہارے درمیان اولیس بن عامر نام کا کوئی شخص ہے۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے۔ قراؤ ابو یوسف نامی راوی نے شعبہ کا یہ قول نقل کیا ہے: انہوں نے ابو اسحاق اور عمرو بن مرہ سے حضرت اولیس قرنی کے بارے میں دریافت کیا تو

یہ دونوں حضرات ان سے واقف نہیں تھے۔

ابن عدی کہتے ہیں: حضرت اویس قرنی کے حوالے سے کوئی روایت منقول نہیں ہے۔ ان کے بارے میں صرف حکایات منقول ہیں جو ان کے زہد کے بارے میں ہیں ان کی قوم کے افراد کو ان کے وجود کے بارے میں شک ہے، لیکن یہ بات جائز نہیں ہے کہ اگر ان کے مشہور ہونے کے حوالے سے شک ہو تو ان پر ضعیف ہونے کا حکم عائد کر دیا جائے بلکہ وہ ”فقہ“ اور سچے ہیں۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے حضرت اویس قرنی کے وجود کا انکار کیا ہے۔ وہ یہ کہتے ہیں: ان کا کوئی وجود نہیں ہے۔ جریری نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کا یہ قول نقل کیا ہے۔

ان اهل الكوفة وفدوا على عمر وفيهم رجل كان ممن يسعر بأويس، فقال عمر: ههنا احد من القرنين؟ فجاء ذلك الرجل، فقال عمر: ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: ان رجلا ياتكم من اليمن يقال له اويس، لا يدع باليمن غير امر له، قد كان به بياض، فدعا الله فاذهب عنه الا موضع الدرهم، فمن لقيه منكم فبروه فليستغفر لكم

”کوفہ کے افراد وفد کی شکل میں حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان میں ایک ایسا شخص بھی موجود تھا جو حضرت اویس کا مذاق اڑایا کرتا تھا۔ حضرت عمر نے دریافت کیا: کیا یہاں کوئی ایسا شخص ہے جو قرن قبیلے سے تعلق رکھتا ہو تو وہ شخص آیا حضرت عمر نے کہا: نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے تمہارے پاس یمن سے ایک شخص آئے گا جس کا نام اویس ہوگا وہ یمن میں صرف اپنی ماں کو چھوڑ کر آئے گا۔ اس پر سفید رنگ کا داغ ہوگا تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اس داغ کو ختم کر دیا ہوگا۔ صرف ایک درہم بچتا داغ باقی رہ گیا ہوگا۔ تم میں سے جو شخص بھی اسے ملے تو وہ اسے یہ کہے کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے۔“

عفان نامی راوی نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کے حوالے سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

ان خير التابعين رجل يقال له اويس بن عامر كان به بياض، فدعا الله فاذهب عنه الا موضع الدرهم في سرقته

”تابعین میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جس کا نام اویس بن عامر ہوگا اور اس پر سفید رنگ کا داغ موجود ہوگا (یعنی اسے بھسمری کی پیڑی ہوگی) اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے اسے ختم کر دیا ہوگا صرف اس کی ناف کے قریب ایک درہم جتنی جگہ پر یہ داغ رہ گیا ہوگا۔“

یہ دونوں روایات امام مسلم رحمہ اللہ نے نقل کی ہیں۔ ابونضر نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کا یہ بیان نقل کیا ہے: یہ کوفہ کے محدث تھے جب یہ روایت بیان کر کے فارغ ہوئے لوگ منتشر ہو گئے۔ صرف کچھ افراد باقی رہ گئے جن میں ایک شخص موجود تھا جو اتنا عمدہ کلام کرتا تھا کہ میں نے کسی بھی شخص کو اتنا عمدہ کلام کرتے ہوئے نہیں سنا جب وہ شخص چلا گیا تو میں نے اس کے بارے میں دریافت کیا تو اس شخص

نے کہا وہ حضرت اویس قرنی تھے۔ میں نے دریافت کیا: کیا تمہیں ان کی جائے قیام کے بارے میں پتہ ہے۔ اس نے جواب دیا: جی ہاں! پھر میں اس کے ساتھ گیا اور حضرت اویس قرنی کے حجرے کے پاس آیا وہ باہر میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: اے میرے بھائی! آپ ہم سے کیوں دور ہیں؟ تو وہ بولے: نامناسب کپڑے ہونے کی وجہ سے ان کے ساتھی ان کا مذاق اڑایا کرتے تھے اس کے بعد طویل روایت ہے۔

ضمیرہ بن ربیعہ نے اپنی سند کے ساتھ عثمان کے حوالے سے ان کے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے: حضرت اویس قرنی کوفہ کے ایک فقیر کے ساتھ بیٹھا کرتے تھے جس کا نام بصر تھا۔ ایک دن میں نے انہیں غیر موجود پایا تو پتہ چلا کہ وہ اپنے جھونپڑے میں موجود ہیں اور مناسب لباس نہ ہونے کی وجہ سے وہیں بیٹھے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے طویل روایت نقل کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ زائد ہیں پھر اس کے بعد انہوں نے آذربائیجان کی جنگ میں شرکت کی اور وہیں ان کا انتقال ہوا۔ ان کے ساتھیوں میں ان کی قبر کھودنے کے بارے میں اختلاف ہوا (یعنی ہر کوئی اس بات کا خواہش مند تھا کہ وہ ان کی قبر کھودے)

یحییٰ بن سعید قطان اپنی سند کے ساتھ عنقر کا یہ قول نقل کرتے ہیں: تابعین میں سے آٹھ افراد پر آ کر بد ختم ہو گیا۔ عامر بن عبد القیس، اویس قرنی، ہرم بن حیان، ربیع بن خثیم، ابو مسلم خولانی، حسن بصری، مسروق۔ یہ طویل روایت ہے اور اس سیاق کے حوالے سے جھوٹی ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ اسیر بن جابر کا یہ بیان نقل کیا ہے: جس میں اس بات کا تذکرہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حضرت اویس رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تھی۔

اس میں یہ الفاظ ہیں: حضرت عمر بیان کرتے ہیں میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے۔

یا تبارک اویس القرنی مع امداد من الیمن، کان یہ برص فیریء منه الا موضع درھم، له والدۃ ہو بها بر، لو اقسر علی اللہ لا برہ، فان استطعت ان یستغفر لک فافعل، فاستغفر لی، فاستغفر لہ قال: این ترید؟ قال: الکوفۃ قال: الا اکتب لک الی عاملھا فستوصی بک؟ قال: لا، بل اکون فی غیرات الناس احب الی الحدیث

”میں نے ان کے افراد کے ہمراہ اویس قرنی تمہارے پاس آئے گا۔ اسے بھلہ مری کی بیماری ہوگی جس سے وہ تندرست ہو چکا ہوگا۔ صرف ایک درہم جتنا نشان رہ گیا ہوگا۔ اس کی والدہ ہوگی جس کا وہ فرمانبردار ہوگا اگر وہ اللہ کے نام پر کوئی قسم اٹھالے تو اللہ تعالیٰ اسے پوری کر دے گا۔ اگر تم سے ہو سکے کہ وہ تمہارے لیے دعائے مغفرت کرے تو تم ایسا کر لینا۔“

(پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے کہا) آپ میرے لیے دعائے مغفرت کریں تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا اب آپ کہاں جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے جواب دیا: کوفہ! تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بولے: کیا میں کوفہ کے گورنر کو آپ کے لیے کوئی خط نہ لکھ دوں تاکہ وہ آپ کا خاص خیال رکھے تو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جی نہیں! عام سے افراد کے درمیان رہنا میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے۔

اس روایت کے آخر میں یہ ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کا انتقال ”حیرہ“ میں ہوا۔

ابوصالح نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے:

آن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ليشفعن رجل من امتی فی اکثر من مضر قال ابو بکر: یا رسول اللہ، ان تیما من مضر قال: ليشفعن رجل من امتی لاکثر من تیمہ ومن مضر، انه اویس القرنی

”میری امت کا ایک فرد مضر قبیلے کے افراد سے زیادہ تعداد میں لوگوں کی شفاعت کرے گا۔ حضرت ابو بکر نے عرض کی: یا رسول اللہ! تمہیں قبیلہ بھی مضر قبیلے جتنا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میری امت کا ایک فرد تیمہ اور مضر قبیلے کے افراد سے زیادہ لوگوں کی شفاعت کرے گا اور وہ اویس قرنی ہوگا۔“

فضیل بن عیاض نے سعید بن مسیب کا یہ قول نقل کیا ہے۔

قال: نادى عمر بنى على النبر: يا أهل قرن، فقام مشايخ فقال: افيكم من اسبه اویس؟ فقال شيخ: يا امير المؤمنين، ذاك مجنون، يسكن القفار والرمال قال: ذاك الذى اعنيه، اذا عدتم فاطلبوه وبلغوه سلامى فعدوا الى قرن، فوجدوه فى الرمال، فابلقوه سلام عمر وسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، فقال: عرفنى امير المؤمنين، شهر اسى، ثم هام على وجهه، فلم يوقف له بعد ذلك على اثر دهر، ثم عاد فى ايام على فقاتل بين يديه، فاستشهد بصفين، فنظروا فاذا عنيه نيف واربعون جراحة

”حضرت عمر نے منیٰ میں منبر پر بلند آواز میں پکارا۔ اے قرن کے رہنے والو! تو کچھ عمر رسیدہ افراد کھڑے ہوئے۔ حضرت عمر نے دریافت کیا: کیا تمہارے درمیان کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کا نام اویس ہو تو ایک بوڑھا شخص بولا: اے امیر المؤمنین! وہ تو پاگل ہے۔ وہ بیابانوں میں ریت کے ٹیلوں میں رہتا ہے تو حضرت عمر بولے: میں بھی اسی کے بارے میں پوچھ رہا ہوں جب تم لوگ (اپنے پڑاؤ کی جگہ پر) واپس جاؤ تو اسے تلاش کرنا اور اسے میرا سلام پہنچا دینا۔ وہ لوگ واپس قرن گئے تو انہیں حضرت اویس رضی اللہ عنہ ریت کے ٹیلوں میں ملے۔ انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سلام انہیں پہنچایا اور نبی اکرم ﷺ کا سلام بھی پہنچایا تو حضرت اویس قرنی بولے: امیر المؤمنین نے مجھے معروف کر دیا ہے۔ میرا نام مشہور ہو گیا ہے پھر وہ وہاں سے چلے گئے اور اس کے بعد ایک طویل عرصے تک ان کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے جنگ میں شریک ہوئے اور صفین میں جام شہادت نوش کیا جب لوگوں نے ان کے جسم کا جائزہ لیا تو اس پر چالیس سے زیادہ زخموں کے نشان تھے۔“

لوہن نامی راوی نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمن بن ابولہیث کا یہ قول نقل کیا ہے: ہم لوگ صفین میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ اہل شام سے ایک شخص نے اعلان کیا: کیا تمہارے درمیان حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں؟ ہم نے جواب دیا: جی ہاں! تو وہ شخص بولا: میں نے نبی

اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے: یعنی اس نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی تعریف کی۔
یونس اور ہشام نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کے حوالے سے (یہ حدیث نقل کی ہے)۔
”ایسا شخص جو نبی نہیں ہے اس کی شفاعت کی وجہ سے ربیعہ اور مضر قبیلے کے افراد سے زیادہ تعداد میں لوگ جہنم سے نکلیں گے۔“
ہشام نے حسن بصری رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔ وہ شخص حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں۔
عبدالوہاب ثقفی نے اپنی سند کے ساتھ ابن ابوجہ عاء کا یہ قول نقل کیا ہے۔ انہوں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

يدخل الجنة بشفاعه رجل من امتي اكثر من ربيعة وبنی تميم
”میری امت کے ایک شخص کی شفاعت کی وجہ سے ربیعہ اور بنو تميم قبیلے کے افراد سے زیادہ تعداد میں لوگ جنت میں داخل ہوں گے۔“
امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنی سند میں یہ روایت اپنی سند کے ساتھ نقل کی ہے۔
شریک نامی راوی نے اپنی سند کے ساتھ عبدالرحمن بن ابولیلی کے حوالے سے ایک صحابی کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ میں نے نبی اکرم ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

خير التابعين اويس القرني
”تابعین میں سب سے بہتر اویس قرنی ہے۔“
سفیان ثوری کہتے ہیں: قیس بن سیر نے ہمیں اپنے والد کا یہ بیان نقل کیا ہے کہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو کئی مرتبہ کہڑوں کی ضرورت لاحق ہو جاتی۔ میرے والد انہیں لباس فراہم کرتے تھے۔
دو بیان کرتے ہیں حضرت اویس قرنی کہا کرتے تھے:
اے اللہ! تو بھوکے جگر اور رہنے جسم کے حوالے سے مجھ سے مواخذہ نہ کرنا۔“

ایاس

﴿جن راویوں کا نام ”ایاس“ ہے﴾

۱۰۵۱- ایاس بن خلیفہ (س)

انہوں نے رافع بن خدیج سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کی شناخت ہمیں ہو سکی۔

عقلی فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں وہم پایا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت رافع بن خدیج کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ان علیا امر عمارا۔ کذا قال: ان یسأل نسی اللہ عن المذی

”حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی کہ وہ نبی اکرم ﷺ سے مذی کے بارے میں دریافت کریں۔“

اس روایت کو ایک جماعت نے عطاء کے حوالے سے نقل کیا ہے اور یہ بات بیان کی ہے کہ یہ عائش بن انس سے منقول ہے۔

۱۰۵۲- ایاس بن ابی ایاس

انہوں نے سعید بن مسیب سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں ہے۔ اور اس کی نقل کردہ روایت ”مکثر“ ہے۔

۱۰۵۳- ایاس بن عقیف الکندی

ان کے صاحبزادے اسماعیل کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محل نظر ہے۔

۱۰۵۴- ایاس بن ابی رملہ (وہس، ق)

اس سے دو روایت منقول ہے جو حضرت زید بن ارقم کے بارے میں ہے جب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے ان سے سوال کیا تھا۔

ابن المنذر لکھتے ہیں: یہ روایت ثابت نہیں ہے کیوں کہ ایاس نامی راوی ”مجبول“ ہے۔

۱۰۵۵- ایاس بن معاویہ بن قرۃ

یہ تابعی، ثقہ، نبیل ہیں

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں یہ کہتا ہوں: یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقہ“ قرار دیا ہے۔

امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح کے مقدمے میں اس کے حوالے سے روایت نقل کی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اس کے حوالے سے

ایک روایت تعلق کے طور پر نقل کی ہے اس کی کثرت ابوداؤد رحمہ اللہ ہے۔ یہ بصرہ کا قاضی بنا تھا اس نے حضرت انس، سعید بن مسیب اور ابو مجلز

کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اس کے حوالے سے شعبہ دونوں حادوں اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

اس کی سمجھداری عقل فصاحت، احکام اور فطنت ضرب الشل تھیں۔ اس کا انتقال ۱۲۲ ہجری میں ہوا۔

۱۰۵۶- ایاس بن مقاتل

انہوں نے عطاء بن ابی رباح رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح اردنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔

۱۰۵۷- ایاس بن نذیر افضی کوفی

ابن ابی حاتم نے اس کا تذکرہ اپنی کتاب میں کیا ہے۔
یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

ایفیع وایمن

﴿جن راویوں کا نام ”ایفیع“ اور ”ایمن“ ہے﴾

۱۰۵۸- ایفیع

انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کے حوالے سے بحسان کے قاضی ابو حریز نے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ”مکر الحدیث“ ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ روایت حضرت عبداللہ بن عمر کا قول ہے۔
وہ فرماتے ہیں: میں اس بات کی پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی شخص وضو کرتے ہوئے میری مدد کرے یا رکوع میں جاتے ہوئے۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجاہد اور عبادہ کا کہنا ہے: ہم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو وضو کروایا ہے۔

۱۰۵۹- ایمن بن ثابت (س)

امام ابن حبان رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اپنی سند کے ساتھ لیلیٰ بن مرہ کا یہ بیان نقل کیا ہے: میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا ہے:

”من اخذ ارضا بغير حقها كلف ان يحمل ثرابها الى المعشر
”جو شخص کوئی زمین ناحق طور پر حاصل کرے گا قیامت کے دن اسے اس بات کا پابند کیا جائے گا تو وہ اس کی مٹی کو میدانِ محشر تک اٹھا کر لے جائے۔“

۱۰۶۰- ایمن بن ثابیل (خ، ت، ہ، ق)

یہ کمسن تابعین میں سے ہیں اور جہشی ہیں۔

انہوں نے قتادہ بن عبد اللہ کے حوالے سے مجاہد، سعید بن جبیر اور طاؤس سے اور ان سے ابن مہدی، ابو عاصم اور ایک بڑی تعداد نے روایات نقل کی ہیں۔

ثوریٰ ابن معین اور ان دونوں کے علاوہ دیگر حضرات نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

ابن مدنی کہتے ہیں: یہ ”ثقة“ ہیں لیکن ”قوی“ نہیں ہے۔

امام دارقطنی بیحد فرماتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔ انہوں نے لوگوں کے برخلاف روایت نقل کی ہے اور ان کے حوالے سے صرف تشہد کے حوالے سے حدیث منقول ہے۔

شیخ یعقوب بن شیبہ فرماتے ہیں: ان میں ضعف پایا جاتا ہے۔

شیخ ابن عدی بیحد فرماتے ہیں: مجھے یہ اسید ہے کہ ان کی نقل کردہ روایات میں کوئی حرج نہیں ہوگا۔

عباس دوری، یحییٰ بن معین، بیحد کا یہ قول نقل کرتے ہیں: یہ عربی اچھی طرح نہیں بولتے تھے۔ ان میں کچھ کثرت تھی ویسے یہ ”ثقة“ ہیں۔

سعید بن سالم نے احمد بن ناہل کا یہ قول نقل کیا ہے: میں مجاہد کے ہمراہ روم کی سرزمین پر جا رہا تھا میں نے ان سے سفر کے دوران روزہ رکھنے کے بارے میں دریافت کیا تو وہ بولے: تم روزہ رکھ لو میں نے بھی اس وقت روزہ رکھا ہوا ہے۔ معتمر بن سلیمان نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر کا یہ بیان نقل کیا ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يعلمنا التشهد كما يعلمنا السورة من القرآن: بسم الله، بالله،
التحيات لله، وذكر الحديث

”نبی اکرم ﷺ ہمیں تشہید کی تعلیم اس طرح دیا کرتے تھے جس طرح قرآن کی کسی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے نام سے آغاز کرتے ہوئے“ اللہ تعالیٰ سے مدد حاصل کرتے ہوئے تمام عبادات اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔“
اس راوی کے حوالے سے سب سے آخر میں بکار بن عبد اللہ سیرعی نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۶۱- ایمن حبشی مکی (خ) مولیٰ بنی مخزوم

انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا و حضرت جابر رضی اللہ عنہما سے روایات نقل کی ہیں۔

ان کے صاحبزادے عبد الواحد کے علاوہ اور کسی نے بھی ان سے احادیث روایت نہیں کی۔ یہ ”مجهول“ ہے۔
تاہم امام ابو زرعد نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۱۰۶۲- ایمن ثقفی

یہ تمص کے رہنے والے ہیں اور تابعی ہیں۔ ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے اسحاق نے روایات نقل کی ہیں۔
ان کی شناخت نہیں ہو سکی۔

ایوب

﴿جن راویوں کے نام ”ایوب“ ہے﴾

۱۰۶۳- ایوب بن ابراہیم مروزی

ان کا لقب ”عبدویہ“ ہے۔ یہ امام مالک رحمہ اللہ کے زمانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ یہ راوی ”مجهول“ ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کے حوالے سے ان کے نتیجے ہاشم بن عجلد نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن حبان رحمہ اللہ نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے حضرت علی رحمہ اللہ کے خصائص سے متعلق کتاب میں روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۶۴- ایوب بن ابی امامۃ بن سہل مدنی

یہ ”منکر الحدیث“ ہے اور یہ ازدی کا قول ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: یہ اپنے ساتھی کے حوالے سے ضعیف ہیں۔

۱۰۶۵- ایوب بن بشیر شامی

انہوں نے بعض تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۶۶- ایوب بن بشیر بصری

انہوں نے فضیل بن طلحہ سے روایات نقل کی ہیں، لیکن یہ دونوں ہی ”مجهول“ ہیں۔

۱۰۶۷- ایوب بن بشیر المعاوی الاوسی،

انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رحمہ اللہ کے حوالے سے روایات نقل کی گئی ہیں۔ ان کے بارے میں جرح نہیں کی گئی ہے البتہ ابن حبان رحمہ اللہ نے ان کا تذکرہ اپنی تاریخ میں کیا ہے۔ ان کا انتقال ۱۱۹ ہجری میں ہوا۔

۱۰۶۸- ایوب بن بشیر۔ بالضم بن کعب العدوی

انہوں نے تابعین سے روایات نقل کی ہیں اور یہ ”صدوق“ ہیں۔ امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے روایت نقل کی ہے۔

۱۰۶۹- ایوب بن ثابت

انہوں نے عطاء اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات کی تعریف نہیں کی گئی ہے۔

ان سے ابو عامر عقیلی نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۷۰- ایوب بن جابر بن سیار الیمامی (د، ت)

انہوں نے سماک بن حرب اور دیگر حضرات سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشیء“ ہے۔

ابن مدینی کہتے ہیں: یہ احادیث گڑھا کرتا تھا۔

امام ابو زرعد رازی فرماتے ہیں: یہ ”داہی الحدیث“ تھے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ ”ضعیف“ ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات سچے لوگوں کی نقل کردہ روایات سے تعلق رکھتی ہیں۔

شیخ طلاس فرماتے ہیں: یہ ”صالح“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اتقوا النار ولو بشق تمرة

”جہنم سے بچنے کی کوشش کرو، خواہ نصف کھجور کے ذریعے ایسا کرو۔“

اس روایت کو نقل کرنے میں ورکانی منفرد ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات ”صالح“ ہیں اور قرہ بنی حیثیت رکھتی ہیں۔ یہ ان افراد میں سے ایک ہے

جن کی نقل کردہ روایات تحریر کی جائیں گی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

اشربوا فیہا بادلکم ولا تسکروا

”جن برتنوں میں تمہیں مناسب لگے ان میں پی لو تاہم نشاء اور چیز نہ پیتا۔“

یہ روایت درست نہیں ہے۔

۱۰۷۱- ایوب بن ابی حجر الشامی

یہ ”منکر الحدیث“ ہے اور یہ ازدی کا قول ہے۔

یہ ابن سلیمان ابو حجر ہے اس نے بکر بن صدقہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔ جہاں تک ابو حاتم کا تعلق ہے تو وہ کہتے ہیں:

اس کی نقل کردہ روایات درست ہیں۔

۱۰۷۲- ایوب بن حسن بن علی بن ابی رافع

یہ ”منکر الحدیث“ ہے اور یہ موسلی کا قول ہے۔

۱۰۷۳-ایوب بن الحصین (ت)

ایک قول کے مطابق محمد بن الحصین ہے، اس نے ابو علقمہ سے روایات نقل کی ہیں۔ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
لا تصلوا بعد الفجر الا مسجدین
”فجر کے بعد (یعنی صبح صادق ہو جانے کے بعد) صرف دو رکعات سنت ادا کرو (یعنی اس کے علاوہ اور کوئی نقل نہیں پڑھ سکتے)۔“

اس راوی سے اس روایت کو قدامہ بن موسیٰ نے نقل کیا ہے، یہ راوی معروف نہیں۔
امام دارقطنی برائے فرماتے ہیں: ”مجهول“ ہے۔

۱۰۷۴-ایوب بن حکم

انہوں نے حسن سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۱۰۷۵-ایوب بن خالد

انہوں نے امام اوزاعی سے روایات نقل کی ہیں۔
اس سے ”منکر“ روایات منقول ہیں۔

۱۰۷۶-ایوب بن خوط، ابوامیہ بھری

اسے ”أحملي“ بھی کہا جاتا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ بن مبارک رحمہ اللہ اور دیگر افراد نے اسے ”متروک“ قرار دیا ہے۔ عباس دوری نے بھی اس کا قول نقل کیا ہے۔
اس کی نقل کردہ احادیث تحریر نہیں کی جائیں گی۔

امام نسائی رحمہ اللہ، امام دارقطنی رحمہ اللہ اور ایک جہات نے کہا ہے: یہ راوی ”متروک“ ہے۔
شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”ذہاب“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
الذباب مکلف فی النار
”کھیاں ساری کی ساری جہنم میں ہوں گی۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ابن ابی یزید (فان) تلک النوطة الصغرى
 "جو شخص عورت کی پچھلی شرمگاہ میں صحبت کرتا ہے تو یہ چھوٹی قسم کا قوم موط کا سر غمٹ ہے۔"
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کیا ہے۔

اعطی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قود ثلاثین - یعنی فی النساء
 "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر قوت دی گئی تھی (جتنی خواتین کے ساتھ صحبت کرنے کے حوالے سے)۔"
 انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

لما تجلی ربہ لجبل اشر بأصبعہ فبین نورہ جعلہ دکی
 "جب اس کے پروردگار نے پہاڑ پر چمکی کی۔" پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلی کے ذریعے اشارہ کیا کہ اس نے اپنے نور کے
 لامیٹہ استر یزور یزور کر دیا۔"
 اس سے یہ روایت بھی منقول ہے۔

ان ضریرا دخل المسجد فوضع رجلہ فی خیار من الارض فصح الناس فی الصلاة، فامرہم النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم ان یعیبوا الوضوء والصلاة
 "ایک نامیٹا شخص مسجد میں داخل ہوا اس نے پناپاؤں ایک کڑھے میں رکھ دیے تو لوگ نماز کے دوران اس پر بڑے تو جی
 اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یہ ہدایت کی کہ وہ دوبارہ وضو کریں اور دوبارہ نماز پڑھیں۔"

۱۰۷۷-۱۰۷۸-ایوب بن ذکوان

انہوں نے حسن سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ "متکرم حدیث" ہے اور یہ بات امام بخاری رحمہ اللہ کا قول ہے۔
 شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی "متروک حدیث" ہے۔
 شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے اکثر کی متابعت نہیں کی گئی۔
 سویح بن سعید نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ یقول: ان اعظم عسوا من ان استمر علی عبیدی ثم
 افصحہ لا ازال اغفر لعبیدی ما استغفرونی
 نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

"اے اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ میں معاف کرنے کے حوالے سے غصیم ہوں یہ کہ میں پہلے اپنے بندے کا پروردگاروں اور
 پھر اسے رسوا کردوں۔ میرا بندہ جب تک مجھ سے مغفرت طلب کرتا رہے گا میں اس کی مغفرت کرتا رہوں گا۔"

۱۰۷۸- ایوب بن سلیمان (خ، د، ت، س) بن بلال، ابو یحییٰ مدنی

اس نے ابو بکر عبدالحمید بن ابوالیس کے حوالے سے سلیمان بن بلال سے ایک بڑا نسخہ نقل کیا ہے۔

ان سے بخاری، ذہلی اور محمد بن اسماعیل ترمذی نے روایات نقل کی ہیں۔

ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کتاب "الثقات" میں کیا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اس نے ایسی روایات نقل کی ہیں جن کی متابعت نہیں کی گئی ہے۔ پھر شیخ ازدی نے اس کے حوالے

سے بعض عمدہ لیکن "غریب" روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۷۹- ایوب بن سلیمان ابویسع المکفوف

شیخ ابوالفتح ازدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ "جہت" نہیں ہے

۱۰۸۰- ایوب بن سلیمان (ق)

انہوں نے ابوالامہ باہلی سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی "مجهول" ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی نقل کردہ سب سے قابل رشک روایت میرے نزدیک یہ ہے۔

مؤمن خلیف الحاذق

"وہ مؤمن جس کی پشت کا بوجھ ہلکا ہو۔"

اس روایت کو اس سے نقل کرنے میں ابراہیم بن حرہ نامی راوی منقرض ہے۔

۱۰۸۱- ایوب بن سوید (د، ت، ق) الرطبی، ابومسعود

انہوں نے ابن جریج ہشمی بن صباح اور ایک گروہ سے اور ان سے دحیم، کثیر بن عبید، محمد بن عبد اللہ بن عبدالحکم نے روایات نقل کی

ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ "ثقة" نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ راوی "لیس بشیء" ہے۔ ابن مبارک کہتے ہیں: میں اس پر الزام عائد کرتا ہوں۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین نے ان کے بارے میں کلام کیا ہے۔

ابن حبان رحمہ اللہ پر حیرت ہوتی ہے کہ اس نے اس کا تذکرہ کتاب الثقات میں کیا ہے، لیکن اچھی طرح نہیں کیا اور یہ کہا ہے کہ اس کا

حافظ ٹھیک نہیں تھا۔ ابن عدی نے اپنی کامل میں اس کا طویل تذکرہ نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ ابو عمر بن نحاس نے یہ بات بیان کی ہے۔ ضمیرہ

بن رہے اور ایوب بن سوید کے درمیان کچھ دوری تھی۔ ضررہ جب ایوب کے پاس سے گزرتے تھے تو یہ کہتے تھے اس کی طرف دیکھ اس کی گردن میں غلامی کتنی واضح ہے اور ایوب جب ضررہ کے پاس سے گزرتے تھے تو کہتے تھے اس کو دیکھو اگر اسے یہ کہا جائے کہ شیطان کے لیے دعا کرو تو یہ اس کے لیے بھی دعا کر دے گا۔ ایوب لوگوں کی امامت کیا کرتے تھے۔ وہ ہمیں حدیث سناتے ہوئے یہ کہتے تھے کہ اللہ کی قسم! یہ ایسی روایات ہیں جن کے سر بلند ہیں۔ یہ ایسی نہیں ہیں کہ ان پر گھنٹی بجائی گئی ہو کہ ان کی شناخت ہی نہ ہو سکے۔

حسین بن ابوسری کہتے ہیں: حسین بن علی رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا ایوب بن سوید نے کیا کیا ہے۔ میں نے جواب دیا: کچھ نہیں تو انہوں نے کہا ہمارے پاس وہ مسعر کے زمانے میں آئے تھے اس وقت ان کے بال تھے وہ ہمیں تحریر کروایا کرتے تھے پھر انہیں کنوا دیتے تھے: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں۔

اذا تناول العبد كأس الخمر في يومه فاداه الايمان: نشدتك الله ان تدخه علي، فاني لا استقر انا وهو، فان شربه نفر منه نفرة لم يعد اليه اربعين صباحا، فان تاب تاب الله عليه

”جب کوئی بندہ شراب کا پیالا اپنے ہاتھ میں لیتا ہے تو ایمان اسے پکار کر جتا ہے میں تمہیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ تم اسے مجھ پر نہ داخل کرو کیوں کہ میں اور یہ شراب ایک جگہ اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ اگر آدمی اس شراب کو پی لیتا ہے تو ایمان اس سے دور ہو جاتا ہے یہاں تک کہ چالیس دن تک اس کے پاس نہیں آتا، لیکن اگر وہ شخص توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ کو قبول کر لیتا ہے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

انما اهلن من كان قبلكم ان عظموا مملوكمه بأن قاموا لهم وقعدوا

”تم سے پہلے کے لوگ ہلاکت کا شکار اس لیے ہو گئے کہ وہ اپنے بادشاہوں کی اس طرح تعظیم و تکریم کرتے تھے کہ وہ بادشاہوں کے لیے کھڑے رہتے تھے اور بادشاہ بیٹھے رہتے تھے۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

من مشي لامام جائز في حاجة جعله الله قرينه يوم القيامة، فان الله علي باب ظلم جعل قرين هامان

”جو شخص کسی کام کے لیے کسی ظالم حکمران کے پاس جائے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے اس حکمران کا ساتھی بنا دے گا اور اگر کوئی شخص کسی ظالم حکمران کی کسی ظلم کی طرف رہنمائی کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس شخص کا ساتھی ہامان کو بنائے گا۔“

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

من تزوج قبل ان يحج فقد بدأ بالمعصية

”جو شخص حج کرنے سے پہلے شادی کر لے اس نے معصیت کا آغاز کیا۔“

ابن ابی عامر کہتے ہیں: ایوب بن سوید کا انتقال 230 ہجری میں ہوا۔

۱۰۸۲-ایوب بن سیار زہری مدنی

انہوں نے یعقوب بن زید، ابن منکدر سے اور ابن سے شباہ (بن سوار) اور ایک جماعت نے روایات نقل کی ہیں۔
ابن معین کہتے ہیں: یہ راوی "لیس بشی" ہے۔

ابن مدینی سے ان کے بارے میں دریافت کیا گیا تو وہ بولے: یہ ہمارے نزدیک ثقہ نہیں۔ تاہم ان کی نقل کردہ روایات تحریر نہیں کی جائیں گی۔

سعدی فرماتے ہیں: یہ "غیر ثقہ" ہیں۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ راوی "مترک" ہے۔

ایک جماعت نے ایوب نامی راوی کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: اسفروا بالنفجر الحدیث

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے: "نفجر کو روشن کر کے پڑھو"۔

شیخ ابن مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: علی بن محمد نے اپنی سند کے ساتھ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے:

قال: اذنت فی غداة باردة، فخرج النبي صلی اللہ علیہ وسلم فمع یر احدا فی المسجد، فقال: این

الناس؟ قلت: منهم البرد قال: اللهم اذهب عنهم البرد، فرآيتهم يتروحون

"ایک مرتبہ میں نے صبح جدی اذان دے دی۔ نبی اکرم ﷺ تشریف لائے تو آپ نے کسی بھی شخص کو مسجد میں نہیں

دیکھا۔ آپ نے دریافت کیا: لوگ کہاں ہیں۔ میں نے عرض کی وہ سردی کی وجہ سے نہیں آئے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے

دعا کی اے اللہ! ان سے سردی کو دور کر دے تو میں نے ان لوگوں کو (گروہ درگروہ) آتے ہوئے دیکھا۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس کی سند میں مستحلی (نامی راوی ہے) یہ "ثقہ" نہیں ہے۔

۱۰۸۳-ایوب بن صالح (ازوی)

انہوں نے عمر بن عبد العزیز سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی "مجبول" ہے۔

۱۰۸۴-ایوب بن صالح

انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں "ضعیف" قرار دیا ہے۔

۱۰۸۵-ایوب بن صالح بن عاکل (خ، م) کوئی

انہوں نے شعبی سے اور ابن سے جریر ابن عبد الحمید بھی رہی اور دیگر افراد نے روایات نقل کی ہیں۔

ابو حاتم اور دیگر حضرات نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

جہاں تک امام زرعی کا تعلق ہے تو انہوں نے اس کا نام اپنی کتاب ”الضعفاء“ میں لیا ہے۔

یہ مرجع فرقے سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ بات امام بخاری رحمہ اللہ نے نقل کی ہے اور انہوں نے ان کے عقیدہ ارجاء کی وجہ سے ان کا تذکرہ ”الضعفاء“ میں کیا ہے۔ مجھے امام بخاری رحمہ اللہ پر حیرت ہوتی ہے کہ وہ ان پر تنقید بھی کرتے ہیں اور ان سے روایات بھی نقل کرتے ہیں۔ امام بخاری رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے اور امام مسلم رحمہ اللہ نے ان کے حوالے سے ایک اور روایت نقل کی ہے یہ راوی ”مقل“ ہے۔

۱۰۸۶- ایوب بن طہمان ثقفی

یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے؟

شبابہ بن سوار کہتے ہیں: ایوب نے ہمیں یہ بات بتائی ہے کہ انہوں نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وہ مدائن میں ایوان میں داخل ہوئے تو انہوں نے وہاں موجود قبلہ کی سمت میں لگی ہوئی تصویروں کے بارے میں حکم دیا تو ان کے سر کاٹ دیئے گئے پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز ادا کی۔

یہ روایت خطیب بغدادی نے نقل کی ہے۔

۱۰۸۷- ایوب بن عبد اللہ مطاح

انہوں نے حسن سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی معروف نہیں۔

۱۰۸۸- ایوب بن عبد اللہ کوفی

انہوں نے محمد بن عقبہ (سدوسی) سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابوالفتح ازہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترکک“ ہے۔

۱۰۸۹- ایوب بن عبد اللہ بن مکمرز

یہ جلیل القدر تابعی ہیں۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے ایسی روایت منقول ہے جس کی متابعت نہیں کی گئی۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: اس راوی نے حضرت عبد اللہ بن مسعود اور حضرت داہد بن معبد کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں جب کہ اس کے حوالے سے شریح بن عبید زبیر ابو عبد السلام نے روایات نقل کی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ یہ ”مکرز“ ہو جس نے حضرت ابو ہریرہ کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۰۹۰- ایوب بن عبد الرحمن العدوی

اس کے حوالے سے بعض تابعین سے وضو کے بارے میں روایت منقول ہے۔

یہ راوی ”مجہول“ ہے۔

۱۰۹۱- ایوب بن محمد السلام، ابو عبد السلام

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ شخص بے دین تھا۔

اس نے ابوبکر کے حوالے سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

ان اللہ اذا غضب انتفخ علی العرش حتی یثقل علی حمتہ

”بے شک جب اللہ تعالیٰ غضبناک ہوتا ہے تو وہ عرش کے اوپر پھول جاتا ہے یہاں تک کہ عرش اٹھانے والے فرشتوں کے لیے بھاری ہو جاتا ہے۔“

یہ روایت حماد بن سلمہ نے نقل کی ہے اور یہ راوی جھوٹا ہے۔

(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: حماد بن سلمہ نے اس روایت کو نقل کر کے بہت برا کیا ہے کہ اس نے ایسی گمراہ کن

روایت نقل کی ہے جب کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔

کفی بالمرء اثماً ان يحدث بكل ما سمع۔

”آدمی کے گنہگار ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی چیز کو آگے بیان کر دے۔“

میں تو اس کی حماد کے حوالے سے سند سے بھی واقف نہیں ہوں اس لیے اس پر غور کرنا چاہئے، کیوں کہ ابن حبان رحمہ اللہ طعن و تشنیع

بہت کرتے ہیں۔

۱۰۹۲- ایوب بن عتبہ (ق) ابویحییٰ

یہ ”یمامہ“ کے قاضی تھے۔

انہوں نے عطاء، یحییٰ ابن ابی کثیر سے اور ان سے ابوالنضر، سعدویہ، احمد بن یونس، محمود الظفری نے روایات نقل کی ہیں۔

امام احمد بن حنبل، یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور محدثین کی ایک جماعت نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے اور ایک قول کے مطابق یہ ”ثقة“

ہے اور قائم نہیں ہے۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ”قوی“ نہیں ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ محدثین کے نزدیک ”لیسن“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جہاں تک اس کی کتابوں کا تعلق ہے تو وہ درست ہیں، لیکن جو روایات اس نے اپنی یادداشت کے

حوالے سے نقل کی ہیں ان میں یہ غلطی کر جاتا ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کے "ضعیف" ہونے کے باوجود اس کی احادیث تحریر کی جائیں گی۔

امام نسائی رحمہ اللہ نے کہا ہے: یہ حدیث نقل کرنے میں اضطراب کا شکار ہو جاتا ہے۔

مظفر بن عدک کہتے ہیں: یہ راوی "لیس بشی" ہے۔

امام ابوداؤد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ تحریری روایات صحیح نقل کرتا ہے اپنے انتقال سے پہلے "ساقط الاعتبار" ہو گیا تھا۔

بخاری فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ احادیث تحریر کی جائیں گی۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت طلق بن علی رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت "مرفوع" حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

لا تمنع المرأة نفسها ولو على ظهر قصب

"کوئی عورت (اپنے شوہر کو) اپنے آپ سے روکے نہیں اگرچہ وہ اس وقت پالان کی پشت پر سوار ہو۔"

امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بہت زیادہ وہم کا شکار ہو جاتا ہے یہاں تک کہ اس سے فحش غلطیوں کا صدور ہوتا ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں:

إذا نام أحدكم وفي نفسه ان يصني من النمل فليضع قبضة من تراب عنده، فإذا انتبه فليقبض

بيمينه ثم لو حصب عن شباله

"جب کوئی شخص سو جائے اور اس کے ذہن میں یہ خیال ہو کہ وہ رات کے وقت اٹھ کر نو اٹھ ادا کرے گا تو وہ ایک مٹھی بھر مٹی

اپنے پاس رکھے اگر وہ بیدار ہو جائے تو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لے پھر اسے اپنے بائیں طرف رکھ دے۔"

یہ روایت جھوٹی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيعم الغرد

"نبی اکرم ﷺ نے دھوکے کے سودے سے منع کیا ہے۔"

برقانی کہتے ہیں: میں نے امام دارقطنی رحمہ اللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے: ایوب بن عقبہ نامی راوی کو ترک کیا جائے گا۔

ایک مرتبہ انہوں نے یہ کہا ہے ان پر اعتبار کیا جائے اور یہ ایوب بن جابر کے مقابلے میں زیادہ قوی ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت نقل کی ہے۔

جاء رجل من الحبشة الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال له: سل واستفهم، فقال: يا رسول

الله فضلتهم علينا بالصور والالوان والنبوة، افرأيت ان آمنت بمثل ما آمنت به، عملت بمثل ما

عملت اني لكائن معك في الجنة؟ قال: نعم ثم قال: والذي نفسي بيده انه ليرى بياض الاسود من

مسيرة الف عام الحديث

"حبشہ سے ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ نبی اکرم ﷺ نے اس سے فرمایا: تم سوال کرو اور فہم حاصل

کرو۔ اس نے عرض کی: یا رسول اللہ! آپ کو ہم پر شکل و صورت رنمت اور نبوت کے حوالے سے فتنیات دی گئی ہے۔ آپ کا کیا خیال ہے کہ اگر میں اسی طرح ایمان لے آتا ہوں جس طرح آپ ایمان لائے ہیں اسی طرح عمل کرتا ہوں جس طرح آپ عمل کرتے ہیں تو کیا میں جنت میں آپ کے ساتھ ہوں گا تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! پھر آپ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے دست قدرت میں میری جان ہے وہ شخص ایک ہزار سال کی دوری سے سیاہ ق کی سفیدی کو دیکھ لے گا۔

اس میں ایک یہ روایت بھی ہے:

من قال سبحان الله وبحمده كتب الله له مائة الف واربعه وعشرين الف حسنة
”جو شخص سبحان اللہ وبحمدہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ پوچیس ہزار نیکیاں لکھ لیتا ہے۔“
یہ روایت ”مکرم“ ہے اور صحیح نہیں ہے۔

۱۰۹۳- ایوب بن عقبہ بصری

انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایات نقل کی ہیں۔
امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

۱۰۹۴- ایوب بن عروہ

انہوں نے ابو مالک جعفی سے روایات نقل کی ہیں۔
اس سے ”مکرم“ روایات منقول ہیں۔

۱۰۹۵- ایوب بن ابی علاج

اس نے امام ابو جعفر محمد بن علی (یعنی امام محمد الباقر) سے روایات نقل کی ہیں۔
اس پر چھوٹے ہونے کا الزام ہے۔
یہ ساقط الاعتبار ہے اور اس کا مینا عبد اللہ اس سے زیادہ نا قابل اعتبار ہے۔

۱۰۹۶- ایوب بن عیاض

انہوں نے عبد الملک بن یحییٰ سے اور ان کے حوالے سے ان کے صاحبزادے موسیٰ نے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۱۰۹۷- ایوب بن فراس

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے سعید بن مسیب رحمہ اللہ سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ راوی ”مجهول“ ہے۔

۱۰۹۸- ایوب بن قطن (دق)

انہوں نے عبادہ بن ثنی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مجهول“ ہے۔

ان سے صرف محمد بن یزید بن ابوزیاد نے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے کسی متعین مدت کے بغیر موزوں پر مسح کرنے کے بارے میں روایات منقول ہیں، لیکن یہ روایت مستند طور پر ثابت نہیں ہے کیوں کہ اس کے الفاظ میں مختلف راویوں نے اختلاف کیا ہے۔ سعید بن عفیر نے اپنی سند کے ساتھ ابی بن عمارہ کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال: يا رسول الله، امسح على الخفين يوما؟ قال: نعم، ديومين قال: ديومين يا رسول الله؟

قال: نعم، وثلاثا حتى يبلغ سبعا قال: نعم، ما يدالك

”انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! کیا میں ایک دن تک موزوں پر مسح کر سکتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! دو دن

تک بھی۔ انہوں نے عرض کی: یا رسول اللہ! میں دو دن تک بھی مسح کر سکتا ہوں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جی ہاں! تین دن

تک بھی۔ یہاں تک کہ نبی اکرم ﷺ نے سات دن تک کا تذکرہ کیا اور ارشاد فرمایا: جی ہاں! جتنا تمہیں مناسب لگے (تم

اتنے عرصے تک موزے اتارے بغیر ان پر مسح کر سکتے ہو)۔“

یہ تینوں راوی ”مجهول“ ہیں۔

۱۰۹۹- ایوب بن محمد، ابوہل عجل یمامی

اس کا لقب ابوہل جمل ہے۔

انہوں نے یحییٰ بن ابی کثیر، عطاء بن سائب سے روایات نقل کی ہیں۔

یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

امام ابوزر عہد رازی فرماتے ہیں: یہ ”مسنک الحدیث“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عقلی فرماتے ہیں: یہ اپنی بعض روایات میں وہم کا شکار ہو جاتے ہیں اور یہ ابو جہیل ہے انہوں نے اپنی سند کے ساتھ قیس بن طلق کے حوالے سے ان کے والد کا بیان نقل کیا ہے۔

سأنا رسول الله صلى الله عليه وسلم عن مسن الفرج، فقال: بضعة منك

”ہم نے نبی اکرم ﷺ سے شرمگاہ چھونے کے بارے میں دریافت کیا۔ (کیا اسے چھونے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) تو نبی

اکرم ﷺ نے فرمایا: وہ تمہارے جسم کا حصہ ہے۔“

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایوب راوی ”مجهول“ ہے۔

عبداللہ بن رجاہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے نبی اکرم ﷺ کا یہ فرمان نقل کیا ہے:

ليس على المرأة احرام الا في وجهها

”عورت کے صرف چہرے پر احرام ہوگا۔“

یہ روایت محفوظ ”موقوف“ ہے۔

اس روایت کو اس راوی کے حوالے سے حبان بن ہلال، عمر بن یونس اور عبداللہ بن رجاہ نے نقل کیا ہے۔ فسوی نے اسے ”ثقة“ قرار دیا ہے اور ابو حسل یامی نامی راوی سلیمان بن داؤد ہے جس کا تذکرہ آگے آئے گا۔

۱۱۰۰- ایوب بن محمد ابو میمون الصوری

انہوں نے کثیر بن عبید حمصی سے روایات نقل کی ہیں۔

امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

۱۱۰۱- ایوب بن محمد ابو الحسن کوفی

یہ محمد بن عقبہ سدوسی کا استاد ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ روایات ”منکر“ ہیں۔

۱۱۰۲- ایوب بن مدرک حنفی

انہوں نے کھول سے روایات نقل کی ہیں۔

ابن معین کہتے ہیں: یہ راوی ”لیس بشیء“ ہے۔

ایک قول کے مطابق: یہ راوی ”کذاب“ ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ اور امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”مترک“ ہے۔

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو رواہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔

ان الله وملائكته يصلون على اصحاب العنان يوم الجمعة

بیشک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے جمعہ کے دن عمامہ باندھنے والوں پر رحمت نازل کرتے ہیں۔

اس سے یہ روایت بھی مقبول ہے۔

کھول نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان نقل کیا ہے۔ (نبی اکرم ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

يا عائشة، ينبغي للرجل اذا خرج الى اصحابه ان يهيء من لحيته ورأسه، فان الله جميل يحب

الجمال

”نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اے عائشہ! آدمی کے لیے مناسب ہے کہ جب وہ اپنے ساتھیوں کے پاس جائے تو اپنی داڑھی کے بال اور سر کے باتوں کو سنوار لے کیوں کہ اللہ تعالیٰ جمیل ہے اور وہ جمال کو پسند کرتا ہے۔“
امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایوب بن مدرک نے مقبول کے حوالے سے موضوع نسخ نقل کیا ہے انہوں نے مدرک کو دیکھا ہی نہیں۔

علی بن حجر نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ابوالبراء ایم ترجمانی نے اس کے حوالے سے اس کی سند کے ساتھ حضرت واہلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے:
لا یسمع الرجل جہتہ حتی یسلم، لا بأس ان یمس عرق صدغہ
”آدمی سلام پھیرنے تک اپنے چہرے پر ہاتھ نہ پھیرے۔ البتہ اگر وہ اپنی کنٹیوں پر ہاتھ پھیر لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

۱۱۰۳- ایوب بن مسکین (د، ت، س)

ایک قول کے مطابق: ابن ابی مسکین، ابوالعلاء القصاب حمی واسطی
انہوں نے قنۃ اور مقبری سے اور ان سے یزید، اسحاق بن یوسف، محمد بن یزید نے روایات نقل کی ہیں۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اسے ”ثقة“ قرار دیا ہے اور کہا ہے: یہ اہل واسط کا مفتی تھا۔
اسحاق کہتے ہیں: ثوری اس سے زیادہ پرہیزگار نہیں تھے۔
امام ابوحاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔
امام دارقطنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس پر اعتبار کیا جائے گا۔
شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایات میں کچھ اضطراب پایا جاتا ہے۔
انہوں نے یہ بھی کہا ہے میں نے اس کے حوالے سے کوئی منکر روایت نہیں پائی ہے۔
(امام ذہبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:) میں یہ کہتا ہوں: ان کا انتقال 140 ہجری میں ہوا۔

۱۱۰۴- ایوب بن ابوالخضر

یہ ابو وہب کا استاد ہے اور یہ راوی ”مجہول“ ہے۔

۱۱۰۵- ایوب بن موسیٰ (د)

موسیٰ بن ایوب ہے۔

انہوں نے ایک تابعی سے روایات نقل کی ہیں۔

اسی طرح لیٹ نے اس کے حوالے سے روایات نقل کی ہیں، لیکن انہوں نے اس کے نام کے حوالے سے شک ظاہر کیا ہے۔

۱۱۰۶- ایوب بن موسیٰ

ایک قول کے مطابق: ابن محمد، ابوکعب سعدی بلقادی

انہوں نے سلیمان بن حبیب سے اور ان سے صرف ابوالجہا ہر نے روایات نقل کی ہیں اور انہوں نے انہیں ”ثقة“ قرار دیا ہے۔
عبداللہ بن مبارک اور مقبری نے موسیٰ بن ایوب کے حوالے سے اس کے چچا عباس بن عامر کے حوالے سے روایت نقل کی ہے اور یہی درست ہے۔

۱۱۰۷- ایوب بن منصور

انہوں نے علی بن مسیر سے روایات نقل کی ہیں۔

اس سے ایک منکر روایت منقول ہے جس کی سند کا انکار کیا گیا ہے جو اس نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔ نبی اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں: تجاوز لاہتی ما حدث بہ انفسہا
”اللہ تعالیٰ نے میری امت کی ان چیزوں سے درگزر کیا ہے جو وہ اپنے ذہن میں سوچتے ہیں۔“
عقین فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت میں وہ پایا جاتا ہے۔

۱۱۰۸- ایوب بن موسیٰ بن عمرو الاشدرق

اس کی روایت کی سند مستند نہیں ہے یہ ازدی کا قول ہے، لیکن اس کے اس قول کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیوں کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ، یحییٰ بن معین رحمہ اللہ اور ایک جماعت نے اسے ”ثقة“ قرار دیا ہے۔

۱۱۰۹- ایوب بن شیح

یہ مروان بن معاویہ کا استاد ہے۔

امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی نقل کردہ روایت سے استدلال نہیں کیا جاسکتا۔

۱۱۱۰- ایوب بن نعمان

انہوں نے زید بن ارقم سے روایات نقل کی ہیں۔

یہ قوی نہیں ہے۔ امام دارقطنی رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔

۱۱۱۱- ایوب بن نہیک

نہیک نے مجاہد سے روایات نقل کی ہیں۔

شیخ ابو حاتم رازی رحمہ اللہ اور دیگر حضرات نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔

شیخ ابوالفتح ازری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ راوی ”متروک“ ہے۔
ابن حبان رحمہ اللہ نے اس کا تذکرہ کتاب الشہات میں کیا اور یہ بات بیان کی ہے یہ غلطی کر جاتا ہے۔

۱۱۱۲- ایوب بن ہانی (ق)

انہوں نے مسروق سے اور ان سے ابن جریج نے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے انہیں ”ضعیف“ قرار دیا ہے۔ امام ابو حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ صالح ہے۔

۱۱۱۳- ایوب بن ہانی

انہوں نے سفیان ثوری سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ”مجبول“ ہے۔

۱۱۱۴- ایوب بن ابی ہند

انہوں نے ابومردان سے روایات نقل کی ہیں۔ یہ پتہ نہیں چل سکا کہ یہ کون ہے۔

۱۱۱۵- ایوب بن واقد (ت)

یہ کوذکار ہنوا تھا اور اس نے بصرہ میں رہائش اختیار کی تھی۔
انہوں نے ہشام بن عروہ اور اس کے طبقے کے افراد سے اور ان سے داہر بن نوح، بشر بن معاذ نے روایات نقل کی ہیں۔
امام بخاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”مکر الحدیث“ ہے۔
امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ”ضعیف“ ہے۔
یحییٰ بن معین رحمہ اللہ کہتے ہیں: یہ ”ثقة“ نہیں ہے۔

شیخ ابن عدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے جو روایات نقل کی ہیں ان میں سے اکثر کی متابعت نہیں کی گئی۔
امام ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: انہوں نے اپنی سند کے ساتھ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ روایت نقل کی ہے۔

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: من نزل بقوم فلا یصم الا باذنہم
”بے شک نبی اکرم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا ہے: جو شخص کسی قوم کے ہاں مہمان بنے تو وہ ان کی اجازت کے بغیر (نقلی) روزہ نہ رکھے۔“

۱۱۱۶- ایوب بن واقد

انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے یہ روایت ”مرفوع“ حدیث کے طور پر نقل کی ہے۔
ان اللہ لا یجمع امتی عنی ضلالة

”بے شک اللہ تعالیٰ میری اُمت کو گمراہی پر اکٹھا نہیں کرے گا۔“
عبداللہ نامی یہ راوی معروف نہیں۔

۱۱۱۷- ایوب بن واصل

انہوں نے ابن عیون سے روایات نقل کی ہیں۔
یحییٰ بن معین رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: میں اس سے واقف نہیں ہوں اور محدثین نے اسے قوی قرار دیا ہے۔

۱۱۱۸- ایوب بن وائل

انہوں نے نافع سے روایات نقل کی ہیں۔
اس کے حوالے سے ایک ہی روایت منقول ہے جو ”اکامل“ (نامی کتاب) میں مذکور ہے۔
شیخ ابوالفتح ازہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: یہ ”مجہول“ ہے۔
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ان کی نقل کردہ حدیث کی متابعت نہیں کی گئی اور وہ دعا کے بارے میں ہے۔
ان سے حماد بن زید اور ابولہلال نے روایات نقل کی ہیں۔

۱۱۱۹- ایوب بن یزید

ایک قول کے مطابق اس کا نام ایوب ابن ابی یزید ہے۔ انہوں نے بعض تابعین سے روایات نقل کی ہیں۔
ابوحاتم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ یہ راوی ”مجہول“ ہے۔

۱۱۲۰- ایوب

انہوں نے اپنے والد کے حوالے سے کعب سے روایات نقل کی ہیں۔
یہ راوی ”مجہول“ ہے۔

۱۱۲۱- ایوب النصاری

انہوں نے سعید بن جبیر سے روایات نقل کی ہیں۔

۱۱۲۲- ایوب ہشامی (س)

انہوں نے ابو عبد الرحمن قاسم سے اور ان سے زید بن ابیہنیہ نے ظہر کے بعد کی چار رکعات باقاعدگی سے ادا کرنے کی روایت نقل کی ہے۔

یہ راوی معروف نہیں (یعنی اس کی شناخت نہیں ہو سکی)۔